

شیخ ابوبکر

خواجہ محمد



یاد بود

جشن فرخنده تاجگذاری

محترم صائب پهلوی آریامهر

شاهنشاه ایران



و

علیاحضرت فرح پهلوی

شهبانوی ایران

آبانماه ۱۳۴۶

تذکرہ

شعرا و شاعرا

خداوند عالم! ہمارے ہر شاعر کو اللہ تعالیٰ سے
موفق فرما۔ آمین

— گرد آورده —

سرہنگ خواجہ عبدالرشید

آبانہ ۱۳۴۶ خ

اقبال کا ادبی کراچی

129948

۱۰۰۰

تعداد

۲۵ روپیہ

قیمت

اکتوبر ۱۹۶۷

ناشر : بی۔ اے ڈار، مدیر اقبال اکادمی، کراچی - ۲۹
مطبع : انڈسٹریز پرنٹرز معرفت القادر پرنٹنگ سینٹر، تین ہٹی، کراچی - ۵

فہرست مطالب

۳۳ - آشفۃ	۲۱ -	انتساب	الف
۳۴ - آشفۃ	۲۲ -	فہرست منابع و مآخذ	ع
۳۴ - آشنا	۲۳ -	فہرست اختصارات	ر
۳۶ - اصغری	۲۴ -	عرض احوال	۱
۳۷ - اصغری	۲۵ -	آزاد	۱۷ - ۱
۳۷ - اظہر	۲۶ -	آزاد	۱۸ - ۲
۳۷ - اعجاز	۲۷ -	آزاد	۱۹ - ۳
۴۰ - آفرین	۲۸ -	ابن مناج لاہوری	۲۰ - ۴
۴۷ - الفت	۲۹ -	آتشی لاہوری	۲۰ - ۵
۴۷ - الخواشی	۳۰ -	اثر	۲۱ - ۶
۴۸ - افصح	۳۱ -	احسن بتالوی	۲۲ - ۷
۴۹ - الفضل	۳۲ -	احسن	۲۲ - ۸
۴۹ - اکبر	۳۳ -	احسن	۲۲ - ۹
۵۰ - الہری	۳۴ -	احسن	۲۴ - ۱۰
۵۱ - انوار	۳۵ -	احسن	۲۵ - ۱۱
۵۲ - انوار	۳۶ -	احمد	۲۶ - ۱۲
۵۳ - اقبال	۳۷ -	اختر	۲۹ - ۱۳
۵۹ - الفی	۳۸ -	ادیب	۳۱ - ۱۴
۶۰ - امام	۳۹ -	ارسلان	۳۱ - ۱۵
۶۰ - امامی	۴۰ -	اسحق	۳۱ - ۱۶
۶۰ - امداد	۴۱ -	اسحق	۳۱ - ۱۷
۶۱ - امین	۴۲ -	اسد	۳۲ - ۱۸
۶۱ - امین حزمین	۴۳ -	اسیر لاہوری	۳۲ - ۱۹
۶۲ - انسی	۴۴ -	اشرف	۳۳ - ۲۰

(ح)

۷۶- پالپر ۹۵	۴۵- انصاف ۶۲
۷۷- پروانہ ۹۵	۴۶- انور ۶۲
۷۸- پیر بخش ۹۵	۴۷- انور ۶۳
۷۹- تاثیر ۹۶	۴۸- انوری ۶۳
۸۰- تایب ۹۶	۴۹- اولاد ۶۴
۸۱- تبسم ۹۶	۵۰- الہداد ۶۴
۸۲- تبسم ۹۸	۵۱- الہداد ۶۴
۸۳- تجرد ۹۹	۵۲- ایجاد ۶۴
۸۴- تجرد ۹۹	۵۳- ایمن ۶۵
۸۵- تجرید ۱۰۰	۵۴- ایوب ۶۶
۸۶- تحسین ۱۰۱	۵۵- بابر ۶۸
۸۷- تحسین ۱۰۱	۵۶- باہو ۶۸
۸۸- تسکین ۱۰۱	۵۷- باہو ۶۹
۸۹- تسلیم ۱۰۲	۵۸- برخوردار ۶۹
۹۰- تنہا ۱۰۲	۵۹- برق ۷۰
۹۱- تشبیہی ۱۰۳	۶۰- برق ۷۱
۹۲- ثاقب ۱۰۴	۶۱- برہان ۷۱
۹۳- ثقہ الدین بن یوسف محمد ۱۰۴	۶۲- برہمن ۷۲
۹۴- ثنائی ۱۰۵	۶۳- برہمن ۷۲
۹۵- میر جان علی ۱۰۶	۶۴- بسمل ۷۸
۹۶- جان محمد ۱۰۶	۶۵- بشارت ۷۸
۹۷- مولوی جان محمد ۱۰۶	۶۶- بلبل ۷۹
۹۸- جریدہ ۱۰۷	۶۷- بلبل و محمد ۷۹
۹۹- جشنی ۱۰۷	۶۸- بلگرامی ۸۰
۱۰۰- خوشابی ۱۰۷	۶۹- بیخود ۸۰
۱۰۱- جمال الدین علی ۱۰۷	۷۰- بیدار ۸۲
۱۰۲- جمال الدین بن یوسف ۱۰۷	۷۱- بیدل ۸۲
۱۰۳- جنون ۱۰۸	۷۲- بیدل ۹۰
۱۰۴- جودت ۱۰۹	۷۳- بہاؤ الدین زکریا ملتانی ۹۰
۱۰۵- جوش ۱۰۹	۷۴- بیرنگ ۹۱
۱۰۶- جویا ۱۰۹	۷۵- بیغم بیراگی ۹۲

۱۰۷- جہانگیر ۱۱۰	۱۳۸- خبرت ۱۳۸
۱۰۸- جیون ۱۱۱	۱۳۹- خدا بخش ۱۳۸
۱۰۹- چالاک ۱۱۱	۱۴۰- خدا بخش ۱۳۸
۱۱۰- چراغ ۱۱۱	۱۴۱- خرد ۱۳۹
۱۱۱- چنابی ۱۱۲	۱۴۲- خرد ۱۳۹
۱۱۲- حافظ ۱۱۲	۱۴۳- خسرو ۱۴۰
۱۱۳- حاکم ۱۱۳	۱۴۴- خسروی ۱۴۲
۱۱۴- حاکم ۱۱۴	۱۴۵- خطابی ۱۴۲
۱۱۵- حالتی ۱۱۸	۱۴۶- خطیرالدین محمد ۱۴۳
۱۱۶- حرمان اصفہانی ۱۱۸	۱۴۷- خوشتر ۱۴۴
۱۱۷- حزین ۱۱۸	۱۴۸- خوشدل ۱۴۴
۱۱۸- حسام ۱۲۵	۱۴۹- خوشدل ۱۴۴
۱۱۹- حسن ۱۲۵	۱۵۰- خلیل ۱۴۵
۱۲۰- حسن دہلوی ۱۲۶	۱۵۱- خواجہ محمد رشید ۱۴۵
۱۲۱- حسین ۱۲۶	۱۵۲- دانا ۱۴۷
۱۲۲- حسینی ۱۲۶	۱۵۳- دبیر ۱۴۷
۱۲۳- حسینی ۱۲۶	۱۵۴- دستور ۱۴۷
۱۲۴- حضوری ۱۲۸	۱۵۵- دلشاد ۱۴۷
۱۲۵- حفیظ ۱۲۹	۱۵۶- دیدار ۱۴۹
۱۲۶- حقوری ۱۳۲	۱۵۷- دیدہ ۱۵۰
۱۲۷- حقیقت ۱۳۲	۱۵۸- ذاکر ۱۵۱
۱۲۸- حمید ۱۳۳	۱۵۹- ذرہ ۱۵۱
۱۲۹- حمید الدین مسعود ۱۳۳	۱۶۰- رازی ۱۵۲
۱۳۰- حمیدی ۱۳۳	۱۶۱- راسخ ۱۵۳
۱۳۱- حیدر ۱۳۴	۱۶۲- رائج ۱۵۴
۱۳۲- حیدری ۱۳۵	۱۶۳- رائج ۱۵۸
۱۳۳- حیران ۱۳۵	۱۶۴- راعب میرزا جعفر ۱۵۸
۱۳۴- حیرت ۱۳۶	۱۶۵- رحیم ۱۵۹
۱۳۵- خادم ۱۳۶	۱۶۶- رسای ۱۵۹
۱۳۶- خاک ۱۳۶	۱۶۷- رضوان ۱۶۰
۱۳۷- خاور ۱۳۸	۱۶۸- رفیع ۱۶۰

(ی)

۱۶۹ -	شیخ رکن الدین ابوالفتح ۱۶۱	۲۰۰ -	سوز ۱۸۸
۱۷۰ -	روحی ۱۶۱	۲۰۱ -	سوزی ۱۸۸
۱۷۱ -	روشن ۱۶۱	۲۰۲ -	سویدا ۱۸۸
۱۷۲ -	روشن ۱۶۲	۲۰۳ -	سیادت ۱۸۸
۱۷۳ -	رونی ۱۶۲	۲۰۴ -	سرابی ۱۹۰
۱۷۴ -	ریاضی ۱۶۶	۲۰۵ -	سیف ۱۹۱
۱۷۵ -	زار ۱۶۷	۲۰۶ -	سیفی ۱۹۱
۱۷۶ -	زاهد ۱۶۷	۲۰۷ -	شادمان ۱۹۲
۱۷۷ -	زیب ۱۶۸	۲۰۸ -	شادمان ۱۹۳
۱۷۸ -	زیبا ۱۶۹	۲۰۹ -	شاعر ۱۹۴
۱۷۹ -	سارق ۱۶۹	۲۱۰ -	شاگرد ۹۴
۱۸۰ -	ساغر ۱۷۰	۲۱۱ -	شایق ۱۹۵
۱۸۱ -	سالک ۱۷۰	۲۱۲ -	شاه خوش قاضی ۱۹۵
۱۸۲ -	سامع ۱۷۱	۲۱۳ -	شاه ۱۹۶
۱۸۳ -	سامی ۱۷۱	۲۱۴ -	شبابی ۲۰۲
۱۸۴ -	سرخا ۱۷۱	۲۱۵ -	شتری ۲۰۲
۱۸۵ -	سرابی ۱۷۲	۲۱۶ -	شجر ۲۰۲
۱۸۶ -	سرآمد ۱۷۲	۲۱۷ -	شرف ۲۰۳
۱۸۷ -	سرآمد ۱۷۲	۲۱۸ -	شرافت ۲۰۵
۱۸۸ -	سرخوش ۱۷۳	۲۱۹ -	شریف ۲۰۵
۱۸۹ -	سرمه ۱۷۸	۲۲۰ -	شعری ۲۰۶
۱۹۰ -	سرور ۱۸۰	۲۲۱ -	شفیع ۲۰۷
۱۹۱ -	سروری ۱۸۰	۲۲۲ -	شفیق ۲۰۷
۱۹۲ -	سروری ۱۸۱	۲۲۳ -	شمس الدین حاجی بیچہ
۱۹۳ -	سعادت ۱۸۱	۲۱۰ -	الہستی
۱۹۴ -	سعد ۱۸۲	۲۲۴ -	شکوہ ۲۱۰
۱۹۵ -	سلامت ۱۸۳	۲۲۵ -	شوق ۲۱۱
۱۹۶ -	سلیمان ۱۸۳	۲۲۶ -	شوقی ۲۱۱
۱۹۷ -	سعد ۱۸۳	۲۲۷ -	شہاب ۲۱۱
۱۹۸ -	سمندر ۱۸۷	۲۲۸ -	شہاب ۲۱۲
۱۹۹ -	سند ۱۸۷	۲۲۵ -	شہر باز ۲۱۲

(ک)

۲۳۰- شہید ۲۱۲	۲۶۱- شیخ عبداللہ ۲۳۴
۲۳۱- شیریں ۲۱۴	۲۶۲- عبیدی ۲۳۴
۲۳۲- صادق ۲۱۵	۲۶۳- عراقی ۲۳۵
۲۳۳- صادق ۲۱۶	۲۶۴- عرشی ۲۳۷
۲۳۴- صافی ۲۱۷	۲۶۵- عرفانی ۲۳۸
۲۳۵- صافی ۲۱۷	۲۶۶- عرفی ۲۴۰
۲۳۶- صالح ۲۱۸	۲۶۷- عزیز ۲۴۳
۲۳۷- صانع ۲۱۸	۲۶۸- عزیز ۲۴۴
۲۳۸- صداقت ۲۱۸	۲۶۹- عطا ۲۴۴
۲۳۹- صرفی ۲۱۹	۲۷۰- عطا ۲۴۵
۲۴۰- صمدانی ۲۱۹	۲۷۱- عطا بن یعقوب الکاتب ۲۴۶
۲۴۱- صوفی ۲۲۰	۲۷۲- عطار ۲۴۶
۲۴۲- صیرفی ۲۲۱	۲۷۳- عظامی ۲۴۷
۲۴۳- ضالی ۲۲۱	۲۷۴- عظیم ۲۴۹
۲۴۴- ضیا ۲۲۱	۲۷۵- علی ۲۴۹
۲۴۵- ضیا ۲۲۱	۲۷۶- علی ۲۵۰
۲۴۶- طالب ۲۲۲	۲۷۷- علی محمد کنجاہی ۲۵۶
۲۴۷- طالب ۲۲۴	۲۷۸- عنایت ۲۵۷
۲۴۸- طغرائی ۲۲۴	۲۷۹- عنایت ۲۵۷
۲۴۹- ظفر ۲۲۶	۲۸۰- میرزا عوض بیگ ۲۵۸
۲۵۰- قاضی محمد عارف ۲۲۸	۲۸۱- غیان ۲۵۸
۲۵۱- عارف ۲۲۸	۲۸۲- غازی ۲۵۸
۲۵۲- عاشق ۲۲۹	۲۸۳- غبار ۲۵۸
۲۵۳- عاشق ۲۲۹	۲۸۴- غبار ۲۵۹
۲۵۴- عاصی ۲۳۰	۲۸۵- غرہی ۲۵۹
۲۵۵- عاطر ۲۳۰	۲۸۶- میرزا غلام احمد قادیانی ۲۶۰
۲۵۶- عالی ۲۳۱	۲۸۷- غلام جیلانی ۲۶۱
۲۵۷- عباس ۲۳۲	۲۸۸- مفتی غلام رسول ۲۶۱
۲۵۸- عبدالرفع بن ابی فتح ۲۳۲	۲۸۹- مولانا غلام رسول ۲۶۲
۲۵۹- عبدالصمد ۲۳۳	۲۹۰- غلام رکن الدین المعروف بہ
۲۶۰- محمد عبدالکریم قریشی ۲۳۴	شاہ مراد بخش ۲۶۳

(ل)

۲۸۸ قادری	-۳۲۱	۲۶۳ میان غلام علی اوچہ	-۲۹۱
۲۹۰ قادری	-۳۲۲	۲۶۳ سید غلام قادر نوشاھی	-۲۹۲
۲۹۱ قابل	-۳۲۳	۲۶۳ غلام سحی الدین کنجاشی	-۲۹۳
۲۹۱ قاسم	-۳۲۴	۲۶۴	
۲۹۲ قتیل	-۳۲۵	۲۶۴ غنیمت	-۲۹۴
۲۹۴ قدرت	-۳۲۶	۲۶۷ فارغ	-۲۹۵
۲۹۴ قدرت	-۳۲۷	۲۶۸ فارغ	-۲۹۶
۲۹۵ قدسی	-۳۲۸	۲۶۹ فاروق	-۲۹۷
۲۹۹ قرشی	-۳۲۹	۲۶۹ فاضل	-۲۹۸
۲۹۹ قل	-۳۳۰	۲۶۹ فاضل	-۲۹۹
۳۰۰ قل	-۳۳۱	۲۷۰ فائز	-۳۰۰
۳۰۰ قلندر	-۳۳۲	۲۷۰ فائق	-۳۰۱
۳۰۳ قمر	-۳۳۳	۲۷۱ فتوت	-۳۰۲
۳۰۳ قمر	-۳۳۴	۲۷۲ فدائی	-۳۰۳
۳۰۳ کاتبی	-۳۳۵	۲۷۲ فدا	-۳۰۴
۳۰۴ کامران	-۳۳۶	۲۷۳ فدائی	-۳۰۵
۳۰۵ کلاھی	-۳۳۷	۲۷۳ فخر	-۳۰۶
۳۰۵ کلیم	-۳۳۸	۲۷۴ قاضی محمد فخر الدین	-۳۰۷
۳۰۷ کوکب	-۳۳۹	۲۷۴ فرحت	-۳۰۸
۳۰۸ گراسی	-۳۴۰	۲۷۵ فرخ	-۳۰۹
۳۱۵ گلشن	-۳۴۱	۲۷۹ فرقتی	-۳۱۰
۳۱۹ گورو نانک	-۳۴۲	۲۷۷ فرید	-۳۱۱
۳۱۶ لائق	-۳۴۳	۲۷۸ فصاحت	-۳۱۲
۳۱۷ لسان	-۳۴۴	۲۷۸ فضلی	-۳۱۳
۳۱۷ لٹائی	-۳۴۵	۲۸۱ فضلی	-۳۱۴
۳۱۸ لکنی	-۳۴۶	۲۸۱ فطرت	-۳۱۵
۳۱۸ لوئی	-۳۴۷	۲۸۲ فنا	-۳۱۶
۳۱۸ متین	-۳۴۸	۲۸۲ فیروز	-۳۱۷
۳۱۸ محب	-۳۴۹	۲۸۲ فیضیا	-۳۱۸
۳۱۹ محبوب	-۳۵۰	۲۸۳ فیضی	-۳۱۹
۳۱۹ محتاج	-۳۵۱	۲۸۷ فیضی	-۳۲۰

(م)

۳۵۲- محزون ۳۲۰	۳۸۳- معطری ۳۲۷
۳۵۳- محمد ۳۲۰	۳۸۴- مظهر ۳۲۷
۳۵۴- محمد بخش ۳۲۰	۳۸۵- معصوم ۳۲۸
۳۵۵- محمد جواد ۳۲۱	۳۸۶- مفتون ۳۲۸
۳۵۶- محمد حسین شاہ ۳۲۱	۳۸۷- مفتون ۳۲۹
۳۵۷- محمد حیات ۳۲۱	۳۸۸- مفید ۳۲۹
۳۵۸- محمد حیات سید ۳۲۱	۳۸۹- مقیمائی ۳۴۰
۳۵۹- محمد خویشی ۳۲۲	۳۹۰- مکمل ۳۴۱
۳۶۰- محمد صالح ۳۲۲	۳۹۱- ملا ۳۴۳
۳۶۱- محمد عالم ۳۲۳	۳۹۲- منشی ۳۴۳
۳۶۲- محمد علی ۳۲۳	۳۹۳- منصف ۳۴۴
۳۶۳- محمد علی ۳۲۴	۳۹۴- منعم ۳۴۵
۳۶۴- محمد یوسف ۳۲۴	۳۹۵- منعم ۳۴۶
۳۶۵- محمود ۳۲۵	۳۹۶- منور ۳۴۷
۳۶۶- محنتی ۳۲۶	۳۹۷- منہاج ۳۴۷
۳۶۷- محی الدین ۳۲۶	۳۹۸- منیر ۳۴۸
۳۶۸- محیط ۳۲۶	۳۹۹- منیر ۳۵۱
۳۶۹- مخلص ۳۲۷	۴۰۰- منیری ۳۵۲
۳۷۰- مخلصی ۳۲۸	۴۰۱- موالی ۳۵۲
۳۷۱- مخلص ۳۲۸	۴۰۲- مہر ۳۵۳
۳۷۲- مخفی ۳۳۱	۴۰۳- مہنایس ۳۵۳
۳۷۳- مد ہوش ۳۳۲	۴۰۴- میر ۳۵۵
۳۷۴- مراد ۳۳۳	۴۰۵- میرزا ۳۵۵
۳۷۵- مرہب ۳۳۳	۴۰۶- میرزا ۳۵۶
۳۷۶- مستانہ ۳۳۳	۴۰۷- میکراج ۳۵۷
۳۷۷- مستغنی ۳۳۴	۴۰۸- میثاقی ۳۵۷
۳۷۸- مسکین ۳۳۴	۴۰۹- قادر ۳۵۷
۳۷۹- مسیح الہی ۳۳۴	۴۱۰- قادری ۳۵۸
۳۸۰- مشتاق ۳۳۵	۴۱۱- نازقی ۳۵۸
۳۸۱- مشتاق ۳۳۵	۴۱۲- نسیمی ۳۶۰
۳۸۲- مشرقی ۳۳۶	۴۱۳- ناصر ۳۶۰

(ن)

۳۸۸ والہ	-۴۴۵	۳۶۴ ناطق	-۴۱۴
۳۹۱ وامق	-۴۴۶	۳۶۵ ناظر	-۴۱۵
۳۹۲ واسن	-۴۴۷	۳۶۵ ناظر	-۴۱۶
۳۹۳ وجدان	-۴۴۸	۳۶۶ ناظم	-۴۱۷
۳۹۵ وجیہ	-۴۴۹	۳۶۶ ناسی	-۴۱۸
۳۹۵ وجیہ	-۴۵۰	۳۶۶ نجابت	-۴۱۹
۳۹۶ وحدت	-۴۵۱	۳۶۷ نجار	-۴۲۰
۳۹۷ وحشت	-۴۵۲	۳۶۷ نذر	-۴۲۱
۳۹۷ وفائی	-۴۵۳	۳۶۸ نصر	-۴۲۲
۳۹۸ وقار	-۴۵۴	۳۶۸ نصرت	-۴۲۳
۳۹۸ وقار	-۴۵۵	۳۷۱ نظام الدین	-۴۲۴
۳۹۹ وقوعی	-۴۵۶	۳۷۱ نعتی	-۴۲۵
۳۹۹ ولی	-۴۵۷	۳۷۲ نعیم	-۴۲۶
۳۹۹ ہاتف	-۴۵۸	۳۷۲ نعیم	-۴۲۷
۴۰۰ ہندی	-۴۵۹	۳۷۲ نکتی	-۴۲۸
۴۰۱ هنر	-۴۶۰	۳۷۳ نقی	-۴۲۹
۴۰۲ ہمایون	-۴۶۱	۳۷۴ نواز	-۴۳۰
۴۰۳ یتیم	-۴۶۲	۳۷۴ نواز	-۴۳۱
۴۰۴ یکتا	-۴۶۳	۳۷۵ نواز	-۴۳۲
۴۰۷ یکتا	-۴۶۴	۳۷۶ نوری	-۴۳۳
۴۰۸ یگانہ	-۴۶۵	۳۷۷ نوری	-۴۳۴
۴۰۹ یمنی	-۴۶۶	۳۷۷ نوری	-۴۳۵
۴۱۰ یحییٰ	-۴۶۷	۳۷۷ نوشاھی	-۴۳۶
ضمیمہ		۳۷۸ نوشہ	-۴۳۷
۴۱۳ اختر	-۴۶۸	۳۷۸ نیر	-۴۳۸
۴۱۴ اسلم	-۴۶۹	۳۷۹ واحد	-۴۳۹
۴۱۵ بدر	-۴۷۰	۳۸۰ وارث	-۴۴۰
۴۱۶ بقائی	-۴۷۱	۳۸۰ وارد	-۴۴۱
۴۱۶ پطرس	-۴۷۲	۳۸۰ وارستہ	-۴۴۲
۴۱۷ تپش	-۴۷۳	۳۸۲ واصف	-۴۴۳
		۳۸۲ واقف	-۴۴۴

(س)

۴۷۴ - ترکی ۴۱۷	۴۸۲ - میر ولی اللہ ۴۳۰
۴۷۵ - جگر ۴۲۰	۴۸۳ - وفا ۴۳۰
۴۷۶ - حالی ۴۲۱	۴۸۴ - وفائی ۴۳۰
۴۷۷ - راحل ۴۲۴	۴۸۵ - عارف ۴۳۱
۴۷۸ - شبلی ۴۲۶	۴۸۶ - وزیر ۴۳۲
۴۷۹ - صرفی ۴۲۸	۴۸۷ - فہرست شاعران بلحاظ قدیمت
۴۸۰ - محروم ۴۲۸	تاریخی ۴۳۵
۴۸۱ - منظور ۴۲۹	۴۸۸ - اشاریہ ۴۵۱

* * *

فہرست منابع و مآخذ

- آیین اکبری ابوالفضل عباسی بن شیخ مبارک
 اختر تابان ابوالفضل محمد عباس ۱۲۹۹ مطبع شاہجہانی ، بہوپال
 ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ ، اردو ، داکٹر سید عبداللہ ، ۱۹۴۲ ، انجمن ترقی
 اردو ، دہلی
 اردو نامہ شمارہ ۲۵ ، مدیر شان الحق حق ، ستمبر ۱۹۶۶ ، کراچی
 ارمغان پاک شیخ محمد اکرام ، ۱۹۵۳ میلادی ، ادارہ مطبوعات پاکستان ،
 کراچی
 اقبال - متفکر و شاعر اسلام ، محمد تقی مقتدری ، ۱۳۳۴ خورشیدی ، تہران
 انجمن - مجموعہ کلام فارسی ، صوفی غلام مصطفی تبسم ، ۱۹۶۱ میلادی ،
 مکتبہ جدید ، لاہور
 انجمن خاقان فاضل خان ، فاضل خان ، نسخہ خطی در دانشگاه پنجاب لاہور
 پارسی سرایان کشمیر ، داکٹر گ - ل - تیکو ، ۱۳۴۲ خورشیدی ، تہران
 پاکستان میں فارسی ادب (اردو) جلد ۱ ، داکٹر ظہورالدین احمد ، ۱۹۶۶ میلادی
 کتاب خانہ دانشگاه ، لاہور
 پنجابی قصے فارسی میں ، اردو ، داکٹر محمد باقر ، ۱۹۵۷ میلادی ، لاہور
 تاریخ اقوام کشمیر جلد ۳ ، منشی محمد دین فوق ، ۱۹۴۳ میلادی ، لاہور
 تذکرہ آثار الشعراء ہنود جلد ۲ ، منشی دینی پرشاد دلشاد ، ۱۸۸۵ میلادی ،
 دہلی
 تذکرۃ الشعراء ابن امین اللہ طوفان ، قاضی عبدالودود ، ۱۹۵۴ میلادی ، آزاد پریس ،
 پٹنہ
 تذکرۃ الشعراء ، عبدالغنی خان ، ۱۹۱۴ میلادی ، علیگر
 تذکرۃ المعاصرین ، شیخ علی حزین ، خطی ، دانشگاه پنجاب لاہور
 تذکرہ بینظیر ، سید عبدالوہاب افتخار ، ۱۹۴۰ میلادی ، الہ آباد

(ف)

تذکرہ حسینی ، میر حسین دوست سنبل ، ۱۸۷۵ میلادی ، نول کشور ، لکھنؤ
 تذکرہ خواتین ، محمد ذہنی آفندی ، ۱۳۱۴ ہجری ، بمبئی
 تذکرہ روز روشن ، مولوی مظفر حسین ، ۱۲۹۷ ہجری ، مطبع شاہجہانی ، بہوپال
 تذکرہ ریاض العارفین ، رضا قلی خان ہدایت ، ۱۳۴۴ خورشیدی ، تہران
 تذکرہ سخنوران چشم دیدہ ، مولانا ترک علی شاہ ترک قلندر ، مطبع شمس الاسلام
 تذکرہ شعرائے کشمیری پنڈتان ، بہار گلشن کشمیر ، جگ موہن رائے رتنہ شوق
 تذکرہ معراج الخیال ، وزیر علی ، خطی ، دانشگاه پنجاب ، لاہور
 تذکرہ شمع انجمن ، نواب صدیق حسن ، ۱۲۹۲ ہجری ، مطبع شاہجہانی ، بہوپال
 تذکرہ صبح گلشن ، سید علی حسن خان (؟) ، ۱۲۹۵ ہجری ، مطبع شاہجہانی ،
 بہوپال

تذکرہ صوفیای پنجاب ، اعجاز الحق قدوسی ، ۱۹۶۲ میلادی ، کراچی
 تذکرہ طالب املی ، سرہنگ خواجہ عبد الرشید ، ۱۹۶۵ میلادی ، فیروز سنز ،
 کراچی

تذکرہ فرحت الناظرین ، قاضی محمد اسلم پسروری
 تذکرہ گل رعنا ، لچمن نرائن شفیق اورنگ آبادی ، ۱۲۲۳ ہجری ، حیدر آباد ،
 دکن

تذکرہ گلزار اعظم ، محمد غوث خان بہادر ، ۱۲۷۲ ہجری
 تذکرہ گلزار بہار معروف بہ نظم بہار ، دیوان رائے بیگونت رائے صاحب بہادر
 سناسی ، ۱۹۲۶ میلادی ، دہلی

تذکرہ سراۃ الخیال ، شبر علی لودی ، ۱۳۲۶ ہجری ، بمبئی
 تذکرہ مردم دیدہ ، عبدالحکیم حاکم ، با شتمام دکتر سید عبداللہ ، ۱۹۶۱ ہجری ،
 لاہور

تذکرہ مقالات الشعراء ، میر شیر علی قانع تتوی ، ۱۹۵۷ ہجری ، سندھی ادبی بورڈ
 تذکرہ میخانہ ملا عبدالنبی فخر الزمانی قزوینی ، ۱۹۰۶ میلادی ، لاہور
 فتایح الافکار (تذکرہ) ، مولانا قدرت اللہ گوبالوی اردشیر خاضع ، ۱۳۳۶ ہجری ،
 بمبئی

تذکرہ نگارستان سخن ، سید محمد صدیق حسن خان ، ۱۲۹۳ ہجری ، مطبع انجمن
 تذکرہ خزانہ غارہ ، میر غلام علی آزاد بلگرامی ، ۱۹۰۰ میلادی ، ولہسور ، کانپور
 دیوان قلندر شاہ ، غلام دستگیر ناسی ، ۱۹۵۰ میلادی ، لاہور
 ذکر نواساھی ، سید شریف احمد شرافت ، ۱۹۴۵ میلادی ، تعلیمی پریس ، لاہور
 رجال السند والمہند ، ابوالمعالی اطہر المبارکپوری ، ۱۹۵۶ میلادی ، بمبئی

(ص)

روسی، عصر، دکتر عبدالحمید عرفانی، ۱۳۳۲ خورشیدی، کانون معرفت، تهران
ریاض الشعراء، علی قلی داغستانی والد، نسخه خطی در کتابخانه پیر حسام الدین
راشدی

ریاض الفصحاء، غلام ہمدانی مصحفی، ۱۹۳۴ میلادی، دہلی
ریاض الوفاق، ذوالفقار علی مست، ۱۳۴۳ خورشیدی، تبریز
ریعانہ الادب فی تراجم المعروفین، چاپخانہ مشترک، تهران
سفینہ خوشگو، خوشگو - بندرا بن داس، خطی دانشگاه پنجاب، لاہور
سفینہ خوشگو، بندرا بن داس خوشگو، ۱۹۵۹ میلادی، پتنہ
سفینہ شیخ علی حنین مرتبہ مسعود علی - ب - آ، ۱۹۲۰ میلادی، حیدرآباد،
دکن

سفینہ ہندی، بہگوان داس ہندی، ۱۹۵۸ میلادی، پتنہ
سکینہ الاولیا، محمد دارا شکوہ، تهران
شعر العجم فی الہند، شیخ اکرام الحق، ۱۹۶۱ میلادی، ملتان
شعراى اردو، دکتر عبدالوحید، فیروز سنز، لاہور
ضمیمہ اردو، کلیات نظم حالی، مولانا الطاف حسین حالی، ۱۳۳۲ ہجری،
تحفہ ہند پریس

عمل صالح جلد ۳، محمد صالح کنبوہ، ۱۹۳۹ میلادی، کلکتہ
فرحت الناطرین، خطی دانشگاه پنجاب، لاہور
فیض قدس، استاد خلیلی، ۱۳۳۴ خورشیدی، کابل
کلمات الشعراء، محمد افضل سرخوش، ۱۹۴۲ میلادی، لاہور
گجرات کا دبستان شعر و سخن، قریشی احمد حسین احمد خطی (معاصر)،
کتاب خانہ شخصی قریشی احمد حسین

گلستان عزیز، محمد حفظ الرحمن حفیظ، ۱۳۴۹ ہجری، بہاولپور
لباب الالباب محمد عوفی، بکوشش سعید نفیسی، ۱۳۳۵ خورشیدی، تهران
لغت فرس اسدی طوسی بکوشش عباس اقبال، ۱۳۱۹ خورشیدی، تهران
مجمع النفایس، خان آرزو خطی، دانشگاه پنجاب، لاہور
مآثر الابداد، منظور الحق صدیقی، ۱۹۴۴ میلادی، لاہور
مآثر لاہور، سید ہاشمی فریدآبادی، ۱۹۵۴ میلادی، لاہور
مآثر الکرام موسوم بہ سرو آزاد، میر غلام علی آزاد بلگرامی، ۱۹۱۳ میلادی، لاہور
مثنویات میر رانجھا مقدمہ حفیظ ہوشیارپوری، ۱۹۵۷ میلادی، کراچی
محمود نامہ، ۱۲۴۹ ہجری، مطبع مصطفائی

(ق)

مصطفیٰ خراب ، احمد قاجار ہلاکو متخلص بہ خراب ، ۱۳۴۴ خورشیدی ، تبریز
منتخبات آثار دارا شکوہ بکوشش رضا جلالی ، ۱۳۳۵ خورشیدی ، تبریز
منتخب التواریخ جلد ۳ ، ملا عبد القادر بدایونی ، ۱۸۴۹ میلادی ، کلکتہ
نشر عشق جلد ۱ ، حسین علی خان شاہجہان آبادی ، خطی ، دانشگاه پنجاب ، لاہور
نظم و نثر در ایران ، استاد سعید نفیسی ، ۱۳۴۴ خورشیدی ، کتابفروشی
فروغی ، تہران

نگارستان سخن ، سید محمد صدیق حسن ، ۱۲۹۶ ہجری ، بھوپال
نوی فردا ، شیخ محمد ایوب ، ۱۹۵۶ میلادی ، فیروز سنز ، لاہور
ہلال جلد ۳ شماره ۳ ، عبد الحمید عرفانی (مدیر) ، ۱۹۵۵ میلادی ، کراچی
ہلال جلد ۹ شماره ۴ ، محمد عابد الشیر (مدیر) ، ۱۹۶۲ میلادی ، کراچی
ہمیشہ بہار ، کشن چند اخلاص ، ۱۰۳۶ ہجری ، غیر مطبوعہ

* * *

فہرست اختصارات

آتشکده	آتشکده* آذر	عامرہ	خزاه* عامرہ
آیین	آیین اکبری	عمل	عمل صالح
ارمغان	ارمغان پاک	فرحت	فرحت الناظرین
اکبر	اکبر نامہ	فیض	فیض قدس
انجمن	شمع انجمن	کرام	مآثر الکرام
بینظیر	تذکرہ* بینظیر	کشمیر	پارسی سرایان کشمیر
تابان	اختر تابان	کلمات	کلمات الشعراء
چشم	سخنوران چشم دیدہ	گنج	گنج تابان
حسینی	تذکرہ* حسینی	لباب	لباب الالباب
خواتین	تذکرۃ الخواتین	مردم	تذکرہ مردم دیدہ
خوشگو	سفینہ* خوشگو	معراج	معراج الخیال
خیال	مراۃ الخیال	مقالات	مقالات الشعراء
رجال	رجال السند و الہند	منتخب	منتخب التواریخ
رعنا	گل رعنا	میخانہ	تذکرہ میخانہ
روشن	روز روشن	نتایج	نتایج الافکار
ریاض	ریاض الفصحی*	نشر	نشر عشق
سرو	سرو آزاد	نظم و نثر	تاریخ نظم و نثر در ایران
سکینہ	سکینہ الاولیاء	نفایس	مجمع النفایس
شعراء	تذکرۃ الشعراء	نگارستان	نگارستان سخن
شمع	شمع روشن	وفاق	ریاض الوفاق
صبح	صبح گلشن	ہمیشہ	ہمیشہ بہار
عارفین	ریاض العارفین		

* * *

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض احوال

دوست بسیار عزیز و ارجمند نگارنده جناب آقای پیر حسام الدین راشدی که بین دانشمندان برجسته پاکستان مقام سخنرانی را دارا می باشند همیشه درباره موضوع های جدید فکر نموده و نه تنها کتاب های را تألیف می نمایند بلکه دیگران را هم مورد تشویق و انگیزش قرار می دهند. روزی نگارنده گفتند که: از زمان درازی آرزوی نوشتن یک کتاب را دارم اما بجهت اینکه من وقت ندارم از شما خواهش می کنم که آن کتاب را نگاشته آورید. در همان زمان کتاب من باسم "تذکره طالب آملی" منتشر شده بود. ایشان با اشاره بآن کتاب گفتند که شما تذکره ای را که شامل احوال شعرای پارسی در پنجاب باشد تألیف نمائید. در حله اول نگارنده متوجه اهمیت آن کار نشدم اما در یک ملاقات دیگری که با پیر حسام الدین کردم اصرار شدید ایشان را کسلا درک نمودم. ایشان ضمن صحبت های خود بمن اظهار داشتند که کتاب ها و ریفرانس های زیادی در کتاب خانه من وجود دارد و قابل استفاده است و شما در راه نوشتن تذکره شاعران پارسی با هیچگونه اسلای روبرو نخواهید گشت. نگارنده هم مجموعه بسیار بزرگی از کتب قدیم و تذکره های مختلف را در کتاب خانه شخصی خود دارم و در نظر داشتن نحوه کار فعالیت های خود را شروع نموده محقق و مطالعه برداشتم. در آغاز کار امیدوارم که چند شاعران پارسی گوی در پنجاب بوده اند ولی وقتی که تذکره ها و کتب دیگری را بررسی نمودم باین حقیقت پی بردم که در

حدود دویست و پنجاه شاعر شامل تذکره^۱ من خواهد بود . باز روزی با آقای راشدی ملاقات نمودم و بایشان گفتم که بتالیف تذکره آغاز نموده ام و اینک اهمیت این کار را هم کاملاً فهمیده ام . آقای راشدی در جواب گفتند که تعداد شاعران بالغ بر چهار صد و پنجاه شاعر خواهد بود . از شنیدن این جواب اندکی نگران شدم ولی بعزت اینکه کار خود را آغاز نموده بودم ، بآن ادامه دادم .

در اوایل در کتاب خانه^۲ آقای راشدی مشغول تحقیق شدم ولی بعزت ناراحتی چشم مجبور شدم کار خود را موقتاً بالتوا انداخته و تا مدت چهار ماه هیچ کاری را انجام ندادم . در اوایل سال ۱۹۶۶ میلادی این ناراحتی از بین رفت و تا اندازه ای بهتر شده تحقیق و مطالعه خود را مجدداً آغاز نمودم . اینک بعد از مطالعه و تحقیق مداوم یک سال ، احوال و اذکار بیشتر از ۴۷۵ شاعر را جمع نموده و کتاب را بپایان رسانده ام . و ما توفیقی الا بالله .

موانع و اشکالاتی که در راه تالیف این کتاب با من روبرو گردید زیاد بود اما مطرح کردن آن را مناسب نمیدانم ، زیرا هیچ کاری بدون موانع و اشکالات انجام نمیگردد .

نکاتی که در تالیف این تذکره لایق توجه من بوده و بدون تردید توجه خوانندگان گرامی را هم جلب خواهد نمود ، بدینقرار است :

۱ - از لغت پنجاب ، منظور نگارنده ناحیه هائیس^۳ که در آن بزبان پنجابی تکلم می نمایند ، محافل شعر و سخن پارسی رواج داشت و شعرای پارسی گوی در آن جا وجود داشتند .

۲ - حدودی که برای تعیین ناحیه پنجاب در نظر گرفته ام ، عبارتست از شهر اتک الی شهر سرهند و همچنین از ملتان و اوچه گرفته تا دیره های مختلف . نواحی سند و همچنین ناحیه های پشتو زبان هم ازین حدود خارج است .

۳ - شاعرانی که برای این تذکره انتخاب و شامل آن گردیده اند عبارتند از :
(الف) در همین ناحیه بدنیا آمدند ، زندگی کردند و فوت کردند .
(ب) از نقاط دیگر جهان رخت مهاجرت بسته وارد این ناحیه شدند و در همین جا فوت کردند .

(ج) مدتی در پنجاب اقامت داشتند ولی سپس این جا را ترک گفتند . علت انتخاب شاعرانی که فقط برای مدتی در پنجاب اقامت داشته و بعداً این منطقه را ترک گفته و بمسافرت های خود ادامه دادند ، اینست که آنها شاعران محلی را تحت تاثیر سبک و روش خود قرار داده اند و بندرت اتفاق افتاده است که

شاعری از کشور های دیگر باینجا رسیده بدون اقامت و یا توقف کوتاهی ازین سر زمین بگذرد . شاعرانی که مستقیماً از راه سند بطرف گجرات احمد آباد و دکن رفتند درین تذکره مذکور نشدند الا آنهائیکه بعداً بدربار های سلاطین هند پیوسته و به پنجاب آمده بودند . عده زیادی از شاعران پارسی گوی از افغانستان ، آسای میانه و ایران باین منطقه آمدند و بعد از کمی توقف اینجا را ترک گفتند ، شامل این تذکره می باشند .

بعضی از شاعران کشمیر از قبیل غنی کشمیری و محسن فانی از امارت کشمیر بیرون آمده بطور مستقیم بطرف دهلی ، آگره و بنارس شتافتند و توقف آنها در پنجاب باثبات نرسیده است . اینگونه شاعران را ازین تذکره حذف نموده ام . ولی عده دیگر از شاعران کشمیر از قبیل برهمن - اقبال - تبسم - اختر و غیره از کشمیر مهاجرت نموده وارد پنجاب گردیدند . تمام این شاعران را درین تذکره معرفی نموده ام .

دوستان زبان و شعر پارسی و دوستان و ارادتمندان شاعران پنجاب که در نواحی آنطرف دهلی زندگی می کردند معمولاً برای ملاقات و شرکت در محافل ادبی به پنجاب می آمدند و در آن زمان سه مرکز بزرگ زبان پارسی در شهر های لاهور - دهلی و آگرا وجود داشت و محافل سخن در آن جا برگزار می شد . اینگونه محافل باسم "مشاعره" معروف بود . لاهور دارای اهمیت فوق العاده ای بین این سه مرکز بود زیرا در ابتدا رسم برگزاری محافل سخن ویا بقول ما "مشاعره ها" از ایران بلاهور رسید . این مشاعره ها باشکوه خاصی برگزار میشد . وایاب و ذهاب شاعران آنزمان باعث شد که تقسیم بیشتری بین عده مختلف ایجاد گردد و موضوع های جالبی در شعر و سخن اختراع شود . درین باره در کلمات الشعراء چنین آمده است :

در اوایل روزی فقیر راوی گفت که مسوده اشعار ملا ندیم بدست ناصر علی افزاده و اشعار آن را بنام خود می خواند . گفت : استحاج شعر غزل است بیاید باهم طرح غزل کنیم .

بهمین ترتیب مشاعره ها در دهلی برقرار میرزا عبدالقادر بیدل هم برگزار می نمود صاحب خزانه غاسره نوشته است که مشاعره ها از زمان قدیم رواج داشت و بتدریج رواج مشاعره های پارسی کمتر شد و اردو جای آن را گرفت . حقیقت اینست که در باره ترویج و خدمت زبان و ادبیات پارسی بین شاعران و دانشمندان ایران و هندوستان اختلاف نظر وجود داشت و مسلمانان هند و پاک عقیده داشتند که آنها خدمت بیشتری را پارسی کرده اند . مصحفی در کتاب تذکره هندیان

چنین نوشته است :

”بمقتضای رواج زمانه آخر کار خود را مصروف به ریخته گوئی (اردو) داشته - برای اینکه رواج شعر فارسی در هندوستان به نسبت ریخته کم است و ریخته هم فی زمانه به پایه اعلای فارسی رسیده و بلکه از و بهتر گردیده -“

شاعران بمنظور تصحیح و مشق اشعار خود بمسافرت های صعب و طولانی ای درنگ می نمودند و در مشاعره ها شرکت میجستند - نویسنده کتاب ریاض الفصحا درین باره نوشته است :

”پیش از چند سال فقیر در روز هایی که بنای مشاعره تجدید بردوش انداختم ، به حلقه شاگردی من در آمده و چند غزل را به اصلاح رسانیده -“

شاعرو شاعری بفیض اینگونه مشاعره ها با پیشرفت برخورددار گردید و شاعران مختلف تحت نفوذ و تاثیر اشعار همدیگر قرار میگرفته اند . دوست عزیز من جناب آقای دکتر محمد عبدالله چغتائی با لطف خاص خود اقتباسی از یک نسخه خطی کرم خورده که خوانا نیست بمن فرستاده اند و آن اقتباس این موضوع را کاملاً روشن می کند که شاعران قسمت های مختلف لاهور در یک محل مخصوصی حضور بهم رسانیده به شعر و مشاعره مشغول می شدند - شاعرانی که درین اقتباس مذکور گردیده اند ، خیلی معروف اند و در اطاق های مختلف مسجد وزیر خان جمع میشدند - قسمتی از آن اقتباس در زیر نقل میشود :

راهی که ابن کمترین در خدمت و صحبت تحریر العصر والدوران فهمامد روزگار والاقتدار افضل خان (۱) کسب سعادت می نمود . در دارالخلافة اکبر آباد مجلس کن و صحبت دلنشین در خانه معارف آگاه خواجه محمد صادق (۲) منعقد شد و یاران صاحب سخن از هر طرف جمع آمده هنگام سخن را فصاحت و بلاغت ملا شیدا که از شعرای مشهور روزگار بود و ملا منیر و ملا وجدی و ملا چشتی از شعرای این تخلص بوده اند ، در هفته دو مرتبه آن عزیزان مجتمع گشته گری بخش هنگام سخن میکردند . گاهی این بامنه از اشعار ضروری فرصت

۱ - افضل خان - اسم اصلی او ملا شکر الله بود . وی از فاسیل های

میرزا عبدالقادر بیدل و نخست وزیر دربار شاهجهان بود -

۲ - محمد صادق - یکی از تاریخ نگاران آن عصر بود -

می . . . آورده باصلاح میرساند -

صاحب تذکره سخنوران چشم دیده در تأیید ابن موضوع نوشته است :
 "روزی در لاهور در حویلی میان سبارک پدر فیضی بتقریب ششاعره
 جمله شعرای هندوستان و ایران و ملتان جمع شدند و برین مصرعه
 طرح هر کسی غزلی گفته بود - اینست :

دو چار شد ناگهی بامن آن جوان تنها

چون نوبت بحضرت مکمل رسید ، حضرت استادی این مطلع برخواند :

زدیم برصف مژگان جان ستان تنها

طرف شدیم باین لشکر گران تنها

بعد از آن جمله شعرا غزلهای سربریده یعنی بغیر از مطلع برخواندند . .

هیچ کس مطلع بر زبان نیاورد - در آن بزم پادری پالپر که مدت ها در
 ایران گذاشته بود و در آن دور کسی همسر او در اهل فرنگ نبود
 و در عربی و پارسی او را علما و فضلائی هند و غیره مستند می شمردند ،
 برخواست و خوانمهای شیرینی و پانصد روپیه نذر کرده ، بشاگردی حضرت
 مکمل درآمد -

ازین اقتباس ها ثابت گردید که منظور و هدف برگزاری شاعره ها تربیت
 شاعران بود و شاعران در شاعره ها شرکت جسته مستفید و مستفیض میگرددند -
 ملتان (۱) هم مرکز شعر و سخن بود ولی لاهور از بدو ورود اسلام به هند این

۱ - در تاریخ فرشته نوشته است :

"شاهزاده عالم و عالمیان محمد سلطان خان شهید که نزد پدرش سلطان
 غیاث الدین بلبن عزیز تر از فرزندان دیگر بود بمکارم اخلاق و محاسن اوصاف
 اتصاف داشت ، و آن مقدار صفات خوب که در پادشاه زاده میباشد حق
 سبحانه و تعالی او را کرامت فرموده بود و در فضیلت و دانش و هنر قرین و
 عدیل نداشت و همیشه مجلس همایون خود را بمفاضلان سعادت قرین و شاعران
 فراست آیین آراسته در حق همگنان انواع الطاف و اعطاف مصروف داشت
 و زمانه از وجود فائز الجودش بهار بهار و چمن چمن نسیم و نسیم در چمن
 و دامن کردی ، اسیر خسرو و خواجه حسین پنج سال در مدین ملازم او
 بودند و در سلک ندیمان او انتظام داشتند و عزت ایشان بیش از ندیمان
 دیگر داشتی و بنظم و نشر آنها خوش دردی و چنان مهذب و مودب بود
 که در مجلس فرماندهی در تمام روز و شب نشستی زانری خود بالا نکردی

مقام را بدست آورده بود - فخر مدبر در تاریخ لکھنؤ الدین مبارک شاہی کہ در لندن در سال ۱۹۲۰ چاپ گردید ، نوشته است کہ : ” لاہور سرکز اسلام ہند و ثانی دارالملک غزنین است “

و سوگند اوجز لفظ حقاً نبودی و در مجلس شراب و اوقات غفلت و مستی حرف نا ملائم بر زبانش نرفتی - شعر

ادب بزرگ کند مرد را تو شاهد طبع

بحیلہٗ ادب آرای تا بزرگ شوی

در مجلس منیف اوشاھنامہ و دیوان خاقانی و انوری و خمسہ مولوی نظامی و اشعار امیر خسرو میخواندند و ارباب فہم و دانش بہ شعر فہمی او اقرار داشتند - از امیر خسرو منقول است کہ بجدت طبع و دریافت معنی دقیق و سخن شناسی و یاد داشت اشعار متقدمین و متاخرین همچو محمد سلطان کم کسی را دیدہ ام . بیاضی داشت کہ قریب بسیت ہزار بیت بسلیقہ عالی خویش از کتب قدما انتخاب کردہ بخط خوب نوشتہ بود ، امیر خسرو و خواجہ حسن آن اشعار را پسندیدہ و خوش کردہ بر شعر فہمی و ادراک بلند او آفرین میگفتند و بعد از شہادت او سلطان غیاث الدین بلبن آن بیاض را بامیر علی جامدار عنایت فرمود و پس از و بامیر خسرو رسیدہ و جمیع صاحب طبعان آن بیاض را دیدہ اشعار منتخب آنرا در بیاضہای خود نوشتہ و بر فوت شہزادہٗ نوجوان تاسف میخوردند . و وقتیکہ محمد سلطان در ملتان اقامت داشت شیخ عثمان ترمدی کہ از بزرگان وقت بود وارد شد . تواضع افراط کردہ نذر و ہدیہ گزرانید و سعی بسیار کرد کہ در ملتان اقامت کند و جہت او خانقاہی بسازد و قریہ ہا وقف کند . شیخ قبول ننمودہ مسافر شد - روزی شیخ عثمان و شیخ صدر الدین ولد بہاؤ الدین زکریا در مجلس شہزادہ تشریف داشتند - از استماع اشعار عربی ایشان و سایر درویشان کہ در آن مجمع بودند در وجد شدہ برقص درآمدند و شہزادہ محمد سلطان خان شہید پیش ایشان دست بستہ ایستادہ زار زار میگریست و اگر احياناً کسی در مجلس وی شعری از شعرای متقدمین خواندی کہ متضمن وعظ و نصیحت بودی ترک مصالح دنیویہ کردہ گوش باوازداشتی و رقت فرمودی و دلیل وفور دانش و بینش او ہمین بسست کہ در آن ایام کہ خطہ ملتان را بمیاسن قدوم خود رشک گلستان آرام داشت دوسر تہ نزدیکان خود را باتحف و اسوال فراوان بہ شیراز نزد شیخ مصالح الدین سعدی فرستادہ التماس قدوم میمنت لزوم فرمود و خواست کہ در ملتان برای او خانقاہی

بهمین جهت شاعرانی که اول باین شهر آمدند خود شان را " لاهوری " نامیده اند - عده ای دیگر از شاعران غیر پنجابی از ممالک دیگر به پنجاب آمدند و تعداد آنان در زمان اکبر شاه بیشتر شد - شخصی بنام ملا مبارک هم در زمان اکبر شاه وارد لاهور گردید و مکانی باسم " مبارک حویلی " برای خود ساخت - مبارک که پدر فیضی و ابوالفضل علامی بود در همین حویلی فوت کرد - شاعری دیگر باسم عرفی هم در همین شهر فوت و مدفون گردید - شاعر اسلام و نابغه عصر ما علامه اقبال لاهوری هم زندگی خود را در همین شهر گذارند و در لاهور مدفون گردید - همانطوریکه در بالا گذشت ، ملتان هم مدتی مرکز علم و شعر بوده است - محمد عوفی به " اوچه " رسیده بدربار ناصر الدین قباچه پیوست در همان دربار اثر تاریخی خود را باسم " لباب الالباب " نگاشت که شامل احوال شعرا می باشد - او جوامع الحکایات را هم در همین شهر ملتان نگاشت - باز در همین شهر تاریخی بود که محمد بن غیاث الدین بلبن دارالسلطنت داشت و شاعرانی از قبیل امیر خسرو دهلوی و عراقی داماد شیخ بهاوالدین زکریا ملتانی بآنجا رفته رونقی بمحافل سخن بخشیدند -

این افتخار فقط نصیب لاهور شده است که آنرا " غزنین خورد " و " اصفهان ثانی " می گفته اند - شکی درین نیست که این شهر قدیمی اولین مرکز ادب پارسی بود و این شهر خدمات بزرگی را بزبان پارسی انجام نموده است - صوفی ها ازین و اولیای بزرگ اسلام هم باین سرزمین قدم گذاشتند و مردم این خطه را مورد رشد و هدایت قرار دادند - سریدان بعضی ازین ها و عده ای از خود صوفی ها شاعر بودند و بنیکی شعر میسرودند .

نمیتوان بطور دقیق گفت که زبان پارسی کی باین ناحیه پنجاب وارد گردید اما بطور حدس میشود گفت که پارسی در پنجاب در زمان قبل از اسلام وارد گردید . هخامنشیان تا رود معروف ستلج حکومت خود را گسترده و زبان آنان پارسی بود . سپس یونانی ها - پارساها - سائرها و ساسانی ها آمدند و البته زبان همه اینها پارسی بود . ارتشی که همزمان با حمله یونانی ها وارد بعضی از قسمتهای پنجاب گردید ، از ایرانی ها تشکیل شده بود . ~~الحکام~~ از راه ایران باین منطقه رسید و بدین ترتیب می بینیم که تمام این نیروهای خارجی پارسی زبان بودند و یا بیارسی تکلم می نموده اند . و پارسی از بدو تاریخ با پنجاب

بسازد و قریه ها وقف کند . چون شیخ پرو ناتوان شده هر دو کثرت عذر خواست و هر بار سفینه اشعار خود را از غزلیات و غیره بخط خود برای او فرستاده - " (فرشته ، جلد اول ، ۷۹)

ارتباط داشت . ازین اصل هم نمیتوان انکار کرد که با این آسایش زبان جدیدی در پنجاب ایجاد گردیده بود که نه فارسی بود نه پنجابی و این همان زبانیست که زبان ما بعد اسیر خسرو دهلوی ، صورت اردو را بخود داده است . عقیده اینکه اردو در زمانه ما قبل حکومت مسلمانان برهند وجود نداشت ، مبنی بر اشتباه است . اردو صورت اساسی و ابتدائی خود را در زبان قبل از اسلام بخود داده بود . پس باین نتیجه پی بردیم که پارسی در زمانه قبل از اسلام در پنجاب معرفی شده بود و در همان زبان بنیان اردو هم گذاشته شده بود .

در قدیم شعر پارسی با سیمائی فعلی خود در هندوستان یا در پنجاب وجود نداشت . زیرا این فن همزیان با ورود اسلام در ایران و هند معرفی گردیده و رواج پیدا کرد . اصطلاحاتی از قبیل بیت ، ردیف ، مصرع ، شعر ، غزل ، مثنوی و غیره از عرب ها بما رسید و از "بیت الشعر" استنباط گردیده است . باز هم باید گفت که شعر در صورتی غیر از شعر فعلی در ایران قدیم وجود داشته است زیرا جمله های موزون و زمره سرایی از مختصات طبیعت و فطرت انسانی است . اوزان شعر و بحور و قوافی هم زاده فطرت است .

یک نکته بسیار جالب اینست که زبان پارسی در آن زمان در آسیای میانه ، کابل ، هرات ، فرغانه و مناطق زیادی رواج داشت و بآن تکلم می کردند . بعلت ایاب و زهاب مردم آن ناحیه ها و پنجاب ، پارسی از آن ناحیه ها و مناطق هم به پنجاب رسید و پنجاب همیشه روابطه بسیار نزدیکی را با مناطق فارسی زبان داشته است . سپس همزمان با بوجود آمدن حکومت های اسلامی روابط آنها بهتر و مستحکم تر گردید و ایاب و زهاب توسعه یافت . استحکام داخلی و نیروی خارجی حکومت های اسلامی ، هندوستان و همچنین تقدیر و پذیرائی شاهان هند از دانشمندان و شاعران ، توجه بسیاری از آن ها را به هند جلب نمود . ورود شاعران ایرانی بدربار های هندوستان در زمان حکومت مغول ها چند برابر گردید ، آنها بمحض ورود خود با کمک هزینه و مناصب بزرگ استقبال میشدند و خدماتی را انجام می دادند . در زمان هرج و مرج و حملات خارجی این عده دانشمندان متواری میگردید و بعد از استقرار صلح و امنیت باز بخدمات خود ادامه دارند . معمولاً شاعران بسرعت زیادی معروف میگردند و بهمین جهت متجاوزین خارجی از معروفیت آنها بهره مند گردیده و میخواستند قصیده ها در مدح خود و هجو در مذمت تسخیر شدگان نویسند و لی چون اکثر شاعران باین کار تن نمی دادند و متواری میگردیدند ، مدتی زندگی آرام و گمنامی را بسر برده و بالاخره چشم از جهان می بستند . عده ای از شاعران بودند که این کار را بد

ندانسته بطور سابق بدربار جدید خدمت میکردند و با منافع مالی برخوردار میگرددند. برای همین است که بازار مشاعره ها هیچ وقت در هندوستان کساد نگردد و شاعران همچنان ادامه داشت.

رسم سخن در آن زمان طوری بود که شاعران محلی تحت تاثیر شاعران خارجی قرار میگرفتند و گاهی اتفاق می افتاد که شاعران خارجی از طرز و فکر شاعران محلی بهره مند میگرددند. این رسم قرن ها ادامه داشت و بهمین جهت پنجاب نتوانست سبکی مخصوص را ایجاد نماید، و سخن سرای درین منطقه بوضع مخلوط ادامه داشت. یک سبک مخصوصی که زاده سبک های مختلف عراقی - خراسانی و مخلوط بود بتدریج ایجاد گردید و بالاخره با سبک هندی معروف گردید. اگرچه سبک هندی در هند معروف گردید ولی حقیقت اینست که هرگاه شاعری بزرگ بوجود می آمد سبک خود را بوجود می آورد و آن سبکی بود که هرگز نمیتوان بآن سبک هندی نامید. بزرگترین مثال آن سبک علامه اقبال لاهوری است که اصولاً فقط سبک اقبال است و هیچ ربطی را با سبک های هندی - عراقی - خراسانی و غیره ندارد.

تصنع و آورد یک قسمت مهمی را از سبک هندی تشکیل میدهد ولی ایرانیان هیچ گونه ارزشی را برای آن قابل نمیشوند. تشبیهات نادر، استعارات دقیق و مشکل، مضمون آفرینی و خیال آرائی اشکالاتی را در راه فکر ایجاد می کند و این اشکالات را ایرانیان دوست ندارند و بهمین جهت ایرانیان سبک هندی را مورد استقبال قرار نمیدهند.

سبک خراسانی که در سده پنجم هجری به آنان میرسد منحصر بایران بود و یکی از مختصات آن متانت الفاظ بود. همچنین در سبک از تشبیهات و استعارات بعید از قیاس خود داری میشد. سپس دوره سبک عراقی آغاز گردید و تا سده هشتم هجری ادامه داشت. زیبایی الفاظ، تناسب لغات و حسن بیان از مختصات این سبک بود و الحق همین سبک ایرانی ها بیشتر پسندیده و محبوب بود زیرا شاعرانی مانند سعدی و حافظ که بزرگترین شاعران قرن های قدیم بشمار میروند در همین سبک شعر سروده اند.

در زمان مغول ها سبکی کاملاً متفاوت پدید آمد ولی ایرانی ها این سبک جدید استقبال نکردند. اگر بنظر عمیق مطالعه کنیم باین موضوع می بینیم که یکی از مختصات مهم سبک هندی غنیمت طرز بیان شاعر می باشد. این جنبه ای که با استزاج مغول ها و ایرانی ها بوجود آمده بود. دارای افکار سمپست انگیز و دایرانه بود. آنها دیگر فکری نداشتند که برتر از طبقه نسوان هستند و همین

احساس آنها باعث گردید که در شعر اثر کند و سبکی متفاوت بوجود آورد - در سبک خراسانی و عراقی اثر سردانگی و شهامت بطور کامل دیده نمیشود ولی سبک هندی همیشه با افکار مردانه و شجاعانه برخوردار بوده است - شعر هندی جذبات انسان را می انگیزد و در ایجاد روحیه ی قوی کمک می نماید - ولی سبک خراسانی و عراقی در ابطال جذبات خیلی موثر است و شاید بهمین جهت اشعار صوفی ها همیشه مورد پسند ایرانی ها قرار گرفته است و شاعری عشقی بنظر استحسان دیده شد - مختصات سبک هندی که ما بیان کردیم در شعر عبدالقادر بیدل و علامه اقبال لاهوری کاملاً مشاهده میشود .

خطه پنجاب در حدود بیش از یک هزار سال با زبان پارسی و شعر و ادب این زبان شیرین آشنا بوده و عده زیادی از شاعران درجه یک را بجهان دانش تحویل داده است - علت اینکه پنجاب تعداد زیادی از شاعران را بوجود آورد غیر ازین نیست که زبان پنجابی دارای استعداد قبول کردن و پذیرفتن لغات و ترکیبات خارجی می باشد و پنجابی ها بزودی زبانهای خارجی و مخصوصاً زبان شیرین پارسی را فرا میگیرند - بهمین جهت شاعران پنجاب معمولاً بسه زبان مختلف شعر میسرودند و این خصوصیت فقط منحصر به پنجاب است - در عصر حاضر هم شاعرانی مانند صوفی غلام مصطفی تبسم و قریشی احمد حسین احمد بسه زبان مختلف یعنی باردو - پنجابی و پارسی شعر می سرایند . در این سه زبان اوزان و ردیف و قوافی بهمان یک ترتیب دیده میشود .

در زمانیکه پارسی زبان رسمی شبه قاره بود ، زبانهای دیگر هم وجود داشت ولی اردو در بین زبانهای محلی مقام محترم و مهمی را دارا گردیده و بتدریج جای زبان پارسی را گرفت . ناگفته نماند که بعلت آمیزش زبان پارسی با زبانهای محلی ، در زمان قبل از اسلام ، زبان جدیدی بوجود آمده بود که باسم ”بهاشا“ معروف گردیده بود ولی آن زبان فاقد لغات عربی و ترکی بود . لغات عربی و ترکی همزبان با زبان پارسی بعد از اسلام وارد زبان ”بهاشا“ گردید و این زبان غنی تر گردیده دارای زیبائی و حسن کلام شد ، همین موضوع را بدین ترتیب هم می توان گفت که پارسی قدیم (پهلوی) و سنسکرت (پالی) بهم تشابه داشتند و آمیزه این دو زبان بصورت ”بهاشا“ درآمده مشابه هندی گردید . بعد از ورود مسلمان ها در پنجاب ، این ناحیه با مناطق پارسی زبان نزدیک شد و پارسی نفوذ بیشتری را درین قسمت بدست آورد . غالباً بهمین مناسبت است که بعداً در شعر اردو هم از شعر پارسی تقلید شد و تمام موضوع ها از همین زبان گرفته شد .

تردیدی درین نیست که زبان پارسی مقبولیت بیشتری را درین منطقه شبه قاره بدست آورد . یک نکته دیگر که پس از مطالعه تذکره ها متوجه آن میشویم اینست که شاعران ایرانی و افغانی بعد از ورود خود به هندوستان (پنجاب) کمتر حاضر شدند ازینجا برگردند . آنهائیکه برای مدت کوتاهی بطرف دهلی یا آگره و غیره رفتند بزودی ازانجا برگشته و در پنجاب سکونت گزیدند . علت توقف آنها در پنجاب این بود که هوا و محیط و فرهنگ اجتماعی پنجاب از اول شبیه ایران و آسیای میانه بوده است . و شاعران ایرانی همیشه این قسمت را دوست داشته درین جا زندگی میکرده اند . آنها بزودی با زندگی پنجاب وارد می گردیدند و احساس اجنبیت را نمی کردند . ورود شاعران ایرانی هم بدین ترتیب یکی از علل ترویج زبان و ادبیات پارسی در پنجاب می باشد .

نکته دیگری که در مطالعه این تذکره مورد توجه است اینست که برای گذارش احوال شاعران قدیم فقط از تذکره ها اقتباس گردیده است - بعضی از تذکره نویسان در تحقیق خود بر تذکره های دیگر تکیه نموده اند و آشکار است که نقل اقتباس از هر دو تذکره ، تکرار مطلب میشد و ما ازین تکرار مطلب خود داری نموده فقط مطالبی را بیان نموده ایم که تازه و جدید باشد . بعضی از تذکره ها هنوز چاپ و منتشر نگردیده است . اینها تذکره هائی مانند مجمع النخاس ، نشتر عشق و ریاض الشعراء است ، که منحصر باین ناحیه است و ما فقط ازین ها اقتباس گرفته و نقل کرده ایم .

یک نکته دیگر راجع به انتخاب اشعار این است که هر یک از نویسندگان تذکره اشعار را منتخب می کند و ما هم همین روش را در پیش داشته ایم . در انتخاب اشعار هم از تکرار خود داری نموده و سعی کرده ایم که فقط ذوق و سلیقه شعری خود را در انتخاب اشعار نشان داده باشیم - یعنی ما اشعاری را منتخب کرده ایم که مطابق ذوق و سلیقه ایرانیان باشد و بر طبع آنها ناگوار نباشد . ما میدانیم که ایرانی ها افکار مشکل را در شعر دوست ندارند و میخواهند اشعاری را بخوانند که ساده و لایق فهم باشد و ما امیدواریم که ازین جهت اشعار خوششان خواهد آمد - ابیات بعضی از شاعران بیش از دوسه بیت بود و در آن صورت ما مجبور بودیم همانرا نقل نمائیم . ولی بآن ایرانیان از شعر مخصوص پنجاب آشنائی خواهند یافت . همیشه در تذکره ها انتخاب طولانی ای از اشعار داده می شود ولی ما با در نظر داشتن حجم کتاب و برقراری معیار و آسانی خوانندگان گرامی بابیات معدودی انتخاب نموده ایم - دواوین بعضی از شعرای پنجاب که در دسترس ما بود ، مورد مطالعه عمیق ما قرار گرفت و ما انتخاب اشعار را مطابق

میل خود نموده ایم ، باز هم تعداد اشعار هیچ گاه زیاد نبوده است زیرا ما درخواستہ ایم کہ این کتاب بصورت خستہ کنندہ ای در بیاید - آشکار است کہ ذکر سوانح زندگی ، پانصد نفر شاعر و مرتب نمودن انتخاب اشعار کار آسانی نبود و ہرگونہ دقت و سلیقہ در آن نشان دادہ شدہ است .

انتخاب ایات ہم موضوع جالبی است و ہمیشہ اشخاص مختلف ایات مختلفی را می پسندند ، این طور ہم اتفاق می افتد کہ در اوقات مختلف و موارد مخصوصی پسند و سلیقہ افراد متفاوت میشود ولی باز ہم ما سعی کردہ ایم ایاتی را نقل و منتخب نمائیم کہ از ہر حیث مورد تمجید و تحسین ایرانیان قرار بگیرد ، بہمین جہت ما اشعار زاید و بیمفہومی را حذف نمودہ ایم تا نہ تنہا افکار شاعران را در نظر جلوہ گر سازیم بلکہ محاسن شعری را ہم خاطر نشان ساختہ باشیم . ولی در مواردیکہ اشعار زیادی از یک شاعر در دسترس ما نبود ما مجبوراً همان را نقل نمودہ ایم ولی توقع داریم کہ این مجبوری ما را خواهند بخشید .

معمولاً داستانہای لطیف و طولانی ای را در تذکرہ ہا می خوانیم ولی ما از ذکر داستان ہا بطور کلی اغماض ورزیدہ ایم . در مواردیکہ فن شاعری یا داستان پرارزش تاریخی در تذکرہ ہا بچشم ما خوردہ است ، آنرا عیناً نقل کردہ ایم تا سود مند باشد - درین ضمن ما ہم داستانہای را ذکر می نمائیم کہ سالیان دراز پیش شنیدہ بودیم ولی در می مطالعہ تاریخ و تذکرہ ہا باین داستان برخورد نکردہ ایم . بہمین جہت آنرا درین تذکرہ نگاشتہ می آوریم تا برای آیندگان محفوظ گردد و مورد استفادہ قرار گیرد . این داستان ہم مانند بسیاری از داستان ہا فقط قولاً نقل شدہ است ولی در صحت آن شکی نیست زیرا در محفلے شنیدہ بودیم کہ مجمع ادبای بزرگ و شعرای برجستہ ای بود در زمانیکہ ما این داستان را شنیدیم سن ما فقط شش سال بود و سال ۱۹۱۸ میلادی جریان داشت .

در آن زمان منزل ما بعنوان مجمع و محفل ادبای بزرگ معاصر معروف بود و مخصوصاً در زمانیکہ پدر بزرگ و پدر مادر ما از تعطیلات استفادہ نمودہ وارد شہر تاریخی لاهور میشدند بروفق این محافل افزودہ میشد . یکی از شرکت کنندگان این گونه محافل علامہ اقبال لاهوری ہم بود کہ قرابت خانوادگی را با ما داشتہ و برادر نسبتی دائی ما بود شبی ما درین محفل حضور داشتہ و در پہلوی پدر بزرگ خود پتوی گرمی را پوشیدہ و نشستہ بودیم . پدر بزرگ ما فرمودند : روزی نورالدین سلیم جہانگیر شاہ و ملکہ اش نورجہان مشغول گردش و تفریح بودند کہ ناگہان جہانگیر سروی را در باغ خود دیدہ ارتجالاً گفت :

سرو در باغ بیک پای ستاد است بنگر

نور جهان که در بدیبه گوئی معروف و ماهر بود و مخفی تخلص داشت در جواب گفت :

برکاب تو دود گر بودش پای دگر

همه زبان تحسین و آفرین گشودند ولی ما هیچ نفهمیده بطرف پدر بزرگ خود نگاه کردیم ، ایشان هم منظور ما را درک نمودند و معنی آن بیت را حالی کردند . این بیت بحدی در ما موثر گشت که بلا فاصله ازبر کردیم و همین بیت باعث گردید که بعد ها رغبت خود را نسبت بشعر فارسی احساس نمایم . داستان های تذکره ها را باین دلیل و جهت حذف نموده ایم که معمولاً بعد ها ساخته میشود و هیچ ارتباطی را با حقیقت ندارد . این گونه داستان ها محققین و محصلین را با اشکالات مواجه میکند و ما با در نظر داشتن این موضوع از نقل آنها خود داری ورزیده ایم . در ضمن ذکر احوال زندگی شاعر سعی گردیده است که با توضیحات ممکنه نوشته شود ولی صنعت اختصار را از دست ندهیم یکی از اهداف ما از این روش این بود که راه تحقیق و تألیف را برای آیندگان آسانتر سازیم و همچنین علاقمندان ادب و شعر فارسی را ارمغانی داده باشیم ، محققینی که عده زیادی از شعرای بزرگ را فراموش کرده بودند بوسیله این کتاب با آنها معرفی گردیده و از آنها الهام خواهند گرفت .

خوانندگان گرامی این کتاب احساس خواهند کرد که در تعیین عصر بعضی از شاعران با اشکال رو برو گردیده ایم و ما نتوانسته ایم تاریخ و یا سال دقیقی را بنویسیم - درینصورت ما فقط قرن زندگی آنها را نداشته ایم - عده ای از شاعران را در تذکره ها بتفصیل ذکر نموده اند و ما هم برآنچه که بدست ما رسید اکتفا نمودیم ، در باره عده ای از شاعران فقط یک دو بیت نقل گردیده است و ما هم همان را عیناً آورده ایم - ما فقط دواوین و کتبی را که در پاکستان موجود است مورد مطالعه و تحقیق قرار داده ایم و یقین هستیم که در کتابخانه های ایران - افغانستان - ترکیه - هندوستان و سایر کشورهای دیگر هم کتب بسیار ارزنده ای را میتوان مطالعه نمود و انشاء الله بحضرت این که فرصت و توفیق بما دست بدهد آنها هم مورد تحقیق قرار خواهیم داد - افاده اساسی این کتاب فقط همین است که بوسیله این میتوان راه های تحقیق آینده را معین نمود و محققین میتوانند بمطالعه بیشتری بپردازند .

ضمن تدوین این تذکره توضیحات لازمه را هم بر حواصی نوشته ایم و در بعضی از موارد نظر و رائی خود را هم مرقوم کرده ایم تا موضوع و مفهوم روشنتر گردد - امید میرود که این روش ما سودمند خواهد بود - در ترتیب و تدوین این تذکره

فقط ترتیب حروف الفبا در نظر گرفته شد ولی برای اینکه تدوین آنرا بمطابق عصر هم نموده باشیم ، دریایان کتاب فهرست دیگری هم اضافه گردیده است که مطابق قدمت عصر میباشد ، بدین صورت خوانندگان گرامی میتوانند استفاده های بیشتری را ازین کتاب داشته باشند .

درین جا سیخواهیم که اندکی درباره شعرای معاصر هم بنویسیم - در ضمن جمع آوری احوال آنان با اشکال های زیادی روبرو بوده ایم . شاعرانی را که زنده هستند نامه ها فرستادیم و بیشتر شاعران معاصر احوال و آثار خود را برای ما ارسال نمودند ولی عده دیگری را که جواب نامه ما را ندادند از سرجمع دیگری معرفی نموده ایم - شاعرانی که در ارسال احوال خود با ما همکاری نموده اند لایق سپاس ما هستند و ما تشکرات خود را ابراز میداریم ولی درباره انتخاب اشعار آنان هم روش ما همان بوده است که درباره مستقدسین در صفحات گذشته ذکر نموده ایم . انتخابی که برای ما فرستاده شد و یا کتبی که ما مطالعه نمودیم مجدداً مورد انتخاب ما قرار گرفت . با این همه سعی و کوشش فراوان عده ای از شاعران معاصر را نتوانستیم معرفی نمائیم . یکی از آنها میر ولی الله ایت آبادی است که کتابی باسم لسان الغیب در شرح حافظ شیرازی بچندین جلد منتشر نموده است - این کتاب برای اولین بار در سال ۱۹۱۶ در چاپخانه "اسلامیه ستیم پریس" در لاهور بچاپ رسید - مجموعه ای از رباعیات وی هم منتشر شده بود ولی در دسترس ما نیست . پدرش هم که مولوی محمد سلطان نام داشت اطلاعات کافی ای را در شعر پارسی دارا بود . شخص دیگری که باسم خواجه کرامت الله قمر معروف است پسر خواجه عبادالله اختر بود . احوال اختر درین تذکره مرقوم نموده ایم ولی قمر را نتوانسته ایم معرفی کنیم . قمر که باردو و فارسی شعر میگفت ، در حدود هشت سال پیش عرصه وجود را ترک گفت . ما روابط صمیمانه ای با قمر و اختر داشتیم و بهمین جهت چون آثار قمر از هیچ جا بدست ما نرسید ، مجبوراً بدخترشان نامه ای فرستادیم ولی ایشان هم نتوانستند انتخاب وی را برای ما بفرستند .

در سال ۱۹۵۶ که ما در جهلم اقامت داشتیم و این دو پدر و پسر هم از هندوستان رخت مهاجرت بسته وارد شهر جهلم گردیده بودند ، ما هفته ای یک دو بار با آنان ملاقات می کردیم و در همان زمان مقداری از اشعار ایندو بدست ما رسید که متأسفانه بعد از بین رفت . در همان سال شادروان استاد سعید نفیسی بمنزل ما تشریف فرما شده و تادو روز افتخار سبزیبانی را بما بخشیدند - قمر سه رباعی سروده بحضور ایشان تقدیم نمود ولی این سه رباعی هم دیگر پیش ما نیست ، زیرا

ما این سه رباعی را در یک دفتر نقل نموده و در یک چمدان گذاشته بودیم که بعد ها گم شد . اینقدر بیاد ما هست که شادروان نفیسی ربا عیادتش را خیلی تحسین نموده بودند . اگرچه ما شاعر نیستیم اما رغبت و میل خود را نسبت بشاعری احساس میکنیم ، روزی ما مطلع شدیم که یکی از دوستان ما سرتیپ گلزار احمد در نواحی ده کهجولا در دهکده کتاس که در شهر جهلم واقع است و بعثت معدن نمک معرف است ، مدرسه ای بنام " جامعه قرطاس " اجرا نموده است ، ما هم برای بازدید از این مدرسه رفتیم و چنان تحت تاثیر فعالیت های سرتیپ گلزار قرار گرفتیم که قطعه ای بفاسی سروده برای تصحیح بخواجه عبادالله اختر تقدیم نمودیم . اختر گفت که پسر قمر از من بهتر میداند و سواد فارسی او هم بیشتر است . لذا آن قطعه را بقمر دادیم و قمر در چند دقیقه آن را درست نموده بما مسترد گردانید ، آن قطعه که در زیر نقل میگردد بیشتر شامل کوششهای قمر است و ما فکر کمتری را در ساختن آن بخرج داده بودیم :

یار ما سرتیپ گلزار آنکه بحر همتش
قطره ناچیز را هم ظرف عمان کرده است

از رعایت آنکه اسمش با سسمی می سزد
در زمین شور ، خانه را گلستان کرده است
جامعه قرطاس در کوه نمک تعمیر کرد
دست جودش برخلاق لطف و احسان کرده است

رفته در کان نمک من هم نمک گردیده ام
هر یکی را خوان نمکینش نمکدان کرده است

گمراهان را رهنما شد بر صراط مستقیم
فخر بر ذات رشیدش هر مسلمان کرده است

درباره این کتاب عده ای از دوستان ما با ما همیاری نموده اند و ما بحضور آنها سپاسگذاریم . حکیم محمد حسین عرشی اسرتسری یکی از آنهاست که با نوشتن نامه های متعددی ما را مورد راهنمایی قرار داده و با شاعران متعددی آشنا ساختند . آقای قریشی احمد حسین احمد ، که قلعدار گجرات و استاد زبان پارسی در دانشگاه زمیندارا میباشند با فرستادن کتاب خود " گجرات کا دیسان شاعری " (اردو) و نوشتن نامه های متعددی ما را تشویق و راهنمایی کردند . همچنین آقای شیخ عبدالحفیظ هوشیار پوری هم با لطف و محبت فراوان خود با ما یاری ها نمودند ، دکتر غلام جیلانی " برق " هم در تصنیف و تدوین این تذکره با ما همکاری و مساعدت نمودند و ما از همه این دوستان صمیمی تشکر می کنیم . دکتر محمد باقر

هم لایق سپاس ما هست که یک روز با ما در کتاب خانه شخصی خود گذرانده و کتب متعددی را که در تالیف این تذکره سود مند بود بمانشان داد . با این همه اعتراف میکنم که این کتاب از همه عیوب و نواقص پاک نیست و امید وارم هرگاه خوانندگان گرامی با موضوع قابل اصلاحی مواجه گردند ، بنگارنده اطلاع خواهند داد تا در چاپ های بعدی اصلاح گردد .

در پایان ما از آقای دکتر یاسین رضوی فارغ التحصیل دانشکده ادبیات دانشگاه تهران تشکر می کنیم که فیش ها را بر کاغذ منتقل نموده و در تشکیل و تالیف این کتاب بسیار کمک کرده اند . ما از اقبال اکادمی هم تشکر می کنیم که موجبات چاپ کتاب را برای ما فراهم نموده است . دعا میکنیم که خداوند بزرگ سایر این دوستان گرامی را در اسارت و حفظ خود نگهدارد .

عبدالرشید

کراچی

۲۱ مه ۱۹۶۷ میلادی

* * *

(۱) آزاد - ابوالکلام احمد پنجابی

مولوی ابوالکلام آزاد یکی از شخصیت‌های بسیار برجسته هند و مورد احترام مسلمان‌ها بود. او خوش ذوق و خوش کلام بود و بین دوستانهای خود شیک پوش معروف بود. در اوایل قرن بیستم مجله ای هفتگی باسم المہلال و سپس المہلاغ اجرا نمود و بدین ترتیب مسلمان‌های این کشور را درس آزادی داد، انشای بسیار زیبا و مرصعی را بزبان اردو سی نگاشت، در زمان جنگ اول جهانی وارد بازار سیاست گردید و هندیان را مورد راهنمایی خود قرار داد، درباره خود چنین گفته است :-

”این غریب الدیار عهد وفا آشنای عصر بیگانه خویش، و نمک پرورده ریش، معموره تمنا و خرابه حسرت که موسسه به احمد و مسعود بن الکلام است، در سن ۱۸۸۸ عیسوی مطابق ذی الحجه ۱۳۰۵ هجری از هستی عدم با این غم هستی نما وارد شد.“

پدرش که فیروز بخت نام داشت برای پسر خود اسم تاریخی برگزیده بود و آن اینست :

”جوان بخت و جوان طالع“ جوان باد“

در اوایل زندگی خود در شهر امرتسر زندگی میکرد و یک مجله ادبی را هم باسم ”وکیل“ اجرا نموده بود، چندین بار بلاهور مسافرت کرد خانواده آزاد در دهی باسم لویم کرن که نزدیک قصور از نواحی لاهور می باشد، زندگی میکند. وی حدود بیست سال در زندان بود و از دست استعمارگران انگریزی رنج می برد، بعد از آزادی هندوستان و پاکستان و تقسیم شبه قاره در هندوستان ماند و منصب وزارت فرهنگ بعهده او گذاشته شد. در سال ۱۹۵۸ عرصه وجود را ترک گفت. اشعار فارسی هم دارد، یک مثنوی زیبائی که بعنوان تریقه بر کتاب

”تذکره صادقہ“ نگاشته بود در دسترس است و همان را در زیر نقل می کنم :

ای ساقی خوش خرام بر خیز	از می به بهار گل چه پرهیز
ابریکه ز کوهسار آمد	در موسم پر بهار آمد
کایام ربیع و نو بهار است	این وقت نشاط و وصل یار است
شادیم که ابر هم رسیده	بر دوش هوای خوش پریده
وقتی ست که دور ساغر می	مطرب بدر آید از دف و نی
چون نغمه شود بشور قلقل	کان سیر بود بصوت بلبل
از محتسبان مترس گاهی	بر ابر محیط کن نگاهی
بر کن می بی خودی به ساغر	تا این لب خشک خود کنم تر
از باده معرفت بده جام	تا کار خود شود بانجام
گر باده ناب نیست ساقی	از باده علم کن تلافی

ابو الکلام کتب متعددی را نگاشته است که عبارتند از :

- ۱- ترجمان القرآن که تفسیر قرآن مجید می باشد .
- ۲- تذکره
- ۳- قول فیصل
- ۴- مسئله خلافت
- ۵- غبار خاطر
- ۶- کاروان خیال
- ۷- هند آزادی گرفت وغیره

(۲) آزاد - فقیر، عزیز الدین لاهوری

از خوش سخنان و شیرین کلامان شهر لاهور بود و در زمان سهاراجه رنجیت سینگ بدرجه وزارت رسید . وی طبیب ماهر و شاعر بی مانند بود . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است اما نگارنده در لاهور پیش پسران بزرگش دیده ام ولی متأسفانه شعری ازان دیوان بیام نمائده است . قلندر شاه لاهوری در مدح وی و دیوانش چنین گفته است :

دل قلندر آزاد را بدست آورد	درین زمانه بود دلربای لاثانی
چو نام نامی آزاد را گرفت قلم	بر آمد از همه بند و نمائد زندانی
قلندران به آزادی و بی قیدی	بوصف یار بر آمد سخن بطغیانی

فقیر عزیز الدین سه برادر بودند ، هر سه ایشان زیبا رو ، خوش اندیشه ، دانشمند ، طبیب و شاعر بودند . یکی از آنها که فقیر امام الدین نام داشت ، اظہر تخلص میکرد و اشعار خوبی میسرود . قلندر شاه لاهوری راجع بوی چنین گفته است .

با دو صد شوخی قلندر سرزد از طبعم غزل
از اسام الدین اظہر چشم میدارم جواب
ہمین قلندر شاہ لاہوری راجع بہ سوسین برادرش کہ فقیر نور الدین نام و سنور
تخلص داشت چنین گفت :

تو خوش برادری و آن سنور و اظہر
یکی بہ از دگری . ثالثی بہ از ثانی
در کتاب رئیسان پنجاب سہ شعر زیر را باو نسبت داده اند :
چون سایہ درخت ندارد جہان قرار
اے دل اگر نگاہ نمائی بہ اعتبار
در عالم خیال ترا اضطراب چیست
در کار ہای خویش نداری چو اختیار
بگزار کار خویش بخداوند کار خویش
خود را بہ پرورندہ خود ہم زدل سپار
شادروان مفتی غلام سرور قطعہ تاریخ و فائش را بترتیب زیر سرودہ است :
شد عزیز الدین چو با عزت بخلد
بہر سال آن عزیز المومنین
پر تو افکن شد زدل "خورشید علم"
از خرد شد جلو، گر "منظور دین"
۱۲۶۰ ہجری
۱۲۶۰ ہجری

(۳) آزاد۔ حافظ غلام محمد خان وزیر آبادی

حافظ غلام محمد خان پسر حافظ عبدالرسول در وزیر آباد بدلیا آمد و در
شہر شاہجان آباد بزرگ شد ، در ریاض الفصحا (صفحہ ۲۷) نسبت نوی چنین
آمدہ است : "در عمر چہارہدہ پانزدہ سالگی نواب فیروز جنگ غازی الدین خان
بہادر عز امتیاز پیدا کردہ . . . گاہ گاہی فکر شعر ہم میکرد . وفاتش در
سال یکہزار و دو صد و ہشت ہجری . سزارش در فرخ آباد است . از وی :

بہا اگر بنشیننی مقام حیرت نیست
وای ز صحبت بیکانلان جدا بہ نشین
خوش آمدی تو کہ ما جان بہرگ میدادیم
کنون نثار تو سازیم ، مرجہا بہ نشین
تو پاک سیرت و او پاکباز باکی نیست
بیا بہ پهلوی آزاد بر ملا بہ نشین
ہر مصرعت زلفہ کہہ من برد کردہ
آزاد کار تست سخن گفتن این چنین
(ریاض ۲۷)

(۴) ابن مناح لاهوری

در تذکرہ معروف روز روشن (ص ۱۸) چنین آمده است کہ ابن مناح "از خوش تلاشان شہر لاهور است" - از جملہ دیوان و آثار شعری ابن مناح یک رباعی ہم بر صفحہ ۲۱ ہمین تذکرہ نقل گردیدہ است کہ بقرار زیر میباید شد :

دل را برخ خوب تو میل افتادست جان دیدہ بامید رخت بکشادست
چشم ، آبزین خاک درت خواهد بود گر عمر وفا کند ، قرار این دادست

در تذکرہ لباب الالباب بر صفحہ ۲۳۵ ، ضمن معرفی ابن شاعر شیرین سخن چنین آمده است : "الاسام ملک الکلام سراج الدین فصیح العجم ابن منہاج اللہ لاهوری - اگرچہ سولد او در لاهور بود اما وی زمانی تحت تاثیر سبک شعر سمرقند قرار گرفت و بہمین جہت استکہ در تذکرہ لباب الالباب چنین ذکر شدہ : "ازان سخنش را ذوق و شکر قند بود ، چون در قفص منبر طوطی ناطقہ او شکر خوار شدی ، منطق طوطیان ہند پیش الفاظ چون شکر او خوار شدی و چون در چمن محاورہ عندلیب فصاحت او در نوا آمدی حسان پیش کلمات حسان او بینوا آمدی و اگرچہ اشعار او مشہور است اما رباعی چند از منشات او اثبات افتاد .

میگوید :

آن دل کہ زہجر درد ناکش کردی
وز ہر شادی کہ بود ، پاکش کردی
از خوی تو آگہم کہ : ناگہ ناگہ
آوازہ در افتد کہ ہلاکش کردی

دیگر :

دل را برخ خوب تو میل افتادست
جان دیدہ بر امید لب بکشادست
چشم آبزین خاک درت خواهد بود
گر عمر وفا کند ، قرار این دادست (۱)

(۵) آتشی لاهوری

"ہمراہ بابر بادشاہ در ہندوستان آمدہ واقعہ نویس بودہ بعد ازان در ملازمت پادشاہ غفران پناہ نیز بہ مناصب ارجمند سرفراز گشت و در لاهور در سال ۹۷۳ در گذشت . او راست : نظم

۱- این رباعی را صاحب تذکرہ روز روشن بر صفحہ ۲۱ از قول ابن مناح آورده است ، نگاہ کنید ابن مناح .

سر شکم رفته رفته بی تو دریا شد تماشا کن
 بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن
 دیگر : خنجر بمیان ، تیغ بکف ، چین بچین باش
 خون ریز و جفا پیشه کن و بر سرکین باش
 دیگر : از اهل وفا بی خبری را چه کند کس
 مایل بجفا سیم بری را چکند کس
 دیگر : در شفق گشت شب عید نمایان مه نو
 تا کنیم از پی جام می گلگون تگ و دو
 در وقت صحبت جنت آشیانی در قلعه ظفر گفته :
 رباعی : صد شکر که شاه از غم بیماری رست
 برخاست و بر مسند اقبال نشست

از صحت ذاتش خبر میگفتند
 المنته لله که بصحت پیوست
 (منتخب ج ۳ ، ۱۸۰)

(۶) اثر - غلام قادر شاه جالندهری

حکیم غلام قادر شاه که طبیب بود در ناحیه بستی شیخ درویش در
 جالندهر دنیا آمد ، تولد او در سال ۱۲۷۲ هجری اتفاق افتاد . علوم عربی
 و پارسی را در محضر خلیفه محمد ابراهیم فرا گرفت . با گراسی همدرس و رفیق بود ،
 علاقه وافری به ادبیات پارسی داشت و بسه زبان اردو ، پنجابی و پارسی شعر
 میسرود ، در خطاطی هم ماهر بود و با موسیقی علاقه داشت . دیوانش باسم
 مناقبات دستگیریه چاپ گردیده است ، از جمله آثار نثری او انوار القادریه است
 که شامل احوال بزرگان است . ازوست :

زجریده محبت بکنند محو نامت
 مشک و عنبر ای اثر سودی نمی بخشد بما
 ای گل هنوز تونه رمیدی که با صبا
 رباعی : بره طلب تو یکدم اگر آرمیده باشی
 دل نیاساید بغیر از نگهت موی کسی
 پیش از تو نگهت زگستان را آرمیده

ای خاک درت کس ارکشد در دیده
 هر چند خدا نه ای و لیکن بخدا
 مداوا و علاجم از مسیحا هم نمی آید
 حق بین و حقایق آشنا گردیده
 آنکس که ترا دید ، خدا را دیده
 توای دردت بجانم دردهایم را دوا هستی

(۷) احسن بتالوی

خلف ابو الفتح بتالوی است ، مولد او نیز بتاله بود ، طبع معنی رس داشت ،
و تاریخ دان بود در سنه یک هزار و یکصد و یازده وفات یافت .
اوراست :

در صد هزار بادہ ساغر نیافتیم کیفیتی کہ در نگہ میفروش بود
(نشتر ۳۸)

(۸) احسن - سید احسن اللہ خان پنجابی

از احفاد سید شاہ عزیز اللہ ، سرید و خلیفہ سید شاہ سیر لاهوری بود . در
عہد شاہ عالم پادشاہ اقدام بسیاحت فرمودہ ہنگامیکہ در لکھنؤ سید نواب آصف
الدولہ بہادر باعزاز و اکرامش کوشیدہ با وی گرم جوشید ، و زمانیکہ گذرش بر
فرخ آباد افتاد ، رئیس آغا نواب مظفر جنگ و نواب شوکت جنگ بتعظیم
و توقیرش دل نہادند -

دلہ اسیر خم گیسوی پریشان است
بکوچہ ای کہ منم سیر صد بیابان است
بکنہ حسن تو حاشا کجا رسد احسن
بسان آئینہ چشم کشادہ حیران است
(گلشن ۱۷)

(۹) احسن - احسن اللہ خان ظفر خان لاهوری

بصوبہ داری کشمیر امتیاز داشت ، در علم و سخن اعجاز ہا کردہ دیوان
رنگین از و تابکار است . ۱۰۷۳ ہزار و ہفتاد و سہ در لاهور بدارالملک
آخرت رفت .

من در کلامہ :

بہ تیغ بے نیازی تا توانی قطع ہستی کن
فلک تا افگند از پا ترا خود پیش دستی کن
بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
برائے یار فروشی دکان نمی باید
(ہمیشہ)

سر حلقہ ارباب سخن ظفر خان احسن کہ پدر بزرگوارش خواجہ ابوالحسن
تربیتی خراسانی در عہد اکبر شاہ وارد ہند گشتہ بوزارت شاہزادہ دانیال

و مدارالمہامی دکن امتیاز یافتہ و چون جہانگیر بادشاہ اورنگ آرای سلطنت گشت
خواجہ را از دکن طلبیدہ اول بتقرر خدمت میر بخشگیری سرفرازی بخشیدہ و آخر
بتفویض عہدہ وزارت اعلیٰ و منصب پنجمہزاری ممتاز گردانید ، پس ازان صوبداری
کابل برآن اضافہ فرمود . ہرگاہ کہ شاہجہان بادشاہ رونق افروز سریر شہر یاری
گردید خواجہ را بمنصب شش ہزاری و صوبداری کشمیر سرافراز ساختہ ظفر خان
را نیابت پدر و خدمت کشمیر ارزانی داشت و بعد وفات خواجہ صوبہ کشمیر
بالاستقلال با منصب سہ ہزاری و علم و تقارہ بہ ظفر خان تفویض یافت .
وی مدتی در کشمیر حکمرانی کردہ ملک تبت را ہم مفتوح ساختہ و اواخر عمر
در دارالسلطنت لاہور رحل اقامت انداخت و در ۱۰۷۳ ثلث و سبعین و الف ہسٹر
آخرت پرداخت . فکر صائب و ذہن ثاقب بودہ . ہمیشہ با ارباب فضل و کمال
صحبت داشت و نظر بترتیب و حمایت شان گماشتی ، میرزا صائب از مداحین اوست .
این چند بیت از نتائج طبع بلندش ترقیم یافتہ :

دیدہ زلف تو مگر بی سروسامانی ما
کہ چنین گشتہ پریشان ز پریشانی ما
بسکہ برخاک درش ناصیہ سودیم احسن
آیہ سجدہ توان خواند ز پریشانی ما
در بتان ہند چون او دلبر خود کام نیست
رام رامم گرچہ میگوید ولیکن رام نیست

(نتائج ۴۹)

پسری داشت باسم عنایت خان کہ آشنا تخلص میکرد و اشعار خوبی میسرود . احسن
مثنوی ای بنام مثنوی ہفت منزل ساخت کہ در تعارف کشمیر بود . در مجمع
النفاؤس در بارہ وی چنین آمدہ است :

” بعد از عبدالرحیم خان خانان مثل او از اسرای ہندیہ نشان ندارد “

(نفاؤس)

در زمان جوانی خود از ادامہ مذہب خود غافل بود اما عقیدہ تامی در
دین اسلام داشت . شبی در خواب بزیارت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ مشرف
و بردست مبارک ایشان بیعت کردہ از نواہی اسلام تائب گردید . وی این
واقعہ چنین بیان می کند :

ظفر خان خواب آید از بخت بیدار
کہ بر دست رسول (ص) آورد انابت

برای خواب خود تاریخ میبجست
خرد گفت "آگهی بود بخواست"

۱۰۴۴ هجری

نسخه خطی دیوان احسن موجود است اما تا حال چاپ نگردیده . شعر زیر
را احسن سروده است :

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست
تازه گویمهای او از فیض طبع صائب است
صائب نسبت بوی چنین گفته است :-

خان خانان را به بزم و رزم صائب دیده ام
در سخا و در شجاعت چو ظفر خان تو نیست

(۱۰) احسن - ممتاز حسن قلوندی

ممتاز حسن احسن پسر محمد حسن بن غلام محمد خوشدل در دهکده
تلوندی موسی خان که در نواحی گجرات است بدنیا آمد ، الحال ریاست بانک
ملی پاکستان را بعهده دارد ، و یکی از ادبای معروف عصر حاضر بشمار میرود ،
او از یک خانواده بسیار محترم و فاضلی می باشد و بیشتر افراد خانواده اش پارسی شعر
می سروده اند ، احوال یکی از بزرگانش مکه محمد افضل نام داشت درین تذکره
مرقوم گردیده است ، او بزبان های انگلیسی و اردو و پارسی شعر می سراید ، در سال
۱۹۵۰ میلادی در تهران هنگام ملاقات خود با ملک الشعراء بهار چون ممتاز حسن
این بیت را خواند ، ملک الشعراء جبینش را بوسید .

زحسنت کم نمی گردد اگر بالای بام آئی
نقاب از رخ کشا یک لحظه دیدن آرزو دارم
اشعار زیر بتوسط خود آقای ممتاز حسن بمن فرستاده شده است :

روی رخسانت عیان از پرده اوهام من
من گرفتار طلسم امتیاز ما و تو

تازگی جوید ز دامن تو جان سوخته
من گل پژمرده تو سرچشمه هر رنگ و بو
آستان یار را پنهان ز چشمم میکند
صد تفو بر هستی دنیا و ما فیها تفو

درسبگ عراق :-

چکنم به مهمائی که بمن دمی نسازد
 نه برون در نشینی نه درون خانه آئی
 تو اگر بمن ننگنجی بفلک چسان نشینی
 همه کائنات درمن ، تو خدا ومن خدائی
 نه اسیر بند اینم نه رهین فکر آنم
 که جهان فروختم من بسرور بی نوائی
 اگر از جمال شوخی سر محفلی بگویم
 دل پادشا بر آدم زحریم پارسائی
 مرا دادند قلب بی قراری
 زمین ، تحت الثری ، عرش معلی
 پریشان هر کجا بشت غباری
 توئی غافل محیط بی کناری
 جهان دیگری را پرورش کن
 اگر باشد ترا پروردگاری
 بروز مرگ احسن گفت تقدیر
 سپرد خاک کردم خاکساری
 دیگر:

تاسف میخورم از بیکسی های تمنایم
 که من چون تیز تر سوزم ترا بیگانه ترینم
 چه باشد احسن مضطر ترا انجام می ترسم
 بهر روز یکم میگردد ترا آشفته ترینم

(۱۰) احسن - میر احسنی بتالوی

ابن میر ابوالفتح موسوی در بتاله که متصل لاهور است متولد شد. از علم
 تواریخ آگاه بود. در سال هزار و یازدهم (۱۱۰۰ هـ) ازین کهنه رباط اقامت
 بر بست - مثنوی شاه و ماه و دلیر و شیدا از افکار اوست ، من اشعاره :
 در صد هزار باده و ساغر نیافتم
 کیفیتی که در نگه می فروش بود

رباعی

گر خاک شوم نظر بروم نکند
 گر سبزه شوم گزرم بسویم نکند
 گر فکر شوم نیارد اندر خاطر
 گر گل گردم زناز بوم نکند
 (همیشه)

(۱۱) احمد - احمد حسین قریشی گجراتی

قریشی احمد حسین احمد پسر علامہ عبدالکریم قریشی میا شد و در دانشکده زمیندارا در گجرات استاد زبان پارسی است ، وی شخصی ست خوش سلیقه و خوش گوی و عربی و پارسی سخن می سراید . یکی از افتخارات او اینست که وی با خانواده قلمداران گجرات که در ادب دوستی معروفست تعلق دارد ، با سه فوق لیسانس در زبانهای اردو ، پارسی و عربی از دانشگاه پنجاب نایل گردیده است . در سال ۱۹۵۰ مثنوی فرهنگ عشق بزبان پارسی سرود که داستان عشق حضرت بلال حبشی شامل آنست . سپس سیرت حضرت رسول صلی الله علیه و آله را بنظم در آورد . این سیرت دارای شش هزار بیت است ، دیوانش مقداری از قصیده ها و چهل غزل را هم داراست ، وی شاگرد شادروان پروفیسور تاج محمد خیال می باشد ، وی بحدی تحت تاثیر نظم شاهنامه فردوسی قرار گرفته است که اینک در حال بنظم آوردن "جنگ نامه" می باشد که در بحر شاهنامه آغاز و شامل و قایع جنگ اخیر هندوستان و پاکستان که در سپتامبر سال ۱۹۶۵ صورت گرفت میباشد . نگارنده ضمن تحقیق در احوال شعرای گجرات از مقاله ای استفاده نمودم بنام "دبستان شعر و سخن گجرات" که در مجله شاهین چاپ و بتوسط احمد حسین قریشی تنظیم گردیده است ، در زیر انتخاب اشعار احمد درج می گردد :

خداوند ا زبان نغمه سراده	سراسر شوق نعت مصطفی ده
بخندان غنچه های آرزو را	فزون کن در جهان این رنگ و بورا
بهار فکر شوقم جاودان کن	نشاط لطف ذوقم در جهان کن
متاع زور ده عزم جوان را	بده تاب و توان تاب و توان را
سرایم از دلم رنگین نوای	نمایم در جهان خوش کن ادای
نهای شوق ایمان تازه گردد	نشاط او بلند آوازه گردد

انتخاب از جنگ نامه :

بگفتم بدل گرچه هستم غریب	خیال مهین در کمند اوفتاد
چو فردوسی آرم کمال از کجا	سرایم چگونه نغمه ی دلکشا
و لیکن باین مایه بی بسی	باین نا توانی و این پارسی
کمر بستم و عرصه آراستم	بمیدان شیرین قلم تافتم

باین چرب گوئی باین گم مشاع
 که در نمازیان تا شود نام من
 زمانه چو پرشور و شرگشته بود
 شده مصر را حسن بازار سرد
 بایران ایوان کسری فتاد
 هم آتش ز زرتشتیان سرد بود
 جهان سربسرتنگ و تاریک بود
 طلوع شد بملک عرب آفتاب
 که یک اسی دهر دانای راز
 بیا موخت اخلاق و آئین نو
 دوبالا شد انسانیت را مقام
 ازین نور حکمت شعاعی نشان
 ز زرتشتیان آتشی سرد کرد
 فراموش گشته دران اوم (۱) ورام (۲)
 بهر قلب تاریکی و تار بود
 چون این دیر آن خسرو نامدار
 بگویند آن هرده بار آمده
 به هر بار آمد به هر بار رفت
 چنان نور را کرد محمود پاک
 پس از غزنوی نوبت غوریان
 غلامان و تغلق چه خلجی نژاد
 ز فرغانه اوج وقار آمده
 زهی شاه بابر چه کشورستان
 همایون شه کامران کامگار

با سلا میاں میدهم یگ شعاع
 جهاد قلم تا شود کام من
 ره آدمیت همه بسته بود
 زفرعونیان دبدبه گشت گرد
 تبه گشت آن رونق کیقباد
 نگون در تباهی زن و مرد بود
 تباهی بهر طور نزدیک بود
 بصد رونق و حشمت و آب و تاب
 فقیری بی نعمان کارساز
 جهان گشت معمور از دین او
 چنان داد اهل جهان را پیام
 بایران زمین گشت چون ضوفشان
 هم از مانیان نقش رفته بگرد
 چه تعلیم ویدان چه حسن نظام
 زمانه پریشان ز کردار بود
 بدل کرد تحریک دین استوار
 بترویج دین هوشیار آمده
 بتان را تبه کرد برهم شکست
 که بنهاد بنیاد آن جای پاک
 همین طور آمد بتاب و توان
 همین طور بنیاد پاگان نهاد
 بایمان و حق استوار آمده
 که درباب عزت شده کامران
 شهنشاه اکبر زهی تاجدار

(۱ - ۲) اوم و رام اسامی خدایان مذهب هندوهاست.

(۳) وید، دانشمندان مذهب هند و را میگویند. این کلمه مساوی با کلمه حکیم پیارسی است.

بهر سو شد علم و دین را فروغ
 ز شعر و سخن نو بهاری رسید
 چون دید این چنین دور عیش و نشاط
 دل هندوان از حسد پاره شد
 ولیکن در اسلام حق این کمال
 که هر لمحہ لطف و کمالش فزود
 کدورت بدلهای ایشان نشست
 به اسلامیان شد میان دشمنی
 به احساس این طور و این دشمنی
 که در ملک شد رونما انتشار
 به هندوستان حکم انگلیسیان
 که این ملک جنت نشان سرزمین
 به افرنگیان جنگ آغاز کرد
 نمودند بسیار کوشش هنود
 غرض جنگ آزادی هندیان^۴
 درین نام سرسید نامدار
 ز خواب گران قوم بیدار کرد
 دگر سو چو هندو هراسان شدند
 بنا کرد تحریک فریاد رس
 به افرنگیان عرصہ پیراستند
 عیان رسز این کینہ در حال کرد
 ازیشان بیاید علاحدہ شدن
 به اسلامیان این پسند آمده
 رضامند گشتند افرنگیان
 درین مومنان گشت اینمہان سپر

شدار علم حرف جہالت دروغ
 زمانہ چنین پیش زبن گاہ ندید
 بعالم روان گشت نو انبساط
 تعصب درین قوم آوارہ شد
 بجا ماند قائم شد این یک مثال
 کسی را بران دستگاہی نبود
 نہ احساس تذلیل و شور شکست
 بہر کار شد در میان دشمنی
 شد آئین مسلم بہ هندو قوی
 پی کشتن یکدگر ہوشیار
 مسلط شد و گشت جاری روان
 بہ افرنگیان گشت زیر نگین
 پی شان در فتنہ ہا باز کرد
 پی مومنان ہم ہمین کار بود
 بہر گوشہ ہند شد در میان
 بیاید بہ تعظیم و جاہ و وقار
 بہ آزادی خویش ہشیار کرد
 بازادی خویش خواہان بدند
 کہ مشہور شد نام او "کانگریس"
 درین جنگ باہم صف آراستند
 بیان صاف اقبال دکتور کرد
 پی ما بزید علاحدہ وطن
 صدایش بہر سو بلند آمدہ
 کہ آزار بکنیم ہندوستان
 کہ از ہندوان ملت ما دگر

باین عزم و ایمان لطف فلاح
 علاحدہ ترا ملک باید ازین
 صدا چار سو شد بعالم بلند
 کہ باشند هند و وطن پاک شان
 تقاضای اسلام تسلیم کرد
 دگر سو چو تقسیم آغاز شد
 مرا گشت شاہی بتاجش نگین
 بہر طور خود ملک آراستند
 امیر سرش نہروی نکتہ دان
 مسلمانان کردند این انتظار
 نہ آزادی ملک آمد میان
 درین کار تا ہژدہ بگذشت سال
 در فتنہ ہا این چنین باز کرد
 بہ ہندو نہ اندازہ کار بود
 چہ چیز اند احرار و اسلامیان
 بہ اینان نہ سہل است آویختن
 زہی رزم جو مرد میدان جنگ
 لقب یاب زین مرد میدان کار
 باین صاحب عزم و عالی نژاد
 ہمہ توپ ہا، تانک و طبل و تفنگ
 رہا کردہ پاپوش و تمہند خویش
 دویند کفار از کارگہ
 محمد علی قائد ما جناح
 ازین دور باید ترا سرزمین
 کہ اسلامیان کرد در دلپسند
 علاوہ زمینش ہم ادراک شان
 باین طور این ملک تقسیم کرد
 بی کار افسر سرافراز سرا
 شد این جای پاکن مقرر زمین
 وطن گاہ خود خوب پیراستند
 باین طور بکشید کار از میان
 کہ شاید بر آید کنون روی کار
 نہ تسکین شد بہر کشمیریان
 کہ ہندو نمودند این روی سال
 با اسلامیان جنگ آغاز کرد
 نہ معلوم اورا چہ اسرار بود
 بہر چیز است عزم و ایمان جوان
 نہ آسان این چنین خون ریختن
 کہ از وی عدو را شود عرصہ تنگ
 زہی مارشل صدر عالی وقار
 چنین ہندیان دعوت کار داد
 رہا کردہ رفتند از کار جنگ
 عدو را فراری بدیدند پیش
 برن کج عیان گشت نام الہ

احمد حسین قریشی در حال حاضر این مثنوی را بتکمیل می رساند .

(۱۲) اختر - خواجہ عبید اللہ امرتسری

خواجہ عباد اللہ اختر کہ از خانوادہ 'مثنوی و اہل کشمیر' بود در نمبر امرتسر

در سال ۱۸۸۰ میلادی بدنیا آمد. اسم پدرش خواجه غلام رسول منتو و پدر بزرگش خواجه جمال الدین منتو بود. پسر اختر که خواجه کرامت الله قمر نام دارد بعد از گرفتن فوق لیسانس ادبیات و لیسانس حقوق در شهر جهملم بشغل وکالت داد گستری مشغول شد. تمام خانواده^۱ خواجه عباد الله اختر از علمدوستان و ادب پروران شهر خود بود و افراد خانواده اش بفارسی سخن میگفتند. اختر پیش پدر بزرگ خود تلمذ کرده از محضر شریف وی استفاده های شایانی را بدست آورد. وی تصانیف زیادی را دارد اما پنج اثر زیر را میتوان بطور مخصوص نام برد:

- ۱- بیدل تذکره سیرزا عبد القادر بیدل.
- ۲- شرح دیوان حافظ
- ۳- خلافت اسلامیة -
- ۴- مشاهیر اسلام -
- ۵- مذاهب اسلام -

دیوانش هنوز تنظیم و چاپ نگردیده است. نگارنده با خواجه عباد الله رابطه نزدیکی و مودت قلبی داشتم و در حدود دو سال در شهر جهملم با وی گذراندم اما ستاسفانه اثری در صورت نظم ازو نداشتم و بهمین جهت با دخترش محمودیه اختر تماس گرفتم و او با کمال محبت و لطف اشعار زیر را برای من فرستاد:

۱- خفتگان خواب غفلت را با گاهی چه کار

در شب تیره چو اختر هیچ کس بیدار نیست

۲- نوای ساز درد دل نمی آید بگوش من

چو شمع مرده رنگ انجمن خاموش می بینم

سراپا سوختم بهر فروغ محفل امکان

چو شمع انجمن روشن کنم بزم حریفان را

۳- بر سر من آسمان بیستون خواهد شکست

ناله من همچوتیشه کار فرهاد من است

راز می نوشی مگو با صوفی^۲ پشمینه پوش

پیرمن پنهان بگو شم گفت ارشاد من است

اختر در سال ۱۹۵۹ میلادی ازین جهان رخت بر بست "خواجه عبید الله اختر" تاریخ وفات شد.

(۱۳) ادیب - سیف الحق لاهوری

در لاهور دیده بودم که در آن ایام عمر بیست و پنج سال بود و سودای شاعری در سر داشت . دیر شد که رحلت کرده . کلام پارسیش دستیاب نشده . معذورم . (چشم ۶)

(۱۴) ارسلان - قاسم لاهوری

”درسلک ملازمان ادبیری بوده و در شعر و تاریخگوئی و خوشنویسی و خط شناسی و دیگر صفات حسنه مشارالیه میزیست در لاهور بسنه ۱۰۹۵ هجری در گذشت - ازوست :

گریان چو بسر منزل احباب گذیستم صد مرتبه در هر قدم از آب گذیستم . (انجمن ۶۲)

(۱۵) اسحق (۱) - اسحق لاهوری

شیخ اسحق لاهوری مصنف ”نسب جیان“ و ”فرح جیان“ بود . این دو کتاب برای تدریس کودکان در زمان حکومت شاهجهان ، شاه مغول هندوستان در نظم فارسی تنظیم گردید . فقط اشعاری چند از دیباچه کتاب ”نسب جیان“ بدستم رسیده است :

عادل ، شجاع ، شاهجهان آنکه ابروار	در بحر و بر نموده زر و گهر نثار
در عهد دین پرور شاهنشاهی چنین	تاریخ سال هجری در یک ”نفر“ بین
مسکین ضعیف بنده اسحق خوش بیان	در معدن فضیلت لاهور برامان
از نکتههای موزون شیرین عجب کلام	نامید نسب جیان در نفع خاص و عام

(سولف)

(۱۶) اسحق - اسحق ملتانی

”از نواح مصر و از قوم جمہود و از علمای قوم خویش بود و از عربی و فارسی بهره وافق داشت . اندکی حال او در رساله گلبرنگ ترکی نوشته ام . پنج سال

(۱) عصر ۱۰۵۷ هجری .

باسن در سیاحت گذاشت آخر در سلیمان بعد از پوشیدن خلوت اسلام رحلت نمود .
سیگفت عمر من بشصت و سه سال رسیده ، و از روز یکہ بحلقہ اسلام در آمدہ بود ،
نماز پنجگانہ و نوافل شب را ترک ننمودہ . ابن یک شعر از فکر آن مرحوم
یاد مانده :

وای بر حال من کہ از دشمن یار بیدرد ، دردمن پرسد .
(چشم ۱۰)

(۱۷) اسد - سید اسد اللہ شاہ گجراتی

سید اسد اللہ شاہ صاحب علم و فضل بودہ . وی از خانواده سادات بخاری
”چیودارہ شاخ بیج بہارہ“ در ناحیہ برگام در امارت کشمیر بود ، ولی عمرش
را در گجرات گزراند و در همان شہر فوت کرد . برادر بزرگ او کہ سید خلیل
شاہ نام داشت کہ نیز علاقہ فراوانی نسبت بزبان ہای عربی و فارسی داشت
و باین دو زبان شعر می گفت . وی کتابی بنام گزار خلیل بزبان پارسی نوشت .
سید اسد اللہ شاہ ہم علاقہ و ذوق مفراطی در شعر و ادب فارسی داشت تضمین وی
بر اشعار اسیر خسرو بدین قرار است :

ای شافع روز جزا ، بحر کرم ابر سخا وی بادشاہ دوسرا ، رحمی بمال بینوا
خستہ شد گشتہ فنا در رنج و غم ہم مبتلا ، خسرو غریب است گدا ، افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بحر خدا ، سوی غریبان بنگری

وی بسن شصت و پنج سالگی در تاریخ ۱۷ آوریل ۱۹۰۷ میلادی در گجرات
عرصہ وجود را ترک گفت . (مولف)

(۱۸) اسیر لاهوری

”مضامین لطیف می بست و در سنہ ست و ثمانین و الف از قید آب و گل رست ،
در حق دلبریکہ دست زیر عارضی گذاشتہ خفت و نقش پنچہ بر عذارش نشست ، گفت :
دست بزیر روی خود مانده شبی بخواب رفت عارضش از نشان آن پنچہ آفتاب شد ،
(روشن ۴۶)

”بابسری سری داشت . نوبتی معشوقش دست زیر عارض گذاشتہ بخواب رفت .
چون بیدار شد ، نقش پنچہ بر صفحہ رخسار ظاہر بود . بدیہ این مطلع را نظم کرد ،
دست بزیر روی خود مانده شبی بخواب شد عارضش از نشان او پنچہ آفتاب شد ،
(فرحت)

(۱۹) اشرف - محمد اشرف پاندوکی

اسم شریفش محمد اشرف و تخلص هم اشرف بوده - اسم پدرش سولانا عزالدین بن سولانا معصوم فاروقی بود و در دهکده پاندوکی که در نواحی شهر گوجرانواله است در سال ۱۱۵۵ بدینا آمد . بر منصب قاضی و مفتی منصوب بود در اواخر عمر خود در دهکده کلی والہ زندگی میکرد و همانجا در سال ۱۲۲۵ هجری عرصہ وجود را ترک گفت - سنش هنگام وفات ۷۰ سال بود. بزبان های پنجابی و اردو و پارسی شعر میسرود . کتابی منظوم باسم کنز الرحمت نوشت که در سال ۱۲۲۰ هجری نگاشته آمد، اشعارش هنوز چاپ نگردیده است. ازوست :

یوسف از عشق تو بچاه افتاد	کلفت ۱ از درد تو بماء افتاد
جز بسجده علاج او نبود	چون نگین هر که رو سیاه افتاد
قبله هر یکی چو شد مقسوم	قرعه من بکجکلاه افتاد
اشرف از بهر جذب رحمت او	در قضا کردن گناه افتاد

(۲۰) آشفته - پندت امر ناتھ هالو

پندت امر ناتھ هالو ملقب به ملک الشعراء و متخلص به آشفته، شاعر بزرگی بود - او شاگرد خدا بخش خان بود که تنویر تخلص و در دهلی زندگی میکرد. آشفته مدتی در استان پنجاب بعنوان قاضی انجام وظیفه می نمود ، محل تولد او دهلی بود و در همانجا زمان کودکی خود را طی کرد ، وی دارای جسم بسیار قوی و چهره زیبایی بود . در سال ۱۳۰۰ هجری که عمرش از پنجاه سال متجاوز بود در ملتان زندگی میکرد ، دیوان فارسی ترتیب داده اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است . در سال ۱۸۸۵ میلادی عرصہ وجود را ترک گفت * بزبان اردو هم شعر میسرود و بقول برخی کشمیری بود ، ازوست :

رفت درخواهش دل عمر گر انمایه تمام	کسیابی نه کسی یافت ز دور ناکام
با همین وصف ندارند نظر بر انجام	همه کس روز بهی می طبد از آسم
مشکل اینست که هر روز بتر می بینم	
دوست شمار کسی را بجهان دانشور	یار عیار و رنگ هوا نیست دگر
بر عناد است ز شوهر زن و از زن شوهر	دختران را همه جنگ است و جدل با مادر
پسران را همه بدخواه پدر می بینم	

۱- کلفت - رنج .

(۲۱) آشفته - میرزا محمد صالح

میرزا محمد صالح ، آشفته تخلص ، از نجباء و عمده زاد های کابل ، اصلش از هراتست و میرزا محمد دانش ، والدش ، داروغه توپخانه صوبه کابل بود . خود این عزیز از گردش زمانه بلاهور افتاد یکبار بخانه اش رفتم . بعد از آن گاهی سر راه اتفاق دیدنش میشد . شعر کم میگفت و چندان پی جمع کردن اشعار نبود . معتقد قاسم دیوانه و شوکت و ناصر علی بوده . در سال ۱۱۷۲ هزار و یک صد و هفتاد و دو فوت کرد . از دوستان میان نورالعین واقف بوده .

(تذکره - ص ۱۵۰)

وی طبع آزاد داشت و بعلل گوناگونی مجبور شد بلاهور سمهاجرت کند . شعر کم می گفت و سرو کار زیادی با مردم نداشت . از وست :

خدا نکرده اگر چهره پر عتاب کند
بگردش نگهی عالمی خراب کند

دیگر

میرو د دل بسر کوی تو پنهان از من
بد گمان گشته ندانم بچه عنوان از من

(۲۲) آشنا - میرزا محمد طاهر لاهوری

عنایت خان (احمد) آشنا خلف ظفر خان جوان دلچسپ بود . دستی در انشا پردازی نیز داشت . احوال سی ساله پادشاهی شاهجهان بادشاه غازی را از ملا حمید و غیره فصیح تر نوشته اما به اعتقاد فقیر از منطوقه و و خیر الکلام ماقول و دل ، این نیز بهره نداشت . از وست :

- ۱ - ناقصان هم بدرش چشم طمع دوخته اند
کور پیوسته نظر جانب بالا دارد
- ۲ - بنشین گوشه اگر آزرده ای زخلق
پای شکسته تو بجای نرسیده است
- ۳ - ناز بیجا چه کنی برخت ریش آمد
شرم کن شرم که روز سیهات پیش آمد

(کلمات - ص ۵)

خلف ارشد ظفر خان احسن بود - دیوان رنگین از و یادگار است . و احوال
سی ساله شاهجهان بادشاه نیز بقدرت و سامان نوشته و در ۱۰۷۷ هـ هزار
و هفتاد و هفت بنمہان خانہ عدم رفت . من اشعارہ

منہ اے طفل اشک از خانہ چشم قدم بیرون
کہ سی آیند مردم زادہ ہا از خانہ کم بیرون
چشم بکشودی و افتاد نگاہت بر من
اند کی بخت من از چشم تو بیدار تراست
(ہمیشہ)

صاحب طبع رنگین و فکر رسا عنایت خان میرزا محمد طاہر خان آشنا
پسر ظفر خان است . در عہد شاہجہانی و عالمگیر با پانصدی سرفراز بودہ . احوال
سی سالہ شاہجہان بکمال فصاحت و بلاغت نوشتہ بعد اورنگ آرائی عالمگیر
در کشمیر منزوی گردید و در سال ۱۰۸۱ ہجری احدی و ثمانین و الف بخلوت
کدہ عدم خوابید . از کلام اوست :

ما بزدان غمت خوبا نشستن کردہ ایم
گاہ گاہی نالہ ای برخیزد از زنجیر ما

دیگر

در سبک باریست آرایش سایہ خوابیدہ قطع راہ کند

دیگر

چشم بسان آئینہ در عیب خلق نیست پیوستہ همچو عکس خودہ در کمین خوش

(نتائج - ص ۵۰)

میرزا محمد طاہر آشنا کہ در کلمات الشعرا باسم عنایت خان ہم معرفی
شدہ است دارای دیوانی است کہ غزلہا ، قصاید ، مثنویات و اقسام دیگری
از شعر شامل آنست . از و است :

۱- حکیمانہ ساقی بہ مجلس نشست

چرا نبض سینا نگیرد بدست

۲- ہر دم نوید لطف و کرم می دہد مرا

دل می برد ز دست و جگری دہد مرا

۳- لقمہ چرب خوشامد نکند رام مرا

دل من از سگ کوی تو وفادار تراست

(۲۳) اصغری - دیوان پندت مان ناتھ لاهوری

دیوان پندت مان ناتھ پسر دیوان پندت امر ناتھ صاحب "مدن اکبری" نبیره راجہ دینا ناتھ از خانواده کشمیری پندتان بود . علاقہ خاصی نسبت بزبان و ادبیات فارسی داشت و شعر بقشنگی می سرود ، بیشتر عمرش در لاهور بسر شد . از وست :

بیاد آری صبا بربادی مشت غبارم هم
بر اندازی اگر از چهره تابان نقابش را
علی از مصرع رنگین دلم ای اصغری برده
کہ از صد جا گریبان چاک شد سوج سرابش را
در گلشن است نو گل من خنده زن بهیچ
اندر چمن چمیدہ صنوبر خرام ما
یکرنگ گشته ایم چو شمشاد در چمن
در زیر سرو هست لب جو قیام ما
ای اصغری ز حافظ شیراز مصرعیست
"ثبت است بر جریدہ" عالم دوام ما"

—۴—

حسن دارد در نقاب زلف زیبای دگر
زیر فانوس خیالی شد تماشای دگر
سبزه گل را چمن پوشی است از موج شراب
سرو بہر میکشان میداشت سینی دگر
تشنہ کسان را گلو ترشد ز آب خنجری
سردنم شد آرزو دارم تمنای دگر
اصغری از انجمن شد مصرع موزون بطرز
اینہم اندر عاشقی بالای غم های دگر

من و در حریم کویت ز ادب نماز کردن
تو و در خیال بازی لب خندہ باز کردن
نتوان گریخت آندم کہ کسی بہ تیغ نازم
ستم است لیکن از تو در فتنہ باز کردن

شدم اصغری سخنور ز فیوض ذات شوق
سزد از پی جمالش به ادب نیاز کردن

(۲۴) اصغری-محبوب علی شاه پنجابی

متوطن قصبہ کرنال ، فقیر این بزرگ را قبل از غدر دہلی از شہر انبالہ دیدہ بودم . در آن وقت نوجوان بود و در ہر زبان شعر بمناسبت زبان میگفت و در علم رمل مہارت داشت . کتاب الرمل کہ در ہرجا بدست میرسد مصنفہ آن بحر علوم است ، این یک شعرش ہنوز بسینہ ام مخفی است :
لایق فضل توام ، قابل عدل تو نہ ام
ای خطا پوش ! بس ارحم ارحم

(سخنوران ص ۱۲)

(۲۵) اظہر-فقیر امام الدین لاهوری

در زمان سلطنت مہاراجا رنجیت سنگھ سیزیستہ و تولیت قلعہ گوہند گرہ را در شہر امرتسر بعمدہ داشتہ است . برادران بزرگ وی فقیر عزیز الدین و فقیر نور الدین ہم مناصب بزرگی را داشتند و نزد مہاراجا تقرب و مناوت را دارا بودند . فقیر امام الدین بزبان پارسی شعر میگفت و اظہر تخلص داشت . اسم پدرش غلام محی الدین و جدش سید غلام شاہ بود . پدرش در استانداری نواب ذکریا خان در لاهور مشغول بود ، متأسفانہ اشعار اظہر بدستہ نرسیدہ است .

(۲۶) اعجاز-محمد سعید ملتانی

نام نامی آن ہنگامہ آرای بزم اعجاز کلامی ، محمد سعید است ، مولدش شہر اکبر آباد ، در فضایل علم و ہنر یلانہ عصر بودہ و در سخن سنجی گوی سبقت از ہمعصران ربودہ استفادہ اصلاح سخن از شیخ عبدالعزیز اکبر آبادی عزت تخلص برداشتند میرزا بیدل و ناصر علی ہمصحبش بودہ اند بہ ملتان شتافتہ ، با مکرمت ناظر اینجا پیوستہ ، چندی بلامرانی با آن منعم روزگار گذرانیدہ آخر در سنہ یک ہزار و یک صد و ہفتم از پی گل چینی رخصت رشوان شتافت . ہر چند میان تذکرہ جستجو کردہ باشد اما بدراافت نیامد کہ بکدام جاسدفونش ساختند ، چہ عجب بہ ملتان زبر خا کش دردہ باشند ، از آن اعجاز طراز جادو بیان است :

کی زجوش بی خودی دور از برد جوش توام
چون نگاہ دیدہ حیران در آغوش توام
بی خود از دنبالہ آن چشم مدھوش توام
من شہید ابروی شمشیر بردوش توام
سوختی اعجاز را ای آتشین خو چون شہید
رانده ای ہر چند دور از خود در آغوش توام

(معراج - ص ۱۰)

مجموعہ مکارم اخلاق و گل سرسبز انفس و آفاق است ، بیشتر عمر شریف
او در تحصیل علوم معقول و منقول و اکتساب فضایل میگذرد . . . گاہ بہ حساب
صفائی ذہن و جودت طبع بفکر شعر نیز می پردازد . . . در وقت رفتن بہ لاہور
مطلع عارفہ بکیفیت تمام گفتہ بود :

کشیدہ ام زجنون ساغری کہ ہوش نماند
دگر معاملہ با پیر میفروش نماند
دیگر :
خمار آلودہ شوخی از چمن بر چیدہ دامان شد
شکست رنگ گل بہتاب را چاک گریبان شد

دیگر :

دل غمدیدہ را اسباب راحت میشود کلفت
فتد از وہم کافور گل در چشم داغ من

(کلمات - ص ۶)

جامع کمالات طبیعی و آلہی بودہ ، شاعری دون مرتبہ آن معدن فضل و
کمال است لیکن گاہ گاہی بحسب تکلیف وقتی زبان معجز بیان را بگفتن یک
دو مصرعی گلستان می فرسود . من اشعارہ :

اے حریفان بزم روحانی	اے ندیمان جام ریحانی
اے خراباتیان بے سروپا	مژدہ ای می دہم بجان شما
عکس ساقی بساغر افتادہ	دختر تاک فتنہ زادہ
خود نما شاہدی تماشائی	جلوہ پیرا بہار رعنائی

(ہمیشہ)

از اوسط الناس دارالخلافہ شاہجہان آباد است . از عشایر شیخ محمد
صوفی کہ در سلک معارف آنجا انظام داشت و وی شاگرد رشید شیخ عبدالعزیز
عزت بود . ہم در معقولات و منقولات و ہم در شاعری بسر بردہ . . . اواخر
عمر در دارالامان ملتان ، ہمراہ صاحب صوبہ بود ، کار علمی ساختہ ، در ہزار

و صد و هفده رحلت کرد ، طرز خیال بندی اعجاز داشته با میان ناصر علی
و میرزا بیدل صاحب همطرح بود ، بی تکلف از استادان این فن است و شاعر
نجیب و خوش لفظ و معنی یاب : دیوان و مثنوی دارد ، از آنجاست :
عکس ساقی بساغر افتاده دختر تاک فتنه ها زاده

کشیده ام زجنون ساغری که هوش نماند
دگر معامله با پیر می فروش نماند

هزار جام گل و شیشهای غنچه شکست
شراب ناله بلبل هنوز در جوش است

نمیدانم که می آید برای پرسش حالم
که چون دل می طپد در پهلوی آئینه تمثال

برق جولانی که گرم صید زبن وادی گذشت
بر طپیدن های نبض جاده صحرا تنگ بود

بساغر گر بهار جلوه ات طرح چمن ریزد
کند در دست ساقی قلقل مینا غزلخوانی

(خوشگو ۳۶)

مولدش آگره است . بخدمت شیخ عبدالغریز عزت کسب علوم نموده
و با میر عبد الجلیل بلگرامی اخلاص و ارتباط تمام داشته . در سرکار نواب مکرّم خان
ناظم صوبه ملتان ، مرجع ارباب حاجت بود . افسون کلامش مارگزیده های
فراق راسخ حلال و عقده کشای طلسم سر بسته ، معانیش بناخن فکر دقت
گزینان محال . این چند بیت از اعجاز اوست :

چه آتش ریخت ذوق سوختن در سینه تنگم

چراغ کشته روشن میشود از جستن رنگم

چو بوی غنچه دلنگی نفس را در گره دارد

شکست خاطریم از پرده بیرون نیست آهنگم

دیگر :

بغیر نرگس دنباله دار یار کردید

زخود رسیده غزالی که دام بردوش است

هزار جام گل و شیشهای غنچه شکست

شراب ناله بلبل هنوز در جوش است

دیگر :

خیال بیکسی، سن وفا پیادش داد بجای شمع دل یار بر سوزم سوخت

دیگر :

کشیده ام زجنون ساغری که هوش نماند دگر معامله با پیر می فروش نماند

دیگر :

برنگ گرد باد آشفته ام در دشت بیتابی بود سرگشتگی شیرازہ مشت غبار من

(شمع - ص ۶۰)

(۲۷) آفرین - فقیر اللہ لاهوری

مردیست آزاد وضع مجرد منش ، اکثر اوقات به بی تعینی در قہوہ خانہ و کو کنار خانہ نشسته می نماید و دنیا داران این شہر دریافت صحبتش را غنیمت می دانند . این درویش از بسکہ غنای معنوی دارد ہر گز نظر توجہ بمال ایشان نمی نماید . اشعار آبدارش سامعہ افروز شعر مہمان روزگار است . اکثر در تلاش مضامین تازہ جہد می نماید، بسیار متین و با رتبہ می گوید :

با دوستان در نگیرد صحبت افتادگان

بر زمین سخت کی صورت پزیرد نقش پا

آفرین تا دل ما گرد تعلق افشاند

مشت خاکی بسر مردم دنیا کردیم

رنجش از ہوا خواہان شیوہ مروت نیست

جان من مرنج از من حاصل کلام اینست

(ہمیشہ)

از استادان شہر لاهور است ، گویند در کبرسنی تحصیل علوم ظاہری کردہ . آزاد مشرب و بیباک شنیدہ شد ، تمام عمر از لاهور برنیامدہ جنون ساختہ بہم رسانیدہ بدر مسجدی اقامت گرفتہ بود . . . بسیار صاحب کیفیت و با انصاف است . . . گویند در عین نود سالگی خضاب میکرد ، کسی ازین جوان مزاجیمہایش پرسید ، بدیہ در جواب گفت :

دشمن زندگی ست موی سفید روی دشمن سیاہ باید کرد

خوشگو غزلی در مدح آفرین سروده بوی فرستاد . آفرین ازین غزل خیلی خورسند گردید . مطلع اینست :

برکمال آفرین باد از دو عالم آفرین
آفرین صد آفرین بل صد هزاران آفرین
دیوان ملا آفرین را در بتاله بخدمت نورالعین واقف دیدم . ازوست :

چنان کز شیشه سربسته بوی باده می جوشد

درین محفل خموشی اهل مستی را زبان باشد
خنده زد غنچه تصویر و دل نشگفت

آه ازین عقده که در ساعت سنگین بستند

(خوشگو ۲۳۸)

فقیر الله لاهوری در آن شهر بسخن سرائی مشهور بوده . در ۱۱۴۷ هجری که راقم الحروف وارد بلده مذکور شد اورا طلبیدم . چون ترک آمیزش خلق خصوصاً اغنیا و ارباب دنیا کرده بود و عزلت گزین شد ، این بیت مشهور را ” دیدن من وحشت افزاید ، بیاد من بساز ” با یک قصیده و چند غزل از خود نوشته با رقعہ مشتمل بر معذرت بسیار فرستاد مضایقه نمود . بعد از آنکه از حقیقت حال این شکسته بال مطلع شد بخلاف اول عذر نیامدن خواست و چند روز در کلبه فقیر مانده صحبتها داشتیم . چون سراپا آلوده درد بود ، از مقالات و حکایاتش کیفیتی عجیبی بردم . الحق باین درد مندی کم کسی دیده شد ، غرض تا در لاهور بوم اکثر قدم رنجه می نمود و اثر صحبت بر ولوله و شورم می افزود . چند سال قبل ازین بجوار رحمت الهی پیوست و در شهر مدفون گردید . دیوانش قریب به ده هزار بیت است . خود اذعان داشت که مردم هندوستان بتکلیف تمام پارسی تکلم می نمایند و بشعر گفتن چه رسد . در واقع اگر آن مغفور در ایران نشو و نما میکرد از اساتید سخنوران زمان می شد . این بیت ازوست :

آفرین خاک شد اعضای همان بیتابم

بال و پر ریختم و شوخی پرواز بجاست

(ریاض)

شاعریست معنی آفرین و شائسته صد هزار تحسین و آفرین . در لاهور متولد شده . اصلش از قبیله جویه شیعه ، قوم گوجرست و هم در آنجا ۱۱۵۴ هجری وفات یافت . دیوانش مشتمل بر قصاید و غزلیات و دیگر جنس شعر است . این چند بیت از آن فرا گرفته شد :

هنوز حسن تو نو مشق جلوه پیرائست
هنوز اول درس کتاب رعنائست
هنوز چشمه نوش تو بوی شیر دهد
هنوز لعل لب غافل از مسیحائست

هنوز سرو قدت گرچه گرد آغوش است
هنوز دامن حسنت ز صبح پاکی تراست
نمہال سہر وفا تا چہ بار می بندد
دیوانگی و مستی از بوی تومی خیزد
مارا نہ جنونی و نہ سودای بہارست
بدا من گیریش تا چند گستاخ آفرین رستم

بقدر تاب و طاقت مگذر از تسکین محتاجان

نداری قوت دست کرم ، دست دعا باشی

حسن را در اضطراب آرد شکوہ عجز عشق

شمع می لرزد بخود از شوخی پروا نہا (انجمن ۳۴)

شاعر متین شاہ فقیر اللہ آفرین لاهوری . اقسام شعر خوب میگفتہ و انواع

لالی معانی در ملک الفاظ میسفتہ . (حسینی ۴۵)

در محله بخارای لاهور سکونت داشت - راقم الحروف وقتی کہ از ہند جانب

سندہ رفت ، بہت ونہم مجرم سنہ ثلث و اربعین و مائہ الف ۱۱۴۳ در لاهور با او

بر خورد . بسیار خوش متواضع بود . در آن ایام قصہ ہیر رانجہا نظم می کرد .

پیش فقیر داستانی خواند . این بیت از قسمیہ بیاد ماند :

بہریان یتیمی تمنا نورد کہ عید آمد و جامہ گلگون نکرد

(سرو ۲۰۵)

شاہ فقیر اللہ آفرین از لاهور است . وطن اصلش معلوم نیست . مرد

خوش مشرب و آزاد و متوکل بود . صوبہ داران لاهور خصوصاً سیف الدولہ عبد الصمد

خان بہادر دلیر جنگ مرحوم و زکریا خان بہادر پسر او بسیار تعظیم و تکریم

و توقیر او می نمودند مدح اغنیاء کم کردہ . با فقیر آرزو خیلی ربط غائبانہ

بہم رسانیدہ مکالمہ روحانی کہ عبارتست از نامہ و پیغام در میان داشت و مرا امام

سخنوران می نوشت . . . کلیات ضخیمی دارد مشتمل بر قصاید و مثنویات و غزل .

بسیار خوش زبان و تازہ خیال بود . . . در لاهور شاگردان بسیار دارد . از آنجملہ

است حکیم بیگ خان حاکم تخلص کہ بسیار مرد عزیز و خوش فکر است . . .

فقیر عبد الحکیم حاکم می گوید کہ مخدومی شاہ آفرین لاهوری الاصل است

و از شعرای عہد عالمگیر پادشاہ عمری دراز یافتہ تا سن بیست و سوئم جلوس

محمد شاہ پادشاہ در عرصہ حیات بود . اکثر بطرز میرزا صائب علیہ الرحمہ و گاہی

بطور میان ناصر علی مشق میکرد . سہ مثنوی دارد . یکی مسمی بہ ابجد فکر

در عہد عالمگیر و دوئمی ابنان معرفت در عہد بہادر شاہ و سوئمی ہیر رانجہا در

عهد فرخ سیر و دیوان ضخیمی در غزلیات و قصاید قریب به پنج شش هزار بیت است . در عنفوان شباب تحصیل علم و فضل کرده فاضل و عالم جید بود . در رسل نیز دستی داشت . با میراحمد فایق و خواجه عبد الله سامی و میر محمد علی رائج هم مشق و طرح بود . و ناصر علی را همراه والد خود که در خط استاد معزی الیه بود در صغیر سن یافته و ناصر علی مثنوی خود بشاه مذکور و مغفور تبرکا عنایت فرمود و گفت هر گاه چشم هوش و آید مطالعه خواهی نمود و میرزابدل غائبانه تعریف و توصیف ایشان میکرد و این بیتش اکثر می خواند :

حجاب عشقم نداد رخصت سوال بوس از دهان تنگش

ازو نمی آید این مروت ، زمن نمی آید این تقاضا

و ناصر علی این شعرش پسند نمود :

نسیمی میکند نیلوفر صبح بنا گوشت

فغانهای شب هجران شنیدنهای چه سیدانی

سن شریفش هشتاد و چند بود که در سن ۱۱۵۴ هـ یک هزار و یکصد و پنجاه و چهار در لاهور رخت ازین جهان کشید و به جنت خراسید و بخانه خود مدفون گردید . فقیر قطعه تاریخ وفاتش گفته بودم . مصراع تاریخ که همین یاد بود نوشتم :

کوه کن بودن و مجنون گشتن کار شوقست نه کار من و تست

پخته کی خواهد شدن سودای خام عاشقان

مصلحت بینی که در دل نام خود دیوانه است

آفرین در ترک دنیا اینقدر تاخیر چیست

جنبش یک آستین یا پشت پائی بیش نیست

مارا ببوسه می دهد آن نار تازه خط

آبی که خضر در ظلماتش ندیده است

بپای نظرم عشق می خورد سوگند

خیال روی تو کردن هنوز بی ادبی ست

آفرین دستی که او میکرد او بند

حلقه امشب بر در چاک گریبان می زند

کامل کجا مقید اسباب میشود بی نردبان مسیح پیام فلک رسید

زکوه گنج بی پایان خوبی بوسه ای زان لب

اگر دایم نباشد گاه گاهی آرزو دارم

قبیلہ ولید نمای خوشیم من ہم از خود خبری یافته ام
خط نیست آفرین کہ ز دیوان حسن دوست
پروانہ ای رسیدہ بتاکید بوسہ ام
صورت دیوار ہم ہشیار شد من همان مست الستم آفرین

(مردم ۱۷)

نام او فقیر اللہ است . شاعری بود معنی آفرین . . . مولد و منشا او
لاہور واصلش از قبیلہ جویہ . . . کہ شیعہ ایست از قوم گوجر . . .
فقیر و قتیکہ از ہند جانب سند میرفت بیست و نہم محرم سنہ ثلث و اربعین
و مائہ الف در لاہور با شاہ آفرین ملاقات کرد . . . در آن یام قصہ ہیر
رانجہا نظم میکرد پیش فقیر داستانی خواند - ابن بیت از قسمیہ بیاد آمد :
بہریان یتیمی تمنا نورد کہ عید آمد و جامہ گلگون نکرد
انتقال او در لاہور ۱۱۵۴ اربع و خمسین و مائہ الف واقع شد - شاہ عبد الحکیم
حاکم این مصرع تاریخ یافت : ”رفت نقاد معنی از عالم ،، حاکم مذکور
با فقیر نقل کرد کہ از زبان شاہ آفرین شنیدم کہ در عہد بادشاہ خلد مکان
و قتیکہ خانجہان بہادر کوکہ بادشاہ ناظم لاہور شد ، روزی نصیرتخان خلف
خانجہان بہادر در حویلی دارا شکوہ واقع لاہور بطریق سیر رفت و شاہ آفرین را ہم
در آنجا طلبید - ہوای ابر بود و باران ترشح میکرد - نصیرتخان تعریف ہوا
کرد . شاہ آفرین این دو بیت زلالی خوانساری بر محل خواند :

خوشا ابری و ابری کم ستیزہ کہ باران ریزد از وی ریزہ ریزہ
زنم نقش قدم زایل نمیشد زمین تر میشد اما گل نمیشد

حاکم با فقیر گفت : زبانی شاہ آفرین یاد دارم کہ سابق در صحن مسجد
وزیر خان واقع لاہور ، جمعی از موزونان مجلس سخن می آراستند و مشاعرہ
را گرم میساختند . روزی ملا محمد سعید اعجاز اکبر آبادی کہ در آن وقت وارد
لاہور شدہ بود درین بیت ناصر علی کہ

صریر خامہ میدانم کہ با طبعتم نمی سازد
دریدی نامہ، دل صد پارہ شد، قاصد رسید اینجا

اعتراض کرد کہ ہر گاہ صریر خامہ کہ عاشق از دور و دراز مکتوب
مینویسد با طبعش نمیسازد ، صدای دریدن نامہ کہ شوختر از صریر خامہ است
چہ قسم با او ساخت . شاہ آفرین گفت : صریر خامہ خود معشوق با او نمی
سازد و اعجاز خاموش ماند . . . و نیز اعجاز نقل کرد کہ روزی بخانہ میر

جمال الدین و سیر فخر الدین حسین کہ از اکابر لاهور بودند ، جمعی از سخن
سنجان اجتماع داشتند . سیر محمد زمان راسخ سر ہندی ہم حاضر بود . اعزہ
بر این بیت سیر کہ :

جامہ صبر ببالای جنون تنگ آمد آنچه از دست برآمد بگریبان کردیم
اعتراض کردند کہ جامہ بر بالائی کوتاہ سی باشد نہ تنگ ، شاہ آفرین
گفت : کلام سیر درست است و این شعر از ہاتفی از تیمور نامہ او خواند :
نہ ہندی عنان تافت از راہ جنگ نہ بر قامت ترک شد جامہ تنگ
اعزہ ساکت ماندند . سیر محمد زمان بسیار مسرور گردید . در وقت تحریر
این صحیفہ دوسہ جزو انتخاب از غزلیات شاہ آفرین بدست آمد و این ایات بر
چیدہ ثبت گردید :

ز پا افتادگان باشد سد گم کردہ راہانرا
کہ از نقش قدم گردد سراغ کاروان پیدا

این سخن در زیر لب گوید تہی از بادہ جام
کی توان در فلسی گشتن ز لعلش کامیاب
نشہ وصل تو میدانم سراپا بی خودی است
سخت میترسم مبادا گم کند قاصد جواب

مردمی باید کہ گیرد دست صاحب جوہری

تیغ را بی قوت بازو کشیدن مشکل است

زبان طفل بجز دایہ کس نمی فہمد

بغیر عشق کہ داند کہ حال دل چون است

دیوانگی و مستی از بوی تو سیخیزد ہر فتنہ کہ سیخیزد از کوی تو سیخیزد

تا کشودم دیدہ دل یار در آغوش بود

خواب ما ای آفرین محتاج تعبیری نشد

ہمین آواز در گوش سن از دولاہ سی آید

کہ باشد سربلندیہا بقدر سرفرو کردن

اثر صد رنگ دارد سوز دل مست محبت را

شراب تند باشد بیشتر در سوختن رنگین

بلا گردان شوم ، قربان روم ، گرد سرت کردم

ندارد آفرین الا ترا رحمی بعال او

(عاشرہ ۲۸)

از ستوطن لاهور است . سرد درویش از اہل تصوف و صاحب درد

بوده . اوقات خود را مصروف عزلت و انزوا میداشت . عبدالصمد خان و ذکرها
خان ، صوبه داران آن شهر ، پاس تحریم و تکریمش می نمودند . ازوست :
ابر پیش خوان احسانش صدائی بیش نیست

بجر را کشتی بکف دیدم گدائی بیش نیست
دل قبله و نیاز نماز دوام ما گرداندن رخ است ز دنیا سلام ما
از تپ غم تا کشیدم آتش افشان ناله ای

بر لب سن کرم شب تابست هر بتخاله ای

(هندی ۱۱)

صاحب طبع متین ، فقیر الله آفرین لاهوری است ، بنظم پردازی شایسته
تحسین بوده و به نغز گوئی قابل آفرین . دیوانی ضخیم دارد . در ۱۱۵۴ اربعه
وخمسین و سائله الف رهنورد عالم جاودان گشت . این چند بیت ازوست :

شدم محو تصور بسکه حسن بی مثالش را
بود هر قطره خونم دل دیگر خیالش را
ز پافتادگان باشد مدد گم کرده راهان را
که از نقش قدم گردد سراغ کاروان پیدا
صحرای طلب کاغذ آتش زده دیدم
هر سوخته جان دامن وحشت بکمر بود

زکوة گنج بی پایان خوبی ، بوسه ای زان لب

اگر دایم نباشد گاه گاهی آرزو دارم (تناج ۵۹)

چون از بلاد سنده عطف عنان نمودم و هفتم رجب سنه سبع و اربعین و سائله
الف (۱۱۴۷) وارد لاهور شدم و تا دوازدهم ماه مذکور در آنجا اقامت افتاد .
سلاقات مشارالیه بمرات واقع شد . مسوده اول تذکره ید بیضا تالیف فقیر که نقش نا تمام
بوده ، خواه نخواه گرفت و از منظومات خود مثنوی ”ابنان معرفت“ بخط خودش
بطریق یاد گار تسلیم فقیر نمود . عنوانش اینست :

ای معنی بوضوی تجرید صبح شد ، صبح ، نماز توحید
یعنی صبحی که ظهورش همه جااست شش جهت سجده چو خورشید رواست
[انتخاب از اشعار آفرین در کتاب شمع انجمن آمده است و ظاهراً از مآثر
الکرام گرفته شده . سولف]
(کرام ج ۲ - ۲۰۵)

آفرین لاهوری ، اسمش فقیر الله است . خوش خیال بود و با ناخن فکر
عقد های خاطر می کشود . صاحب دیوان است . گلبن خامه او گل افشانی
می کند :

لب کفری که دارد فیض ایمان ، عشق میداند
خط کافر مسلمان میکند حسن فرنگش را
بر نمی تابد نماز عشق رنگ آرزو آفرین از خون طلبها وضو کر دیم ما
مردمی باید که گیرد دست صاحب جوهری
تیغ را بی قوت بازو کشیدن مشکل است
اثر صد رنگ دارد سوز دل مست محبت را
شراب تند باشد بیشتر در سو ختن رنگین
(بینظر ۲۳)

(۲۸) الفت - میرزا غلام محمد برلاس کلانوری

از قوم مغول برلاس است . از مدتی در کلانور تابع لاهور بوارستگی می
باشد و به تعلیم هندو پسران سرگرم است . در وقت سیر پنجاب اکثر با او
ملاقات میشد ، مرد خلیق و صاحب کمال بنظر می آید . به نظم اشعار توجه می
فرماید . زبان خوبی دارد .
مردی عاشق مزاج بود :

به بزم من که خموشی بساز آهنگ است زبان عرض تمنا پریدن رنگ است
تمول آفت جان میشود توانگر را بی شکست طلسم صدف . گهر سنگ است
(روشن ۷۸)

(۲۹) الواشی - ابو جعفر محمد بن اسحاق لاهوری

از ائمه و علمای لوهور است ، بکمال دانش و بزرگی و فضل مشهور بود
و اشعار او اشعار بلاغت دارد و در لوهور از خواجه ادیب شرف الدین احمد
دساوندی شنیدم که وقتی : نجیب الملک ، شرف الخواص ، ابو طاهر المعظم
او را امتحان کرد که قصیده ای بگوی که در هر بیت چهار جنس لازم بود
چنانکه چهار طبع در یک بیت بسیار آورده اند ، اجناس دیگر در هر بیتی چهار
جنس ایراد کنی ، این قصیده که عنوان نامه فصاحت و برهان دفتر بلاغت در
مدح او بدین ترتیب گفت :

ای پاک هم چو آب چو حاکم مدار خوار
لطفی بکن چو باد و سوز این تنم چو تار
داری قبای' رومی و روی تو ششتریست
و اندام نرست ز خزد بز هزار بار

چشمت بسان نرگس و عارض چو نسترن
رخسار هم چو لاله و لب چون گل انار
نیلوفری در آیم شمشاد وار، زرد
ز آن یاسمین تازه و نسرين آب دار
ای کرده شرق و غرب و جنوب و شمال را
آثار نقش جودت پر رنگ و پرنگار

غزل :

دوش در سودای دلبر بوده ام بالب خشک و رخ تر بوده ام
در خمار عبهر مخمور او دیده باز از غم چو عبهر بوده ام
وزنم چشم و تف دل هر زمان گویی اندر آب و آذر بوده ام
هم چو بحر و کان ز آب و خون اشک پر زدر و پر ز گوهر بوده ام
(لباب ۲۳۶)

عمر بن اسحاق الواشی اللاهوری ، قال فی نزهة الخواطر: الشيخ الامام
ابو جعفر عمر بن اسحاق الواشی اللاهوری احد العلماء المشهورين فی عصره كان
شاعراً مجيداً . قال القاضي (كتاب الانساب) كان رحمه الله من رجال المائة
السادسة .

(رجال ۱۷۹)

(۳۰) افصح - مير محمد علی لاهوری

اصلش از سادات رضوی مشہد است . جدش در عہد امیر تیمور بتوران
آمده در شهر سبز سکونت و رزید . و سلطان شاہ سیرزا ، والدش بہندوستان در
عہد عالمگیر پادشاہ وارد شد و سر بلند خان [صوبہ دار استان تہہ در سند .
مولف] سیر بخش دختر خود در حبالہ نکاح او آورد سیر افصح از جید
سر بلند خان است . در اوسط عشرہ خامس بعد مائتہ الف بلاہور تشریف فرمود .
این فقیر دوسہ دفعہ سیر مذکور را دیدہ بودم . بلکہ تحریک فکر چند غزل سنگلاخ
نمودہ بر خود گمان زیادہ از آنچه بود ، داشت . ازان وارد دکن گردید و در آن
باہمت یار خان بدرجہ شہادت رسید . در سن ۱۱۵۴ یک ہزار و یکصد و پنجاہ
و چہار ، خدایش بیامرزد . این شعر پسند شاہ آفرین مرحوم بود :

نمک بوسہ بر آن رند قدح نوش حرام کہ فراموش کند حق نمکدان ترا
ازوست :

شکر خدا کہ دیدہ شاہد پرست سن ہر چند بت پرست بود خود پرست نیست
(سردم ۱۴۹)

(۳۱) افضل - شاه محمد افضل لاهوری

از احفاد محمد ابوالمعالی بود که از اولیای لاهور است . سردی خیلی
فاضل و دانشمند و عالی بوده . گویند میان ناصر علی از وی لرزید . بیتش رسیده :
نوشتم نامه از فریاد دل برپا قیامت شد

نمیدانم قلم یا صور محشر بود در دستم (خوشگو ۳۴)
از اولاد شاه ابوالمعالی بود که اکمل اولیای لاهور است و ابن افضل در
فضای زمانه و سخن سنجان یگانه معدود و مشهور . شیخ ناصر علی سرهندی او را
از شعرای معنی آفرین میشمرد و از مضامین تازه اش حظی می برد :
نوشتم نامه از فریاد دل برپا قیامت شد
نمیدانم قلم یا صور محشر بود در دستم

(صبح گلشن ۳۱)

(۳۲) اکبر - جلال الدین محمد اکبر

جلال الدین محمد اکبر پادشاه بن اسیر همایون که در سن دوازده سالگی
جلو افروز تخت سلطنت دهلی گشته پنجاه و دو سال بکمال قوت و استقلال داد
کشور گشایی داده و نظم و نسق همایونش بنای رفاه خاص و عام و صلاح کفه
انام در معموره عالم نهاده تیغ صولتش سرهای گردن کشانرا بخاک نیستی در
انداخت و بهمت والا تمهتتش لوای تسخیر ممالک در چاروی گیتی برافراخت .
خوشا پادشاه ذوی الاقدار که اهل فنون روزگار در ظل عاطفتش جا داشتند
و بفیض تربیتش نفوشر کمالات عجیب و غریب بر جریده عالم گذاشتند . وفاتش
در ۱۰۱۴ اربع عشر و الف روداده . از طبع بلند و کلام دلپسند اوست :
شبنم مگو که بر ورق گل فتاده است کان قطره ای ز دیده بلبل فتاده است
من بنگ نمی خورم سیارید من چنگ نمی زنم نیارید

قطعه :

دوشینه بکوی می فروشان پیمانہ می به زر خریدم
اکنون ز خمار سر گرانم زر دادم و درد سر خریدم

(نتائج ۴۴)

اکبر شاه در قلعه اسرکوت که در استان سند است متولد گردید . بعد از
قوت پدر خود در دهکده کالانور که در نواحی لاهور است مراسم تاج گذاری او
بر گزار گردید . (مؤلف)

خلف الصدیق نصیر الدین محمد همایون پادشاه ، دارای ملک هندوستان

در سال نهمصد و چهل و نه، دوم ربیع الاول از بطن حمیده بانو بیگم که از نسل شیخ احمد جام قدس سره بود، در صوبه توتتهه، بحصار امرکوت متولد گردید و بعمر دوازده سالگی در صوبه لاهور بقصبه کلانور بر سریر سلطنت جلوس فرمود. تا پنجاه و دو سال حکمران بوده. بعمر شصت و پنج سال دوازدهم جمادی الآخر سنه اربع عشر بعد الف ۱۰۱۴ از تخت شاهی بر تخته تابوت استراحت نمود. تاریخ و فاتش اینست :

فوت اکبر شد از قضاء الله گشت تاریخ فوت اکبر شه

۱۰۱۴

این چند اشعار از کلام اکبری است :

شبم مگو که بر ورق گل فتاده است

کان قطره‌ها ز دیده بلبل فتاده است

گریه کردم ز غمت موجب خوشحالی شد ریختم خون دل از دیده، دلم خالی شد

دوشینه بکوی بیفروشان پیمانه می بزر خریدم

اکنون ز خمار سرگرانم زر دادم و در دسر خریدم

رباعی :

از بار گنه خمیده پشتم چکنم نی راه بمسجد نه کنشتم چکنم

نی در صف کافر نه مسلمان جایم، نی لایق دوزخ نه بهشتم چکنم

من یار دلم خون شد از دوری او من یار غم زدست مهجوری او

در آئینه چرخ نه قوس قزح است عکس است نمایان شده از چوری او

(روشن ۲۷)

(۳۳) اکبری - دیوان امرناته لاهوری

وی در سال ۱۸۲۲ در لاهور بدنیا آمد. نیاکانش در زمان محمد شاه بادشاه از کشمیر رخت مهاجرت بسته وارد لاهور شدند و پدرش بمنصب های بزرگی منصوب گردید. اکبری شاگرد مولوی احمد بخش چشتی بود و مهاراجا رنجیت سینگ نسبت باو احترام و ارزش فوق العاده ای قایل بود. رابطه ارادت قلبی خود را با قلندر شاه استوار کرد و سریدش شد. در صغیر سنی بشعر و سخن پرداخت و بنا بگفته خود در سن یازده سالگی "مثنوی ظفر نامه" را بدستور رنجیت سینگ آغاز نمود. شعرهای زیر از همین مثنوی انتخاب گردیده است :

ای بخیال تو در و نها صفاست جلوه ذات تو برون از ثناست

کون و مکان جلوه وحدت تست پر تو کثرت کسرت ز تست

چشم خرد باید و بیدار دل تا برسد بر سر اسرار دل
 همچو جرس گریه زخم زار زار آبله در دل چو جرس پر فگار
 شور تو داغم نمک آلود کرد حال سرا شوق تو فرسوده کرد
 شاعری نازک فکر و سخنوری شیرین سقال و خوشگو از کشمیر بود. دیوان
 فارسی دارد که چاپ گردیده است. دیوانش بر قصاید و غزلها مشتمل است. در
 دربار سمه راجه رنجیت سینگ انجام وظیفه می نمود و بدربار دلیپ سنگھ هم خدمت
 کرده است. در لاهور زندگی میکرد. ازوست :

شوربست چو ناقوس برهمین بسرما از بت کده کم نیست دل ما به سرما
 ما مست تماشا و تو در پرده نظر باز عیبی که پسندی بود آن هم هنر ما
 شد اکبری از فضل خدا صایب ثانی شاید به صفاغان برسد هم خبر ما
 شد خلق محو هستی در ذوق خود پرستی
 اسرار عشق و سستی سازد که آشکارا
 کن نظر بر دل صد چاک من ای صبح به سهر
 بر لب بام عبث خنده بیجا سفروش
 ز نار بندد برهمین از یاد زلف کافرش
 مومن پریشان شد عبث اوراق قرآن در بغل

(۳۴) اکرام - سید محمد اکرم لاهوری

سید محمد اکرم شاه اکرام در دهکده مونگنان والا که در سی کیلومتری
 شرق لاهور واقع است در سال ۱۹۲۴ بتاریخ ۶ دسامبر متولد گردیده. بعد از پایان
 تحصیلات خود در رشته ادبیات فارسی از دانشگاه پنجاب، بنا بتوصیه استاد ارجمند
 خود جناب آقای سید وزیرالحسن عابدی و دعوت دولت ایران رهسپار تهران
 گردید و در آن جا بانوشتن رساله ای در باره علامه اقبال لاهوری بدرجه دکتری
 زبان و ادبیات فارسی نایل گردید. در سال ۱۹۶۳ از تهران بلاهور برگشته و در
 دانشگاه پنجاب مشغول تدریس گردید.

دکتر اکرم جوانی بسیار باهوش و خوش ذوق است. اشعار بسیار خوب و فود
 المعاده قشنگی را بزبان شیرین فارسی میسراید و در طرز شعر خود از سبک خراسانی
 و عراقی پیروی می کند. نگارنده معتقدم که دکتر اکرام بین شاعران ممتاز
 پاکستانی قرار دارد و اسم او را میتوان در صف شبلی و گراسی برد. مجموعه ای از
 غزلهایش تحت عنوان "برواند پندار" در تهران چاپ گردیده است اما هنوز
 دیوانش ترتیب نیافته است. ازوست :

صحرای طلب پر ز خطر ها بودا که رام
 شب تا سحر چو سایه رهایم نمی کنی
 بیا که لاله بدشت و دمن رسید بیا
 مکن نگاه بدستار و جبهام ساقی
 زدست عشق تو عریان زنگ و نام شدم
 ز حسن دلکشت ای آفتاب چهره بکاست
 چشم مخمور گر آنست که من می بینم
 بده اکرام را پیونته جام آتشین ساقی
 کنون که عالمی از حال من خبر دارد
 درین خزان جوانی مرا بهاری نیست
 در مان تلخ کاسی هجران نمیشود
 در سینه های اهل محبت فرو رود
 من اگر روز ابر تنی نخورم
 تو چرا رنج من نمی فهمی ؟
 تو چرا در نگاه خسته من
 مهر لاهور از دلم بردند
 دل اکرام تا سحر چون شمع
 شهر لاهور بسوی تو گزر خواهم کرد

هرگز مکن آهنگ سفر تا نشناسی
 ای غم بگو چه خواهی ازین جان خسته ام
 بیا بیا که مرا جان بلب رسید بیا
 بجام باده مرا می توان خرید بیا
 قبابی هوش و خرد را جنون درید بیا
 هر آنکه روی ترا دید و ماه تابان گفت
 نرگس البته بگلشن نگران خواهد بود
 که این میخوارتر دامن بیک ساختن می سوزد
 چرا تو بی خبر از حال زار من باشی
 مگر تو ای گل خندان بیاد من باشی
 جز آنکه گاه زان لب شیرین دوا کنند
 هر تیر غمزه ای که ز سرگان رها کنند
 می شوم آب از پشیمانی
 تو چرا درد من نمی دانی
 راز نا گفته را نمی خوانی ؟
 داد از مهرخان تهرانی
 چند سوزد ز عشقی پنهانی
 خاک پر نور ترا کحل بصر خواهم کرد

رباعی

نمیدانی مگر ای یار جانی ؟ که هر گل را بود در پی خزانی
 سحر میگفت با گل بلبل زار که ای گل تا یکی نا سهربانی

(۳۵) اکرم - میرزا اکرم بیگ چغتائی لاهوری

میرزا اکرم بیگ از اولاد قانی بود و در زمان سهاراجا رنجیت سینگ در لاهور
 تدریس میکرد . در علوم صرف و نحو ، سیزان و معانی ، حدیث و تفسیر کلام الله
 مجید و شعر و سخن خیلی ماهر و فاضل بود . قرآن مجید را در یک شب می
 خواند ، پدرش عبد الکریم شخصی زاهد و صوفی و مادرش دختر ملا صدیق بود .
 در آن زمان اسامت مسجد وزیر خان را بعهده داشت . امر ناتھ اکبری در مثنوی
 خود از او تعریف نموده و احوال زندگانش را در مثنوی ظفر نامه ثبت کرده است .
 طبق این مثنوی ، اکرم هم سرید قلندر شاه بود و محبوبیت بسزائی را نزد
 قلندر شاه داشت . این شعر از قلندر است :

قلندر پیش اکرم نه تو این ایات ناقص را

که تا انکار بر خیزد ز اقراری که من دارم

اشعار زیر از اکرم می باشد :

ازان جمله الهی بخش باهی	بملک حسن و خوبی بادشاهی
مه و مهر از رخس یابنده تابی	تعالی الله بخوبی آفتابی
دو ابرویش دو محراب عبادت	مقام سجده اهل سعادت
خیال عارض آن ماه تابان	کتان سازد بدلمها جامه جان

(۳۶) اقبال - شیخ محمد اقبال سیالکوتی

اقبال در ۹ نوامبر ۱۸۷۷ میلادی مطابق ۱۲۹۴ هجری قمری ، در شهر سیالکوت در میان خانواده متوسط الحالی بجهان آمد . جد اقبال ، محمد رفیق ، که یکی از سکنه قریه لوی هار بود با تفاف سه برادرش از کشمیر، زادگاه اجدادی خویش مهاجرت کرده در شهر سیالکوت اقامت گزیده بود. نور محمد، پدر اقبال ، که در موقع ولادت وی در شهر سیالکوت مشغول امور بازرگانی بود، از جهت علاقه شدیدی که بامور روحانی داشت ، مرد بسیار متدینی شناخته می شود. وقتی که اقبال بمرحله رشد رسید، مسئله تحصیل وی مورد توجه خانواده واقع گردید. نور محمد برسم معمول آنوقت اقبال را برای آموختن قرآن یکی از مساجد برد . اقبال دوره‌ی تحصیلات مکتبخانه را طی کرد و بعد از آن وارد مدرسه ابتدائی شد. در همین اوقات بود که اقبال توجه یکی از دوستان بزرگ پدرش (میر حسن) شمس العلماء را که دانشمندی بزرگ و محقق بود و بشغل معلمی اشتغال داشت بخود جلب نمود . مزلوی میر حسن این خصوصیات و استیازات را در اقبال مشاهده کرد و نه فقط او را بسرودن اشعار تشویق می نمود بلکه باو توصیه می کرد که بجای اینکه بسبک و اسلوب محلی می نویسد ، بهتر آنست که باردو بنویسد. اقبال پس از طی دوره‌ی دبستان برای گذراندن دوره‌ی متوسط وارد اسکچ مشن کالج در همین اوقات بود که بعضی از اشعار را که اکثراً غزل بود برای تصحیح نزد شاعر معروف اردو متخلص به "داغ" سیفرستاد .

در آغاز امر، انتشار اشعار اقبال منحصر به "مخزن" بود - اقبال در شهر لاهور تحت نفوذ سر توماس آرنولد قرار گرفت و این تاثیر و نفوذ در روح اقبال عیناً مانند همان تاثیر و نفوذ مولوی میر حسن در شهر سیالکوت بود . با توجه باینکه نفوذ و رهبری مولوی میر حسن باقبال بصیرتی عمیق داده و روحش را با مبانی نوع دوستی و فرهنگ اسلام مربوط ساخته بود. مصاحبت سر توماس آرنولد

فهن اقبال را به بهترین و شریفترین جنبه های فکر غربی هدایت کرده و در عین حال طرق جدید و بحث و مطالعات دقیق و حساس را باو آموخت - اقبال بتوصیه سر توماس آرنولد به سال ۱۹۰۵ برای کسب تحصیلات عالیتری عازم اروپا شد. اقبال پس از دریافت درجه استادی از دانشگاه میونخ در ماه اوت سال ۱۹۰۸ ب وطن خود مراجعت نمود . در سال ۱۹۲۸ بعضویت مجلس شورای ایالتی انتخاب شد و در سال ۱۹۳۱ بریاست جلسه سالیانه حزب مسلم لیگ انتخاب شد . اقبال که در جلسه منعقد در شهر اله آباد ریاست جلسه را عهده دار بود ، ضمن قرأت خطابه اش با کمال حزم و احتیاط نقشه حل مشکلات سیاسی شبه قاره ی هند و پاکستان را طرح کرد .

اقبال در آغاز وقتیکه بلاهور آمد آرزویش این بود که استاد دانشکده شود لذا بهمین منظور شروع به تحصیل کرد و تا زنده بود مردی بود محصل و فرهنگی - اقبال از ۱۹۰۸ تا سال ۱۹۳۴ بشغل وکالت داد گستری اشتغال داشت . مرض کلیه ی او در سال ۱۹۳۴ شدت کرد و میخواست برای معالجه به "وینه" مسافرت کند ولی دوستان وی باو توصیه کردند که بطیب مشهور هندی حکیم عبدالوهاب انصاری معروف به حکیم نابینا مراجعه کند.

اقبال در قرآن مطالعات عمیقی داشت و تمام دوره حیاتش را بمطالعه آن اختصاص داده بود . اقبال به آخرین روز زندگی از شاعری دست نکشید و آخرین اشعاری را که سروده چند روز قبل از وفاتش بوده است . کسالت مزاج اقبال در ۲۵ مارس ۱۹۳۸ شدت کرد و باوجود معالجات مداوم و مستمر و پرستاری دوستانش اوایل روز ۲۱ آوریل همان سال رحلت کرد . نیم ساعت قبل از وفاتش این اشعار را سرود :

سرور رفته باز آید که ناید نسیمی از حجاز آید که ناید

سر آمد روزگار این فقیری دگر دانای راز آید که ناید

[اقبال ب سه زبان یعنی باردو ، انگلیسی و فارسی شعر و نثر نوشته است و مهارت تازی را در هر سه زبان داشت . او عبارات و اشعار بدون تکلف مانند زبان مادری خود می نوشت . سبک جدیدی را در شعر بوجود آورد و از شاعران قدیم تقلید نکرده است .]

- آثار اقبال :
- | | | |
|------------------|--------------------|--------------|
| ۱- اسرار خودی | ۲- رموز بی خودی | ۳- زبور عجم |
| ۴- گلشن راز جدید | ۵- بندگی نامه | ۶- پیام مشرق |
| ۷- جاوید نامه | ۸- پس چه باید کرد | ۹- مسافر |
| ۱۰- ارمغان حجاز | ۱۱- بال جبرئیل | ۱۲- بانگ درا |
| ۱۳- ضرب کلیم | ۱۴- مقالات انگلیسی | ۱۵- . . . |

(کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاهوری . بوسیله احمد سرور . صفحہ ۲۹)

نگارنده چندین بار بحضور اقبال رسیدہ زیارتش کردم . زن اقبال و زن عموی بزرگوار من ، خواجہ فیروز الدین مرحوم ، باہم خواہر بودند . اقبال بعضی اوقات در خدمت جد من آمدہ بصحبت ہای عارفانہ می پرداخت . ہنگام فوت اقبال لاهوری عمر من ۲۴ سال بود . (سولف)

تم گلی ز خیابان جنت کشمیر دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است محمد اقبال سوجد اصلی پاکستان و پیشوای اسلامیان اقلیم ہند در ۲۲ فورہ ۱۸۷۳ میلادی در شہر سیالکوٹ واقع در ایالت پنجاب دنیا آمدہ :

نعرہ زد عشق کہ خونین جگری پیدا شد حسن لرزید کہ صاحب نظری پیدا شد اجداد اقبال برہمنان کشمیری بودند و قبل از ورود بخاک پنجاب بدین مبین اسلام مشرف شدند . از قراین بر سی آید کہ آثار صوفیان و عرفای اسلام در خانوادہ اقبال محبوبیت تاسی داشت . چنانکہ گوید :

مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی

برہمن زادہ ای رزآشنای روم و تبریز است

با آنکہ اقبال در طی تحصیلات و مطالعات تا حدی نفوذ فلاسفہ اروپا را پذیرفت ، فکر او از متفکران و شعرای ایران چون مولوی و جاسی سرچشمہ گرفت . اقبال از اتمام تحصیلات ابتدائی از سیالکوٹ بہ لاهور ، مرکز ایالت پنجاب ، رفت . لاهور مرکز شعر و ادب بود . اقبال در دانشکدہ دولتی لاهور تحصیلات فلسفہ را بیایان رسانید و در همان جاست معلمی دلموم فلسفہ را قبول کرد . در سال ۱۹۰۵ میلادی عازم اروپا شد . بعد از مراجعت اروپا بیش از پیش شدت مبارزہ برای آزادی ہند افزود و منظری ہای ہیجان انگیزی ساخت وبہ شغل وکالت داد گستری پرداخت و بہیچ وجہ مائل بخدمت دولت نشد . آرزوی اقبال اسروز بصورت مملکت خداداد پاکستان در آمدہ است و مسلمانان ہند و جہان بوجود این دولت آزاد و اسلامی افتخار می کنند و بروح اقبال درود میفرستند . در سال ۱۹۳۴ ، اقبال بمرض حنجرہ گرفتار شد و مدت چہار سال مقاوت کرد . در اواخر ماہ مارس ۱۹۳۸ ناگہان مرض وی رو بہ شدت گذاشت . (روسی عصر - صفحہ ۱)

اگر خواستہ باشیم سبک اشعار علامہ محمد اقبال لاهوری را چند کلمہ خلاصہ کنیم ، باید بگویم کہ : این شاعر سبکی مخصوص بخود داشت کہ

شاید مناسب باشد آنرا بنام "شاعر سبک اقبال" بخوانیم (روسی عصر صفحه ۱۵۵ - کلمات استاد ارجمند جناب آقای دکتر حسین خطیبی - استاد دانشگاه تهرآن)

عصر حاضر خاصه اقبال گشت
واحدی کز صد هزاران بر گذشت
هیکلی گشت از سخن گوئی بیا
گفت: کل الصيد فی جوف الفرا
شاعران گشتند جیشی تار و مار
وین سباز کرد کار صد سوار
(روسی عصر صفحه ۱۶۰، اشعار ملک الشعراء بهار)

در دیده، معنی نگهان حضرت اقبال پیغمبری کرد و پیغمبر نتوان گفت
حیات ظاهری اقبال در اثر کسالت ممتد و درد کلیه و حنجره در بامداد اول
اردیبهشت ۱۳۱۷ مطابق با ۲۱ آوریل ۱۹۳۸ خاتمه یافت و جسد او را با تحلیل
و تمجید فراوان و کم نظیری در صحن باغ و جلو دیوار سردر مسجد بادشاهی
لاهور بخاک سپردند. (اقبال، تقی مقتدری، صفحه ۲۸)

انتخاب از اشعار زیبای علامه اقبال لاهوری کار بسیار سختی است زیرا تمام
اشعارش دارای لطافت مخصوصی میباشد و برای همینستکه مطالعه در احوال و
آثار اقبال بدون مطالعه تمام آثار شعری و نثری وی امکان ندارد و دانشمندان محتاج و
نیازمند مطالعه تمام آثارش میباشند. باز هم نمونه‌ای از اشعارش را در زیر نقل می‌کنم:

به بحر رفتم و گفتم به موج بیتابی همیشه در طلب آستی چه مشکلی داری
هزار لولوی لالاست در گریبانانت درون سینه چو من گوهر دلی داری
تپید و از لب ساحل رسید و هیچ نگفت

بکوه رفتم و پرسیدم این چه بیدردی است رسد بگوش تو آه و فغان غم زده ای
اگر بسنگ تو لعلی ز قطره خون است یکی در آبه سخن با من ستم زده ای
بخود خزید و نفس در کشید و هیچ نگفت

رهی دراز بریدم، ز ماه پرسیدم سفر نصیب! نصیب تو منزلی ست که نیست
جهان ز پرتو سیمای تو چمن زاری فروغ داغ تو از جلوه دلی است که نیست
سوی ستاره رقیبانه دید و هیچ نگفت

شدم بحضرت یزدان، گزاشتم از مه و سهر که در جهان تو یک ذره آشنایم نیست
جهان تمهی ز دل و مشت خاک من همه دل
چمن خوش است ولی در خور نوایم نیست

تبسمی بلب او رسید و هیچ نگفت

سحر میگفت بلبل باغبان را درین گل جز نهال غم نگیرد
به پیری میرسد خار بیابان ولی گل چون جوان گردد بمیرد

گذشتی تیز گام ای اختر صبح سگر از خواب ما بیزار رفتی
 من از نا آگهی گم کرده را هم تو بیدار آمدی بیدار رفتی
 کبرا جوئی، چرا در پیچ و تاب که او پیداست تو زیر نقابی
 تلاش او کنی جز خود نبینی تلاش خود کن و جز او نیابی
 تراش از تیشه خود جاده خویش براه دیگران رفتن عذاب است
 گر از دست تو کار نادر آید گناهی هم اگر باشد، ثواب است
 تو میگوئی که من هستم خدا نیست

جهان آب و گل را انتها نیست
 هنوز این راز بر من ناکشود است که چشمم آنچه بیندهست یا نیست
 چه خوش است زندگی را همه سوز و ساز کردن

دل کوه و دشت و صحرا به دمی گداز کردن
 ز قفس دری کشادن به فضای گستانی ره آسمان نوردن، به ستاره راز کردن
 همه سوز ناتمامم . همه درد آرزویم

بگمان دهم یقین را که شهید جستجویم
 خورشید بدامانم . انجم بگریبانم در من نگری هیچم . در خود نگری جانم
 در شهر و بیابانم . در کاخ و شبستانم من دردم و دربانم . من عیش فراوانم
 من تیغ جهان سوزم ، من چشمه حیوانم

چنگیزی و تیموری سشتی ز غبار من هنگامه افرنگی . یک جسته شرار من
 انسان و جهان او، از نقش و نگار من خون جگر مردان ، سامان بهار من
 من آتش سوزانم من روضه رضوانم

تقدیر فسون من ، تدبیر فسون تو تو عاشق لیلائی، من دشت جنون تو
 چون روح روان پاکم از چند و چون تو تو راز درون من ، من راز درون تو
 از جان تو بیدایم، در جان تو پنهانم

تو شب آفریدی چراغ آفریدم سفال آفریدی ، ایاغ آفریدم
 بیابان و کمهسار و راغ آفریدی خیابان و کنار و باغ آفریدم
 من آنم که از سنگ آئینه سازم
 من آنم که از زهر نوشینه سازم

طارق چو بز کناره اندلس سفینه سوخت گفتند کار تو به نگاه خرد خطاست
 دوریم از سواد وطن باز چون رسم ؟ ترک سبب ز روی شریعت کجا رواست

هندید و دست خویش به شمشیر برد و گفت

هر ملک ملک ماست که ملک خدای ماست

ره مده در کعبه ای پیر حرم اقبال را هر زمان در آستین دارد خداوندی دگر
بگو اقبال را ای باغبان رخت از چمن بندد

که این جادو نوا مارا ز گل بیگانه می سازد

ز شعر دلکش اقبال می توان دریافت که درس فلسفه میداد و عاشقی ورزید
مطرب! غزلی، بیتی، از مرشد روم آور تا غوطه زند جانم در آتش تبریزی
نه شیخ شهر نه شاعر نه خرقه پوش اقبال

فقیر راه نشین است و دل غنی دارد

بیا که من زخم پیر روم آوردم می سخن که جوان تر زباده عنبی است
اقبال به منبر زد رازی که نباید گفت نا پخته برون آمد از خلوت میخانه
بیا اقبال جاسی از خمستان خودی درکش

تو از میخانه مغرب ز خود بی گانه می آیی

بیا بمجلس اقبال و یک دو ساغر کش اگر چه سر نتراشد ، قلندری داند
بیا که دامن اقبال را بدست آریم که او زخرقه فروشان خانقاهی نیست
تیغ لا در پنجه این کافر دیرینه ده باز بتگر در جهان هنگامه الای من
من کیم تو کیستی عالم کجاست ؟ در میان ما و تو دوری چراست ؟
من چرا در بند تقدیرم بگوی تو نمیری ، من چرا میرم بگوی
بوده ای اندر جهان چارسو هر که گنجد اندرو میرد درو
زندگی خواهی خودی را پیش کن چار سو را غرق اندر خویش کن
باز بینی من کیم تو کیستی ؟ در جهان چو مردی و چون زیستی
لا اله گوئی بگو از روی جان تا زاندام تو آید بوی جان
این دو حرف لا اله گفتار نیست لاله جز تیغ بی زنهار نیست
زیستن با سوز او قهاری است لا اله ضرب است و ضرب کاری است

دل نگیرد لذتی از واردات

علم جز تفسیر آیات تو نیست

خوشتتر آن درسی که گیری از نظر
مست می گردد بانداز دگر
منکر خود نزد من کافر تراست

علم تا سوزی نگیرد از حیات

علم جز شرح مقامات تو نیست

صد کتاب آموزی از اهل هنر
هر کسی زان می که ریزد از نظر
منکر حق نزد ملا کافر است

درون سینه ما دیگری، چه بوالعجبی است
 کرا خبر که توئی یا که ما دچار نبودیم
 عمرها در کعبه و بت خانه می نالد حیات
 تا ز بزم عشق یک دانای راز آید برون
 گفتمش در دل من لات و منات است بسی
 گفت این میکده را ز بر و زیر باید کرد
 عاشق آن نیست که لب گرم فغانی دارد
 عاشق آنست که بر کف دو جهانی دارد
 عاشق آنست که تعمیر کند عالم خویش
 در نسازد بجهانی که کرانی دارد
 درد من گیر که در میکده ها پیدا نیست
 پیر مردی که می تند و جوانی دارد
 پس از من شعر من خوانند و دریابند و می گویند
 جهانی را دگر گون کرد یک مرد خود آگاهی
 صورت گری را از من بیاموز
 شاید که خود را باز آفرینی
 گمان مبر که خرد را حساب و میزان نیست
 نگه بنده مومن قیامت خرد است
 درون دیده نگهدارم اشک خونین را که من فقیرم و این دولت خداداد است
 جهان از خود برون آورده کیست؟ جمالش جلوه بی پرده کیست
 مرا گوئی که از شیطان حذر کن بگو با من که او پرورده کیست؟
 سرور رفته باز آید که ناید نسیمی از حجاز آید که ناید
 سر آمد روزگار این فقیری دگر دانای راز آید که ناید
 (انتخاب اشعار از مولف)

(۳۷) اُلفتی - میرزا قلیچ خان لاهوری

بعد از تسخیر کشمیر در سال ۹۹۴ شاهنشاه جلال الدین اکبر شاه عده ای
 از کارشناسان را که مرزا قلیچ خان هم شامل آنها بود برای اداره امور کشمیر
 فرستاد. اما چون آنها بلاهور رسیدند، اکبرشاه دستور داد که قلیچ خان در
 لاهور اقامت گزیده امور آنجا را بعهده خود بگیرد. وی تا سال ۱۰۰۰ هجری در همان شهر
 زندگی کرد و سپس معلمی شاهپور دانیال را بعهده گرفت. وی باز در سال ۱۰۱۰

حکومت لاهور را باو دادند. وی از دوستان علم و فضل و دانش و هنر بود و ساختمان های مجلی را در شهر لاهور بنا کرد. بعلمت علاقه مفروضی که نسبت به فرهنگ داشت یک مدرسه هم در لاهور افتتاح کرد و در آنجا درس میداد. رباعی زیر ازوست و در مآثرالکرام نقل گردیده:

عاشق هوس وصال در سر دارد صوفی زرق ز خرقة در بر دارد
من بنده آن کسم که فارغ زهمه دائم دل گرم و دیده تر دارد
طالب آملی که ملک الشعرا دربار جهانگیر شاه بود قصیده ای دارای ۸۴ بیت در مدح وی نوشت که دو بیت آن زیر نقل می گردد.

منم که نیست چو من شاعری ز اهل سخن

منم که نیست چو من قائل ز اهل کلام

گواه این دو سه معنی همین قصیده پس است
که یافت از سر شب تا سپیده دم اتمام

(۳۸) امام - امام الدین لاهوری

بادشاه جمجاه کشمیر بود. فقیر آن حضرت را در ابتدای عمر وقتی که از کشمیر به دارالسلطنت لاهور تشریف فرما شده بودند، دیده بودم و بیش ازین احوال آن والا حشم رقم کردن سر بسر طوالت را کار فرمودن است. از آنکه فقیر تذکره شعرا می نویسد نه که شاهنامه که دروی ذکرشاهان سلف و حال باشد، و خود از یک شعر آن خلد نشین قدری حال بر سلال بظهور می پیوندد. بر فقیر بسیار لطف فرمودند. هنوز عمر شریف شان به پنجاه نرسیده بود که جهان فانی را گذاشتند. و سزار شریف آن والا تبار در پایین سزار داتا گنج بخش لاهوری است. شعر اینست:

امام از باغ کشمیرم گرفته بزدان خانه لاهور بردند (چشم ۹)

(۳۹) امامی - میر امام الدین اوچه

از سادات بخارا، ساکن اچ. برای زیارت عتبات عالیات عبور کرد:

خیال خال تو در سینه تخم داغ دل است

خدا نهال کند تا گلی مراد دهد (مقالات ۷۷)

(۴۰) امداد - شیخ سکندر شاه لاهوری

شیخ سکندر شاه بن شیخ کرم شاه از اولاد شیخ عبد الجلیل لاهوری بود. رشته ارادت خود را در سلسله تصوف سمروردیه بسته بود و در شجاعت و جود و سخا و زهد و تقوی عدیل در روزگار نداشت و صاحب عرفان بود و گاه گاهی

شعر هم میسرود . بار دو هم شعر میگفت . در سال ۱۳۱۴ هجری عرصه وجود را ترک گفت :

بتار سوی مژگان دوختم این چشم حیران را
رفو از رشته‌ی جان کرده‌ام چاک گریبان را
خیال روی تو با من چنان هم آغوش است
که کار هر دو جهان از دلم فراموش است

(۴۱) امین - امین لاهوری

سخنور خوش تلاش بود :

ما را بجهان غیر تو سرغوب نباشد
کاری نکند کس بجهان جز بمحبت
آمد بهار و باده غشرت بکام نشد
کردم سلام و او پی قلم اشاره کرد
هر خوب که دیدیم ز تو خوب نباشد
گر جور و جفا شیوه محبوب نباشد
چون گل زر بکه بود مرا صرف جام شد
من یافتم کنایه ، جواب سلام شد
(روشن - ۷۶)

(۴۲) امین حزین - خواجه محمد مسیح پال سیالکوتی

امین حزین در تاریخ ۱۴ اوت ۱۸۸۳ در خانواده با ذوق و علم دوستی بدنیا آمد. اسم پدرش خواجه احمد دین است. وی همواره در ترویج ادبیات فارسی کوشیده و فعالیت های دامنہ داری را برای بدست آوردن این هدف نموده است. در شاعری از اقبال لاهوری تقلید نموده و از غالب الہام گرفته است. اقبال عقیدہ داشت کہ " خودی " سرمایہ زندگی است اما حزن اقبال را منتہای زندگی میداند. دیوانش در سال ۱۹۴۰ باسم گدبانگ حیات چاپ گردید. وی مردی متدین است و همواره بکارهای مذهبی مشغول میباشد و عشق واقعی ای نسبت بہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دارد. اجداد وی از کشمیر رخت مهاجرت بسنہ در حدود یکصد سال پیش بسیالکوت آمدند. با نگارندہ خیلی محبت می کند و الطاف و عنایات پدرانه ای را ابراز میدارد. بیشتر منظومہ های فارسی او هنوز چاپ نشده :

نقشی بغایت سادہ ام . نہ شعلہ ام نہ بادہ ام . یک کوکب افتادہ ام . در حرجہ حول رستم
واللہ ندانم کیستم . باللہ ندانم کیستم

چون لالہ دارم سینہ ای ، خاکم دہد روزینہ ای
دارم مگر آئینہ ای ، نگارستم نگارستم
واللہ ندانم کیستم . باللہ ندانم کیستم

آزاد و پابند مکان، اندر مکان لا مکان تیغ آزمای این و آن، هستم مگر ہم نیستم
والله ندانم کیستم، بالله ندانم کیستم

اگر زیر فلک ایقان نبودی بشر بودی ولی انسان نبودی
صبا گر ناسدی در صحن گلشن گهی غنچه گل خندان نبودی

(۴۳) انسی - مولانا محمد شاه لاهوری

نام وی مولانا محمد شاه است. از ساورا، النهر همراه بابر بادشاه در هند
آمد و بحضور همایون بادشاه بمناصب ارجمند رسیده و خدمت واقعہ نویسی با او
متعین شده. در لاهور بدہم شعبان سنہ یکصد و هفتاد و سه در گذشت. شعر
هذا را شیخ ابو الفضل در آئین اکبری تحت نام ملا صبحی چغتائی ذکر
کرده. والله اعلم بحقیقہ حال:

خنجر بمیان و تیغ بکف، چین بجبین باش خوریز و ستم پیشہ کن و ر سر کین باش
(نشر ۱۳)

از ارباب زادہای قندہار است. همراه بابر بادشاه در هند آمدہ و مدتہا
واقعہ نویس بودہ. بعدہ در عہد همایون بادشاه نیز بمناصب ارجمند سرفراز گشت
و در لاهور در ۹۷۳ ہجری در گذشت. از وی می آید:

سرشکم رفتہ رفتہ بی تو دریا شد تماشا کن
بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

از اہل وفا بی خبری را چہ کند کس
مایل بجفا سیمبری را چہ کند کس
(انجمن ۴۶)

(۴۴) انصاف - محمد ابراہیم لاهوری

در "آفتاب عالمتاب" چند شعر بنامش نگاشته کہ جملہ آنها در "نشر
عشق" در ضمن اشعار علی تقی خان انصاف مرقوم است و انصاف آنست کہ
درین انصاف همان محمد ابراہیم انصاف است کہ بعضی او را دہلوی و بعضی
لاہوری می نگارند (روشن ۸۰)

(۴۵) انور - ملا انور لاهوری

ملا انور لاهوری صاحب این مطلع:
درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
(تذکرہ حسینی صفحہ ۱۷۹)

نگارنده همین بیت را بدین ترتیب شنیده ام :
 درین چمن که بهار و خزان هم آغوش است
 زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است

(۲۶) انور - نور محمد لاهوری

نور محمد نام داشت. معنی بندهندی نژاد بود. اکثر همتش در بستن الفاظ شوخ و فصاحت عبارت مصروف می ماند. اشعار دلچسپ بسیار دارد -
 بیا که میکده را قبله زمانه کنیم
 ز سنگ کعبه بنای شراب خانه کنیم
 انورم ، آئینه سهر و محبت در کفم
 دم سزن نور وفا در جوهر احباب نیست
 (همیشه)

انوری لاهوری، نام وی نور محمد بوده. از معاصرین جهانگیر بادشاه است :
 درین حدیقه خزان و بهار هم آغوش است
 زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است
 در صبح گلشن نامش ملا نور محمد نوشته و او را از شعرای عهد جهانگیر و شاهجهانی شمرده و این بیت بنامش آورده :
 شب حدیث زلف او در مجلس احباب بود

دیده خورشید زین افسانه گرم خواب بود
 و در "آفتاب عاصف" اسمش ملا انور، از رفقای خان اعظم کوکاتاش و سال وفاتش هزار و چهل و این ایات از او آورده. ظاهراً هر دو یک اختلاف خط است :

درین حدیقه بهار و خزان هم آغوش است
 زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است
 بجرم باده گرفتند باز انور را
 کفن بدوش و صراحی بدست وی نوش است (روشن ۸۰)

(۲۷) انوری - امرتسری

نامش معلوم نیست و هیچ جا پیدا نشد. وی از شعرای معروف فارسی شهر امرتسر بود و حتماً در سال ۱۲۷۷ هجری زنده بوده است زیرا قطعه نارنج وفات خواجه جمال الدین بن خواجه عبد الغفور گفته است :
 چون جمال الدین اسیر دهر از حکم اجل
 رخت خود بر بست زین دنیای دون سوی عدم

سال تاریخ وصالش خواستم از روی آه
گفت مسلمم : رحمت ایزد بروحتش دسبدم

۱۲۷۷ هـ

(۴۸) اولاد (۱) - سید محمد اولاد علی گیلانی ملتانی

سید محمد اولاد علی گیلانی از اهالی شهر ملتان است . در سال ۱۹۳۸ میلادی تاریخ ملتان را با اسم "سرق ملتان" ترتیب داده و منتشر کرد، وی بمنصب معاون شهر داری ملتان هم منصوب بوده و گاه گاهی بفارسی هم شعری سروده است . قطعه زیر ازوست :

شاد ای دل سزده صبح بهار آمد بما
قیصری سوی گلستان تاجدار آمد بما
می نمائیم چون نه رنگ چشم خونبانه فشان

رشد صد اسکندر آن آئینه در آمد بما
مردمان هند را بادا همایون عهد نو
بادم عیسی شه ذی اختیار آمد بما

(۴۹) الهداد (۲) - شیخ الهداد لاهوری

در رساله بنظر آمده که موسی الیه از متوطیان لاهور است . اما اغلب اوقات در سند بسر میبرد . از جمله مصاحبان سرزا جانی ترخان بوده و چندی سرکار چاکر هاله بطریق انعام تحت تعریف داشت . بعد از آنکه خان خانان میرزا جان را بدھلی میبرد ، در لاهور وطن اصلی دریافت :

گر به عشق تو چو من کس بویا در سازد
ترسم آخر که سبادا بسر رحم آئی
(مقالات ۶۹)

(۵۰) الهداد - شیخ الهداد ملتانی

... ولد شیخ احمد ملتانی فاضل جید بوده . پاره تصنیف هم دارد . یک مثنوی او بنظر فقیر رسیده درو سوال و جواب گل و بلبل و شمع و پروانه به مضمونهای رنگین بسته . درین وقت یاد نیست تا کجا دیده باشم
بیکسی راست سر و برگ اگر
همچو پروانه چه بندی بشر

(مقالات ۴۱)

(۵۱) ایجداد - میر محمد احسن سامانه

از نجبای سادات سامانه است . در خوش خیالی و نازک بندی یگانه زمانه ، صاحب فکرهای بلند است و از علوم متداوله نیز بهره مند . غزلهای طرخی را

۱ - عصر : نیمه اول قرن بیستم میلادی . ۲ - عصر : اواخر دهم هجری .

بقدرت و سامان تمام میگوید و نثر را بطرز خاص خود می نگارد . مردیست با اخلاق حمیده مستصف و ظاهر و باطن آراسته و صحبتهای بزرگان دریافته و همه جا مقبول بوده . و این چند بیت آئینه دار افکار اوست :

بسکه پر گردید گوشم از صدای عندلیب بوی گل گر بشنوم دایم نوای عندلیب
گر سراغی گیری از عاشق فغان آئینه است در غبار ناله باشد نقش پای عندلیب
شد غبار آلود کفتمها زلال زندگی شست خاکی از بدن تا بر سرما ریختند
حال سنگینی هجران تو انشاء کردم سطر در صفحه فرورفت چو زنجیر در آب
(کلمات ۸)

سید صحیح النسب و شاعر شریف الحسب از سادات سامانه بود . در عهد محمد فرخ سیر بخطاب سعانی خان سرافرازی یافت . احوال هفت ساله محمد فرخ سیر را از ابتدای جلوس در نثر با بسیار فصاحت و متانت نوشته . با میان ناصر علی مرحوم و استادان دیگر صحبت ها داشته . در اوائل جلوس محمد شاه بادشاه غازی در مستقر الخلافت اکبر آباد بقضای الهی در گذشت . من اشعاره :

گرفتاری و زیبایی بیک انداز می نالد تو گر از زلف می گوئی من از زنجیر می گویم
درین چمن منشینید بلبلان ز نهار نشسته اند کمین کرده دام داری چند
(همیشه)

(۵۲) ایمن - پندت سروپ نارائن

پندت سروپ نارائن رینه رازدان پسر پندت بشن نارائن رینه رئیس امرتسر در شهر دهلی متولد گردید ولی در کودکی با امرتسر رسید و همراه پدر خود در همان شهر زندگی میکرده است . در سال ۱۸۹۹ فارغ التحصیل شد و برای مدتی در سال ۱۹۰۱ میلادی بانکستان رفت . مهارتی در شعر گفتن دارد اما بیسر بزبان اردو غزلسرائی میکند . گاهی بفارسی هم بشعر و سخن می پردازد - مجموعه ای از ایاتش چاپ گردیده است . ازوست :

ایمن است و شب تاریک و بلاهای فراق کاش تو آبی و روشن کنی کاشانه ما
خوشا دلی که داشتم به صحبت نگارها سرورها - سرودها - هوای جویبارها
برای تو دسیده گل . ز بهر تو رسیده بو بیک بهار حسن تو نثار صد بهارها

مشو ز لطف الہی تو نا امید ایمن کرم ز بار گمہش بی حساب می آید
ایمن تو سخن گفتی و سفتی در نایاب شعری ز بیاض تو بہ دیوان فروشم
ایمن از شعر سرا هیچ دگر مقصد نیست

بس کہ ز ینسان دل دیوانہ کاری دارم
ایمن این رمز ندانی کہ ز راہ توبہ برسانند سر عرش گناہی گاہی

(۵۳) ایوب - شیخ محمد ایوب گورداسپوری

شیخ محمد ایوب در قصبہ سارہ ، گورداسپور ، در تاریخ ۲۱ ماہ دسامبر ۱۹۰۹ پا بگیتی نہاد . پدرش شیخ نور محمد مردی متدین او صوفی بود و ارادات قابی خود را در مجلس صوفیای نقشبندی تقدیم داشتہ بود . هنوز ایوب سراحل کودکی را طی نکردہ بود کہ پدرش فوت کرد ولی ایوب بہ تعلیمات خود ادامہ داد . در سال ۱۹۲۷ وارد لاہور شدہ بشغل دولتی درآمد و بعداً بدہلی رفت و تا استقلال پاکستان در ہمانجا بود . وی مدارج تحصیلات خود را قدم بقدم طی نمود و اینک در وزارت اقتصاد و مالیات بعنوان مشیر و ریزن انجام وظیفہ مینماید . وی از صاحبان علم و فضل ، ذوق سلیم ، شیرینی سخن و صوفی منش میباشد . فلسفہ و شعر اقبال را خیلی گرامی میدارد و از و تقلید میکند .
ایوب کہ از اقبال آموخت جگر سوزی

بی شعلہ آہی نیست ، بی ذوق نگاہی نیست
منظومات فارسی او در "نوائ فردا" چاپ گر دیدہ است و درین کتاب کاملاً از "زبور عجم" اقبال پیروی نمودہ است و حتی تعداد اشعار ، بحر شعر ، مطلع و مقطع ، طرز فکر و چاپ کتاب ہم مانند زبور عجم می باشد . از وست :
جہان ہا خیزد از ہر ذرہ او نہ پنداری کہ من مشت غبارم
جہان تو چنان آلودہ کردند نمی آید ہواش سازگرم
نہ بہ انجمن سکونی ، نہ بہ خلوتش شکیبی
ببرم کجا ، ندانم ، دل بی قرار خود را
نہ نگاہ چشم عالم ، نہ نگاہ دیدہ من
تو بدل چنان رسیدی کہ کسی خبر ندارد
اگر خواہی کہ باشد در دو گیتی کام تو شیرین

بخور یک جرعہ تلخی زمینائی کہ من دارم
نوازدم کہ ترا درد آشنا سازم
زمانہ از تو تمنای رہبری دارد ولی تو از زبان فقیہان فسانہ بی خواہی
زمانہ از تو تمنای رہبری دارد ولی تو رہبری از زمانہ بی خواہی

خرد از بی خودی شوق نداند چیزی پیش او کار جنون باعث ننگ است هنوز
ای رحمت بی پایان، من هیچ نمیخواهم از آتش عشق خود یک شعله بخواهم زن
درین زمانه که خود محتسب شراب خورد

بچشم خلق کجا اعتبار دینداری است
حسن آن نیست که نخچیر بود یک دودش

حسن آنست که در دام جهانی دارد
قصه درد تو با هر کس و نا کس گفتم گویش باز که صد لطف بیانی دارد
شوی دیوانه تر و قتیکه لیلی در نظر آید

هنوز ای دشت پیما چشم تو بر محمل افتادست

ز سوز عشق اگر سینه گستر داری ترا گزند نباشد ز آتش نمرود
خرد ز سرمه ی خود دیده را کند روشن ولی بدیده دل قوت نظر ندهد
در "سری" در سال ۱۹۶۶ در منزل سرعنگ حسن با وی ملاقات نمودم و ساعتها
با هم صحبت کردیم. وی هم مانند پدر خود شخص متدینی است و هیچ وقت
ترک نماز و روزه نمیکند.

استاد معظم جناب آقای سعید نفیسی، استاد فقید دانشگاه تهران و معلم
دانشمندان جهان نسبت بوی در کتاب "نوی فردا" چنین نوشتند :

شاعر توانا محمد ایوب خان یکی از زبردست ترین پیروان این روش خاص اقبال
است. کسیکه با روش اقبال انس گرفته باشد همه جا دم مسیحائی وی را در نوای
فردا می بیند. در هر صفحه این کتاب، اشعار بلند که از حیث لفظ و معنی
شایستگی خاصی دارد، فراوانست. برای ایرانیان هیچ چیز گوارا تر و دلپسند تر
ازین نیست که سراینده پاکستانی تا این اندازه در بیان عالی ترین احساسات
مردی و مردانگی در زبان فارسی چیره و توانا باشد. من از جانب فارسی زبانان،
آقای محمد ایوب خان را که چنین اثر جالبی را بر ادبیات فارسی افزوده است
تبریک می گویم.

اشعار زیرهم از ایوب است :

تو به بگلستان هستی چه دری بمن کشادی ز خزان غمی ندارم، ز بهاری نیارم
چه گویم در فراقش چون بسر آید شب و روزم

فغانم هست شب بیدار و آه من سحر خیز است

عشق از منزل و انجام نداند چیزی اندرین مرحله آغاز در آغازی هست
میتوانی که سر عرش نشیمن سازی در پرو بال تو آن قوت پروازی هست

ایکے افروخته ای شمع فرنگی به حرم سی ندانی کہ همین خانه بر اندازی هست
 سرا کاری نباشد با مقاسی کہ من بر مرکب دوران سوارم
 من آن چنگم کہ از یک ضرب مضراب هزاران نغمه بر خیزد ز تارم

(۵۴) بابر - ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ

اسم پدرش عمر شیخ سیرزا و اسم مادرش قتلای نگار خانم دختر یونس خان چغتائی بود کہ از نواحی تاشکند بود ، علم و دانش وافر و باو بارث رسیدہ بود . در زمان کودکی قرآن مجید ، گلستان و بوستان سعدی ، شاہنامہ ، فردوسی ، نظامی ، خسرو ، ظفر نامہ علی یزدی ، طبقات ناصری وغیرہ را خواند . اگرچہ زبان مادری وی ترکی بود ولی آشنائی کاسلی را با زبان پارسی ہم داشت و شعر بنیکی میسرود . در کتاب تزک بابری کہ کتاب خودش میباشد ، احوال زندگی خود را بزبان ترکی نوشتہ است . خان خانان بعداً آن کتاب را بفارسی برگرداند . بابر در علم موسیقی و شعر و انشاء و املاء نظیر نداشت ، دیوانش تدوین گردیدہ اما هنوز چاپ نشدہ است . یک نسخہ دیوانش در کتاب خانہ رامپور قرار دارد . کتاب دیگری ہم باسم فقہ بابری معروف است و برای پسر خود سیرزا کاسران نگاشتہ بود . این کتاب ہم در کتاب خانہ رامپور وجود دارد . هنگام تسخیر قلعہ معروف بیانہ بابر قطعہ زیر را بالبدیہ سرودہ و بہ حاکم نظام خان تحویل داد :

با ترک ستیزہ مکن ای میر بیانہ چالاک و مردانگی ترک عیان است
 گر زود یثائی و نصیحت نکنی گوش آنجا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان است
 شعر زیر ہم از بابر است و بر لب حوض کابل کندہ شدہ است :

نو روز و نو بہار ، سی و دلبری خوش است بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست
 وی چندین بار بلاہور رسیدہ و درین جا زندگی کردہ است . وی بار اول

در سال ۹۳۵ ہجری بر لاہور حملہ کرد و شازی خان را شکست داد . منہ :
 در ہوای نفس گمرہ عمر ضایع کردہ ایم پیش اہل اللہ از افعال خود شرمندہ ایم
 یک نظر با مخلصان خستہ دل فرما کہ ما خواجگی را ماندہ ایم و خواجگی را بندہ ایم
 ازوست :

دارد بزلف او دل ز نار بند ما سودای کفر و کافری و ہرچہ دروی است
 بابر رسید نامہ زارت بگوش یار مجنون و قوف یافت کہ لیلی درین می است

(۵۵) باہو - شیخ عبد الباقی ملتانی

ولد شیخ کلالہ کہ نواسہ (نوحہ) قطب عالم شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی و

داماد خسرو خان صاحب سند میشود. ازوست :
 مائیم و خیال رخ زیبای دل افروز
 چون آئینه در عکس نظر دوخته امروز
 حیرت زده را پرده برخسار چه سازد
 از خویش کتان راست به سمهتاب سوسوز
 نبود به تنم جامه سنجاب که بینی
 اینک ز جگر شعله بر آورده همه روز
 بادیده تر در رهش از خویش بتابم
 ترسم که ازین آب فتد خانه ام از نور
 باقی به غمت گر نه سر آرد همه ایام
 مجبور قضا را چه رسد دست به دیروز
 (مقالات ۹۵)

(۵۶) باهو - سلطان محمد شیر کوتی

پسر بازید محمد از اولاد حضرت علی علیه السلام بود. اجدادش در زمان عباسی ها وارد پنجاب شدند و باقبیله اعوان زندگی کردند. بعد از گردش پنجاب بازید محمد در شیر کوت (شور کوت) بسر می برد که در سال ۱۰۳۹ باهو بدنیا آمد. سلطان محمد باهو بدون هیچ واسطه ای از سرور کائنات حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله کسب فیض کرد و دارای علوم باطنی شد. در جوانی بر دست پیر عبد الرحمن قادری دهلوی بیعت نموده بعلوم باطنی خود استحکام بخشید. پابند شریعت بود چنانکه خودش میگوید :

هر مراتب از شریعت یافتند
 پیشوای خود شریعت ساختم
 سلطان باهو بزبانهای اردو و پنجابی و فارسی شعر می گفت. منظومه ای از اشعار پنجابی او توسط سرور مجاز بار دو ترجمه شده است. ازوست :
 مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است
 که غیر یاد خدا هر چه هست برباد است
 بزلف یار دل بستم ، به بستن دل چنان مستم
 دو عالم رفت از دستم کنون خود را خدا سازم
 ز درد دل چنان خستم ، ز جان هم دست خود شستم
 کنون از درد دل گفتم که من خود را خدا سازم
 سلطان باهو بسن ۶۳ سالگی در تاریخ اول جمادی الثانی ۱۱۰۲ عرصه وجود را ترک گفت. تاریخ وفات ازین شعر بدست می آید :
 کاشف "اسرار الحق اهل دین"
 گشت تاریخ وصالش باليمن

۱۱۰۲

(۵۷) برخوردار - محمد برخوردار ساهن پال

اسمش محمد برخوردار و تخلص او نیز برخوردار بود - لقب او بحرالعشقی

واسم پدرش نوشه گنج علوی قادری بود که اسمش درین تذکره سرقوم گردید . برخوردار علوم ظاهری را از مولانا عبدالله لاهوری و مولانا عبدالحلیم سیالکوٹی فرا گرفته و حافظ قرآن مجید هم شد . علاقه وافری نسبت بزبان و ادبیات فارسی داشت و بفارسی شعر می سرود - در سال ۱۰۹۳ هجری به روضه رضوان رفت . مزار او در دهکده ساهن پال در نواحی گجرات وجود دارد . اشعاری چند از قصیده ای که در مدح غوث الاعظم نگاشته است در زیر نقل میگردد :

یا دودمان مصطفی یا شیخ عبدالقادر یا خاندان با صفا ، یا شیخ عبدالقادر
یا شاهباز لا مکان یا پاکباز عاشقان یا رهنمای عارفان یا شیخ عبدالقادر
یا شاه شاهان نام تو وی چشم وحدت جام تو
بر چرخ هفتم بام تو یا شیخ عبدالقادر
مملوک خدمتگار تو مشغول در اذکار تو درویش برخوردار تو یا شیخ عبدالقادر

(۵۸) برق - دکتر غلام جیلانی بسالی

دکتر غلام جیلانی برق یکی از استادان زبان فارسی و نویسنده های معروف این سامان است . در ده کوچکی موسوم به بسالی که در نزدیکی شهر کیمبل پور واقع است در سال ۱۹۰۱ میلادی بدنیا آمد . بعد از پایان تحصیلات عالیہ دکترای زبان های عربی و فارسی گرفته بتدریس مشغول گردید . سابقاً شعر های عربی و فارسی زیاد می سرود اما دیگر بعزت گرفتاری های گوناگون شعر کمتر می سراید . با من رابطه دوستی و صمیمت وی استوار است و گاهی مکاتبه هم میکند . علاوه بر ادبیات فارسی و عربی و اردو ، در فلسفه و تاریخ هم معلومات قابل ملاحظه ای را داراست . دکتر برق که یکی از استادان زبان عربی و فارسی و از اولاد حضرت امیر المومنین علی علیه السلام میباشد در حدود ۲۶ جلد کتاب تصنیف و چاپ کرده است . در این زمان مشغول تالیف کتابی باسم "فلسفیان اسلام" میباشد که شامل احوال فیلسوف های بزرگ اسلام است . غزل زیر را بنا بدرخواست من فرستاده است . وی این غزل را طبق فرمایش من بتاريخ ۹- اکتبر ۱۹۶۶ سروده است :

ازان نوای سحرگاہیم جنون خیز است که گرمی نفسم از شرار تبریز است
حذر ز فتنه تمهذیب نو که از رگ او چکد می که سرورش ملال انگیز است
برون ز بند خرد شو ، به بزم عشق در آ
که جام عشق ز آب حیات لبریز است

بهشت و کوثر و تسنیم و سدره طوبی بهای دیده که وقت سحر گهر ریز است
به کشت زندگی خویش تخم اشک افشان

که دانه گرچه حقیر است صد چمن خیز است
چراغ عشق بر افروز در حریم وجود که عصر نوبه در و بام روح شب ریز است
حذر ز بوالهوسان، کین نظام جمهوری کرشمه ای دگر از حیل‌های پرویز است
گذر ز قصه شیرین که نزد اهل خرد حکایت غم فرهاد بس دل‌آویز است
بجز تپیدن پیهم به بزم او نرسی بجان برق که آن نازنین کم آمیز است

(۵۹) برق - غلام رسول شاه گجراتی

مولانا صاحبزاده سید ابوالکمال غلام رسول شاه هاشمی نوشاهی، که برق
تخلص میکند، تولیت آستانه دوگر شریف را در گجرات بعهده دارد. وی از
عقیدتمندان سید غلام مصطفی نوشاهی میباشد و قطعه تاریخ وفاتش را بفارسی
سروده است. دیوانش بنظم نرسیده است:

آه غلام مصطفی سلطان دین	رفت از ما سوی فردوس برین
غوث عالم، سید و روشن ضمیر	شیخ کامل، بی مثال و بی نظیر
در وصالش برق چون فکری نمود	گفت هاتف گو: "ولی مغفور بود"

۱۳۸۴

(۶۰) برهان (۱) - احسان الدین لاهوری

خوش لباس، با ذوق و با سلیقه بود و بزبانهای اردو و فارسی شعر می
سرایید. وی صوفی بود و خلافت تصوف از پدرش بوی رسید. از وست:

زر سرشک بدامن نوریان بیزم	متاع خون جگر بهر خاکیان ریزم
بکار و بار من خوار اعتبار مکن	بخاک دیر نشینم. ز کعبه برخیزم
جهانگیری ولی جاهی ندارد	جهانداری ولی کاهی ندارد
چو گویم با تو از مرد خود آگاه	برای درد خویش آهی ندارد

خوشا مستان که در رندی به پیش یار می رقصند

خوشا دیوانگان در کو پی دیدار می رقصند

خوشا مردان پاکان کز بصد سامان رسوائی

گاهی در بزم جانان که سر بازار می رقصند

سلام از ما بنام عاشقان حق پرستان را

که که بر نیزه ها رقصند که بردار می رقصند

۱- سال تولد ۱۹۰۱ میلادی

(۶۱) برہمن (۱) - جگت رائی لاهوری

لالہ جگت رائی لاهوری قشتہ قبول برجین داشت و از علم فارسی و عربی ساهر بود . میرزا محمد طاہر نصر آبادی در تذکرہ خود چنین می نویسد :
ہفت سال است کہ از لاهور برآمدہ در یزد ساکن بودہ . بسبب اینکہ سودا با مردم داشت از عمال یزد پارہ ظلم باو رسیدہ سال او ضائع شدہ . درین سال کہ سنہ ہزار و نود و یک است بشکوہ آمدہ بہ علی قابی متخص شدہ در مجلس ایشان آمدہ از صحبت او محفوظ شد . شعر را بد نمی گوید و در مدح آئمہ شعر ہا گفتہ . غرض کہ اطوار او غرائب دارد . اگرچہ قواعد ہنود را دارد اما شیعہ است . ناقوس برہمن بہ فریاد می آید :

گر گشاید مطلع حسن تو از فکر من نقاب دعوی روشن دلیہا میکنم با آفتاب
(رنا ۲۹)

برای تحصیل زبان فرس و مجاورتش در یزد رسیدہ و با طاہر نصر آبادی صاحب تذکرہ مصاحبت و مطارحہ داشتہ . بعد مدتی بوطن عود کرد :
نگہ کرم بر آن چہرہ نازک ستم است چشم پوشیدہ تماشای تو باید کردن
(روز روشن ۹۵)

(۶۲) - برہمن - چندر بہان لاهوری

متوطن لاهور در دارالاسن صلح کل آرمیدہ و بسیار پسندیدہ وضع و دردمند و فقر دوست بود . بزبان اکثری از راز دانان این دیر کہن و مورخان صاحب فن شنیدہ شد کہ از ابتدای عہد تیمور تا حال ہندوی دنیا دار باین خوبی بعرضہ ظہور نیامدہ . اگرچہ نسبت بہ اعزہ دیگر آن قدر نصیبہ از اسباب دنیا نداشت و از فضل و کمال نیز آنقدر بہرہ اندوز نبود لیکن از بس کہ اعتقاد بفرقہ عالیہ فقر او است بوی از حقیقت بمشام او رسیدہ بود . و خط شکستہ نیز درست می نوشت و در زمین انشا پردازی پیروی ارباب فضل شیخ ابو الفضل می نمود و بہنگام خواندن اشعار آب از چشمہا روان می ساخت - در آغاز حال بامیر عبدالکریم میر عمارت لاهور بسر می برد . بعد از آن با دستور پاک روان افضل خان پیوست و داخل بندگان شاہجہان بادشاہ شد -

(ہمیشہ)

نام پدرش پندت دھوم داس ، اہل خطہ کشمیر بود . در چہار چمن کہ

۱- عصر : اواخر قرن یازدہم ہجری

تصنیف برهمن است ، می گوید : این شکسته دل ، درست اعتقاد ، چندر بهان که شکستگی دل را باعث درستی حال خود میداند ، برهمن زاده ملک پنجاب است موله و منشای این نیازمند شهر دارالسلطنت لاهور است . . . چون از عنفوان شباب این برهمن عقیدت کیش را میل و رغبت بدریافت دقایق شعر و انشا بهم رسید و بعد فراغ مطالعه کتب و تواریح و نسخهای نظم و نثر متقدمین و متاخرین بمقتضای سعادت ازلی نقش خدمت عبودیت درگاه سلاطین پناه سلیمان جاه و صحبت وزرای عظیم الشان عضد الخلافه آصف خان سپه سالار و علامه العصر والدوران افضل خان و رکن السلطنت اسلام خان و علامه ارسطو سعد الله خان درست نشست در ایامی که ابن راه نورد وادی تسلیم و رضا را هوس آزادی در سر افتاد ، سوزش عجیبی در دل و دماغ راه یافت . و چون در عین گرمی هنگامه شباب جوش و خروش دریای طلب افتاد ، صحبت بعضی از فقرای جمعیت دست داد . دل راتسکینی و آرامی پدید آمد و جمعیت ظاهر و باطن نصیب گردید . (چهار چمن)

از خاک لاهور پذیرائی سرشت گردیده در دارالامن صلح کل آرسیده . بسیار پسندیده وضع و خوش اختلاط واقع شده بود طبعش رساست و فکرش اوج گرمی . خط شکسته را درست می نویسد و بزبان قلم نستعلیق حرف می زند و در آئین نثر و انشا پردازی پیروی ابوالفضل میکند و به هنگام خواندن اشعار ، روان آب از چشمهای او روان میشود . سخن را بچشم تر آب میدهد و دایم مژه تر می دارد و دم از درد طلب میزند زبان قلمش بسیار خوش سخن است . . . در آغاز حال با میر عبد الکرم ، میر عمارت لاهور ، بود . پس ازان با دستور پاک روان افضل خان بسر میبرد . اکنون داخل بندگان درگاه آسمان جاه است . (صالح ج ۳ - ۴۳۴)

طبعی درست داشت . شعر بطور قدمات شسته و صاف میگفت و سلیقه انشاء پردازی نیز داشت . در هندوان غنیمت بود این بیت بنام او مشهور است اما بتحقیق پیوسته که از هندوی دیگر است :

بین کرامت بتخانه مرا ای شیخ ! که چون خراب شود خانه خدا گردد
روزی میرزا محمد علی ماهر از وی پرسید که این شعر از شما است ؟ گفت :
" شاید که گفته باشم ، بخاطر نیست " . اینجا هم حریفی بکار برده . چون بیت برجسته از وی یاد نمود بهمین قدر بذکر او اکتفا نموده شد . اشعار راست بر است نوشتن فقیر را خوش نمی آید یک بیت برهمن اندک مژه داشت ،

نگارش یافت :

چه اختلاط بارباب عقل شیدا را بطور خود بگذارید لحظه ای مارا (کلمات ۱۸)
 دعا گوی شاعران خوش سخن ، منشی چندر بهان برهمن از سکنه اکبرآباد
 است . بامر منشی گری دارا شکوه بادشاهزاده امتیاز داشته بود . دیوانی وانشای
 بسیار ساده یادگار گذاشته بعد قتل داراشکوه ترک روزگار خود گفته
 بشهر بنارس ... در سال هزار و هفتاد و سه هجری فنا گردید . (حسینی ۷۳)
 چندر بهان زنار دار از سکنه اکبر آباد بوده برهمن تخلص میکرد . خالی از
 وارستگی نبود . در سرکار شاه بلند اقبال دارا شکوه عنوان منشی گری داشت ...
 و نظم و نثرش پسندیده خاطر شاهزاده افتاد . از تصنیفاتش نغمه چهار چمن بر
 مطلب نویسی و سادگی عبارت وی گواهی میدهد بعد از قتل دارا شکوه
 بشهر بنارس رفت تا آنکه فی شهر سن الف و ثلث و سبعین در آتشکده
 فنا گردید . راقم الحروف این غزل را در تمام دیوانش انتخاب نموده . غزل :

همیشه زلف تو را اضطراب درکار است چگونه جمع کند خاطر پریشان را
 شبی خیال تو آمد بخواب و آسودیم دگر زهم نگشادیم چشم گریان را
 برهمن از تو سخن بی دلیل میخواهم که اعتبار نباشد دلیل و برهان را
 (خیال ۱۳۹)

تخلص برهمن ، از برهمنه هندوستان و منشیان شاهجهان پادشاه بوده .
 روزی از پیشگاه خلافت امر شد که شعری از خود بعرض رساند . ابن بیت برخواند .
 مرا دلیست بکفر آشنا که چندین بار بکعبه رفتم و بازش برهمن آوردم
 پادشاه بمقتضای دینداری بر آشت ، فرمود که این شقی را باید کشت . افضل
 خان بعرض رسانید که این شعر سعدی بمصدق حال اوست :
 خر عیسی اگر بمکه رود چون بیاید هنوز خر باشد
 بادشاه تبسم فرموده متوجه بطرف دیگر شد (ریاض)

رائی چندر بهان لاهوری ناقوس نواز بت خانه است ، و بیدخوان صنم
 کده این فن برهمن در اوایل چمن سیوم می طرازد ، مخلص کلامش
 اینست :

من برهمن زاده پنجابم ، آباء و اجداد من به اشتغال مختلفه روزگار
 می کردند . مگر دهرم داس ، پدر من ، نویسندگی میکرد و در ذیل منصبداران
 پادشاهی امتیاز داشت . آخر الامر از منصب و غیره دست کشیده انزوا گردید .
 رائی بهان و اودی بهان و من سه برادر بودیم . من و رائی بهان مجرد اختیار کردیم

و هوس آزادی در سر داشتیم و اودی بهان بختضای استعداد و قابلیت به کسب معاش افتاد و در خدمت عاقل خان بسر برد . بعد فوتش اودی بهان هم صاحب روزگار شد و هر گاه پادشاه به خانه خان مذکور نزول اجلال فرمود ، من هم بذریعہ ایشان روشناس گشتم و خان مذکور مرا فیلی داده بود تا در سواری همکلام باشم . تلمذ در خدمت ملا عبد الحکیم سیالکوتی دارم .

انشای برہمن و چار چمن او در دبستان متداول است . دیوانش وقت تحریر این صحیفہ بدست آمد . این ابیات انتخاب یافت :

همیشه زلف ترا اضطراب درکار است چگونه جمع کنم خاطر پریشان را
هر نفس بوی محبت آید از گفتار ما می توان فهمید از گفتار ما مقدار ما
هر چند پا کشیده روم پیشتر رود باز این دل رسیده بکوئی که آشناست
در میکده عشق باندازه خود باش چون مستی این جرعه باندازه هوش است
رباعی :

آنان که ز عشق رنگ و بوئی دارند در گلشن عیش آبروئی دارند
چون غنچہ بصد زمان خوش اندهمہ در پرده بخوبش گفتگوئی دارند

(رعنہ ۸)

پسندیده ارباب سخن ، چندر بہان برہمن کہ اصلش اکبر آباد است در سلک ملازمین اکبرخان شیرازی کہ در سال دوم جلوس شاہجہانی بعہدہ سترگ وزارت مباہی گشتہ منسلک بودہ بفیض تربیتش لیاقت باریابی آستان شاہی حاصل نمودہ . پس ازان در سرکار شہزادہ دارا شکوہ بعہدہ منشی گری مامور گردید و بچرب زبانی و طاقت لسانی رفتہ رفتہ رتبہ مصاحبت ہم رسانید . روزی شہزادہ بعرض اعلحضرت رسانید کہ چندر بہان شاعری خوشگواست ، امیدوار است کہ در صورت صدور حکم شرف اندوزی حضور بعرض شعری پردازد . پادشاہ باحضرار وی حکم فرمود . چون بدولت باریابی ذخیرہ سعادت اندوختہ ، این بیت بعرض رسانید :

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندین بار بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم
شاہ دین پناہ خیلی بر آشت . افضل خان شیرازی فوراً بعرض رسانید :
خر عیسی اگر بمکہ رود چون بیاید هنوز خر باشد

باری فی الجملہ غضب پادشاہی فرو نشست . از آنجا کہ بوسیلہ جمیلہ شہزادہ روشناس دربار شاہی گشتہ بود در سال بیست و نہم شاہجہانی بنوکری سرکار شاہی مفتخر و مباہی گردیدہ و بخطاب رائی و منصب مناسب سرمایہ عزت و اعتبار بہم رسانیدہ و بعد اورنگ آرائی شاہ عالمگیر ، مصدر نوازشات

فراوان ، بتقرر خدمات نمایان گشت . آخر کار از نوکری استعفی نموده در شهر بنارس که معبد هنود است رحل اقامت انداخت و بر ریاضت بر وفق راه و رسم فرقه خود پرداخت و در ۱۰۷۳ ثلث و سبعین و الف برق اجل خرمن حیاتش را سوخت .

برهمن چندر بهان ز نار دار ، ساکن آگره ، خالی از وارستگی نبود . در سرکار دارا شکوه عنوان منشی گری داشت . بعد قتل وی ترک نوکری نموده بشهر بنارس رفت . در آنجا براه و رسم خویش مشغول بوده تا آنکه در ۱۰۷۳ در آتشکده خاکستر فنا گردید . (انجمن ۹۲)

نگارنده نسخه ای خطی در کتابخانه خود دارم که بنظرم کاملترین نسخه خطی دیوان برهمن لاهوری است . این دیوان که شامل غزلیات - رباعیات - مثنویات و غیره است در سال ۱۱۶۳ هجری در تاریخ هفتم ذیقعد ماه که برابر بود با سال سه جلوس احمد شاه غازی توسط کیتل داس نوشته شده و در شهر عظیم آباد نگاشته آمد . کیتل داس در صویداری نواب معلی القاب علی وردی خان بهادر مهابت جنگ بمنصب خطاطی منصوب بود . دیوان برهمن که از سر تا سر دارای مضامین بلند می باشد مورد مطالعه من قرار گرفت و در ذیل انتخابی از اشعارش درج میگردد :

ای برتر از تصور و وهم و گمان ما	ای در میان ما و برون از میان ما
در بارگاه لطف تو جای سوال نیست	اینجا چه احتیاج به اظهار مدعا
چه گونه برهمن از عشق احتراز کند	که حسن جلوه فروش است در زمانه ما
ما برهمن حریف می ارغوان نه ایم	باشد همیشه خون جگر در سبوی ما
اشعار آبدار برهمن چه گوهر است	پر کردم از جواهر معنی سفینه را

حدیث عشق از گفتار و تکرار است مستغنی

برهمن در محبت کفر باشد قصه خوانیها
قدم نهاده براه طلب هزارانند ولی رسیده بمطلوب از هزار یکی است
در جهان باش و لیکن ز جهان فارغ نباش
هر که فارغ ز جهانست جهانی با اوست
در میکده عشق باندازه خود باش چو مستی این جرعه باندازه هوش است
در محبت حال می بارد ز قال برهمن برهمن افسونگری جادو بیانی بوده است
من از حجاب ادب عرق انفعال شدم

در آن شبی که بمن یار بی حجاب نشست
حرف اول از برای اصل مطلب آمده ورنه هر دفتر که بینی نسخه تکرار نیست

خلوت آن باشد که در کثرت بدست آید ترا

سرد دانا در میان عالمی تنها نشست
سیر باطن دگر و عالم ظاهر دگر است
پند ناصح نکند در دل عاشق اثری
سست را صحبت هشیار نمی آید راست
فتاده ام به بیابان عشق و حیرانم
کجا روم که ز جای کنار نتوان یافت
در خیال قد موزون تو میگوید غزل
برهمن زینگونه طبع خویش موزون میکند
بر ساحل امید لب تشنگی بسوخت
لب تر نکرد عاشق و دریا تمام شد
خیال غیر او در دل نمی گنجد برهمن را
شود بیگانه از خود هر که با او آشنا باشد

دلم چو خواست بجمعیت آشنا گردد
صبا حکایت زلف تو در میان آورد
برهمن از ز گناهان من زمن برسید
بگو که بر در رحمت جواب خواهم کرد
فروغ سینه ز تاریک خاطران مطلب
که غافلند ز راه حقیقت اهل سجاز
چو روز حشر برهمن حساب پیش آرند
بآبدیده بشوئیم نامه اعمال

برهمن ابر رحمت را من آلوده میخوام

بیار ای ابر رحمت بر سرم کالوده داسانم

ز اشک بیکسی دریای رحمت را بجوش آرم

اگر در روز محشر در میان آید حساب من

برهمن تا بصبح محشر از هم چشم نگشائیم

اگر آید شبی آن آفتاب من بخواب من

ساقی! چه طرفه ساقی بدبخت بوده ای
می ریختی بساغر و ساغر شکسته ای
سیراب باد گلشن همت که برهمن
لب تشنه بام بر لب کوثر شکسته ای
همیشه گرمی میخانه جهان باقیست
هزار جام نکست و سبو خالی نشد

وارستگی ز قید هستی دگر است
حق دیگر و شغل بت پرستی دگر است

در عین حقیقت بمجاز آمده ای
صد بار برون رفته و باز آمده ای
دل برده ز دست و دلریا می آئی
با این همه عشوه از کجا می آئی
حرفی دوسه بر سر زبان خواهد ماند
جز نام خدا که در میان خواهد ماند

ما را ز می شبانه مستی دگر است
ما برهمنیم لیک در مذهب ما
من کیستم ، از راه دراز آمده ای
از میکرده عشق درین دیر کمین
ای آنکه بدیده آشنا می آئی
جائی نگذاشتم که پی من باشی
ای خواجه ، نه نام و نشان خواهد ماند
هر چیز که هست از میان خواهد رفت

(۶۳) بسمل (۱) - عبیدالله گورداسپوری

مولانا عبیدالله بن مولانا مظهر جمال در بمبئی پیش ایرانیان فارسی یاد گرفت و سپس کتابخانه های شهرهای رامپور - بهوپال و حیدرآباد دکن را مورد بازدید قرار داده بوطن خویش باز گشت. مهارت تامی در شعر داشت و اشعار بسیار زیبایی را میسرود، گفته اند که سنجر، ملک الشعراء ایران، با بسمل ملاقات نمود و اشعارش را مورد تقدیر قرار داده و گفت: "والله سن بهتر ازو نتوانم گفت" بسمل در سال ۱۹۳۸ میلادی در شهر قادیان عرصه وجود را ترک گفت. تصنیفاتش زیاد است اما کتابهای زیر معروفیت دارد:

۱- اتالیق فارسی ۲- ترجمان پارسی ۳- ارجح المطالب ۴- حیات بسمل ۵- مراة الاسلام ۶- حق الیقین. اشعار زیر ازوست:

جرم بیرون از حساب و فسق بیرون از شمار آنچه کس نارد بدرگاه تو آن آورده ام
خام طبعی، سست خوئی، اجر جوئی، بی عمل

خود غرض جرم گدای ناتوان آورده ام

باز بسمل از ره فرزانی رخت یاران بر سر دیوانگی
وہ چه گویم از خرد بیگانه شد مست شد، بد مست شد، دیوانه شد

(۶۴) بشارت - بشیر احمد ساهن پال

اسم او سید بشیر احمد، کنیتش ابو الرضا و تخلص وی بشارت بود. پدرش غلام مصطفی نوشاهی بن حافظ محمد شاه نیک اختر نام داشت و احوالش درین تذکرہ مرقوم گردیده است. پیش پدر خود به فرا گرفتن علوم مذهبی پرداخت و علم خطاطی را در محضر مولوی محمد حسین مبارک رقم عادل گرهی فرا گرفت. از تصنیفات او کبیر الفوائد و ختمات القرآن معروفیت دارند. در سال ۱۳۸۱ هجری فوت شد. مزارش در ساهن پال ساخته شد. اشعار فارسی میسرود ولی دیوانش هنوز مرتب نگردیده است. در مدح حضرت سخی شاه سلیمان نوری قادری چنین سروده است:

مالک ملک شریعت، هم حقیقت معرفت
در طریقت شاه شاهان شاه سلیمان سخی
در سخاوت گنج بخش و در شجاعت چون عمر
افتخار اولیاء دان شاه سلیمان سخی

جانشین غوث اعظم قبلہ اہل صفا
چشمہ فیضان رحمان شاہ سلیمان سخی
از بشیر احمد چہ آید وصف آن عالیجناب
سلجا و ماوئی غریبان شاہ سلیمان سخی

(۶۵) بلبل - پندت گوری شنکر

پندت گوری شنکر از اہالی کشمیر بود و افتخار شاگردی مولانا صہبائی
مولف کتاب "گلستان سخن" داشت . جوانی بود خوش خلق و پاک طبع .
اشعار خوبی میسرود : ازوست :
اگر بچشم جہان نیست عزتی غم را چرا کنند سر سالہا محرم را
سرم گردد اگر اشکی ز چشم تر فرو ریزم
شود در گردش از یک قطرہ آبی آسیاب من
بلبل بفکر زرو سال دل مدہ باید کہ از جہان دل جمعی بہم کنی

(۶۶) بلبل و محمد - عبدالنبی رحیم یار خان

مولانا عبدالنبی المختار الحاج خواجہ محمد یار بلبل گلستان بابا فرید الدین
گنج شکر بود . در کودکی از بابا غلام فرید علوم ظاہری و باطنی را کسب
نمود . در علوم موسیقی و زباندانی مہارت داشت . مثنوی مولانا رومی را خیلی
دوست میداشت و بتشریح آن ہم سی پرداخت - معمولاً تدریس میکرد و در
شہر های لاہور - گورداسپور - امرتسر و فیروز پور زندگی میکرد . ہنگام رحلت در
لاہور بود . اول بلبل تخلص داشت اما بعدہ محمد تخلص گرفت . ہنگام وفات
اوسنش ۶۶ سال و سال رحلتش ۱۳۶۷ است . دیوان فارسی او چاپ و منتشر
گردیدہ است اما با کوشش بسیار ہم نتوانستہ ام آن را بدست آورده باشم . آقای
حبیب الرحمن خان اشعار زیر را برای من فرستادہ است و با تشکر نقل می کنم :

دیده ام بنگر کہ باچشم سرم	شکل حق دیدم محمد یار را
رفتم از خود مدعا را یافتم	در خودی خود خدا را یافتم
خاک مارا پیر ما اکسیر کرد	در نگاہش کیمیا را یافتم
فردم از غیری فرالدین خویش	پیش ازین بلبل غزالخوان من بدم
این چہ بد مستم کہ ہشیارم ہنوز	طرفہ بی کارم کہ در کارم ہنوز
گرچہ آزادم ، گرفتارم ہنوز	شکل مظلومم ، ستمگارم ہنوز
گل منم ، بلبل منم ، غلغل منم	در گلستان سخت منقارم ہنوز

(۶۷) بلغراسی - میر عبدالواحد ترمذی ثم لاهوری

مشفوف شیرین کلاسی ، میر عبد الواحد بلغراسی که اصلش از ترمذ است
 بکسوت حسن و اخلاق آراسته و بحلیه اوصاف پسندیده پیراسته بود - طبع
 لطیفش در زبان فارسی و هندی و بنظم پردازای ممتاز و ذهن سلیمش بفکار ارجمند
 در سخن طرازی دمساز نسخه ایست شکرستان ... توصیف
 اقسام شیرینی ها برقم در آورده باعث تالیف آن ر-اله میرزا کمال
 ذوق و فرط رغبت بشیرینی نبوده بلکه بمقتضای تفنن طبع اظهار شیرین کلاسی
 درین لباس نموده و در آن جاذوقی تخلص میکند. چنانکه می گوید :

نه تنها دل ز ذوق برفیم (۱) بیتاب میگردد

که از یاد زلایی (۲) محو پیچ و تاب میگردد

غرض ز موسم برسات اوله (۳) و بوندی (۴) است

وگرنه این همه تمهید برق و باران چیست؟

بالجمله در هنگامیکه پدر بزرگوارش سید محمد اشرف بحکومت موضعی از متعلقات
 دارالسلطنت لاهور اختصاص داشت در آن جوار جنگ در پیش آمد. میر عبدالواحد
 که همراه والد ماجد خودش بود در آن معرکه در سال ۱۱۳۴ اربع و ثلثین و
 مائه الف جرعه کش جام شهادت گردید. ازوست :

امروز بر جبین تو چین دیده ایم ما صد رنگ ناز را بکمین دیده ایم ما

تاکی بهوا و حرص مایل باشی ؟ زان ره که بریدنی است غافل باشی

اکنون که گذشته را تلافی خواهی از خنجر انفعال بسمل باشی

(نتائج ۷۶۷)

(۶۸) بیخود - ملا جامی لاهوری

از متوسلان نامدار خان پسر جعفر خان وزیر اعظم و هم
 داماد شاهجهان پادشاه بود . صاحب کلمات الشعراء که از یاران او بود
 مینویسد که دیوانی ضخیم دارد مشتمل بر قصاید و قطعات بسیار. تاریخ گوی بی
 بدل و بی نظیر بود . چنانچه تاریخ میرزا اسماعیل خلف اسد خان وزیر اعظم
 محمد اورنگ زیب عالمگیر پادشاه مرحوم که بخطاب ذوالفقار خان بهادر
 نصرت جنگ میر بخشی بادشاه مذکور شده بود ، چنین یافته :

۱- برقی : یک نوع شیرینی که با خامه درست میکنند . ۲- زلایی نیز

یک نوع شیرینی است و اکنون آنرا جلیبی میگویند . ۳- اوله : تگرگ

۴- بوندی : یک نوع شیرینی .

ز برج اسد رو نمود آفتاب

فقیر آرزو گوید : بعد از آن که محمد معز الدین جهاندار شاه هر سه بردار خود را در لاهور به تدبیر و حیل اسمعیل مذکور کشته ، بادشاه شده بود ، تاریخ وفات ازین مصرع یافته اند :

جاسی از جام حمد بیخود شد

این رباعی ازوست :

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمین بر سر گاو است گاو است کسی که بار دنیا برداشت
(نفائس ۵۲)

شاعر عزا ، صاحب دیوان ضخیم بود و قصاید و قطعه ها بسیار دلچسپ و رسا داشت . در تاریخ یابی کارهای دست بسته میکرد . چنانچه تاریخ تولد میرزا اسماعیل خلف ارشد نواب جمدة الملک امیر الامرا اسد خان که الحال ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ خطاب دارد ، ازوست :

ز برج اسد رو نمود آفتاب

تاریخ تولد شرف یار خان پسر کلان کامگار خان "شرف یار کامگار" یافته . وقتی که در خانه نامدار خان پسر اول با اسم حمزه میرزا تولد شد تا شش روز جشن سلوکانه کردند . هر روز قطعه تاریخی گذرانیده داد تلاش داده . چند مصرع در تاریخ نگاشته می آید . ازوست : ۱- نونهای جعفری نامدار آورده گل . ۲- زر کامل عیار جعفری زیب جهان آمد . ۳- آمد در نامدار و شهوار . از مشفقان فقیر بود ، وقتی که برای خود سرخوش تخلص پیدا کرد ، اول پیش او رفته ظاهر ساخت . او بسیار خوش کرده فاتحه خیر خوانده منور ساخت . سجع خاتم او : "جاسی از جام حمد بیخود شد" بعد از وفات او فقیر از همین سجع تاریخ بی کم و کاست بر آورده :

رفت جاسی بیخود از عالم در ریاض جنان مغلل شد

هاتفم گفت مصرع تاریخ جاسی از جام حمد بیخود شد

روزی در خانه لهراسپ بیگ بخشی ، نامدار خان مهران بود . دیگری بر از شراب در پهلوی داشت ، هر لحظه جاسی بدست خود پر کرده میخورد . همچو بلبل مست شعر خوانیها میکرد . چون یاران بنماز برخاستند و باجماعت نماز بگزارد . گفتم : خواند صاحب این چه طور نماز است ؟ گفت : "بابا نماز بکیفیت همین است" . بعد از آن به مرزا لهراسپ بیگ گفت : شما شعرهای این جوان شنیده اید ؟ گفت : تا حال این جوان را سوزون هم نمی دانستیم . بعد از آن

بفقیہ تکلیف کردند . مطلع تازه گفته بودم . بر خواندم :
 کجاست دیده جویای ره کجاست ترا ؟ وگر نه هر مژده انگشت رهنما ست ترا
 اخوند لب به تحسین و آفرین کشود و گفت : هزار غزل ما بیک بیت شما
 نمیرسد ، ازوست رباعی :

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
 گویند زمین بر سر گاو است - بلی گاو است کسیکه بار دنیا برداشت
 نیز : سگ سنی و خرسیعه اگر مشهور است در خصمی شان بیکدیگر مشهور است
 دانا نکند تعصب از هیچ طرف دندان سگ و گوشت خر مشهور است
 (کلمات ۱۱)

سر خوش صہبای نظم بود (روشن ۱۴۰)

(۶۹) بیدار - گلاب رائی ، نوشہرہ

گلاب رائی از قوم کھتری ، متوطن نوشہرہ . از اعمال دو آبہ پنجاب
 خوش بیان است و شیرین زبان ، اوسی طرازد :
 جائی در دیده خورشید کند چون شبنم هر کرا وقت سحر دیده بیداری هست
 فارغ از قید تعلق نشود تا دم مرگ هر کہ در بند غم سایہ دیواری هست
 عاشق زلف ترا روشنی دیدہ فروز سرمہ دیدہ بیدار . شب تاری هست
 (رعنا ۳۸)

(۷۰) بیدل - میرزا عبدالقادر

بر بام اخضر این نہ رواق سپہر کوس ملک الکلامی بنام نامی او صدا می
 دهد و قدوسیان بالائے عرش نوبت مسلمی باسم گرامی آن سخن آفرین می زنند ،
 سالک شاہراہ حقیقت ، دانائی کند طریقت ، پردہ برانداز حجلہ نشینان معانی ، چہرہ
 کشای شاہدان مضامین نہانی ، پیشوای اہل تجرید ، سرزمینہ اہل دید بود .
 در وصف ذات مجمع الکمالاتش ہرچہ نویسم کم است ، دہلی بہ یمن قدوم
 سیمت لزوم آن بی پردہ بحر طریقت حکم بسطام داشت ، دیوان غزلش زیاد از
 لک (۱) بیت خواہد بود . یک دیوان قصیدہ و یک دیوان رباعی و مثنوی نیز
 دارد و کتابی نوشتہ سیمی بچہار عنصر متضمن بر نکات غریبہ ، واقعات خود نیز
 جمع نمود . منہ

از بیاض گردنش پیدا است خون عاشقان

می شود بی پردہ می چندانکہ مینا نازک است

۱- لک : صد ہزار - این کلمہ باردو لاکھ است و بفارسی لک مینوشتہ اند .

فرش مخمل همبساط بوریای فقر نیست
تا صف مزگان کشاید محو گردد خواب ها
(همیشه)

آنحضرت از قوم مغول در مغولان ارلاس که چهار قسم می باشند ، یکی از آنها میرزا ارلاس است تورانی الاصل ، اکبر آبادی الوطن است . آنچه نصر آبادی در اصل ایشان نوشته که لاهورپست اصلی ندارد . والد بزرگوارش میرزا عبدالخالق ، در سال هزار و پنجاه و چهار هلالی سعید و ساعت مختار قدم بیارگاه شهود گذاشت روزی سیر دیباچه کتاب گلستان می نمود ، چون این مصرع رسید :

بیدل از بی نشان چه گوید باز
اهتراز و قیس (کذا) روی داد و از روح پر فتوح قبله شیراز استمداد جسته لفظ
بیدل را تخلص مبارک قرارداد ملازمت پادشاه زاده عالی جاه محمد اعظم
شاه دریافت و در اندک فرصت معزز و مقبول گردید بیست سال درین شغل مشغول
بود و آن وقت مشق سخن در خدمت شیخ عبدالعزیز عزت می گذرانید
وقتی عالمگیر پادشاه این بیت ایشان در فرمان بیادشاهزاده معظم در مقدمه تسخیر
حیدرآباد نوشته :

من نمی گویم زیان کن با بفکر سود باش
ای ز فرصت بی خبر در هر چه باشی زود باش
و این بیت باعظم شاه مکرر نگاشته :
بترس ز آه مظلومان که هنگام دعا کردن
اجابت از در حق بهر استقبال می آید
و نیز بر عرض شخصی که زیاد طلبی میکرد ، این مقطع مشهور ایشان دستخط
پادشاه شد :

حرص قانع نیست بیدل ورنه اسباب جهان
آنچه ما درکار داریم اکثری درکار نیست
آنحضرت در فهم معنی توحید و معارف پایه بلند داشته . علم تصوف خوب ورزیده
بود .
(خوشگو - ۱۰۳)

بحر بی ساحل میرزا عبدالقادر بیدل ترک روزگار شاهی نموده بر تخت توکل
مربع نشسته ، صاحب طرز خود است و کلماتش بوزن یازده اثار است . روز عرش
آورده پهلوی قبرش که در دهلی واقع است میگذراند و اهل زیارت اشعار ازو
میخوانند . گویند میرزا در عمر دوازده سالگی با شاهد پسری ده غنچه دهانش

بوی قرنفل و مشک دلستان را رشک میداشت ، سری داشته . در صفت نفحه جانفرایش این رباعی نگاشته :

هر گاه یارم در سخن می آید بوی عجبش از دهن می آید
این بوی قرنفل است یا نگهت گل یا رائحه مشک ختن می آید
میرزا از کمالان عصر خود بوده . در سال یکهزار و یکصد و سی رحلت نموده -

(حسینی ۷۵)

میرزا عبدالقادر بیدل . زلال فکرش در صدف گوشها نسیانی میکند و سحاب سخنش در چمن هوسیهها باغبانی مینماید . بلند پروازان اوج سخن سنجی اگر در هوای لطافت مطلب بلندش فکر هارا بعالم بالا فرستند ، رواست و صدر نشینان انجمن نکته دانی اگر طوطی طبع را بامید طلاق در مقابل آئینه فکر صافش بگزرانند سدا حسن معنی از پرده مشکین الفاظش برنگ شیشه جمال معشوق از حجاب نقاب نمایان و حروف دلنشینش از پر تو مضامین روشن چون خطوط شعاعی خورشید تابان ریزش معانی بر زمین اشعار مثل قطرات باران رحمت بی اندازه و شمار و کبک خوشخرام از الفاظ آبدار از قوم چغتائی برلاس است . در هند نشو و نما یافته در اوائل شباب بنا بر مصلحتی نوکری شهزاده عالی جاه سلطان محمد اعظم شاه اختیار کرده . (خیال ۲۹۴)

میرزا عبدالقادر عظیم آبادی . پیر میکده سخندانی و افلاطون خم نشین یونان معانی است . کرا قدرت که بطرز تراشی او تواند رسید و کرا طاقت که کمان بازوی او تواند کشید . چنانچه خود جرس دعوی می جنباند :

مدعی در گذر از دعوی طرز بیدل سحر مشکل که به کیفیت اعجاز رسد
. . . . در بنگاله بیشتر بر می برد و آغاز شباب بنوکری شاهزاده محمد اعظم خلف خلد مکان روزگار میگذرانید و بمنصبی سرفرازی داشت میرزا سویم صفر سنه ثلث و ثلثین و مائه و الف بعالم قدس خرامید و در صحن خانه خود واقع شاهجهان آباد مدفون گردید . مولف گوید :

سر و سر کرده ارباب سخن از غم آباد جهان خرم رفت
گفت تاریخ و فاتش آزاد میرزا بیدل از عالم رفت

میر عبدالولی عزلت سورتی که ترجمه او در سرو آزاد مسطور است ، نقل کرد که روز عرس میرزا بر سر قبرش رفتم . شعرای شاهجهان آباد همه جمع بودند و کلیات میرزا را موافق معمول بر آورده در مجلس گذاشتند . من باین نیت که آیا میرزا را از آمدن من خبری هست ، کلیات میرزا را کشودم . سر صفحه این

مطلع برآمد :

چه مقدار خون در عدم خورده باشم که بر خاکم آئی و من مرده باشم
..... کلیاتش نظماً و نثراً بین نود و صد هزار بیت است در بحور قلیل
الاستعمال غزلها بقدرت میگوید . خصوص بحر کامل درین بحر میگوید :

من سنگدل چه اثر برم ز حضور ذکر دوام او

چون نگین نشد که فرو روم بخود از خجالت نام او

نه دماغ دیده کشودنی نه سر فسانه شنودنی

همه را زوده غنودنی بکنار رحمت عام او

و در بحر متدارک که آنرا ز کفن الخیل و صوت الناقوس میگوید و بنا برشانزده
رکن میگذارد :

چه بود سروکار غلط سبقان دو علم و عمل بفسانه زدن

ز غرور دلایل بی خبری همه تیر خطابه نشانه زدن

ا گرم بفلک طلبد ز زمین و گرم بزمین فگند ز فلک

به مقبول اطاعت حکم قضا نتوان در عذر و بهانه زدن

(عامره ۱۵۳)

بیدل ، میرزا عبدالقادر عظیم آبادی . از قود ارلاس است نوکر
محمد اعظم شاه خلف خلد مکان بود و منصبی داشت ، شاهزاده برفن شاعری او
اطلاع یافته . برای ایجاد قصیده خود مائور فرمود استعفا زده ترک
نوکوی نمود در شاهجهان آباد گوشه عزلت از دولت خانه شاهی گرفته و
منزوی شد . اکثری از اعیان پایه سریر سلطنت به ملاقات او نیازمندی ها را
می نمودند . خصوصاً نواب شکر الله خان زهی سخن آفرینی که هر چه
خود می تراشد دیگران را در بست و گشاد آن راه بحال تنگ است و آنچه بطور
جمهور می بندد و می گشاید جبه افروز آب و رنگ . جادو طرازی فکرش روز
بازار سحر حلال است رحلت او در شاهجهان آباد سوم ماه صفر سنه ثلث
و ثلثین و مائه الف واقع شد . ازوست :

میرسد دلدار و من عمریست از خود رفته ام

یک نگاه واپسین ای شوق بر گردان مرا

ز فیض دیده تر هیچ نشه نتوان یافت

تو ساز میکده کن ما و این دو شیشه شراب

سد راه کس مبادا دور باش امتیاز

هر دو عالم خلوت یار است و ما را یار نیست

حرص قانع نیست بیدل ورنه ز اسباب جهان
آنچه ما در کار داریم اکثری در کار نیست
حذر کن از تماشاگاه نیرنگ جهان بیدل
تو طبع نازکی داری و این گلشن هوا دارد
زر پرستی میکند دل را سیاه آخر این صفر به سودا می رسد

(بینظیر - ۴۰)

از دهلی حرکت بجانب لاهور کرد . عبدالصمد خان ناظم لاهور بتعظیم و
تکریم تمام پیش آمد و خدمات شائسته بتقدیم رسانید . . . و چون دولت سادات
عنقریب برهم خورد ، میرزا در همان ایام شاهجهان معاودت نمود و سیوم ماه
صفر سنه ثلث و ثلثین و مائه الف ۱۱۳۳ رخت بعالم باقی کشید و در صحن خانه
خود مدفون گردید . . . عمده سخن طرازان و شهره سحر پردازان است . در اقسام
نظم پایه بلند و در اسالیب نثر رتبه ارجمند دارد . طبع دراکش چه قدر معانی
تازه بهم رسانده و چه ثمرهای نورس که از نهال قلم افشانده ، خلاصه کلامش
شراب میخانه هوشیاران و طلای رستمایه کامل عیاران است . از آغاز شعور تا دم
آخر چشم بر سیمای معنی دوخته و چراغ عجبی بر مزار خود افروخته . حق تعالی او
را اعتبار و اشتها را ارزانی فرمود . امراء و ارکان سلطنت همه آرزوی ملاقات داشتند .
دیوان غزل میرزا بنظر درآمد . این چند گوهر ازان محیط بر آورده شد :

مست عرفان را شراب دیگری در کار نیست

جز طواف خویش دور ساغری در کار نیست

تنم ز بند لباس تکلف آزاد است برهنگی بیرم خلعت خداداد است
من نمی گویم زیان کن با بفکر سود باش

ای ز فرصت بی خبر در هر چه باشی زود باش
باز بی تابانه ایجاد نوای می کنم مطلب دیگر نمیدانم دعائی می کنم
حسن بی مشق تامل نگذشت از دل ما

صفحه حیرت آئینه عجب خوش قلم است
گویند بهشت است و همه راحت جاوید جائیکه بداغ نپد دل چه مقام است
مرده هم فکر قیامت دارد آرمیدن چقدر دشوار است
بیدل نتوان بردنم از خط جبینم نقاش عرق ریز حیا ، نقش مرا بست
ز دل حقیقت رد و قبول پرسیدم بخنده گفت : برویا بیا که می پرسد
چندانکه ز خود می روم آن جلوه پیش است
رنگی نشکستم که برنگی نرسیدم

نشہ تحقیق ما را شعلہ جوالہ کرد

گرد خود گشتیم چندانی کہ خود را سوختیم
(الکرام ج ۲ : ۱۴۸)

چهار عنصر در حقیقت کلیہ معرفت ہمہ آثار و افکار بیدل است و ہم چنین مجموعہ واثقی از شرح زندگانی بیدل می باشد و تدوین شرح احوال زندگانی بیدل خود مستلزم آنست کہ سنین عمر وی استیعاب شود و نظر دیگران دربارہ وی معلوم گردد. نصر آبادی کہ اورا از مردم لاهور شمرده غلط است... مولدش خطہ پاک عظیم آباد از قوم برلاس و در بنگالہ سیر کردہ ، اکثر حالاتش از کتاب چہار عنصر کہ از تالیفات اوست و اثرش در کمال دقت و پاکیزگی است . قریب سی سال در عظیم آباد و دہلی فروکش کردہ ... کلیاتش نظماً و نثراً مابین صد یا نود ہزار بیت است .

(فیض)

دانشمندی کہ سیر فکر وی ہر کس را آسان میسر نیست و چون کویست عظیم و رفیع کہ بہ قلال آن بدشواری میتوان راہ یافت او خود می گوید :

معنی بلند من فہم تند می خواہد

سیر فکر آسان نیست ، کویست و کتل دارم

زیرا وی چنانکہ شاعر بزرگ می باشد ، عارف و فیلسوف بزرگ نیز هست خودش مشغول کتاب کائنات شد و گفت اگر فرزند آدمی عقل سلیم داشتہ باشد از کتاب و نسخہ بی نیاز است . تا دیدہ می گساید اسرار زمین و آسمان بروی منکشف میگردد :

ہوش اگر باشد کتاب و نسخہ ای درکار نیست

چشم و اکردن زمین و آسمان فہمیدن است

بیدل حصول این کتاب را از مغتلمات غیبی می شمرد و آرا مفتاح گشایش اسرار میدانست . بیدل میگوید "تربیت تقیر بیدل بعد از رحلت والد در روم تا ادراک نشہ بلوغ بعہدہ میرزا قلندر بود و در تکمیل آداب و اخلاق من کمال توجہ داشت" ... گفته اند بیدل تخلص خود را ازین قطعہ گرفته :

عاشقان کشتگان ، عاشوقند بر نیاید ز کشتگان آواز

گر کسی وصف او زمن پرسد بیدل از بی نشان چگوید باز

بزرگانی کہ بیدل را خضر طریقت و راہنما بودند و او از محضر شریف آنها استفادہ می نمودہ عبارتند از شیخ کمال ، شاہ قاسم ، ہوالاہی ، شاہ فاضل ، شاہ کالی و شاہ ملوکی .

سیرزا سید ابوالقاسم ترمذی تاریخ تولد بیدل را "فیض قدس" و "انتخاب" در یافته و آن کلمات ماده تاریخ بنظم در آورده شده است .

بسالی که بیدل ز ملک ظهور ز فیض ازل تافت چون آفتاب
بزرگی خبرداد از مولدش که هم فیض قدس است و هم انتخاب

۵۱۰۵۴

سیرزا قلندر از بزرگانی بود که بیدل را بحضور شیخ کمال و صوفی های دیگر معرفی نمود . بیدل میگوید کسی که او را از علوم رسمی باز داشت و قیل و قال مدرسه را بشاعری و وجد و حال تبدیل نمود و او را دران راه تشویق کرده وی بود .

نثر سیرزا بیدل مانند شعرهایش خیلی اهمیت دارد و از جمله آثار نثری وی "چهار عنصر" را میتوان بعنوان مهمترین اثر وی معرفی نمود . دیوان وی دارای یک صد هزار بیت است که غزلها و قصاید و مثنویات و اقسام دیگری از شعر شامل آنست . در هندوستان سه بار چاپ گردید و در تاشکند هم مجموعه ای از آثارش انتخاب و چاپ گردیده است . در افغانستان دیوانش را تا ردیف "د" چاپ کرده بودند اما بعداً اقدام بچاپ کامل آن نموده و کلیه آثار وی را در پنج مجلد جمع آوری نموده اند .

و اینک اشعاری چند که نگارنده دوست میدارم در زیر نقل میگردد :

مجو بیدل علاج سر نوشت از گریه حسرت
بموج باده نتوان شست هر گز خط ساغر ها

همه عمر با تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما
چه قیاستی که نمی رسی ز کنار ما بکنار ما

چه دنیا و چه عقبی شد ره آنست ای غافل
بیا بگذر که از بهر گذشتن است حائلها

کنار عافیت کم بود در بحر طلب بیدل
شکست از موج ما گل کرد و بیرون ریخت ساحل ها

نیست جز خود شکنی دامن اقبال بلند
آخر ای مشیت غبار این همه پرواز چرا

در های فردوس و بود امروز
از بی دماغی گفتم ، فردا

نقاب عارض گل خویش کرده ای مارا
تو جلوه دادی و مدهوش کرده ای مارا

ر نگها دارد بهار عالم بی رنگ عشق
 حسن اگر دارد هنر ، آئینه هم داریم ما
 نه شام ما را سحر امیدی نه صبح ما را دم سفیدی
 چو حاصل داشت نا امیدی غبار دنیا بفرق عقبی
 بیوی ریحان مشکبازی بخویش پیچیده ام چو سنبل
 ز هر رگ گل برنگ داریم چو صید طاؤس رشته برپا
 احتیاجی خود شناسی جوهر آئینه است
 من اگر خود را نمیدانم تو میدانی مرا
 ستمت اگر هوست کشد که بسیر و سرو چمن در آ
 تو ز غنچه کم نه دمیده ای، در دل کشا به چمن در آ
 پی نافه های رمیده بو مپسند زحمت جستجو
 بخیال حلقه زلف او گرعی خور و بختن در آ
 بکدام آئینه مابلی که ز فرصت این همه غافل
 تو نگاه دیده بسملی مژه و اکن و بکفن در آ
 حرص قانع نیست بیدل ورنه از ساز معاش
 آنچه ما در کار داریم اکثری در کار نیست
 نه مخموری . نه مستی . چیست بیدل دماغت از چه عالم آفریدند
 ندانم کجا رفتم از خویش بیدل بیاد خراسی خرامیده بودم
 نه ز شور انجمنم خبر نه بشوخی چمنم نظر
 مژه ای چو شمع گشوده ام . بغبار رنگ پریده ای
 من بیدل از چمن وفا چو دل شکسته دمیده ام
 ثمر نهال ندامتی به هزار ناله رسیده ای
 همه عرض نا کسی خودیم اگر آفتاب و گر آسمان
 بکمال ما چه کمال تو ز قصور ما چه قصور تو
 بیدل سراغ عالم امکان تعبیر است
 آن نیست آشیان که تو بایی انسان او
 دوروزی ازین ما و من دست نازی بخواب عدم گفته باشی فسانه
 اشارات
 شبی در طربگاه فکر و سخن به تحقیق پیچیده اسرار من

در دل زدم کاندین خانه کیست
نمودار شد قطره سرخ خون
شدم تا در آن قطره چاک افکنم
در آئینه ام جلوه شوق چیست
بطوفان معنی درون و برون
سخن گفت آهسته اینجامنم

رباعیات

عالم همه یک جلوه ذات احد است این خانه هیولا و نه صورت جسد است
کثرت آثار چشم و کردن هست این صفر چو محو شد همه یک عدد است
گر حرف یقین و گر گمان می شنوی

از عالم بی نطق و بیان می شنوی
خاموش شو و ببین که بی گفت و شنود
چیزی می گوئی و می شنوی

(۷۱) بیدل - محمد شفیع ملتانی

کسی گفتش "بیدل" مدتیست که از دنیا گذشت، تو از کجا پیدا شدی؟
گفت مگر بیدلان در جهان کم اند! خود را شاگرد محمد عاقل یکتا لاهوری می
خواند. این بیت او زبانی یکی از آشنایان نوشتم:
جسم مانع نیست پرواز دل وارسته را قطره از چندی مسافت خود بدریا میرود
(مقالات ۱۰۷)

(۷۲) بهاء الدین ذکریا ملتانی

وی از اعظم اولیا و اکابر اصفیا است. جد بزرگوارش کمال الدین علی
قرشی از مکه معظمه در ملتان رسیده توطن گزید و از وی شیخ وجیه الدین
بوجود آمده با دختر ملا حسام الدین ترمذی متزوج گردید. از بطن آن عقیقه
شیخ بهاء الدین متولد شد و بسال دوازدهم رسیده بود که گرد یتیمی بر سرش
نشست. پس وی برای کسب علوم به خراسان رفت. سپس به نیت اکتساب
سعادت حج و زیارت بحرین شریفین رسید و مدتی مجاور آن مقامات متبرکه ماند
و در بغداد آمد. از دست شیخ شهاب الدین سهروردی خرقه خلافت پوشیده و
باشاره مرشد عود به ملتان کرده تن بتاهل داد و اخلاف صالح از وی باقی
ماندند و وی قدس سره نهم صفر سنه خمس و ستمائه بجوار رحمت الهی پیوست.
گویند: مردی جمیل نا معلوم کتابی مختوم بدست شیخ صدر الدین خلف
آنحضرت داد و گفت که بوالد خود باید برساند. و بر لفافه اش مرقوم بود
که در حجره شیخ بهاء الدین ذکریا بگذرانند. چون نامه بانجناب رسیده، و

کرده خواندنش همان و پرواز روح از قالبش همان بود :

صفای دل ز فیض پیر کامل میشود پیدا

چو دل آئینه میگردد مقابل میشود پیدا

دوستان را غنیمتی پندار هر کسی چند روزه مهمان است

(روشن ۱۰۵)

معاصر شیخ عراقی و مرید شیخ شهاب الدین سهروردی است . (شعرا ۲۸)

از شاهیر عرفا و اماجد فضلا است . مرید شیخ شهاب سهروردی

و مراد میر حسینی هروی و عراقی بوده . شیخی بزرگوار است و عالمی عالیقدر .

شرح حالات و مقاماتش در کتب مسطور است و این یک بیت از اشعارش مشهور :

دوستان را غنیمتی پندار هر یکی چند روزه مهمان است

(ریاض ۲۸۳)

در عهد سلطان جلال الدین بلبن ، یکی از سلاطین هند ، زندگی میکرده

است .

(۷۳) - بیرنگ - میرزا محمد امین لاهوری

میرزا محمدی بیگ بیرنگ ، اصلش از پشاور است ، در لاهور سکونت

داشته . فاضل و شاعر خوش خیال بود . در هنگامیکه سخنوری عبداللطیف خان

تنها ، کریم و نظام معجز بخدست خان مشارا الیه شوق می گزرانید ، او با

ایشان رابطه بهم رسانیده همطرح گردید . از آنجا که سلسله ارادتش بخواجه

باقی بالله میرسید . بیرنگ تخلص اختیار نموده آخر کار بسبب ضیق النفس قافیه

زندگانی برو تنگ شد . در هزار و صد و بیست و سه در لاهور در گذشت

شاعر خوش سلیقه و خوشگو بود . باعتقاد ناقص فقیر مواف بر میان آفرین که بر

لاهوریان استادی دارد ، تفوق جوست . دیوانی مختصر گذاشت . از آنجاست :

دماغ ولاهی نیست آستین مرا دگر به گریه میاور دل حزین مرا

رفتم از خویش سوی یار سلاسی گفتم قاصد گریه روان بود پیامی گفتم

توان به طاعت حق یافت رو سفیدی حشر

که سجده رنگ سیاهی برد ز روی رنگین

بادام به بچشم او وزن دم ای خسته چه در دماغ داری ؟

(خوشگو ۵۵)

سرد فاضل و حکیم و شاعر بود و بلاهور می گذرانید . از ملازمان

عبدالصمد خان بهادر دلیر جنگ در جرگه منصبداران با سعادت قلی خان رفیق بود . . .

دیوانی قریب بہ چہار ہزار بیت و قصاید در نعت و منقبت و مثنوی نیز دارد۔۔۔
چندان شہرت نیافت۔۔۔ طور و طرز میرزا جلال اسیر و عبداللطیف خان تنہا منظور
او بود و اکثر تتبع این ہر دو مثنوی نمود۔۔۔۔ روزی در ملتان بیایگی اتفاق افتاد
۔۔۔۔ عمرش از شصت متجاوز شدہ بود۔ میر محمد علی رایج و میرزا یک روز
بفاصلہ چند ساعت بلاہور وفات یافتند۔ میان خیر اللہ فدا کہ شاگردش بود تاریخ
وفاتش یافتہ بزیادت یک عدد :

باقی باللہ شد بیرنگ در بزم بقا

لطفش اینکہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نیز بیرنگ تخلص سیفرمودند و سبب عدم
شہرت میرزا بیرنگ ظاہراً ہمین خواہد بود کہ تخلص همچو قطب وقت را
گرفت۔ چند شعر از ان بزرگ نوشتہ شد :

قطرہ قطرہ سی بارد ابر تا چہ میخواید ساقی اندکی در باب کین ہوا چہ میخواید
(مردم ۱۵۲)

بخوش طبعی و بذلہ سنجی و مضمون آفرینی از معاصران گوی سبقت می
ربود۔ در ابتدا بمنصب داران شاہی انسلاک داشت ، آخر الامر لوای ملازمت
نواب عبدالصمد خان صوبہ دار کابل بر افواشت و قصاید غرا در مدحش کاشت
و از جوایز وافرہ تمتع وافی برداشت۔ از معتقدان و مریدان خواجہ باقی باللہ قدس
سرہ بود۔ خیر اللہ فدا ، از شاگردانش ، در تاریخ وفات او این مصراع
سوزون نمود :

باقی باللہ شد بیرنگ در بزم بقا

بیت : الفت آموختی دل مارا سوختی سوختی دل مارا

نشہ حسن بعشاق چہ بیرنگی کرد

خال تریاک و لب میکش و خط بنگی کرد

(صبح ۷۳)

(۷۴) بیغم بیراگی - بھوپت رائی پنجابی

بھوپت رائی بیغم بیراگی تخلص از قوم کھتری بود۔ آبا و اجدادش قانون
گوی نیمہان عملہ سرکار چون تابع صوبہ پنجاب اند۔ اورا جذبہ در رسید ، ترک
تعلق کردہ عاشق نرائن چند نام ہندو پسری شد و مردانہ وار سہ طلاق بگوش
چادر این عجوزہ شوہر کش دنیا بست۔ نام و لباس بیراگیان در بر کردہ مرید
نرائن نام بیراگی کہ مرد وارستہ و فہمیدہ بود ، گردید و از سجاز بہ حقیقت رسید
۔۔۔۔ کتاب ”پردیوہ چندر نایک“ کہ در ہندی است، بنام آن ہندو پسر نظم کردہ

... صاحب تصانیف متعدد است... در هزار و صد و سی و دو از قید جسمانی برآمده. کلیاتش قریب پانزده هزار بیت بنظر آمده. دیوان غزلی و رباعی شش هزار بیت است. باقی مثنویات. این چند شعرش پسند کرده میان سرخوش است:

دل چو شد بیکار، دست از کار باید داشتن
کار در بی کاری، دل بود دیگر کار نیست
مرا ابرو کمانی میکشد در بر ازان ترسم
که این در بر کشیدنها چو ناوک دورم اندازد
(خوشگو ۱۰۱)

بهویت رائی مانند مولف این صحیفه از قوم کهتری بود. آبا و اجدادش بقانونگوئی نیمهان از اعمال سرکار چون تابع صوبه پنجاب قیام داشتند. بیغم مردی وارسته بیغم بود. اتفاقاً مرغ دلش در دام زلف نرائن چند نام هندو پسری اسیر گردید و در این سودا لباس دنیا ترک نموده به لباس فقر سرمایه افتخار اندوخت و در جرگه بیراگیان که از فقرای هندو اند، مرید نرائن رام بیراگی به مناسبت نام معشوق خود شد و آخرها به حکم این که المجاز قنطرة الحقیقه شربت تحقیق چشید و از نشأة دوئی وارست. کتابی دارد بزبان هندی مسمی به "پردیوه چندر نایک"، بنام آن هندو پسر در نهایت سوز و گداز. اوایل حال مشق سخن از نظر میرزا سرخوش میگذرانید و چون میرزا سرخوش، سرخوش جام توحید بود، اکثر اوقات صحبت بذکر حقایق خوش می گذشت. انجام کار سمیع حقیقی پرده بر سامعه او فروهشت و او را از استماع هزلیات دنیوی معطل ساخت... صاحب تصانیف متعدد است. قصص فقرای هند در مثنویات نظم کرده... اشعار طبع زاده مشهور آفاق است و داخل در "گرنه بابا نانک" که معتقد فیه کهتریان و کائستهان است. بیغم از تصرفات بام دیو که به حکم محی حقیقی گو گشته را زنده کرده، می گوید:

گو زنده شد به پیش خاص و عام بار دیگر ریخت ساقی می به جام
کلیاتش پانزده هزار بیت است. دیوان غزلی و رباعی شش هزار بیت. باقی مثنویات. خوشگو میگوید: در سنه اثین و ثلثین و مائده و الف ۱۱۳۲ هجری از قید جسمانی برآمده به قضای جاودانی متوجه شد. ازوست:

فلک تاکی بدست مردم مغرورم اندازد
چو سنگ ره بهای هر که افتم دورم اندازد
رباعی: رفتم سحری به پیش زاهد ناکه برسیدم ازو که چیست کیفیت راه

گفتا که همین صوم و صلوة است اینجا بر گشتم و گفتمش که الله - الله -
(رعنا ۳۲)

از نسل کهتریان قانون گوی ملک پنجاب بود و بطریقه فقرای هند
آزادانه بسر می نمود :

فلک تاکی بدست مردم مغرورم اندازد
چو سنگ ره بیای هر که افتم دورم اندازد

رباعی :

دریا در موج و موج اندر دریاست در ذات و صفات حق تفاوت ز کجاست؟
ای معو حقیقت نظر افکن بمجاز بیرنگ بصد رنگ چسان جلوه نماست
(روشن ۱۱۶)

سوامی بهوپت رائی بیراگی از قوم کهتریان بود و اجدادش در پنجاب منصب
قانونگوئی را داشتند . در کتاب مخزن الغرایب چنین آمده است که وی در ناحیه
جامو و کشمیر بدنیا آمده بود و در فن شعر مهارت تامی را داشت . وی سرخوش را
استاد خود می گفت . مولف کلمات الشعرا می گوید که بیغم فکر آزاد داشت و
فقیر بود . وی پیش مولف کلمات الشعرا مشق سخن و شعر می کرد . از تصانیف
وی دیوانیست شامل پانزده هزار بیت و کتابهای زیر هم ازوست :

۱- پردیوه چندر نایک . ۲- مثنوی . ۳- قصص فقرای هند . ۴- دیوان .

۵

این رباعی ازوست :

بیغم سخن عشق بجز یار مگوی	سریست که در کوچه و بازار مگوی
گر جمله جهان از تو حقیقت پرسند	زنهار جز اقرار ز انکار مگوی
ای دل اگر عارض دلجو بینی	ذرات جهان را همه نیکو بینی
در آئینه کم نگر که خود بین نشوی	خود آئینه شو تا همگی او بینی

غالباً بیغم از معاصرین داراشکوه و حضرت ملا شاه و از طرز شعر هر دو متأثر بود .
از مثنوی بیغم چنین بنظر میرسد که بیغم از تصوف ملا شاه خیلی متأثر بود .
برای اثبات این امر اشعار زیر را نقل می کنم :

گر کسی تصنیف می سازد کتاب	می نویسد اندران فصل و کتاب
در کتابم نیست فصل و بابها	در کتابم نیست پیچ و تابها
در کتابم نیست جز ذکر خدا	مثنویم نیست غیر از یک نوا
عندلیب مست باغ وحدتم	سوخته جانی ز داغ وحدتم
ملاشاه : هر که تصنیف کرده است کتاب	همه آورده است فصل و باب

با بها در میان هر چه که گفت
فصل و بابی نه در کتاب من
باب در توبه و توکل نیست
بیغم بیراگی هم مانند میرزا بیدل در فلسفه
او ز هر باب و فصل و باب شگفت
عددی هم نه در حساب من
فصل در صبر و در تحمل نیست
بیغم گوید :
بهر لحظه بهر ساعت بهر دم
دگرگون میشود احوال عالم

در تجددهم بکن یک ره نظر
هست در تجدید امثال آشکار
یک نظر بر نطفه خود هم بکن
اندک اندک بر ترقی های او
نطفه ات بنگر چسان انسان شود
این تجدد در همه افراد بین
تا شود مکشوف رازت سر بسر
این وجود و این عدم را کاروبار
تا کنی معلوم سیر ذوالمن
چشم بگشا ای عزیز نیک خو
خالق طبقات جسم و جان شود
تا نشینی در صف اهل یقین

(۷۵) پالپر - پادری پالپر مسیحی

روزی در حویلی میان مبارک پدر فیضی بتقریب مشاعره جمله شعرای
هندوستان و ایران و ملتان جمع شدند . . . در آن بزم پادری پالپر که مدت ها در آن
گذاشته بود و در آن دور کسی همسر او در اهل فرنگ نبود و در عربی و پارسی او را
علمای و فضلائی هند و غیره مستند می شمردند ، برخواست و خوانهای شیرینی و
پانصد روپیه نذر کرده بشاگردی حضرت مکمل در آمد و این غزل در همان
مشاعره برای اصلاح پیش کرد - این دو شعر از یاد مانده :

بنده حسن اگر بنده بود سلطان است
بنده یار اگر شاه بود مسکین است
در جواب غزل حضرت سعدی غزلی
پالپر گفته که شایسته صد تحسین است

(چشم ۱۰۳)

(۷۶) پروانه - موتی رام کنجاھی

در کنجاه که از مضافات گجرات است متولد شد . ازوست :
هر فاخته ریخته پر لایق رحمی
ای سرو روان پیشتر آ قدمی چند
ما سیر ندیدیم رخ قاتل خود را
ای خنجر بیداد شو آهسته دمی چند

(۷۷) پیر بخش - سردار پیر بخش پنجابی

سردار پیر بخش رئیس ناحیه مستوی در دیره غازی خان است و نسبت به

حضرت مولانا مولوی خواجہ محمد حسین پسر حضرت مولانا خواجہ محمد نظام
بخش ملتانی خیلی ارادت دارد. در مدح وی چنین سروده است :
شهباز لا سکانی ، در این سرای فانی خورشید جاودانی، خوش خلق قیل و قال
در علم هم فضیلت، نی در جهان عدیلت بگرفته ام وسیلت ، ای راهنمای عالی
ای محرم حقیقت ، ای واقف طریقت در محفل شریعت سلطان با کمالی
ملتان شد مقامت از دل شدم غلامت مارا بکن عنایت ، بر در گهم سوالی
من پیر بخش خوانم، جز تو نه هیچ دانم بر در گهت بمانم ، انظر بخرسته حالی

(۷۸) تاثیر (۱) - دکتر محمد دین لاهوری

پروفسور دکتر محمد دین تاثیر دارای دکترای ادبیات انگلیسی رئیس
دانشکده اسلامیہ در لاهور بود. او خیلی خوش سلیقه و با ذوق بود و در زبان
های اردو، انگلیسی و فارسی معلومات بسیار کافی ای را داشت - گاهی باین سه
زبان شعر هم میسرود - اشعار فارسی اش هنوز چاپ نگردیده است - شعر
زیر ازوست :

میان کعبه و بت خانه عرصه یک کام میان شیخ و برهن هزارها فرسنگ

(۷۹) قایب - محمد اکرم پنجابی

محمد اکرم پنجابی است و مالک الکھ معنی یابی :
سحر گه چون دل زارم شکستی شب آن عہدیکہ بامن بسته بودی
باین زودی چه جستی از برمن مگر عہدی بدشمن بسته بودی؟
(نگارستان ۱۷)

(۸۰) تبسم - صوفی غلام مصطفی امرتسری

صوفی غلام مصطفی تبسم از کشمیریان پنجاب است. خانواده وی در امرتسر
زندگی میکرد اما وی بیشتر عمر خود را در شهر بزرگ لاهور گزرانیده است. در
تاریخ چهارم اوت ۱۸۹۹ میلادی پا بعرصه وجود گذاشت وبعد از پایان تحصیلات
ابتدائی وارد شهر لاهور گردیده گواہینامہ فوق لیسانس فارسی و معلمی را از همین
شهر گرفت و سپس بتدریس زبان فارسی مشغول گردید. مدتی در دانشکده دولتی
لاهور و دانشگاه پنجاب فارسی تدریس می کرده و چندین سفر بایران نموده است.
وی را میتوان یک علاقمند واقعی زبان و ادبیات فارسی گفت زیرا تمام عمر خود
را بتدریس و ترویج این زبان اختصاص داده است. شعر خوب و زود میسراید و

موضوع مورد علاقه وی شراب و شاهد است. بزبانهای پنجابی- اردو و فارسی شعر میگوید و لی هنوز زحمت کشیده دیوانی مرتب و منظم ننموده است. با نگارنده رابطه بسیار صمیمانه و واقعی دارد و علائق دوستی مودت با از سی و شش سال استوار است. اشعار زیر از منظومه های چاپ شده وی انتخاب گردیده است:

حرفی کسی از ما نمیشنود

برق را لرزه برتن افزاده است

تایید تو اشکبار شدم

می شناسم دل تبسم را

خوشا نصیب که زیب کنار من باشی

حدیث درد و الم بشنوی ز راه کرم

جهان زحسن تو همواره گلشن آباد است

بر روی صنم باید بیباک نظر کردن

در کوی تو امروز زساخسته تری نیست

ای چرخ چه فردا و چه دیروز که از هجر

از گریه چه حال تو زبون است تبسم

بهار میرسد اکنون چه دانش و فرهنگ

بیا بمیکده تا صد جهان طرب یابی

بنشه زمزمه خوان میکشان جام بدست

یکی صراحی می در بغل قدح بر کف

تو نیز جام بدست آر و شاعدی بکنار

ستم کردی تبسم در هجوم میکشان رفتی

یارم اندر کنار می آید

برغم عشق می کنم نازی

برغم ما بسی تبسم کرد

دست در زلف یار می باید

شوق تیز است و خلوت کوتاه

چیده ام بر بساط و جام و سبو

بنگاهی بیان کنم غمها

نیست انکارم از شراب و لی

این همه جوش غم تبسم چیست؟

عالمی هست بتاریکی شبهای فراق

وای بر ما و بر فسانه ما

کرد تا قصد آشیانه ما

گریه ابر شرمسار منست

در غم عشقی رازدار منست

قرار جان و دل بیقرار من باشی

به چاره سازی جان فگار من باشی

چه خوش بود که یکی نوبهار من باشی

دزدیده نگاهی نیست آئین تماشائی

افتاده پراهمیم و کسی را خبری نیست

در خانه ما گردش شام و سحری نیست

ای کاش بدانی که فغان را اثری نیست

بنوش یک دوسه ساغر ز باده گارنگ

بصومعه چه نشینی فسرده و دلتنگ

بناز رقص کنان شاعدان شوخ و قشنگ

یکی به لایه سر دامن نگار به چنگ

که در روانی عمر دو روزه نیست درنگ

و گر نه پیش ازین می نوشتی رازنهمان بودست

در چمن نو بهار می آید

که مرا غمگسار می آید

باری هم اشکبار می آید

سر بیای نگر می باید

شغل بوس و کنار می باید

ساقی میکسار می باید

در سخن اختصار می باید

جام در دست یار می باید

بر دلت اخبار می باید

گردید صبح وصال تو دیدن ندهم

بیشمان یک دوا شک خون به نعشم
 لرزی که خار راه کند پای تو فگار
 در هجر تو بس خمار آورد
 از من سخنی نمیکنی گوش
 گفتمی بچه ارزد این تبسم
 بوده ای مفتی و ملا و فقیه
 گرچه خوش باشد تبسم بر لب
 چشمیکه باده ها خورد از حسن مست یار
 زندگی خواب پریشان است تعبیرش مهتر
 بگذر از منزل ندائی عاشقان را در تلاش
 روح را آزاد کن از بند تعمیر وجود
 گرچه دشوار است چو اقبال زین بستان مرا
 میرسد از تربت خسرو تبسم این ندا

کزین خوشتر نباشد خون بهائی
 رو- همچونیش در دل منزل خلیده باش
 صد جام و سبو که چیده ام من
 بهر تو چها شنیده ام من
 اینک به لب رسیده ام من
 کاش میبودی مسلمان نیز هم
 حسن دارد چشم گریان نیز هم
 از مست میگسار بود میگسار تر
 تا نگردد سعی تو خواب پریشانی دگر
 هر قدم بی اوفتد اندر بیابانی دگر
 ورنه این قید تو اندازد بزندان دگر
 با چنین فکر بلند آید سخندانی دگر
 از دیار هند میخیزد زباندانی دگر

رباعی

یاد آرز عهد خود که با ما بستی بردی دل ما ز مهر و بازش خستی
 در حالت زار من بحیرت منگر بر خویش نگاه کن چه آفت هستی

رباعی

حسن تو بهار شادمانی باشد ، وصل تو شباب زندگانی باشد
 فانی است اگرچه زندگانی لیکن یاد تو بهشت جاودانی باشد

(۸۱) تبسم - محمد رمضان قریشی گجراتی

وی برادر بزرگ قریشی احمد حسین میباشد که در زمینداره کالج گجرات
 فارسی تدریس میکند. وی هم مانند برادر خود بزبانهای اردو ، فارسی و پنجابی
 شعر میسراید و اشعار بسیار زیبایی را جمع آوری نموده است. دیوانش دارای پنجاه
 هزار بیت است اما هنوز چاپ نگردیده است. از وست :

گدای میکده در میکده شاهانه می رقصد

چه رقصد رقص مستانه که بر میخانه میرقصد

زمین رقصد ، فلک رقصد ، جهان آرزو رقصد

بهر گاسی که پوئی دل چه مشتاقانه میرقصد

سرور و کیف می جوئی عبت در مجلس واعظ

بین پیر مغانم را چه استادانه میرقصد

سگون حاصل نشہ در عالم سر شاری و مستی
 گہی پیمانہ میرقصہ گہی خمخانہ میرقصہ
 تبسم زان گل عارض بہ بخشد کیف و سرمستی
 باین مستی بسی افسانہ در افسانہ میرقصہ

(۸۲) تجرد - سید عبد اللہ لاہوری

سید عبد اللہ تجرد تخلص سلمہ اللہ تعالیٰ از سادات لاہور است . پیش
 از آمدن نادر شاہ بہ ہندوستان و از آنجا در برہانپور وارد شدہ ... زیارت
 حرمین شریفین شتافتہ ... پیش ازین بشعر و شاعری سری داشت . الحال
 بسبب شغل علم ترک آن کردہ . ازوست :

رباعی (۱) :

ای ذات تو در دو کون (۲) مقصود وجود تو اصل وجود و آرام از فرع تو بود
 این ہم ز کمال معجزات تو بود کاین اصل ز فرع خود بر آمد بنمود
 جز دو زلفش کہ خوش آسودہ بقرب عارض کہ نشان یافتہ آسودہ پریشانی را
 اکثر نزد میان نورالعین واقف و این فقیر می رسید و صحبت سخن میداشت . خیلی
 ذوق بسخن دارد و شعر را خوب می فہمد . (مردم ۱۵۶)

علوم رسمیه در برہان پور از مولوی غلام محمد یکی از تلامذہ ملا نظام
 الدین قدس سرہ خواندہ و از آنجا بہ جذبہ ربانی رکاب عزیمت حجاز راندہ بعد
 استسعاد حج و زیارات بہ بندر سورت مراجعہ کرد و بتکمیل بقیہ علوم روی
 ارادت پیش علمای آن شہر آورد :

جز زلف تو جانان کہ سرش بر قدم تست آشفته کہ ایام بکام است کدام است
 (گلشن ۸۰)

(۸۳) تجرد - شیخ محمد علی لاہوری

از تلامذہ فدا تخلص شیخ خیراللہ گجراتی است . بعضی اجداد او بہ ملتان
 ریاست داشتند ، تولد شیخ در لاہور اتفاق افتاد ، بعد سن تمیز و کسب علوم
 ضروری رغبت بہ کلام موزون بہم رسانیدہ ، قریب دولک بیت اساتذہ موافق
 سیاق خود در سفینہ جمع نمودہ پیوستہ در نظر میداشت . ولی بہ ذکر شعر و

۱- این رباعی در تذکرہ روز روشن در ذکر میر محمد علی تجرید بر ص ۱۲۴
 درج گردیدہ است .

۲- کون - این کلمہ عربی با فتح کاف بمعنی جہان بکار بردہ میشود .

شاعری میماند ، از یاران و هم صحبتان نور العین واقف بود در سنه یک هزار و یکصد و هفتاد و نه فوت شد از خاطر تجرد نهاد اوست :

ای زلیخا تا توانی طالب دیدار باش عاشق فرزند پیغمبر شدی هشیار باش
جزای تست زلیخا که رسز بد دیدی قیامت است پدر از پسر جدا کردن
(نشر ۱۱۰)

بیان علی محمد تجرد لاهوریست . اجدادش از ملتان آمده اند . صدیقی است خیلی عاشق سخن است و یک دو لک شعر اساتذہ جمع کرده ، خالی از فکر نیست . با یک دو هزار بیت که از اشعار خود انتخاب زده بیاضی ترتیب داده اکثر نزد فقیر میآمد و صحبت ها میداشت .

(مردم ۱۵۷)

از شاگردان شیخ خیرالله فدا گجراتی و همزمان نورالعین واقف بود و خودش لاهوری المولد و اصولش در ملتانیان معدود . اکثر اوقات مجردانه در کوهستان جینو میگذرانید و در سنه یک هزار و یکصد و هفتاد و نه در زاویه مرقد خزید .
(گلشن ۸۰)

(۸۴) تجرید - میر محمد علی لاهوری

ابن سید عبدالله لاهوری است . از لاهور به برهان پور دکن رسید و از مولوی شاه غلام محمد تلمیذ ملا نظام الدین لکهنوی کسب فضایل ظاهری و باطنی کرده بمرشد آباد در رسیده رحلت اقامت انداخت . و بر اکثر کتب درسیه حواشی نگاشت و همین تجرید را در نشر عشق تجرید بحذف تحتانیه سهواً بجای نامش که میر محمد علی است نام پدرش که سید عبدالله باشد ، نگاشته :

رباعی:

پیش عارف که دام حق دانه اوست جز یاد حق آنچه هست افسانه اوست
در کعبه و دیر نیست گنجایش حق دلہای شکسته لایق خانه اوست

رباعی (۱):

ای ذات تو در دو کون مقصود وجود تو اصل وجود و آدم از فرع تو بود

۱- این رباعی را تذکرہ مردم دیده بر ص ۱۵۶ در ذکر سید عبدالله تجرد هم نوشته است .

اینهم ز کمال معجزات تو بود کین اصل ز فرع خود بر آید بنمود
(روشن ۱۲۲)

(۸۵) تحسین - عبدالعزیز لاهوری

از شعرای عظیم الشان لاهور بود و طبع چالاک داشت و به نزاکت سخن
خوب میرسید - نسبت شاگردی به شاه فقیر الله آفرین لاهوری درست کرده بود .
این بیت از کلام تحسین متین است :

تحسین بهار آن گل خورشید رو بین تا وا نشد نقاب رخ او سحر نشد
(نشر ۱۰۷)

لاهوریست . اوایل مشق سخن بخدست میان فقیر الله آفرین میگذرانید .
اواخر در کوکنار خانه آسودورفت پیدا کرد و مسخ طبیعت بهم رسانیده .

(خوشگو ۲۶۷)

تلمیذ شاه فقیر الله آفرین است . زادهای طبع رسایش با لطافت و نازکی قرین
و قابل صد گونه تحسین و آفرین .

(گشن ۸۲)

(۸۶) تحسین - ملتانی

تحسین ملتانی به حج رفته بود . وقت مراجعت چندی در بلده مانده نزد
مخدوم رحمت الله طالب علم چند رسایل فته گذرانده . زبان سوزون داشت :

نروم رهی که آنجا تو نباشی و رقیبان بشمالت من و تو لب شکوه باز دارند
قشقه بر پیشانی آن مهر بر زنگ شفی شام "تحسین" را سه تابان بود در آستین

(مقالات ۱۳۲)

(۸۷) تسکین - غلام محمد گجراتی

وی برادر کوچک غلام قادر حیدر بود که احوالش در همین تذکره درج
گردیده است ، وی هم مانند برادرش بسه زبان شعر میگفته که عبارتست از
فارسی ، اردو و پنجابی . در ده کوچکی موسوم به سابور متولد شد و بعد از مدتی
به ده نزدیکی موسوم به کومبی منتقل گردید . خط خوبی داشت و مانند سایر
برادران خود فاضل و دانشمند بود . برادر کوچک تسکین . تحسین نام داشت و
شعر خوب می گفت ، ستاسفانه اشعار هر دو نابیدا است . ازوست :

خرد رفت گوهر بدریای غم صدف وار ماند دو دستت بهم
ز لطف تو ای مرد میدان کار چه باشد که گوهر شود برکنار

(۸۸) تسلیم (۱) - سلام اللہ خان قصوری

از اعظم افغانہ قصور بود کہ شہرست در علاقہ لاہور۔ در دارالسلطنت
دہلی نشوونما یافتہ و در شہر لکھنؤ رفاقت نواب شیر جنگ اختیار نمود و نواب
آصف الدولہ او را محترم میداشت۔

دور ازان آستان چہ می پرسی آستین است و دیدہ ترما
روز محشر شد و فردای قیامت آمد ای شب ہجر تراہم سحری خواہد بود؟
(روشن ۳۱)

(۸۹) تنہا - میرزا عبد اللطیف خان پنجابی

فکر شعر بلند و طبع انشا پردازی رسا داشت۔ این چند بیت از زادہای طبع
اوست :

بجز ساغر چو موج بادہ کی گردد زبان من
برنگ شیشہ از سی مغز دارد استخوان من
بیاض عشق خون رود از چشم دل مرا
آید بگریہ طفل چون خاموش شد چراغ
(کلمات ۲۰)

میرزا عبد اللطیف خان تنہا شاعر دلپذیر بودہ است و خواہر زادہ سیرزا
جلال الدین اسیر۔ من دیوان :
بی تو از نالہ من کویہ پر آواز است سنگ در عشق تو چون تیغ مرا دمساز است
(حسینی ۷۸)

شاعر دلپذیر بود۔ و خواہر زادہ سیرزا جلال اسیر۔ دیوانی صوبہ پنجاب
داشت ، در اواخر مائتہ حادی عشر راہ آخرت پیمود۔ ازوی می آید :
یارم بکنج غمکہ تنہا نشاند و رفت گفتم کہ من غبار تو ، دامن فشاند و رفت
انیس دردم و بانامہ گفتگو دارم نگاہ حسرتم دگر بہ در گلو دارم
ہرگز بزم آن بت بدکیش میروم از خود ہمیشہ یکدو قدم پیش میروم
(انجمن ۹۸)

(۹۰) تشبیهی (۱) - میر تشبیهی لاهوری

تشبیهی کاشی از سر آغاز آگهی شوریدگی دارد . بآئین محمودیان مزید
سری از نثر او بر نتوان کرد . و از حال او باز گوید . ذره و خورشید نام مثنوی
ازو . (آئین ج ۱ : ۲۰۴)

همین یک بیت رسمی ازو بگوش خورده :
مست آنچنان خوش است که گوید بروز حشر

من کیستم ، شما چه کسانید ، و این چه جاست ؟

(کلمات ۲۱)

پدرش گذاری میکرد . و او دوسه سرتبه به هندوستان آمده و رفته . دعوت
الحادی نمود . در لاهور سرو پا برهنه اوقات بسر می برد ، اشعار بسیار دارد .
و چنانچه سه دیوان و مثنوی ذره و خورشید ازو دیده شد . این دوسه بیت
ازوست :

تو هر رنگ که خواهی جامه می پوش	که من آن جلوه قدمی شناسم (۲)
شد از شهر عراق آواره تشبیهی خدا داند	سپاهان دکن کشتند یا سبزان کشمیرش
ز بس حرارت دل خونم از دماغ چکد	بسان روغن بر شعله از چراغ چکد

(انجمن ۹۰)

(۱) سر سید احمد خان در حاشیه این کتاب نوشته است که میر تشبیهی کاشی
در آخر الامر بلاهور رسید و درین شهر عربان میگشت . شعر زیاد گفته است و سه
دیوان و مثنوی ذره و خورشید ازو باقی ماند . بعضی از اشعارش بسیار عالیست
و بوی توحید و سزه و لذت عشق را میتوان در اشعارش یافت . اشعار زیر ازوست :

من آن تشبیهم که پیش بینی	سری دارم بگورستان نشی
ازانم میل گورستان نشینی است	که گورستان نشینی پیش بینی است
درسفینه شیخ علی حزین هم	همین مطالب تکرار گردیده است و غالباً وی
این مطالب را از ابوالفضل گرفته است .	اشعار زیر در سفینه شیخ علی حزین
آمده است که اینک نقل میگردد .	
کف پا بهر زمینی رسد که تو نازنین را	بلب خیال بوسم همه عمر آن زمین را
بهر زیارت آمد بر تربت شهیدان	یارب دگر چه دارد با آرسیده چند
یکی بر خود بیال ای خاک گورستان ز شادابی	

که چون من کشته ای زان و خنجر در لحد داری

(۲) راقم این شعر را اینطور شنیده ام
بهر رنگی که خواهی جامه می پوش
من انداز قدت را می شناسم

(۹۱) ثاقب - میر مفاخر حسین سهرزندی

عموی میر محمد زمان راسخ از سادات نجیب است . طبع معنی یاب و ذهن
سلیم دارد و خوش فکر و صاحب تلاش است . در سهرند سکونت داشت و همانجا
در گذشت . ازوست :

نیست پیدا سعی ما از عشق دامنگیر ما کم بود آواز پا در شیون زنجیر ما
راہرو را رہنما افتاد گیمہا میشود ہر کجا پای بلغزد جادہ پیدا می شود
زدستگیری غربت بیاست جلوہ من جو موج رنگ روان گرد راہ خویشتم
اشک چشم سرمہ آلودم درین سرگشتگی شام غربت میبرم با خویش ہر جا میروم
(کلمات ۲۱)

منصبدار بادشاہی بود . آخر منصب را وا گذاشتہ دولت فقر بہ دست آورد
و در سهرند وطن خود بسر می برد . تاریخ وفاتش بنظر نرسیدہ . ازوست :
زدیدہ می رود و از کنار میگذرد اگر بہ رسم سر شکم گرفت یار ، چرا
(بینظیر ۵۲)

(۹۲) ثقفہ الدین بن یوسف محمد لاهوری

الاسیرالعمید ثقفہ الدین جمال الفلاسفہ بن یوسف محمد الدیندی بوفور فضائل
مشہور و بصنوف محامد مذکور و کمال جراعت و تقدم او بر اصحاب صناعت
مخصوص و قصر فضل و بزرگی او بنیان مرصوص . در دولت خسرو ملک آسایشها
دید و مناصب خطیر را متقلد شد . آخر الامر چون دید کہ گل دولت دنیا بی زحت
خار نیست و مل لذت او بی بہجت خماری ، دست از اشغال سلطانی باز کشید
و پای در دامن قناعت آورد و انزوا و عزلت را بر عز و دولت اختیار کرد و مقام عالی
یافت و یکی از مزار ہای متبرک در خطہ لہور تربت اوست . در اوایل ایام جوانی
اورا قصاید است :

حیران و دل شکستہ و رنجور و ناتوان
گویم کہ در ہم ز هموم بلا ولیک
نی من عزیز مصرم و نی قیصرم نہ خان
در ملک حق تعالی بر روی این زمین
از حضرتی کہ جنت عدست بر زمین
عمرم بآخر آمد و هیچ آرزو نماند
بر اوج موج ہم و مجہور و در ہم
در ہم نہ ام ز محنت دنیا و در ہم
نی کسری و قبادم و نی سام و رستم
یک بندہ ضعیفم و کمتر زہر کم
بیرون فتادہ ناگہ مانند آدم
جز آرزوی حضرت شاہ معظم
(لباب ۹۵)

(۹۳) ثنائی - خواجه ثنائی

اسم شریف آن جدول کش مصحف جادو بیانی خواجه ثنائی است. اصلش خاک پاک مشهد مقدس، ثنائی خوش نشانی او زیاده از دایره تقریر و تحریر است. در بدو حال از صحبت سراپا منفعت سلطان ابراهیم جاهی استفاده علمی برداشته بمدارج ارتفاع ترقی نمود و از خوش گویان روزگار گشت. در عہد عرش آشیانی محمد اکبر پادشاه بعد چندی بفجوائ کل نفس ذایقه الموت در شهر لاهور رحلت نمود و در همان خاک لاهور منزل گزین جاوید گشت. ازان پخته گواست:

که تنگ بست ندانم میان تنگ ترا	که فتنه کرد چنین سرو لاله رنگ ترا
چه صید لاغرم آخر که تنگ چشمی تو	نصیب من نه کند لذت خدنگ ترا
مکن در آئینه عرض جمال خویش که هست	کرشمهای بلا چشم شوخ و شنگ ترا
همان سگی تو ثنائی گر اعتماد وفا	به بست یار بفتراک پای لنگ ترا

(معراج ۳۴)

فصیحی نادر گو و سخنوری پر رنگ و بوست. اشعار آبدار آن سخن آفرین بغایت رنگین و واردات پرکار آن معنی گزین بی نهایت متین است. در عصر خود در ایران و هند اشتهار تمام عیاری یافته. به تحقیق پیوسته که مواد آن مطلع دیوان معنی آرائی از مشهد مقدس است پدرش غیاث الدین علی نام داشته از ایران بدارالامان هندوستان آمد و بسعادت بندگی پادشاه ستاره سپاه، خورشید کلاه، آسمان بارگاه، فرمان روای بحر و بر، جلال الدین اکبر غازی مستعد گردید و مدهمهای مدید در خدمت آن پادشاه بسر برد تا آنکه در سنه خمس تسعین و الف در لاهور رخت حیات بر بسته سفر آخرت اختیار نمود عدد اشعار دیوان آن بلبل خوش الحان که الحال در میان مردم اشتهار دارد سه هزار بیت است، سکندر نامه که در بحر مثنوی سوای ساقی نامه گفته، عدد ابیات آن زیاده از هفتصد و پنجاه بیت بنظر این ضعیف در نیامده است. از ساقی نامه:

نگه کن بدور و مترس از و بدل	که در فحط خون خوردن آمد حلال
بیا ساقی از کهربای وجود	که از جذب طبعش نماید صعود
بیا ساقی آن خنجر آبدار	روان از نیام صراحی بر آر
بمن ده که بر رغم اهل ربا	کنم توبه را از بدن سر جدا
بیا ساقی آن لذت آمیز عشق	چو حسن بنان فتنه انگیز عشق
بمن ده که شوقش عنانم کشد	بکوی فنا رخت جانم کشد

ثنائی درین خود نمائی میای بحرف ازین خوبتر لب کشای
(میخانه ۹۶۲)
قاصد شوق دگر قطره زنان می آید که بذل شوق کسی از پی جان می آید
شرط مشقت که هم باز بدل بسپارند سخن دوست که از دل بزبان می آید
خوشا خجالت آن عاشقی که در شب هجر بخوازش آبی و او شرسار بر خیزد

(۹۴) میر جان علی آوچه ای

میر جان علی ساکن آوچه . به حج سیرفت . منہ :
کوهکن نوبت کاویدن دل بغلط تیشہ سرخویش زده است
(مقالات ۱۴۹)

(۹۵) جان محمد ملتانی

خود را شاعر جید میخواند . اما لافش بی معنی بوده . از عزیزی که از
بھکرتا نصر پور قرین او بوده ، این بیت شنیدم . منہ
خوش آرامگاهی ست ملک عدم را کہ باز آمدن کس خیالی نہ بندد
(مقالات ۱۶۷)

(۹۶) مولوی جان محمد وزیر آبادی

مولوی جان محمد در گجرات مہتمم تعلیم بوده . اصلش از دہ بیگووال بود
ولی بعلت شغل خود بہ شہر گجرات منتقل گردید و همان جا زندگی میکرد . ذوق
شعری او بسیار بلند و لطیف بود و بہ پنجابی ہم شعر میگفت . متاسفانہ مجموعہ
اشعار در دست نیست اما اشعار زیر کہ در ہجو حکیم سولوی بدرالدین ساکن
گولیکی گفتہ است در زیر نقل میگردد :

کرد فریاد پیش شاہ چو گدا	ملک الموت رفت پیش خدا
کم شناسند نام مرض و دوا	کاندرین وقت شد طبیب ہریک
شہرتش شد حکیم گولیکا	الخصوص آنکہ نام بدرالدین
یا مرا خدمتی دگر فرما	یا ورا منع کن ازین کاری

راقم این اشعار را در تاریخ ہدایونی چنین خواندہ ام :

گفت سبحان ربی الاعلی	ملک الموت رفت پیش خدا
سن یکی می کشم واو صدرا	یک حکیم است احمق الحکما
یا مرا کار دیگرے فرما	یا بفرما کہ روح او گیرم

(۹۷) جریده سیالکوٹی

پیشہ تجرد خوب ورزیده بود . در حاله کندی یک دوماه مجاورت آستان
فیص نشان مخدوم نوح کرده . روزی بحالت غسل سوی دریارفته دست از دنیا پاک
شست . منہ :

حباب تاج سرخویش میدهد برباد بموج باده که دادست آب دریا را
(مقالات ۱۵۰)

(۹۸) جشنی ، غلام علی ، لاهوری

غلام علی نام داشت و در عہد جهانگیر بادشاہ، ززمہ شاعری دل درد مند
خود را تسکین می دارد -

بخون اہل محبت کرشمہ ای سرکن گوی تشنہ لبان ترباب خنجرکن
مرا بیادہ شکست خمار ممکن نیست ز خون دل قدری ساقیا بساغر کن
(ہمیشہ)

از ملازمان آستان جهانگیر بادشاہ بود .
تو در سخن شدی و لذت از سخن کم شد تولب گزیدی و سیرابی از چمن کم شد
(روشن ۱۶۶)

(۹۹) خوشابی ، جعفر علی

جعفر علی خوشابی . منہ .
شب کہ بی روی تو سر را بسر منگ زدم تا سحر نالہ ز کہسار ہمی خواست چو برق
(مقالات ۱۵۳)

(۱۰۰) جمال الدین علی لاهوری

مید الکتاب جمال الدین لاهوری کہ صاحب دیوان انشای ملک موید بود .
(لباب ۱۱۰)

بزبان عربی ہم قصیدہ های بسیار زیبائی را میسرود . ازوست :
چون ہرہ باز شد پر غراب دریای فلک نمود در های خوشاب
ہمچوماہی کہ گردد از آب پدید بنمود رخ آن سر و سمن زیر نقاب

(۱۰۱) جمال الدین بن یوسف لاهوری

الامیر العمید ثقہ الدین جمال الفلامنفہ بن یوسف محمد دربندی بنور فضائل
مشہور و بصنوف محامد مذکور و کمال براغت و تقدم او را بر اصحاب صناع

مخصوص و قصر فضل و بزرگی اورا بنیان مرصوص. در دولت خسرو ملک آسایشها دید و مناصب خطیر را متقلد شد. آخر الاسر چون دید که گل دولت دنیا بی زحمت خار نیست و هل لذت او بی محنت خماری، دست از اشغال سلطانی باز کشید و پای در دامن قناعت آورد.... یکی از مزارهای متبرک در خطه لاهور تربت اوست.... در اوایل ایام جوانی اورا قصاید است.... و این چند بیت لطیف را تخلص بحضرت سلطان خسرو ملک کند و بعزلت خویش در اینجا اشاراتی راند و ریزی بر آن دارد. شعر:

حیران و دل شکسته و رنجور و ناتوان	بر اوج موج هم و مهجور درهم
گویم که در هم ز هموم بلا و لیک	در هم نه ام ز محنت دینار و درهم
نی من عزیز مصرم و نی قیصرم نه خان	نی کسری و قبادم و نی سام و رستم
در ملک حق تعالی بر روی این زمین	یک بنده ضعیفم و کمتر زهر کم
از حضرتی که جنت عدنست بر زمین	بیرون افتاده ناگه مانند آدم
عمرم بآخر آمد و هیچ آرزو نماند	جز آرزوی حضرت شاه معظم
و همو راست:	

که در هبوط عزم و گه در صعود دل	با انتشار حال پریشان بمانده ام
من یوسفم و لیک چو یعقوب روز و شب	در پیشگاه خانه احزان بمانده ام
پای ز جای رفته و در دست اکتساب	چیزی نمانده بی سرو سامان بمانده ام
در مدح شمس الملک امیر ناصر گفته:	
تا کی برای وصل تو دل در فغانم	تا کی ز دست هجر تو خون جگر خوریم
در ماچه دیده ای که همی ننگری تویش	بگذار تا بروی تو یکبار بنگریم
جرمی دگر نداریم. آخر چه شد که ما	بر درگاه مراد تو چون حلقه بردریم
	(لباب ۹۶)

(۱۰۲) جنون - حاجی محمد امین لاهوری

خالی از خیالات جنون نیست. جوان صالح و متقی و خیلی آزاد و متوکل و کم اختلاط است. طبع رسا میدارد.... با این احقر بسیار اخلاص و آشنائی دارد. (مردم ۱۵۸)

اکثر بغریب خانه تشریف می فرمود.

در ایام طفولیت از بخارا بمعیت خواجه محمد فاضل خان برادر زاده نواب دلیر جنگ در لاهور رسیده طرح توطن ریخت. خیلی بر صلاح و تقوی مشغول بود و با حکیم بیگ خان حاکم لاهور اتحادی داشت.

سرت کردم بگرد سرچه گردانی فلاخن را مرا برگرد سرگردان که من بسیار میگردم (روشن ۱۵۲)

(۱۰۳) جودت - منشی پرکش پنجابی

از احفاد رائی صاحب رام خموش است . بمقتضای جودت طبع گاهی به موزونی سخن میکوشد و جودت تخلص میکند . ازوست :

شد نصیبم شب هجری که سحر پیدانیست آه راهم به دلش راه اثر پیدا نیست
با که مدهوش مرا از می عشقتش کردند همه او گشتم و از خویش خبر پیدانیست
بدل سنگدلان هم اثری هست ز عشق آتش اندر دل سنگ است اگر پیدانیست
در دل کز غم او نیست نصیبی جودت دیده پی بین که در و نور نظر پیدانیست
(وفاق ۲۰)

منشی جودت پرکش داستان عشق سسی و پنون را که یکی از معروف ترین داستان های پنجاب میباشد بصورت مثنوی سروده است . این داستان در سال ۱۱۳۶ هجری سروده شد و ۲۳۴۸ بیت دارد . در آخر این مثنوی چنین آمده است :

بعشق آغاز او انجام کردم از آن دستور عشقتش نام کردم
ز کثرت وحدت اینجا غرض شد دوئی با عین یکتائی عوض شد
خرد زین اسم تاریخش طرازد ولی دال دوئی را وضع سازد
این مثنوی که از متن پنجابی گرفته شده است با اسم مثنوی دستور عشق معروف است . بعضی از اشعار آن بدین قرار است :

بیا ساقی رسا شد دختر تاک که در پیراهن خم میزند چاک
ورق از جلد برگ گل گشایم مداد از دوره سبیل نمایم
قیامت جلوه سسی . معدن حسن ز نور چهره بخت روشن حسن
بسال پنجمین آن سرو قیامت مخمس شد ز دیوان قیامت

(۱۰۴) جوش - محمد نظام پنجابی

محمد نظام پنجابی بحور کلامش از جوش مضامین گردابی است :
بر آن سرم که دگر با کسی نیا وبزم امید لطف زیاران روزگار غلط

(نگارستان ۲۲)

(۱۰۵) جویدا - شیخ محمد فاضل سرهندی

خالی از جنون نبود . از دیار خود وارد دکن شد و در اورنگ آباد به تعلق
اطفال هنود می گذرانید . خوش سخن است . اورنگ معنی میریزد :

غم ندارد کشته چشم تو از خورشید حشر بر مزارش سایه از شاخ غزالان میشود
بسکه لبریز است گلشن از بهار جلوه ات بال بلبل آشیان گردید و از پرواز ماند
(بینظیر ۵۵)

(۱۰۶) جہانگیر - نورالدین محمد جہانگیر پادشاہ

در سن سی و ہشت سالگی رونق بخش تخت سلطنت گردیدہ باوصف
اشتغال مہمات ملکی و جہانبانی گاہ گاہ خاطر اشرف را بشعر و سخن ہم ملتفت می
ساخت و از بیتی یا مصرعی یا رباعی بانسراح گوش مستمعان می پرداخت .
طبع مبارکش نکتہ سنج و دقیقہ رس بودہ . گویند روزی شاعری قصیدہ ای در
مدح آن شاہ ذی الاقتدار گفتہ گذرانید . بمجرد اینکه مصرع اولی
ای تاج دولت بر سرت از ابتدا تا انتہا

بنظر اقدس گذشت . فرمود کہ چیزی از عروض خواندہ ای؟ شاعر عذر عدم
اطلاعش بعرض رسانید و چون بید برخود لرزید . بر زبان گوہر فشان راند کہ اگر
سہارتی از عروض میداشتی گردنت میزد . بعد ازان اورا نزدیک طلبیدہ فرمود کہ
تقطیع این مصرعہ بدین طور می شود :

ای تاج دو :	مستفعلن
لت بر سرت :	مستفعلن
از ابتدا :	مستفعلن
تا انتہا :	مستفعلن

و این سخت عیب است . پس شاعر ما دامیکہ از عیوب شعری آگہی نداشته
باشد ، جرأت شعر گفتن نکند .

نقل است کہ وقت ہلال ماہ شوال از فرط نشاط بر زبان فیض ترجمان راند :
ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد

نورجہان پادشاہ بیگم بنت اعتماد الدولہ ایرانی کہ بشرف ہم صحبت
خدیو معدلت پڑوہ افتخار اندوز بودہ و بحسن صورت و لطیف سیرت و نظم پردازی
و سخن سنجی و لطیفہ گوئی و شعر فہمی و حاضر جوابی از نسوان زمان گوی سبقت
ر بودہ بفہم و فراست و کمال ہوشمندی آنچنان در خاطر مبارک پادشاہ جایافتہ
بود کہ مافوق خود دیگریرا از محلات عالیات در عزت و احترام نگہداشت ،
بدیہ بعرض رسانید :

کلید میکدہ گم گشتہ بود ، پیدا شد

آخر کار آن شاہ جمجہاہ در ۱۰۳۷ ہجری سبع و ثلاثین و الف در لاہور جان
بجہان آفرین سپرد . این چند بیت از طبع عالی اوست :

دل بد نکن کہ عمر نماند بہ هیچ کس
این یک نفس کہ خوش گذرد بس غنیمت است

تر نگرده کام من گر هفت دریا در کشم
 شربت دیدار باید تشنه دیدار را
 جام می را بر رخ گلزار می باید کشید
 ابر بسیار است می بسیار می باید کشید
 ما نامه به برگ گل نوشتیم شاید که صبا باو رساند
 رباعیات :

هر کس بضمیر خود صفا خواهد داد
 هر جا که شکسته بود دستش گیر
 ای آنکه غم زمانه پاکت خورده
 مانند قطره های باران به زمین
 آئینه خویش را جلا خواهد داد
 بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد
 اندوه دل و سوسه ناکت خورده
 جا گرم نکرده ای که خاکت خورده
 (نتایج ۱۵۶)
 از پدر بزرگ خود شنیده ام که روزی جهانگیر و ملکه اش نور جهان باهم
 برای گردش باغ رفته بودند چون نزدیک درخت سروی رسیدند ، جهانگیر گفت :
 سرو در باغ بیک پای ستاد است بنگر
 نور جهان در جواب گفت :

با رکاب تو دود ، گر بودش پای دگر

(۱۰۷) جیون - راجه سکه جیون کنجاهی

در کنجاه که در نزدیکی شهر گجرات میباشد متولد گردید. رباعی زیر ازوست :
 سر نوشت ما بدست خود نوشت خوش نویس است و نخواهد بد نوشت
 گر رود سر بر نگرده سر نوشت این سخن باید باب زر نوشت

(۱۰۸) چالاک - عزیزالدین ملتانی

در ملتان بخانه نواب حامد شاه گردیزی ملاقات شده . عمرش از پنجاه سال
 کم نبود . مگر بسیار لاغر اندام که بجز استخوان خام گوشت نداشت و خود را
 خراسانی میگفت . این یک شعر از جودت طبعش بر صفحه دل نقش دارم
 میسر شد نه وصل یار افسوس فرو ماندم بکار عشق چالاک

(چشم ۲۹)

(۱۰۹) چراغ - محمد چراغ گجراتی

وی از خانواده حکیم خدا بخش . شاعر و طبیب معروف شهر گجرات بود
 در بدبیه گوئی عدیل در روزگار نداشت . طرز فکر و سخن وی خیلی خوب و با
 ارزش بود . روزی برای گرفتن اسناد مالکیت قطعه ای از زمین که در آن ناحیه

”پروانه“ نام دارد پیش تحصیلدار (۱) رفت . لباسی کہ بر تن داشت خوب نبود و بدین جهت تحصیلدار متوجه او نگرددید . چراغ همان وقت بیت زیر را بر کاغذی نوشته پیش او فرستاد:

رسم پروانه است گرد شمع می آید بشوق
این عجب کز بہر پروانه چراغ اینجا رسید
تحصیلدار از خواندن این شعر پشیمان شد و پروانه مالکیت اراضی را باو داد .

(۱۱۰) چنابی - مسیتا بن حکیم درویش پنجابی

مسیتا پسر حکیم درویش در عہد اورنگزیب شاہ زندگی میکرد . چنانکہ در مثنوی خود ”ہیرو ماہی“ میگوید :

این قصہ بہ عہد شاہ اورنگ زیب بگرفت بنظم فارسی رنگ
در بارہ تاریخ تصنیف این قصہ چنان گفتہ است :

تاریخ دعاست بہر این باغ بد ، دور چنابی ”از چنیں باغ“
اگر بحساب ابجد ، اعداد ”بد“ را از اعداد ”چنیں باغ“ خارج نمائیم ،
۱۱۱۰ ہجری می آید کہ تاریخ تکمیل مثنوی ہیرو ماہی است . وی بر کرانہ رود چناب کہ یکی از پنج رود پنجاب میباشد متولد شدہ بود و بہمین جهت چنابی تخلص میکرد :

سعدی از شیراز و سیر از دہلی و جاسی ز جام
صائب از ایران ، چنابی تازہ گوئی از چناب
پدرش حکیم درویش در زبان شاہجہان زندگی میکرد و در دہ ”گرہ“
کہ در نزدیکی گوجرانوالہ میباشد سکونت داشت . چنابی اولین شاعری بود کہ داستان ہیرو و رانجا را بشعر فارسی بر گرداند .

(۱۱۱) حافظ - سید اکبر علی جالندھری

حافظ قرآن است ، ہمیشہ زادہ و شاگرد مولوی اکرام الدین حیران ، نسبش بحضرت جعفر برادر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ منتهی میشود و بہ چند واسطہ تا سید جلال الدین بخاری میرود . آباء کرام و اجداد عظام حافظ مشایخ طریقت گذشتہ اند و طینت اکثری از ایشان بخاک دہلی سرشتہ . والد حافظ سید محمد علی ابن سید رفیع الدین در قصبہ جالندھر مضاف صوبہ لاہور توطن گزید و حافظ ہم آن جا متولد گردید .

(۱) تحصیلدار . متصدی فروش زمین و مالیات آن .

نمیدانم چه لذت داشت یارب آب شمشیرش
 که چشم زخم دیگر داشت بسمل گشته نخچیرش
 لرزه می افتد ز ماهی تا بماه آسمان
 ناله ام چون از دل پر اضطراب آید برون
 رباعی

جانان دم نزع دیدنی هست بیا
 ای داده رخ تو آب و رنگی گل را
 احوال دلم شنیدنی هست بیا
 رنگ رخ ما پرانی هست بیا
 (صبح ۱۱۶)

(۱۱۲) حاکم - شیخ حمید الدین حاکم لاهوری

نسب شیخ حمید الدین ابو حاکم متخلص به حاکم و ملقب به سلطان التارکین با چند واسطه به ابوسفیان میرسد، جد وی قطب الدین شاه مکران بود. وی در سال ۷۰۵ هجری بتاریخ ۱۲ ربیع الاول دنیا آمد. هنوز سن وی فقط سه سال بود که پدر بزرگش فوت کرد و پدرش بر جای او شاه مکران شد. بعد از دوازده سال پدرش تخت و تاج را رها کرده حکومت خود را به برادر خود سلطان شهاب الدین سپرد و گوشه عزلت گزیده درویش شد. پس از در گذشت شهاب الدین، شیخ حمید بر اریکه سلطنت نشست و تا ۲۱ سال حکومت کرد ولی او هم مانند پدر خود از سلطنت اغماض ورزیده بلاهور رسید و گوشه عزلت گرفت. وی بفارسی هم شعر می گفت و ذوق عالی را دارا بود. دیوانش باسم "گزار حاکمی" معروف است اما هنوز چاپ نگردیده است. اشعار زیر ازوست :

رخ خود جانب جانانه کردم	شراب شوق در پیمانه کردم
خراسیدی چومستان اندران راه	ز حال غیرنی از خویش آگه
چومستان اندران ره می خرامید	سراپا محو شوق آن صاحب دید
چو مجنون در عوای عشق لیلی	به ملتان در رسید آن محو مولا
وی در مدح مرشد خود می گوید :	
ما که در ملک عشق سلطانییم	عرش را فرشر خویش میدانییم
صاحب وقت شیخ رکن الدین	آنکه قطب زمانه است یقین
نیز :	

عالمی تازه شد بوقت بهار	چه کنم بی جمال تو چه کنم
وقت نقش و نگار بستان است	ابر چون چشم نیک گریان است
چو عروسان به جلوه اندر گل	کرد بلبل ز عشق گل غمغر

هست نرگس چو چشم سرغوبان سرخ گل همچو لعل محبوبان
سبزه سبز چون خط خوبان چه کنم بی جمال تو چه کنم

(۱۱۳) حاکم - عبد الحکیم لاهوری

از عمده های لاهور است . پدرش شادمان خان در وقتی از اوقات صوبه دار لاهور بوده . از شاگردان بیان آفرین است ، تذکره متضمن احوال شعرای معاصر بقدر جمع کرده . اگرچه فقیر ندیده . از اشعار اوست :

هر چند بروشن دلم جای سخن نیست چون آئینه غماز شدن شیوه من نیست
(خوشگو ۲۶۷)

بسیار طبع هموار و خیلی سلامت مزاج دارد . از ملازمان پادشاهی است . از مدتی توطن لاهور اختیار نموده کسب فن شعر در خدمت شاه آفرین نموده چند سال پیش ازین دیوان خود را که قریب چهار هزار بیت است بنظر فقیر در آورده . بسیار مضبوط و مربوط گفته عاشق سخن است . خدایش سلامت دارد . ازوست :

نیست معلوم که جان داد زبا دل شدگان اینقدر هست که در کوی تو غوغائی هست
تا نگردد کهنه داغ عشق کی بخشد فروغ شمع کم پرتو دهد چون تازه روشن میشود
چون غنچه فسرده که نشگفت در بهار گفتم بوصل هم دل من واشود . نشد
(سردم ۷۰)

این هیچ بن هیچ از طرف جده سید حسینی است . والد فقیر شادمان خان مرحوم از بلخ در عهد عالمگیر پادشاه بدکن وارد شده . و در منصب عالی قدر حال خود سر افراز گردید . بعد فوت پادشاه بمراذآباد سکونت ورزید و این فقیر در آنجا در سن یکم هزار و یکصد و بیست (۱۱۲۰) هجری متولد شد ، و در سن احد محمد فرخ سیر پادشاه بلاهور بسبب کمال ارتباط و اخلاص دلیر جنگ همراهش آمده . اقامت در آن شهر جنت نشان نمود . بعد از آن در سن پنج جلوس محمد شاه در لاهور چهارم رمضان برحمت حق پیوست شخصی "بجنت رفت" تاریخ یافته بود . او سبحانه تعالی مغفرت کناد . در آن ایام مولف پانزده ساله بودم و شوق مطالعه کتب فارسی و اشعار اساتذہ قدیم بسیار داشتم ، و گاهی گاهی مصرع بیتی موزون میکردم تا آنکه بخدمت بخدوسی شاه آفرین مستفید شدم و اصلاح ازیشان میگرفتم این بیت که طراز دیوان هیچمدان است نوشته سی شود :

شدم بیگانه حاکم از دو عالم بمن تا خواجه صادق آشنا شد .

... در اثنا' تحریر این تالیف روز چهارشنبه بست و سوئم جمادی الاخر سن ۱۱۷۵ یکم هزار و یکصد و هفتاد و پنج هجری واقعہ جانکاه شاه صاحب حق آگاہ شاه محمود عاقبت محمود روداد... تاریخ وفاتش بخاطر مواف چنین گذشته :
 زہی شاه محمود مسکین نواز سفر کرد سوی حریم بتا
 خرد سال فوتش چنین زد رقم خدایا بیامرزد محمود را
 امیر خسرو غزلی دارند کہ این بیت از آنست . خیلی بداد گفته اند و زمین مشکل است :

آزردہ جانی را مکش . بی خانمانی را مکش
 مسکین جوانی را مکش آخر جوانی ای پسر
 فقیر نیز دوازدہ بیت درین زمین گفته ام ، چیزی کہ یاد بود می نویسم :
 گو یاد این شیدا مکن . گو نامہ ای انشا' مکن
 نوید قاصد را مکن . چیزی زبانی ای پسر
 تا بر تو گشتم من بلا . افتادم اندر صد بلا
 درد غریبی سیکشی . عشق و جوانی ای پسر
 مکن ز دام برای خدا مرا آزاد
 بریز خونم اگر نیستم برای قفس
 تو می کردی نگارین دست و من از درد ناکامی
 حنا از خون دل در پای آن دیوار می بستم
 تو بمحفل ہم نشین غیر و من خاک بر سر می کنم در کوی تو
 در خاشی ہزار سخن می کند ادا صد آفرین بچشم سخن آفرین تو
 حاکم زدست گریہ شب های بیکسی ہر گز جدا ز چشم نشد آستین تو
 تو می روی و دلم بی دماغ می ماند بدیدہ اشکی و در سینه داغ می ماند
 بہ تیرہ روزی من رحم کن درین شب تار مرو کہ خانہ من بی چراغ می ماند

(سرمد ۱۱۹۲)

حاکم ، حکیم بیگ خان لاهوری . پدر او شادمان خان از اعیان قوم اورنگ، و جدہ او سیدہ دختر قاضی میر یوسف است کہ از سادات ہرات و قاضی بلخ بود . شادمان خان در عہد خلد مکان رخت بہند شدہ از بسکہ خلاف منصب ہفتصدی و خطاب خانی را سرفرازی یافت... در لاهور توفیق بہ گرفتہ...
 آخر دامن دولت فز گرفت و شامجہان آباد و دشمن را سیر کرد و احرام حرمین شریفین بر بست . نخست او و شیخ نور العین واقف باہم قصد دکن کردند .
 بیست و نہم رجب ۱۱۷۸ ہجری وارد اورنگ آباد شدہ... بعد سعادت زیارت بسورت عطف عنان نمود و ہانزدہم جمادی الاول ۱۱۸۵ ہجری حاکم و واقع

و اصل اورنگ آباد شدند حاکم در ایام اقامت اورنگ آباد تذکره شعرای مختصر نوشت . . . و نام آن تحفه المجالس تجویز کرد . فقیر گفتم که نام این مردم دیده باید گذاشت . . . بسیار پسندید و همین نام مقرر کرد . . . حکیم بیگ خان پیش از رفتن حرمین شریفین ترک دنیا کرده بلباس فقر درآمد و بشاه عبدالحکیم سلقب گشت . نوزدهم شوال ۱۱۷۵ هجری از اورنگ آباد به حیدرآباد رفت . . . حاکم شاگرد شاه آفرین لاهوری ست . خود میگوید :

حاکم نداشتم سر و سامان فکر شعر از فیض آفرین به سخن آشنا شدم
خان آرزو در مجمع النفایس حاکم را بخوبی یاد کرده . . . حاکم در مردم دیده
مینویسد : فقیر را بآرزو ربط و اخلاص زیاده از حد بود . روزی غزلی در تتبع
غزلش گفتم که مقطعش این است :
گر چنین از فیض خان آرزو گیرد نمک طرفه شوری این غزل حاکم بلاهور افکنده
خان مرحوم این بیت بدیمه گفت و فرستاد :
نیست شعر آرزو را رتبه ای
گر تو با اینهم پسندی حاکمی
ازوست :

زابلهمی مکن اشعار را وسیله رزق
تهمت دزدی دل را بکه بدم آخر
سیه ستم نظر بر گوشه میخانه ای دارم
ببین زمین سخن قابل زراعت نیست
هر کرا می نگرم نام ترا میگیرد
چو ابروی تو ساقی در بغل پیمانه ای دارم
(عاسره ۷۰۰)

والد شادمان خان از شاگردان شاه فقیر الله آفرین مرحوم مذکور است .
در شاهجهان آباد و لاهور بسر می برد . ازوست :
هستند زان دلیر بخون ریختن بتان
کزیک ادا ادای دو صد خون بها کنند
زنده درگور بی تو می سوزم
همچو اخگر بزیر خاکستر
(هندی ۵۶)

صاحب کلام پر درد و پر شور حکیم بیگ خان حاکم از اهالی لاهور که
از اعیان قوم اوزبک است در اوایل عصر محمد شاه پادشاه بخطاب خانی و
منصبی شایسته سرافرازی یافته . آخر دست بدامن فقر زد و گلمگشت شاهجهان
آباد و کشمیر پرداخته عزم حرمین شریفین نمود . . . در فنون شعری شاگرد
آفرین لاهوری است . طبعش به بلاغت آشنائی داشت و اشعارش بفصاحت
همنوائی . تذکره مختصری مسمی بمردم دیده تالیف نموده و در ۱۱۸۲ هجری
اثنین و ثمانین و مائه الف راه آخرت پیموده . از افکار اوست :
فلک باین تن کاهیده اشکبارم ساخت
هزار شکر که تسبیح ذکر یارم ساخت

در خموشی گفته‌گو، ای شوخ و مستی در خمار
آمدی در بزم و مینای می از جوش نشاط
دست از جهان نه شسته بحق در نیاز بود
نه بدرد آشنائی نه بعشق راه دارد
بان نگار گل از شرم روبرو نشود
نیست کار هیچ کس این کار کارتست
در میان گریه هم چون طفل خندیدن گرفت
زاهد وضو نکرده بفکر نماز بود
بچه کار آید این دل که کسی نگاه دارد
هزار رنگ شود لیک همچو او نشود
(نتائج ۱۹۶)

پدرش شادمان خان منصب هفتصدی از خلد مکن داشت... آخر دامن دولت
فقر گرفت. حکیم بیگ خان کشمیر و دهلی را سیر کرده، احرام حرمین شریفین
بر بست و با نور العین واقف قصد دکن کرد... حاکم شاگرد شاه آفرین لاهوری
است. آرزو در مجمع النفایس حاکم را و حاکم آرزو را در مردم دیده بخوبی
یاد کرده. این چند بیت مملو از دیوان اوست:

حال دلم نپرسد در زلف خویش گاهی
گرشوم پیر همه عیش شباب است سرا
حاکم برنگ غنچه بگزار روزگار
ز ابلمی مکن اشعار را وسیله رزق
تهمت دزدی دل را بکه بندم آخر
زان رو که شب نپرسند احوال خستگان را
چون شود خم قد من، جام شراب است مرا
تنگی ز دل بخنده برون کرده ایم ما
بین زمین سخن قابل زراعت نیست
هر کرا مینگرم نام ترا می نگرد
(انجمن ۱۳۲)

من کلام اوست:

جز من که کار خویش بدل وا گذاشتم
رنجور را ز نقل مکن نیست چاره ای
در ملک جسم خاری می افکند تزلزل
هنوز مشقت خاکی در کفن هست
طفلی که از حیا نگرستی گل از کفم
شیخ در عزالت و نظر بر خلق
کار من تنها ز درد دل نه از دامن گذشت
داشتم در یکسی خوش صحبتی با درد و غم

روی شادی را نه بیند هر که ما را شاد کرد

شد عبرتی ز حاصل دنیا نصیب ما
این هم غنیمت است که از جام لطف او
عاقبت در گرمسیر عشقم آوردی دلا
باقی هر آنچه ماند زیغما بما رسید
دردی پس از هزار تمنا بما رسید
من نمی گفتم هوای این دیارم میلاشد

بود کارم با سر زلف و خط و خال بتان
 کوهکن میدید اگر معی مرا، میگفت عشق
 مدد از عالم بالا بسخن منج رسید
 در غمت خون دل از دیده نریزم، چکنم
 همچو من در عالم امکان سیه کاری نبود
 مانند سن کار من پنهان که همکاری نبود
 یاد مصراع قدش فکر مرا عالی کرد
 شیشه در پیش قدح رفت و دلی خالی کرد

(۱۱۴) حالتی - حالتی پنجابی

پسر حالتی یادگار است . پدر بیچاره مرحوم را از مادر بخطائی زهر داد
 و بحکم خلیفه زمانی از کشمیر بلاهور آمد تا کوتوال اورا بقصاص رساند .
 طبع نظم داشت . ازوست :

تا غمزه خونریز تو غارتگر جانست چشم ازل از دور بحسرت نگرانست
 (نگارستان ۳۵)

(۱۱۵) حرمان اصفهانی

شمع شبستان روشن بیانی . شاعر شعله طبع حرمان اصفهانی ، عزم درگاه
 اکبر بادشاه نموده و در اثناء راه بخطه لاهور مراحل فنا پیموده . ازوست :
 ز گرمی جگرم دوش چشم ترمی سوخت ، چراغ دیده براه تو تا سحر می سوخت
 (حسینی ۱۰۳)

(۱۱۶) حزین - شیخ محمد علی صفاهانی

شیخ پاک دین فارغ ازان و ازین ، محمه علی حزین . تخلص از بزرگان
 ایران زمین و صاحب فکر زرین است . نسبتش بهژده واسطه به شیخ زاهد گیلانی
 که از علمای ربانی و مرشد شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی بود ، می پیوندد . مولد
 و منشای شیخ اصفهان است . در فترت نادرشاهی به هندوستان تشریف آورد . . .
 بسیار صوفی مزاج و تفرد پیشه است . از علوم ظاهر و باطن نصیبه وافیه یافته
 . . . از هیچ کس چیزی قبول نمی کند . . . بعد از سیر عظیم آباد . . . به بنارس
 تشریف آوردند . . . ازوست :

داغ سودای تو دارد دل دیوانه ما
 اگر غلط نکنم حرف ما و من غلط است
 شمع را شعله مسلسل زدل آید بیرون
 آنانکه خاک را ترا توتیا کنند
 کعبه لبیک زند بر در بتخانه ما
 شنیده ام ز لب خویش گفتگوی ترا
 آه دل سوختگان متصل آید بیرون
 بی پرده گریه دیده در آئی چها کنند
 (خوشگو ۲۹۱)

اصل ایشان از لاهیجان و تولد ایشان در سنه یکم هزار و یکصد و سه در دارالسلطنت اصفهان واقع شد... شیخ علی وحدت لاهیجی جد سیوم ایشان است... در اوایل حال سیاحت بسیار نموده در اکثر بلاد خراسان و دارالمرز و عراق و فارس و آذر بایجان را سیر فرموده... در سنه یکم هزار یکصد و چهل و سه عزیمت حجاز نموده و زیارت بیت الله شریف مشرف شده. [مولف: همراه مصنف ریاض الشعراء واله داغستانی از راه بندر عباس وارد دهلی شد و مدتی در آن شهر ماند] باز به لاهور مراجعت فرموده چند وقت هم در لاهور توقف کرد که درین بین رایت قهرمان ایران پرتو ورود هندوستان افگند. حضرت شیخ لابد به دهلی تشریف آورده در کلبه این ذره ناچیز منزوی و مخفی ماند... بعد از چندگاه باز شیخ مذکور به لاهور تشریف نموده بنا بر جهتی که شرح آن طول دارد ذکر یا خان بهادر دلیر جنگ که صوبه دار آنجا بود، خواست به حضرت شیخ آسیبی رساند. اتفاقاً در آن وقت اخوی مکانی حسن قلی خان کاشی از جانب بادشاه عالم پناه بسفارت بخدمت قهرمان ایران رفته مراجعت نموده بود و بنواحی لاهور رسیده... مراجع الدین علی خان آرزو که از شعرای این شهر است در فضیلت و سخنوری گوی از میدان همگنان میر باید، اشعار بر غلط بسیار از دیوان شیخ بر آورده رساله مسمی به تنبیه الغافلین نوشته و ابیات مزبور را یک یک ذکر کرده و تعریضات نموده... این ابیات از منجمه منتخبات اوست:

اگر بیند ز قدرت مصرع برجستن مضمون را

چمن را کند از باغ بیرون سرو موزون را

بدست خلق عالم کاسه دربوزه می بینم

گدا چون بادشه گردد گدا سازد جهانی را

ز هجران دیده ام حالی که کافر از اجل بیند

خدا کوتاه سازد عمر ایام جدائی را

اگر آن غنچه لب میداشت با افسانه ام گوشی

به بلبل می چشاندم لذت دستانسرائی را

مرگ هر کس در حقیقت نقش حال زندگست

هر چه کس بیند به بیداری همان بیند به خواب

از کوی غم آواز حزینی که شنیدی نالیدن دل بود ندانم چه بلا داشت

از صحبت صوفی نشان سوخت دماغم ای باده پرستان ره میخانه کدام است ؟

نومیدی عاشقان قدیم است مخصوص بزه زگار من نیست

با باد صبا گر خبری هست بپرسد از منزل سلمی ده سلاسی بفرستد

سر افسانه بکشا از نگاہ آشنا روئی
گر یار حزین وعده دیدار نماید
آدن عشق چیست دلارانه سوختن
در یک شب هجر یار چون شمع
لب خاموش عاشق با تو ذوق گفتگو دارد
تا روز جزا بادل و چشم نگران باش
چون شمع گرم گریه سستانه سوختن
کر دیم تمام زندگانی

(ریاض الشعراء)

جامع فروع و اصول و عالم معقول ، شیخ متاخرین ، عالی دستگاہ شیخ
محمد حزین سلمه الله از اولاد شیخ زاهد گیلانی است اصلش از لاهیجان
است و مولدش اصفهان پیش از آمدن نادر شاه به هندوستان وارد دار الخلافه
شاهجهان آباد شد الحال در بنارس سکونت دارد . و در فن شعرا و را ید
بیضاست . بطور قدیم و جدید خط ثلث و نسخ و رقاع و شکسته در نہایت
جودت سی نویسد . ژند و پاژند درست میداند در شعر ثانی میرزا صائبان هیچ
یکی از شعرای حال پہلو باو نمی تواند زد فقر از یک دیوانش کہ تصنیف
هندوستان است قریب بہست ہزار بیت سہر کردہ انتخاب برداشتہ . از جملہ چند
مرقوم میشود :

ز رفتن دل نیست جز اہل وفارا آنکس کہ ترا دید، نداند مرو پارا

(حسینی ۱۰۵)

مطلع دیوان سخن سنجی . شیخ محمد علی حزین لاهیجی کہ نسب والایش
بہ ہجده واسطہ بشیخ زاهد گیلانی سہروردی مرشد سید شاہ صفی الدین اردبلی
بجد ملاطین صفویہ برسد ، ولادتش در ۱۱۰۳ ہجری ثلث و مائتہ و الف در
اصفہان ظہور یافتہ طبع سلیم و فکر مستقیم کلام بانظامش
شایقان این فن را بفصاحت و بلاغت در نظم بردازی رهنمون گردید . . . شیخ در
۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائتہ و الف کمر ہمت بعزم زیارت حرمین شریفین بر بست
و عند المراجعت . . . بہ بندر شتہ کہ از بنادر ملک سند است رسانید و از آنجا
بر سیوستان . ملتان و لاہور عبور کردہ بمنزل مقصود کہ عبارت از دار الخلافہ
شاهجهان آباد است فایز گردید . . . باز برجعت قمہقری خود را بہ بناس رسانید
و آنجا رنگ سکونت ریختہ عاقبت خانہ ترتیب داد و ہم آنجا در عشرين و مائتہ
و الف رو بمنزل آخرت نہاد . این چند بیت از کلام لطیف اوست :

این است کہ دل برده و خون کردہ کسی را

بسم الله اگر تاب نظر هست کسی را

تا باد صبا بوی ترا در چمن آورد

برداشتہ ہر شاخ گلی دست دعا را

کشیده ایم در آغوش آرزوی ترا
این خانه شکسته هوا را نگه نداشت
راز پنهان من امشب بزبان افتاده است
بیا که سوختن این کباب نزدیک است
یک اشارت کردی و صد داستان آمد پدید
چون شیشه شکسته مرا در کنار دل
بزبان بی زبانی سر شکوه باز کردن
(نتایج ۱۹۸)

اگر بدامن وصل تو دست ما نرسد
پنهان نگشت در دل صد چاک راز عشق
عشق میگویم و چون شمع لبم میسوزد
دل بوعده بر آتش فگندی و رفتی
یک تبسم کردی و شور جهان شد آشکار
ای طفل اشک پا بادبانه که ریخته است
چه خوش است باخیال تو نهفته راز کردن

شیخ محمد علی حزین رحمه الله علیه فرمان روای اقدم سخنوری و کشور
گشای مملکت گستری . ماهر اکثر فنون و عالم بسیاری از علوم بود . اصلش
از لاهیجان است . شیخ علی لاهیجی جد سوم اوست . در سن یک هزار و یک
صد و سه تولدش در دارالسلطنت اصفهان واقع شده . . . زیارت بت الله کرده
بمدارج کمال ترقی نمود . چون نادر شاه در ایران تسلط یافت شیخ از آن جا دل
برداشته به هند شتافت . چندی در شاهجهان آباد سکونت ورزید . پادشاه و امرا
کمال محبت نسبت با وی مرعی داشتند . چون نادر شاه بدلی آمد ، شیخ بجهت
شور مزاجی او در دلی مخفی ماند . چون او مراجعت کرد . بلاهور تشریف برد
بعد چندی باز معاودت بشاهجهان آباد فرمود . . . در اواخر اکبر آباد رفت و از
آنجا بنارس رسیده رخت اقامت انداخت . . . انصاف متعدده دارد و خط شیرین می
نگاشت . . . تذکره معاصرین و سوانح عمری بخوبی نگاشته . کلماتش مع غزلیات
و مثنویات و قصاید و رباعیات تخمیناً قریب سی هزار بیت از نظر راقم گذشته .
کلامش همه مغز است و سرایا نغز . در یکمزار و یکصد و هفتاد و هشت از
دار الفنا بعالم بقا رو آورد . هنگامیکه راقم در بنارس وارد شد ، برای زیارت مزار
آن بزرگوار رفتم . این دو بیت

زبان دان محبت بوده ام دیگر نمیدانم

همی دانم که گوش از دوست پیغامی شنید اینجا

حزین از پای ره پیمایی سر گشتگی دیدم

سر شوریده بر بالین آسایش رسد اینجا

بر لوح مزار او و این بیت :

روشن شد از وصال تو شبهای تاریک صبح قیامت است چراغ مزار من
گویند این ایات در حیات خود حضرت شیخ برای عین مصلحت گفته بود
این چند بیت او برای زیب اوراق درین مختصر می نگارد :

بسکه خون از کاوش مژگان بدل دارم حزین
 سبزه از خاکم و شاخ ارغوان برخاست است
 هر شکوه که چون گریه بدل بی تو گره بود
 سبلی شد و از دیده مهجور فرو ریخت
 هر ابر که برخاست ز در یای سرشکم
 باران تجلی شد و بر طور فرو ریخت
 (هندی ۵۱)

حزین ، شیخ محمد علی اصفهانی ، در علوم عقلی و نقلی پایه بلند و در شعر و شاعری مرتبه ارجمند دارد سلسله آبای او بهژده واسطه بشیخ زاهد گیلانی مرشد شیخ صفی الدین از دهلی که جد سلاطین صفویه و نامش در نفحات الانس در ترجمه قاسم تبریزی مسطور است ، منتهی میشود . و تولد شیخ حزین در ماه ربیع الآخر در ۱۱۰۳ ثلث و مائه و الف واقع شد . . . با شعرا و معاصرین صحبت داشت . شاگرد محمد مسیح فسائی و او شاگرد آقای حسین خوانساری است . . . در ۱۱۴۴ زیارت حرمین شریفین شتافت (مولف : بعد ازان از راه بندر عباس به تهمته در سند رسید و بالاخر وارد بهکر شد) در آن ایام که حدود ۱۱۷۴ بود فقیر نیز از سیوستان محمل سفر جانب هند بر بستم و در بلده بهکر فرود گاه شیخ و فقیر نزدیک واقع شد و باهم صحبتها دست داد . و جزوی اشعار بخط خود بر سبیل یادگار تسلیم من نمود . فقیر بر جناح استعجال راه پیش گرفتم و شیخ تبانی قطع مسافرت کرده بر سر ملتان و لاهور عبور نموده بمنزل مقصود یعنی دار الخلافه شاهجهان آباد فائز شد و مدتی در آن بلده طیبه مانده به لاهور برگردید . بعد اقامت چند روزه . . . بدلهی رجع القهقری نمود و چون نادر شاه دهلی را مرکز نزول ساخت شیخ در خانه علی قلی خان والد مخفی شد . بعد رفتن نادر شاه باز جانب لاهور حرکت کرد . . . از آنجا باراده بنگاله متوجه دیار شرق شده به بنارس رفت . . . دیوان شیخ مشتمل بر اقسام سخن حاضر است . برخی نتایج طبع او را درین محفل تکلیف داده میشود :

جنون را کارها باقی ست بامشت غبار ما	که بازیگاه طفلان میشود خاک مزار ما
ندارد مطربی راحت سماع ما سبکساران	بشور آرد نسیم آشنائی نیستانی را
تا باد صبا بوی ترا در چمن آورد	برداشته هر شاخ گلی دست دعا کرد
تهمت آلوده عیشم که گلشن زادیم	پرو بال نکشودیم که صیاد آمد
درین محفل برای دیگران چو شمع میسوزم	
بکار خود نیاید هر که خیر اندیش میگردد	

تا هوا ابر است ساقی باده در شیشه کن
 قدر فرصت را بدان از آسمان اندیشه کن
 تا چند حزین بدشت کردی ای خانه خراب خانه ات کو
 ز جوش اشک رنگینی خامه تصویر را مانم
 که هر مو بر تنم مژگان خو نبار است پنداری
 ادب منسوب هستی بود آن ساعت که میگفتم

شمیم گل غبار کوچه یارست پنداری
 شیخ حزین غزلی در زمین قصیده مشهور شیخ بها الدین عاملی دارد...
 شیخ محمد علی حزین شب یازدهم جمادی الاولی ۱۱۸۰ هجری ثمانین و مائده
 و الف دامن از خارزار جهان برچید و در قبری که در بنارس برای خود ساخته
 بود ' راحت بر گزید . مولف گوید :

علامه عصر و شاعری خوب افسوس که از میانه برخاست
 تاریخ وفات او نوشتم ز فوت حزین حزین دل ماست

(عماره ۱۹۳)

سلسله نسبش بشیخ زاهد گیلانی می پیوندد . در هنگامه نادر شاه از اصفهان
 رخت مهاجرت بدیار هند کشید و از راه بهکر و ملتان دهلی رسید و چهارده سال
 در آنجا منزوی ماند . بعد از آنجا بر آمده چندی در آگره وقفه نموده و از آگره
 بشهر بنارس شتافت . در علوم عقلی و نقلی پایه بلند داشت و در شاعری و سخنوری
 مرتبه ارجمند . زبان او از غایت صفا باب زلال میماند و کلام او از نهایت آبداری
 نسب بسلك لالی میرساند . شاگرد محمد مسیح فسانی است . در ۱۱۴۴ هجری
 بحرین رفت ... مبر آزاد بلگرامی او را دیده است . میگوید بنارس را دل نهاد
 توطن ساخت ... آرزو بر سخن وی اعتراضها کرده ... حسین دوست در تذکره
 خود بعض اعتراضات مع سند آورده و قول فصل درین باب از مولوی امام بخش
 صهبائی دهلوی است . دیوان حزین مشتمل بر اقسام سخن قریب بیست هزار
 بیت اشعار عربیه هم دارد . اما برتبه شعر فارسی نیست بلکه عربیت او محل نظر
 است . در ۱۱۸۰ هجری دامن از خارزار جهان برچیده در گوریکه در بنارس
 برای خود مهیا ساخته بود . خواب راحت بر گزید . برخی را از نایب طبع او درین
 انجمن تکلیف ورود داده میشود :

کوتاهی پرواز بود لازم هستی پیچیده ببال و بر ما تار نفسها
 هلاک گوشه دامن بی نیازی تو بشمع داشت من منت صبا گذاشت
 به پستان آمدن خون جگر را شر مسازد جوان را یکدم آلوده غریبی پر میسازد

زلف مشکین تو هر جا که شود غالیه سا نگهت از نافه چن منفعل آید بیرون

رباعی

ساقی قدح که دور گزار گذشت مطرب غزلی که وقت گفتار گذشت
ای همفس از بهر دل زار بگوی افسانه آن شبی که بایار گذشت
مژه برهم نردم آئینه سان در همه عمر بسکه در دیده من ذوق تماشای تو بود
ای وای از اسیری کز یاد رفته باشد در دام مانده باشد ، صیاد رفته باشد
شادم که از رقیبان دامن فشان گذشتی گوشت خاک ماهم برباد رفته باشد
ادب مغلوب هستی بود آن ساعت که میگفتم شمیم گل غبار کوچه یارست پنداری
(انجمن ۱۳۰)

اصلش از لاهیجان است و نامش شیخ محمد علی و از متاخرین است . در
اواخر دولت صفویه ظهور نموده صاحب کمالات صوری و معنوی بود و خطوط را
نیکو رقم مینمود ، آذر بایجان و خراسان و عراق و فارس را سیاحت کرده و از راه
لارستان و بندر عباس روی به هندوستان آورد و در دهلی توطن گزید و معروف
اهالی آن بلاد گردید ، اعظم آن بلد را مراد و طلاب را عمل اعتماد و جمعی را
بخدمتش اعتقاد بهم رسانیده . دیوانش ملاحظه و این ایاتش منتخب شد :

کودک مشمیه را نشمارد بخویش نیک دنیا بچشم مردم دنیا حقیر نیست
از صحبت صوفی نشان سوخت دماغم ای باده پرستان ره میخانه کدامست
نوسیدی عاشقان قدیم است مخصوص بروزگار من نیست
دولت طلبی دامن دل را مده از دست شاید که برون آید از آن بیضه همائی
نالیدن بلبل ز نو آوزی عشق است هرگز نشنیدیم ز پروانه صدائی
(عارفین ۹۹)

تولد حزین در ماه ربیع الاخر سنه ثلث و مائه و الف واقع شد . شاگرد محمد
مسیح و او شاگرد آقا حسین خوانساری است . . . قدری از احادیث و کتاب
حکمه العین باحواشی در خدمت ملا شاه شیرازی گذرانید . . . در شعر فکر عالی
دارد . . . در هنگامه نادر شاه از ایران دیار وارد هندوستان گردید و مدتی در
شاهجهان آباد گذرانید و از آنجا رخت به شهر بنارس کشید . و همانجا رحل
اقامت افگند . درین ایام قبری برای خود ساخته انتظار اجل موعود میکشد .
دیوان ضخیمی دارد . ازوست :

اگر بدام وصل تو دست مانرسد کشیده ایم در آغوش آرزوی ترا
ای نوجوان کناره مکن از حزن زار عاشق اگرچه پیر بود عشق پیر نیست

ازین آشفته حالی سر نمی پیچم سرت گردهم چنین خواهد اگر زلف پریشانش چنین باشد
(بینظیر ۵۹)

روزی در کراچی باتفاق شاعر بزرگ پاکستان آقای عبدالحفیظ هوشیارپوری
ببازار رفتم تا نسخه ای از سفینه حزن بدست آورده مورد مطالعه خود قرار بدهم
ولی جستجوئی که چهار ساعت ادامه داشت بی ثمر بود و نگارنده مایوس شدم.
بالاخر آقای هوشیار پوری گفتند که سفینه ای در منزل خود دارند و حاضرند به بنده
لطف کنند. باتفاق سوار ماشین شده بمنزل ایشان رفتم و آقای هوشیارپوری بعد
از مدت ده دقیقه بیرون آمده و کتابی که در دست داشتند بمن لطف کردند.
رباعی زیر بر صفحه اول آن سفینه نوشته بود:

حاصل ز شعر من نبود جز غم و ملال کی زبیدت که خاطر خود را کنی حزن
آورد هزار گنج بدست گهر شناس "خواجہ طلب سفینه شیخ علی حزن"

۱۹۵۶

(۱۱۷) حسام - سید حسام الدین لاهوری

سید حسام الدین لاهوری "حسام" تخلص، با نواب خلیل خان و احمد یار
خان یکتا، نسبت عزیزی از طرف والده دارد. فتر اختاری ورزیده. قادر بخش
لقب دارد و کلامش بر طبق احوالش خالی از حالتی نیست. منہ:

تا نمودیم سیر مشرما	شد فراموش جمله مذهبها
بسم الله بگوش دل چو رسد	شد سو الله چونیش عقربها
طالب عشق تا شدم از دل	شد ز خاطر تمام مطلبها
سبق از عشق تا گرفت حسام	رفت شوق کتاب و مکتبها

(مقالات ۱۷۲)

(۱۱۸) حسن - منشی خواجہ غلام حسن ملتانی

پسر منشی جان محمد از قوه راجپوت در ملتان متولد شد. وی صاحب حال
و قال و صوفی بود. در سرودن اشعار فارسی، عربی و ملتانی خیلی ماهر بود و
تاریخ هم میگفت. دیوان او بفارسی طبع گردیده است و قطعه زیر که بمناسبت
ساختمان کاخ شجاع آباد سروده است شامل دیوانش میباشد:

مظفر (۱) طالعی. نواب والا	چون رنگین عمارت کرد بر
خطاب آید ز لطف حق مبارک	"زهی خورم محل جای مبارک"

۱۲۲۳

۱- مظفر خان در زمان حکومت سیک های پنجاب، فرمانداری ملتان را بعهده
داشت.

در دیوان او قصاید ، غزلیات ، نعت ها ، و مثنویات و غیره شامل است :
 بیچاره حسن سوخت چو پروانه به عشقت ای شمع شبستان حرم ! یرحمک الله
 کمال حسن ازل است مظهر اعلی جمال روی نکوی تو یا رسول الله
 آندم که در عدم همه پنهان چوراز بود پیدا شد از تو راز نهان پیمبری
 چو آن بیرنگ رسم عشق ورزید ز بیرنگی برنگ ما برآمد
 ز بند ملت و از قید مذهب آزادم چه طرفه ملت و پاکیزه مذهبی دارم
 زاهد برو به سیکده وز بادیه پاک کن این بوریا که بوی ریاسی دهد مرا
 سر به مسجد کی فرو آرم حسن قبله بن آستان دیگر است
 گفتمش وصل تو ای دوست بجان میخواهم گفت زین گونه خریدار بسی می باید

(۱۱۹) حسن دهلوی ثم ملتانی

وقتیکه اسیر خسرو در ملازمت خان شهید بوده ، حسن هم آنجا در معیت
 خسرو عرصه پنج سال گذرانید . پس ازان به دهلی مراجعت نمود .

(۱۲۰) حسین = میر حسین الدین سیالکوٹی

اصلش سیالکوت و درین ولایت فوت کرده . منہ :

در غم دوست محنت آبادم گر بمیراندم فلک شادم
 (مقالات ۱۷۷)

(۱۲۱) حسینی - غلام علی لاهوری

از شعرای عهد جهانگیرست . کلامش بکمال لطافت و رنگینی آماده

دلچسپی و دلپذیری

تو در سخن شدی و لذت از شکرگم شد تولب گشودی و سیرابی از گهرگم شد
 بخون اهل محبت کرشمه سر کن گلوی تشنه لبان تر بآب خنجر کن
 (صبح ۱۳۷)

(۱۲۲) حسینی - امیر حسین بن عالم ابی الحسین ملتانی

میر حسینی سادات و اصلش از ولایت غور و در هرات ساکن بوده . سالک مسالک
 دین و مالک ممالک یقین است و از مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی بوده .
 از عرفای نامدار قرن هفتم و اوایل قرن هشتم و از سادات حسینی بود و در شاعری
 هم حسینی تخلص میکرد . شیخ محمود شبستری کتاب گرافدر گلشن راز را در
 جواب سوالات پانزده بیتی او سرود . جایی در تفحات الانس اصل وی را از گریوه
 که دیمهی از نواحی غور است گفته . . . در عرفان بطریقت شیخ شهاب الدین

سهروردی متوفی ۶۳۲ هجری میرفت و دست ارادت بخلفه وی شیخ بہا' الدین ذکریا ملتانی ۶۶۱ هجری داده بود . در کتاب کنز المرسوز پیش از ستایش بہا' الدین ذکریا شیخ شہاب الدین سهروردی را مدح گفت و روح پاک اورا شفیع آورد کہ بہا' الدین اش بہریت پردازد . سپس در ستایش بہا' الدین چنین سرود :

شیخ ہفت تعلیم قطب اولیا	و اصل حضرت ندیم کبریا
مفخر ملت بہای شرع و دین	جان پاکش منبع صدق و یقین
از وجود او بنزد دوستان	جنت الماوی شدہ ہندوستان
منکہ روی از نیک و بد برتافتم	این سعادت از قبولش یافتم

گویند روزی بشکار بیرون رفتہ بود . آہوئی بیش وی رسید ، خواست تا تیری بروی افکند . آہوی نگریست و گفت : حسینی ! تیر بردامیزنی ؟ ” خدای تعالی ترا برای معرفت و بندگی خود آفریدہ است نہ برای این ، و غائب شد . آتش طلب از نہاد وی شعلہ بر آورد ، از ہر چہ داشت بیرون آمد و با جماعتی جوالقیان ہمراہ شد و بمولتان رفت . شیخ رکن الدین آن جماعت را ضیافت کرد و چون شب شد حضرت رسالت (ص) را بخواب دید و گفت : فرزند مرا از میان این جماعت بیرون آور و بہ کار مشغول کن روز دیگر شیخ رکن الدین بایشان گفت کہ در میان شما سید کیست ؟ اشارت بامیر حسینی کردند . ویرا از میان ایشان بیرون آورد و تربیت کرد تا با مقامات علیہ رسید .

(آتشکدہ ج ۲ : ۵۶۷)

امیر حسین ابن عالم بن الحسن الحسینی جامع علو ظاہریہ و باطنیہ و حاوی فضایل عقلیہ و نقلیہ پس از ترک سلطنت بہ مدائن رفتہ خدمت شیخ رکن الدین ابوالفتح کہ بیک واسطہ از مریدان شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی است ، رسیدہ . بعضی گویند کہ بخدمت شیخ بہا' الدین ذکریا فایض گردیدند نظماً و نثراً کتب محققانہ تصنیف فرمودہ . منجملہ در منشورات نزہت الارواح و صراط مستقیم و روح الارواح و در منظومات کنزالروز و زاد المسافرین گویند طرب المجالس نیز منسوب باوست . دیدہ ام سؤالات گذشتن راز شیخ محمود از ایشان و آن ہفدہ سوال و افتتاحش بدین منوال است :

سوال دارم اندر باب معنی
چہ چیز است آنکہ خوانندش تفکر

ز اہل دانش و ارباب معنی
نخست از فکر خویشم در تحیر

وفاتش در سن ۷۲۸ هجری در هرات و از آنجناب است. من شنوی
زاد المسافرین :

آجا که حریم بی نیازی است
حرفی که رود ز راه تقلید
قوسی که ز جمله پیش دیدند
در آئینه دیده ای هوا را
اورا چو همیشه او تمام است
شبلی چو درین تحیر افتاد

اندیشه ما خیال بازی است
خرسندی طبع دان نه توحید
در آئینه عکس خویش دیدند
گوئی که شناختم خدا را
گستاخ مرو که کار خام است
روزی درین سوال بگشاد

زاعی

ای سایه تو سرد صحبت نوره ای
اندیشه وصل آفتاب نرسد

رو ماتم خود گیر کزین سوره ای
میسازد بدین قدر کزو دور نه ای

(عارفین ۹۴)

(۱۲۳) حضوری - گور بخش رائی ملتانی

کریم بخش حضوری از قوم کنو، ساکن صوبه پنجاب است لیکن از
مدت مدید در اسلام آباد متھرا توطن اختیار کرده. فقیر از وقتی که صغر سن
بخدمت خلیفہ جیون رام در آنجا کسب سعادت علوم میکرد و بخدمت او ارتباط
و آشنائی صمیم داشتہ... اوایل در خدمت میر معصوم مشرب تخلص تربیت یافته
و میرزا بیدل صاحب رحمۃ اللہ سالہا صحبت داشتہ مشق سخن بکمال رسانیدہ...
قصہ ہندی در تعشق کام روپ و کام لٹا در زمین شیرین و خسرو بسیار رنگین
و بکیفیت گفتہ، هنوز ناتمام است. این چند بیت از نتایج طبع بلند اوست :

طیبیان دست بردارید از فکر علاج من
دل را بذوق وصل تو خورسندی کنم
چشم زاهد در فروغ ساغر می خیره است
من و بتی کہ بہنگام بادہ پیمائی
حضوری مطلب سعدی اگر باشد گر اینجا
بہار عمر بغفلت تمام شد افسوس

کہ سودائی شد از عشق پری رویان مزاج من
این شیشہ را بین کہ چہ پیوند میکنم
دختر رز غالباً نسبت باو ہم شیرہ است
زیاد اگر طلبم می برد زیاد مرا
ز روی دست باید انتخاب گستان کردن
رفو نکردم و چون گل شدم گریبان چاک
(خوشگو ۳۴۸)

اصلش از قوم کمبہوہ است. اجدادش از ملتان بودند، لیکن او از مدتی
در متھرا سکونت اختیار کردہ سخن را خوب بکرسی می نشاند و سامع را چہ تحفہا
کہ نمیرساند... در خدمت میر محمد معصوم مشرب تخلص تربیت یافته و با
میرزا بیدل رحمۃ اللہ سالہا صحبت داشتہ. مشق سخن بکمال رسانیدہ... قصہ

ہندی تعشق کامروپ و کاملتا در زمین شیرین و خسرو بسیار رنگین بہ کیفیت
گفته . این اشعار آبدار ازوست :

من و بتی کہ بہ هنگام بادہ پیمائی
نامہ بی اختیارم در محبت شہرہ کرد
زیاد اگر طلبم ، سی برد زیاد مرا
ہمچو آن مستی کہ رسواسازد شربوی شراب
بہار عمر بہ غفلت تمام شد افسوس
بہ وصف آن دہان تنگ می خواہم سخن کردن
(رننا ۵۶)

انجمن آرای نکتہ دانی ، گر بخش حضوری ملتانی و اصلش از قوم ہنود
کنبہ است . . . در معرفت اصناف سخن شانی بلند داشت . . . مرد خوش اخلاق
و با تمکن بود . اوایل حال بخدمت سیر محمد معصوم مشرب مستفید گشتہ و با
میرزا بیدل سالہا صحبت داشتہ ، بمشق سخن یختہ و پرکار بر آمد و مدتی ہمراہ
سید قطب الدین علی خان بسر رشتہ منشی گری بوجہ قلیل قناعت کرد و در ۱۲۰۰
اوسط مائہ ثانی عشر راہ بادیہ فنا گرفت . از اشعار آبدار اوست :

چشم بہبودی ازان سر و سہمی داریم ما این عجب کز سرو امید بہمی داریم ما
شنیدم کاروانی میرسد از جانب کنعان نظر بر گرد راہ و گوش بر بانگ جرس دارم
رسید بر سر بام آفتاب من وقتی کہ آفتاب رسیدست بر سر بام
(نتائج ۱۹۲)

قوم کنبو ، معاصر سراج الدین علی خان آرزوست .
مقبلان خرد میگیرید بروز سہم کہ سبہ روزی من روی زمین را خال است
(روشن ۱۸۱)

(۱۲۴) حفیظ - شیخ عبد الحفیظ ہوشیارپوری

شیخ عبد الحفیظ پسر شیخ فضل محمد خان در دہ دیوان پور کہ در نواحی
شہر جہنگ می باشد در تاریخ ۵ ژانویہ ۱۹۱۲ میلادی برابر با ۱۵ محرم ۱۳۳۰
ہجری متولد گردید . تحصیلات ابتدائی خود را در شہر ہوشیار پور فرا گرفته پس
۱۶ سالگی بلاہور رسیدہ در دانشکدہ دولتی ثبت نام کرد و در سال ۱۹۳۶ بدہ
فوق لیسانس فلسفہ نایل گردید . درین مدت ہشت سال کہ در دانشکدہ دولتی
گذرانید ریاست انجمن اردوی پنجاب را بعہدہ داشت و بعد از پایان تحصیلات در
ادارہ رادیو مشغول شدہ و تا حال در همان ادارہ انجام وظیفہ می نماید . اینک
منصب معاونت دبیر کل رادیو را بعہدہ دارد . بانکارندہ رفیق است و این رفاقت
از ۳۵ سال اداسہ دارد . وی دارای ذوق بلند در شعر و سخن فارسی می باشد .

پدر بزرگ او که شیخ غلام محمد نام داشت در زبان فارسی خیلی ماهر بود و شعر خوب میسرود. حفیظ استفاده های شایانی از محضر برادر بزرگ خود شیخ عبد الرشید "راحل" بدست آورد. وی خیلی خوش گفتار و خوش کردار است. شیخ عبد الحفیظ دیوانی بزبان اردو هم دارد که هنوز چاپ نگردیده است. شعر فارسی هم میسراید اما خیلی کم. وی را میتوان بزرگترین تاریخ گوی عصر حاضر گفت، زیرا تاریخ خیلی زود و قشنگ می گوید.

روزی نگارنده در تلاش سفینه علی حنین بیازار رفتم و حفیظ هم همراه من بود. بعد از جستجوی فوق العاده ای که در حدود چهار ساعت ادامه داشت مایوس شده بخانه برمی گشتم که حفیظ بمن گفت سفینه مزبور در کتابخانه اش هست. چون بمنزلش رسیدم بعد از ده دقیقه با کتابی بیرون آمد و در ظرف این مدت رباعی زیر را روی جلد آن کتاب نگاشته بود:

حاصل ز شعر من نبود جز غم و ملال کی زبیدت که خاطر خود را کنی حنین
آورد هزار گنج بدست گهر شناس خواجه طلب سفینه شیخ علی حنین

۱۹۵۶

بعد از چند سال باز من وارد کراچی شدم. در آن زمان مشغول نوشتن تذکره طالب آملی بودم. از حفیظ خواهش کردم قطعه تاریخ آن تذکره نوشته بمن لطف کند تا شامل آن کتاب کرده خود را مفتخر سازم. پس از چند روز حفیظ قطعه زیر را برای من فرستاد:

خواجه ما صاحب طبع نکو	تذکره طالب آمل ازو
در طلب سال اشاعت حفیظ	بهرچه گشتی نگران چارسوی
بای طلب را بکشیده برون	تذکره شاعر آمل بگوی

۱۹۶۷ - ۲ - ۱۹۶۵

۲

اقبال چون از سفر افغانستان باز گشت، مثنوی ای بنام مثنوی مسافر سرود که چندین سال قبل از وفات او چاپ گردید. حفیظ این مثنوی را با اتفاق برادر خود، شیخ عبد الرشید راحل، مطالعه می کرد و چون به بیت زیر رسید گفت که اعداد این مصراع اول ۱۳۵۷ میشود و خواهیم دید که دو سال پس از امروز یعنی در سال ۱۳۵۷ کدام کس عرصه وجود را ترک خواهد گفت: صدق و اخلاص و وفا باقی نماند آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اتفاقاً در سال بعد از آن علامه اقبال لاهوری فوت کرد و گفته حفیظ باثبات رسید. حفیظ اگرچه شعر کم می سراید اما آنچه بر ادبیات فارسی اضافه می کند همیشه پر از معانی بلند و دارای ذوق لطیف می باشد. او مهارت

تاسی را در علوم جغرافیه و تاریخ هم دارد و همواره روش تحقیق و تدوین را دنبال نموده آثار جاویدانی را بوجود می آورد . در زیر نمونه هائی از اشعار فارسی او نقل میگردد :

نو بهار گل از شاخسار می ریزد	چنانکه جام ز دست نگار می ریزد
دل فریب وفا خورده را چه چاره کنم	اگر ز وعده او اعتبار می ریزد
چه اشکها که بیاد کسی ز دیده من	نهفته ریزد و هم آشکار می ریزد
تمی پیاله چومانست در جهان ورنه	چه باده ها که ز ابر بهار می ریزد
سخن بگویم و ز آن یار دلستان گویم	که مهریان نتوان گفت و مهریان گویم
مراسم هر چه بدل در زبان نمی گنجد	چه گویم و ز کجا گویم و چسان گویم
حدیث دوستی از بار خاطرت باشد	حکایتی که تو هم دوستداری آن گویم
تو دلبرم شدی و ترک دل بگفتم من	کنون که جان شده ای نیز ترک جان گویم

برای اولین بار که حضرت حفیظ هوشیار پوری به ایران رفت بعنوان عضو هیئت فرهنگی پاکستان در سال ۱۹۵۳ م بوده ، در دوران این سفر شعر های فارسی که حفیظ سروده بود در مجله ها و روزنامه های ایرانی چاپ گردیده ، در همان سفر روزی در اصفهان رئیس اداره فرهنگ در چهل ستون ضیافتی ترتیب داد و در آن محفل حفیظ این رباعی را فی البدیه گفت :

با دیده شوق اصفهان را دیدم	آثار قشنگ باستان را دیدم
با نصف دگر دگر برآکاری نیست	صد شکر که این نصف جهان را دیدم

بعداً در همین سفر از مشهد به طوس برای زیارت مزار فردوسی رح رفت و اشعار زیر را فی البدیه سرود :

رسید قافله زادگان خطه پاک	ز راه سهر و وفا در دیار فردوسی
چه لمحه ای که ز لمحات پر بهای حیات	فرا گرفت مرا در دیار فردوسی
نهاد بر سر افلاک پایه وطنش	بس است این به جهان یادگار فردوسی
سزد که از پی افزائش بصیرت خویش	کنیم سمره ز خاک مزار فردوسی
بخاکش این دوسه بیت ارمغان بیاوردم	حفیظ تا شوم شرمسار فردوسی

حضرت حفیظ هوشیار پوری بتقریب سعید سیلاد مسعود ولی عهد ایران چند قطعات تاریخ گفته بود که یکی از آنها در اینجا درج میشود :

به الطاف یزدان ز کتم عدم	چو پیدا شد آن وارت ملک جم
بی سال هجری شدم لب کشا	"ولی گرامی زاد رضا"

۱۳۸۰ هجری

(۱۲۵) حقوری - حرب بن محمد بخارائی ثم لاهوری

ابوالحرث حرب بن محمد الحقوری الهروی ، ظاهر این کلمه "حقوری" ترکیبست از لفظ "حق" تازی و "ور" از پساوندهای فارسی بمحض حقدار ، یا آنکه دراصل حقروی بودست . منسوب بحقره . یکی از محال بخارا . حقوری از معاریف خراسان و مشاهیر فضلاء بوده است . شعرش از شعری در گذشته و فضلش بساط هنر عنصری در نوشته . در قصیده ای میگوید و جواب و سوال را رعایت میکند :

گفتم : این گه گه نمودن روی جباری بود گفت : قدر مردم اندر خویشتن داری بود
گفتم : این خواری چه بایدکی پرستم مرترا گفت : هر کو بت پرستد از در خواری بود
گفتم : این بازیگری با هر کسی چندین چراست ! گفت : عشق نیکوان بارنج و دشواری بود

رباعی

تا بر گل تو نگشت پیدا عنبر از مشک زره نبود و ز سیم سپر
تا روی تو و لب تو نمود اثر از لاله نمک که دید وز پسته شکر

(لباب ۱۹۳)

اسدی طوسی در لغت فرس شعری از قول حقوری نقل کرده است و از خواندن آن شعر ثابت میشود که حقوری در زندگی خود بهندوستان آمده مدتی در لاهور ساکن بوده است . زیرا درین شعری ذکر یکی از باغهای لاهور را که اسمش "سداهرا" بوده ، مطرح نموده است :

ای سرو کشمیری سوی باغ سداهرا هر گز دسی نیایی و یک روز نگذری
دانشمند محترم آقای عباس اقبال که لغت فرس را باهتمام خود تصحیح و چاپ نموده اند درباره لغت "سداهرا" چنین نوشته اند :

"نام باغی است بلوهاور"

(۱۲۶) حقیقت - میر علی رضا سرهندی

از اقربای میر مفاخر حسین ثاقب سرهندی بود . از طالب علمی بهره وافر داشته ، طبع رسا داشت . مثنوی در بحر یوسف زلیخا گفته . آنجا به ناصر علی پیچیده ، یک رباعی ازو بگوش خورده :

جز جرم نشد سبز ز خاک تن من بر مزرع من دریغ و بر خرمن من
قدر گناه توبه آدم یارب از اشک ندامت است تردامن من

(خوشگو ۴۴)

(۱۲۷) حمید - حمید الدین مسعود بن سعید لاهوری

تقی اوحدی گوید از افراد خطه لاهور بود و از اجله قداما و غیره حکما است.
ازوست :

با چهره تو کاش لاله است دار گل زهد است ابلهی و صلا هست احمق
(نفائس ۹۷)

(۱۲۸) حمید الدین مسعود بن شالی کوب لاهوری

از احرار خطه لاهور بود . و در طبع ذکی و شعروی قرین عنصری و رودکی .
در لاهور از بزرگی شنیدم که این قطعه در صفت قلم گفته است . و الحق
لطیف و مشهور است :

هذا کلک همایون تو کاب چشمش بی گمان دارد خاصیت آب حیوان
هست اسرار نهان در دل او بسیاری تا بندی سر پیدا نکند سر نهان
دو زبان باشد تمام و درین نیست شکی نیست تمام چه گر هست سر اورا دو زبان
که گهی زار شود گرید چون ابر بهار از غم آنکه تنی دارد، چون برگ خزان
(لباب ۵۴۳)

(۱۲۹) حمیدی لاهوری

متأسفم که احوالش پیدا نیست . فقط همینقدر معلوم است که وی طوطی
نامه را تصنیف نموده و در زمان اکبر شاه زندگی میکرده است . در مثنوی تاریخ
نگاشتن را بدین ترتیب گفته است :

نود و هشت بود و نهصد سال روز آدینه هشتم شوال
که مرتب شد این فسانه چند این حکایت عاشقانه چند

شاعران دیگری از قبیل ضیا الدین بخشی . و علامه ابوالفضل و سید
محمد قادری در باره طوطی نامه نوشته اند که کتاب اصلی بزبان سنسکرت بود
و دارای هفتاد داستان کوتاه بود . ولی در ترجمه ها داستان های کمی دیده
میشود . طوطی نامه حمیدی فقط ۳۲ حکایت دارد :

پس همین کردم اختیار وسط سی بود وسط پنجه و دو فک
زانکه خواندن و شنیدن سی نه دل آزاده شود نه اسی (۲)
ایاتی چند از طوطی نامه نقل می گردد :
باده شد مست جام قهقهه کرد
شیشه غم خنده موجد کرد

گل بخندید و نرگشش بگریست
کرد بر نظم من نثار گهر
از می رشک رفت هوش فلک
دلش از رشک شعر من خون شد
رایگان شد زمان عمر عزیز
فکر شعرم ز اختیار رهاوند
جز زیان نیست هیچ فائیده

چنگ فریاد کرد و نی بگریست
هم ثریا کشوده عقده در
چون رسید این خبر بگوش فلک
شفق از بسکه سرخ گلگون شد
الله الله بفکر شعر عزیز
فکر شعرم ز کاروبار رهاوند
هیچ سودم نشد درین سودا

راجع به زنان می گوید :

نیستش منفعت ضرر دارد
غم جانند تا که می مانند
بفریب و فسون سرشته بود
گردد اعمی بصارت تدبیر
عشق در دهر کرده بدنامم
بکنی چاره من بیمار

آری آنکس که دختری دارد
دختران پای بند انسانند
ای حمیدی زن فرشته بود
ای حمیدی چو بر سر تقدیر
عشق دزدیده نقد آرامم
چه شود گر ز روی لطفای یار

(۱۳۰) حیدر - غلام قادر گجراتی

سپور یک ده کوچکی است در نزدیکی شهر گجرات و خانواده ای از شاعران
در آن ده زندگی میکرد. حیدر هم از همین خانواده بود و بر سرکز شعر بودن
ده خود افتخار میکرد. وی بعداً به جلال پور جتان آمده در آنجا ساکن شد و
بفارسی اردو و پنجابی شعر میسرود. دیوانش ناپید است اما قریشی احمد حسین
احمد طی مقاله ای باسم دبستان شعر و سخن گجرات، غزل زیر را از بیاض مولوی
محمد صالح کنجاهی نقل کرده است :

نیم بسمل شده ام خنجر مژگان مددی
ابر رحمت مددی دیده گریان مددی
صبح خیزان مددی همت یاران مددی
راه گرائی شد بجنابت شه جیلان مددی

دل گرفتار بزلفت شده جانان مددی
آبروی ورع و شوق بخشکی پیوست
رخت ما ماند درین بادیه و قافله شد
شوق حیدر زده از منزل دل خیمه برون

روزی حیدر در خانه خود نشسته روغن بادام میکشید که یکی از دوستانش
در آنجا رسید و ازو پرسید که این چه شغلی را پیش گرفته ای، حیدر بالبدیهه
گفت :

روغن بکشم ز صبح تا شام گریان گریان ز مغز بادام

(۱۳۱) حیدری - حیدری ملتانی

شاعر خوب... است. شرف زیارت حرمین شریفین دریافت. دو بار سیرهند کرده بولایت خود برگشت. اول بملتان رسیده، قصیدہ ہا در مدح قاسم خان نیشاپوری ناظم آنجا گفتہ، گذرانید. خان چہار ہزار روپیہ صلہ دادہ اورا بدیار خودش فرستاد. وکرت ثانی وارد آگرا شد. قصیدہ در ثنائی اکبر شاہ موزون کرد. ازان است:

نبود پشت های ریگ روان
گر پی غرق کردن اعدا
فیلمهایش کہ در صف هیجاست
هر طرف موجهای بحر بلاست

شیخ عبد القادر بدایونی صاحب منتخب التواریخ گوید. دیوان حیدری مشتمل بر چہارہ ہزار بیت تخمیناً بنظر آمدہ... ازوست:

گر ہجو مرا بہ دشمنی گفت کسی
من مرثیہ اش بدوستی خواہم گفت
میرزا امین رازی صاحب ہفت اقلیم گوید: حیدری با آنکہ از خاک برداشتہ
ہند بود، در حق مردم ہند این رباعی گفت:

رباعی

در کشور ہند شادی و غم معلوم
آنجا دل شاد و جان خرم معلوم
جائیکہ یک روپیہ آدم نخرند
آدم معلوم و قدر آدم معلوم
مذمت ہند کردن تخصیص حیدری نیست. بلکہ اہل ولایت ایران و توران قاطبہ بانکہ ہند آمدہ از حالت گدائی بمرتبہ امیری میرسند و از نکبت قلندری بر آمدہ بدولت سکندری فایز میشوند... بانواع مذمت می آلائند.

(نشر)

(۱۳۲) حیران - شیخ محمود سرہندی

متوطن سرہند از ہم مشقان میان ناصر علی مرحوم بود. من اشعارہ:
بر آن لب ہا ز انداز تبسم حال می گردد

زہی نازک کلی گز رنگ خود پامال می گردد
آہو شنیدہ ایم و ندیدیم جز رہی
نقش جہان بگردش چشمی کہ بستہ اند

جهان ز حیرت حسن تو سیمیا گر شد
 که قطره انجمن و ابر آسمان دیگر شد
 جهان ز جلوه یکتای تو شده حیران
 چو بدر صرف یک آئینه گشت قابلها
 (همیشه)
 از سرهند بود . قدم بر قدم میان ناصر علی گذاشت . به مذاق تصوف
 آشنائی تمام داشت . اشعارش خیال آمیز دارد . ازوست :
 بخلوت خانه دل رفت و پیدا کرد عالم را
 درین آئینه خود بنشست و بیرون ماند تمثالش
 (خوشگو = ۱)

(۱۳۳) حیرت - لاهوری

از برادران نواب معتمد خان عالمگیری بود و محمد شاه پادشاه بمنصب چار
 هزاری اورا سرافرازی بخشیده :
 در خموشی میشود لعل لبش آدم فریب چون بهم آید دو لب یکدانه گندم میشود
 نیست از آبله بر چهره صاف تو نشان شده حسن تو بصد چشم تماشائی تو
 (روشن ۱۹۱)

(۱۳۴) خادم - نظام الدین گجراتی

وی جد اعلای مولوی غلام رسول بود که در قلعه میان سنگھ از نواحی
 گجرات زندگی میکرد . کتابی باسم انشای خادمی تصنیف کرده بود و در شعر
 گفتن هم مهارت تامی داشت . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است اما از بیاض
 مولوی محمد صالح یک غزل زیر بدستم رسیده است که اینک نقل میگردد :
 باد صبا جو بگذری بر سرکوی یار من بهر خدا بخود بری شمه ز حال زار من
 شعله فکر پاسپند برق بخش نمیکند آنچه غم تو میکند با دل بیقرار من
 کم نشود ز جاه تو گر تو بخاطر آوری سہت یکی زبیدلان خادم خاکسار من

(۱۳۵) خاکی - عبد الرحمن امرتسری

ابوظفر حکیم عبد الرحمن خاکی در سال ۱۸۹۴ در شهر امرتسر متولد گردید.
 او از خانواده معروف طبیبان امرتسر بود ولیسانس طب را از دانشکده طب گرفته بود.
 آشنائی کاملی بازبان فارسی دارد و باین زبان شعر می سراید . در راولپندی زندگی
 می کند و باز نشسته است - دیوانش هنوز تدوین نگردیده است اما انتخاب

اشعارش در زیر نقل می گردد

ز رب خود چو خواهی دلنوازی
قدم زن بر طریق پاکبازی
زنی دست طلب گر بر در حق
ترا آید میسر کارسازی
نسازد هیچ کس با تو در عالم
اگر تو با خدای خود نسازی
ترا هر شب شب قدر است اگر تو
به شبها در عبادت جانت گذاری
تو بازی باختی در منزل عشق
بر این بازی اگر نازی چه نازی
خدایا بر من مسکین نگاهی
که رحمانی - کریمی - کارسازی
به مشت خاک باری ابر رحمت
زهی بخشش زهی بنده نوازی
شوی محمود را مقبول خاکی
بیاسوزی چو آداب ایازی
الفت احمد چو پیوند بدن خواهد شدن

این دمن از فیض روحانی چمن خواهد شدن
فتح باب نصرت اسلامیان نزدیک هست

رنج ناکامی نصیب اهر من خواهد شدن
چون جمال یوسفی افروخته بزم شهود

شاهد جرم حریفان پیرهن خواهد شدن
سعی در کار است خاکی از پی اظهار دین

لشکر محمود آخر بت شکن خواهد شدن
آنکه عشقتش در دلش مستور نیست
دعوی اخلاص او منظور نیست
جز به تنویر تو ای نور ازل
سینه اشراقیان را نور نیست
از خوش انفاس تو ای سحر حلال
لذت عشقت نباید کور ذوق
جز خطاها نیست معمول مرا
بنده خاکی به جرم بی حساب
جز عطا کردن ترا دستور نیست
مثل پروانه فدا گشتند بر شمع جمال
جز به الطاف خدا مغفور نیست

عاشقان روی خود را شعله سامانی هنوز
خوشه چین علم تو شد یک جهان عارفان

طالبان فیض را خرمن بدامانی هنوز
فرصت بادا که مارا درد الفت داده ای

غم نمی دارم ز درد خود ده درمانی هنوز
از خدا خاکی طلب کن کثرت انصار دین

نصرت او در طلب گر در پریشانی هنوز

(۱۳۶) خاور - میرزا محمد اکبر لاهوری

رخت اقامت در لاهور انداخت. مرد کهل بود. یکبار در منزل نواب غلام محبوب سبحانی ملاقات شده. بسیار خوش رو و خوشگو بود. این یک شعر از آن خورشید سخن پیاد میدارم:

آفتاب سیستانم خاورا تا مرا گویند مهر نیمروز

(چشم ۴۴)

(۱۳۷) خبرت - محمد احسن لاهوری

محمد احسن نام. لاهوری. خود را شاگرد آفرین لاهوری می خواند. در نزدیکی باراده زیارات عتبات عالیات علی صاحبهم الصلوٰۃ و التسلیمات در مرادآباد وارد شد. روزی نزد مولوی محمد جعفر رسیده چند اشعار بنام خود آگاهی داد. غیر ازین یک بیت از آنجمله پسند طبع کسی نیفتاد. هر چند آن هم پسند نیست. اما درین مقام ازو پسند است. منہ:

چون سایه بهر کجا بر ندم نبود بکف اختیار مارا

(مقالات ۲۰۱)

(۱۳۸) خدا بخش - خدا بخش ساهن پال

اسمش سید خدا بخش نوشاهی و نام پدرش سید حافظ نورالله ابن سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاهی است. خانواده اش اهل فضل و هنر بود و همه طبع متواضعی را دارا بودند. در سال ۱۲۷۷ هجری در دهکده ساهن پال فوت و قبرش هم در همان ناحیه ساخته شد. بفارسی هم شعر می سرود. هنگام تولد پسر خود نور احمد چنین گفت:

نور احمد بجان برابر من	دیده از دیدنش شود روشن
قرة العین بلکه راحت جان	هر زمان میشود بحفظ و امان
یا الهی بعشق پیغمبر	بخت او میکنی چو اسکندر
علم بسیار بخت او بیدار	دشمن او همه شوند خوار

(۱۳۹) خدا بخش حکیم گجراتی

از اطباء نامور و معروف شهر گجرات بود. در تحقیق و تصنیف و سرودن اشعار فارسی خیلی معروف بود و کتابهای زیر را تصنیف کرده و بچاپ رسانید:

- ۱ - مرآة التحقيق . ۲ - برزخ صغری . ۳ - برزخ کبری . ۴ - تاریخ طب .

۵ = مجموعه قصاید و غزلیات عربی و فارسی و اردو .
قبر وی در دارا گلاب شاه است . ازوست :

این واقعہ کہ گفتہ شود وا مصیبتا حیرت نصیب دیدہ و حسرت نصیب گوش
در ہر دل اژدحام غم انداخت واضطراب در ہر طرف هجوم ملال او فگند ہوش
چشم پر آب و سینہ پر آتش دہد نشان این حال پر ملال کہ گم کرد چشم ہوش

(۱۴۰) خرد - میر محمد خان لاہوری

میر محمود خان الحسینی ، خرد تخلص از سادات معتبر و عمدہ خوف است .
جد او بہ والدش خواجہ صوفی بزرگ و صاحب نسبت بود و اسباب مشیخت از
خانقاہ وغیرہ ممیہا داشت . . . او بعد فوت پدر در سن ہفت سالگی بجای پدر بر
مسند مشیخت نشست . بعد از ان امانت خان یا ارشد خان او را از ولایت بلخ
طلب داشتہ . . . کفایت خان پسر خود در حبالہ نکاح او در آورد و در مسلک
ملازمان عالمگیر پادشاہ منسلک گردید . در عہد فرخ سیر و پادشاہ محمد شاہ
متعینہ صوبہ لاہور گردیدہ . . . بعد از فوت فقیر بخدست او بسیار می رسید . . .
فاضل متبحر و اکثر از علوم عربیہ مطلع بود و خیلی ہم طبع ملائم و وضع ہموار
داشت . جستہ جستہ فکر شعر ہم میکرد . . . ازوست :

دل پر خون شدہ سینای شراب لب کیست ؟ جگر سوخت ندانم کہ کباب لب کیست ؟
در سال یک ہزار و یک صد و شصت و یک بجنت خرامید .

(مردم ۱۲۰)

بطلب نواب محمد ارشد خان از بلخ بہندوستان رسید . . . بملازمت عالمگیر
پادشاہ عز اختصاص یافت و در دور فرخ سیر پادشاہ بصوبہ دہلی لاہور چہرہ
بر تافت . در سال احدی و ستین و مائہ و الف قدم بجانب عدم برداشت :

بوصف طرہ مشکین او چون خامہ سر کردم سیاہی از سواد دودہ آہ سحر کردم

(روشن ۱۹۷)

(۱۴۱) خرد - خواجہ محمد یحیی خان لاہوری

از اولاد حضرت قطب عالم . مخدوم اعظم است قدس سرہ . . . سن چہار دہ
سالگی ہمراہ والد از سمرقند بلاہور آمد . خواجہ عبدالعلیم خان مرحوم دہ از
اکابر و عمدہ و امیر عالی شان بود عمک والدش میشد . در خدمت ایشان تربیت
یافت . بعد از ان با امیر صاحب مدار ، ذکریا خان بہادر او را ربط خاص و افتدار
تمام بہم رسید . بعد برہم خوردن این سلسلہ و خرابی لاہور با امیر یحیی خان

بہادر خلف ذکریا خان مرحوم کہ قرابت ہم داشت ، پیوست..... در آن ایام بحال فقیر نہایت شفقت بظہور آورده بلکه واسطہ بودن فقیر در آن لشکر او بزرگ بود..... بشعر گفتن ذوق تمام دارد و اکثر در مشق می باشد..... شعر خوب میگوید . ازوست :

دیر آمدی بہ حسرت بسیار از برم پیش از تو رفت عمر گرامی ہمین نفس
ای برہمن پسر از غارت دلمہا پرهیز شدہ زنار تو تسبیح ز بسیاری دل
(مردم ۱۶۱)

نواسہ ذکریا خان صوبہ دار لاہور . مرد کمنہ مشق بود . از بدو شعور بشعر و شاعری مایل گشتہ و اکثر در خدمت شیخ حزین علیہ الرحمہ حاضر بود . سخن مربوط میگفت . چون بحسب اتفاق وارد لکھنؤ گردید از جناب ارشاد مآب استفادہ کلام نمودہ . چند سال است کہ فوت شد . ازوست :

در کعبہ نا توانی مارا کجا رساند از خانہ تابہ مسجد شاید خدا رساند
(ہندی ۷۰)
از احفاد ذکریا خان صوبہ دار لاہور بود و اورا عمش عبدالحکیم خان پرورش نمود :

کدام تشنہ جگر خاک شد درین وادی ز گرد راہ تو بوی کباب می آید
زلختہای دل کوہکن کہ ریختہ بوہ دمید لالہ بدامان کہسار آخر
(روشن ۱۹۷)

(۱۲۲) خسرو - یمین الدین امیر خسرو دہلوی ثم ملتانی

عارف صاحب رتبہ و عاشقی بلند مرتبہ است . اشعار آبدار و ابیات غرای آن خسرو خورشید اشتہار مستغنی از تعریف و بی نیاز از توصیف ارباب امتیاز و اصحاب اخبار است . . . قصیدہ و غزل و مثنوی را ورزیدہ و ہمہ را بکمال رسانید . تتبع خاقانی میکند . . . خمسہ نظامی را کسی بہ از وی جواب نہ گفتہ... در یکی از رسائل خود بیان فرمود کہ عدد ابیات من از چہار صد ہزار زیادہ و از پانصد ہزار کمتر است . . . در علم موسیقی مہارت تام داشتہ . . . تولد پدر بزرگوار آن نادرہ جهان در شہر کش (ناحیہ جرجان) واقع شدہ و از مردم ہزارہ لاچین نواحی بلخ است کہ حدود قرشی نواحی بلخ می نشستہ اند . (وی در دہی معروف بہ پتیالی در نواحی شہر امیتہ و اکبر آباد متولد و در دہلی مدفون شد و چندی در حضور خان شہید در ملتان بسر می برد . مؤلف) امیر خسرو را اعتقاد تامی بہ شیخ مصلح الدین سعدی بودہ و ہمیشہ آرزوی صحبت ایشان می کردہ . در وقت کہ

سلطان غیاث الدین بلبن ملتان را قصر سلطنت خود ساخت امیر خسرو به سلطان عرض نمود که دو کلمه بحضرت شیخ سعدی بنویسید و خدمتش را از روی خواهش بطلبید سعدی نوشت که باقی عمر از زاویه بیرون نمی آیم. مرا معاف دارید.... امیر خسرو هفتاد و چهار سال عمر کرده و در شب جمعه ودیعت حیات را بموکلان قضا و قدر سپرده است. مدفن آن نادره جهان در حضرت دہلی است. طوطی شکر مقال و عدیم المثال تاریخ فوت یافته اند. بر لوح مزارش نوشته اند. (میخانه ۷۵)

خسرو در زمان شاهزاده سلطان محمد پسر سلطان غیاث الدین بلبن در ملتان آمد ولی در تاریخ فرشته چنین آمده است که او همزمان با شهزاده آمده بر منصب مصحف دار شاهزاده مذکور منصوب گردید. امیر خسرو در ملتان پنج سال زندگی کرد و این موضوع را مصنف غرة الکمال هم مورد تایید قرار داده است. ازوست:

دلم در عاشقی آواره شد. آواره تر بادا	تنم از بیدلی بی چاره شد. بیچاره تر بادا
گرای زاهد دعای خیر میگوئی سرا، این گو	که این آواره کوی بتان آواره تر بادا
ناخدا در کشتی ما گر نباشد، گو، مباش	ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست
خسرو بکمند تو اسیر است	بیچاره کجا رود ز کویت
گفتم که روشن چون قمر گفتا که رخسار منست	گفتم که شیرین از شکر گفتا که گفتار منست
گفتم طریق عاشقان. گفتا وفاداری بود	گفتم مکن جو رو جفا. گفتا که این کار منست
گفتم که حوری یا پری. گفتا منم شاه بتان	گفتم که خسرو ناتوان. گفتا پرستار منست
خبرم رسیده امشب که نگار خواهی آمد	سر من فدای راهی که سوار خواهی آمد
بلبم رسیده جانم. تو بیا که زنده مانم	پس ازان که من نمانم. بچه کار خواهی آمد
نمیدانم چه منزل بود شب جائیکه من بودم	بهر سورقص بسمل بود. شب جائیکه من بودم
پری پیکر نگاری، سرو قدی، لاله رخساری	سراپا آفت دل بود. شب جائیکه من بودم
خدا خود سیر محفل بود اندر لامکان خسرو	محمد شمع محفل بود. شب جائیکه من بودم
جانم باین شکسته دلی بیوفا مشو	عمری گذشت تا شده ام آشنای تو
یکدم شب وصال میسر نشد سرا	ای وای بر کسی که شود مبتلای تو
بر حال زار ما نظری کن ز راه لطف	تو بادشاه حسنی و خسرو گدای تو
در فراق تو نهادم جان و دل	هر دو بر طاق خم ابروی تو
خون من گر ریخت در کویت چه باک	خونبهای ماست اندر کوی تو
چند می پرسی که خسرو را که کشت	غمزه تو، چشم تو، ابروی تو
بخوبی همچو مه تابنده باشی	بملک دلبری پاینده باشی
من درویش را کشتی بغمزه	کرم کردی الهی زنده باشی

جفا کم کن که فردا روز محشر بروی عاشقان شرمنده باشی
 ز قید دو جهان آزاد باشم اگر تو همنشین بنده باشی
 برندی و بشوخی همچو خسرو هزاران خانمان بر کنده باشی
 ای چهره زیبای تو رشک بتان آذری هرچند وصفت میکنم درحسن ازان زیباتری
 آفاقها گردیده ام . سهر بتان و رزیده ام بسیار خوبان دیده ام . اما تو چیزی دیگری
 عالم همه یغمای تو ، خلق جهان شیدای تو ابن نرگس شهلائی تو . آورده رسم کافری
 من توشدم ، تو من شدی من تن شدم توجان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تود دیگری
 خسرو غریب است و گدا . افتاده در شهر شما باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری
 بهر قتلیم چو کشد تیغ ، نهم سر بسجود او به نازی عجبی . من به نیازی عجبی
 خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری حسن یوسف . دم عیسی . ید بیضاداری
 شیوه و شکل و شمایل حرکات و سکناات آنچه خوبان همه دارند تو تنهاداری
 تا تبسم نکنی ، عقل نه گوید هرگز کاندربن آب خضر لواوی لالا داری
 دل و دین بردی و هوش و خرد و صبر و قرار دیگر از خسرو بیدل چه تمناداری

(۱۴۳) خسروی - ابوبکر خسروی لاهوری

خسروی شاعر معنوی بود . در دولت خسرو ملک اقبالها دید و در اوایل
 ایام سلطنت معزی قبول یافته و شمال جلال و قبول آن خورشید صبا مرکب بدو
 تافته . در مدح سلطان شهید تغمده الله بر حمله ، میگوید :

تا عروس حسن تو از لطف زیور میکشد شاه دل را عشق تو بر تخت جم بر میکشد
 گوهر نوشین تو در لعل لولوسی نهد سوسن سیمین تو از لاله عنبر میکشد
 تیغ تو در وقت صف نام از فریدون می برد کلک تو در وقت آن خط بر سکندر میکشد
 دلها ز باد آتش غم خشک شد بیا تا ز آب دیده خاک قدمها تر کنیم
 تا روی خوب تو که کمال است در جمال در پیش ماست کی سخنی مختصر کنیم
 گفتمی بطنز دوش که رو ، یار نو گزین آن روز خود مباد که یار دگر کنیم
 بر بساط حسن در قصر شرف بر تخت لطف شاه رویت را بهر لحظه جمال دیگرست
 در گلستانی که باشد جای گل رخسار تو سرو از شرم قدت مانند نالی دیگر است
 ماه در قصر فلک زاری کند از رشک تو با درخشان مهر روی تو مثالی دیگر است
 (لباب ۵۴۱)

(۱۴۴) خطابی - خطابی گجراتی

ازین دو بیتش معلوم می شود که هندوستان آمده و هر یکی از خوشرویان

گجرات مایل و مبتلا گردیده :

سیه چشمان گجراتی که رشک صورت چین اند بگویم کافر ایشانرا ولی غارتگر دین اند
بگیسو جمله چون عنبر و لیکن عنبر سارا بچشمان جمله چون آهوولی آهووی مشکین اند
(نشر ۱۴۰)

(مقصود از گجرات همان گجرات پنجاب است زیرا مهرویان گجرات احمد
آباد زیبا نیستند و هیچگاه در ادبیات فارسی هند بعنوان ،، صورت چین ،، معرفی
نگردیده اند.)

(۱۴۵) خطیر الدین محمد بن عبدالمالک لاهوری

از مشایخ خطه لاهور بود . لابل از افاضل امایل جمهور . در فضل و
جرات ازهری و بو عبید و در صفا و زهدات شبلی و جنید و امروز خطه لاهور
بمکان فضل و بزرگی امیر امام مجد الدین که ثمر آن شجر و قره العین آن بصر
است ، معمور است و تصانیف او در انواع علوم از معقول و منقول مشهور است
و از اشعار خطیر الدین بیتی چند استماع افتاد است که در تلون احوال روزگار
پرداخته است . درین صحیفه آن لطیفه را درج کرده آمد . شعر :

گردش روزگار پر عبر است	نیک داند کسی که معتبر است
چرخ پر شعبدست و پرنیرنگ	همه نیرنگهاش کار گر است
بد و نیک زمانه مختلطست	غم و شادیش هر دو منتظر است
هست جمال آب دریا ابر	خاک را قصه های پر درد است
باز شمشیر برق تیغ کشد	چو یلان کوهسار با کمر است
اندرین روزگار نا سامان	هر که او عاشقش پر هنر است
ازچنین مادر و پدر چه عجب؟	گر موالید مانده در بدر است

(الباب ۱۹۲)

از مشایخ خطه لاهور است . محمد عوفی گوید که در فضل و - راغت
چون ازهری و بو عبید و در کمال و زهدات شبلی و جنید بوده . از خدمت ثمره
الغواد ، امام مجد الدین در خطه لاهور فیض صحبت برده ام و مکررا مستفید شده
ام . تصانیف امام خطیر الدین در انواع علوم معقولات و منقولات بسیار و بسیار
است . و به گفتن شعر هم توجه می فرمود . ازوست

اندرین روزگار با سامان	هر کجا زی حیات در نظر است
همچو روباه هست کشته دم	همچو طاووس مبتلای پری است

(نقائس ۱۱۱)

(۱۴۶) خوشتر - میان فضل الله سرھندی

خلف الرشید دوم مرحومی مخدومی میان محمد افضل سرخوش . جوان قابل ، طالب علم خوش نویس ، خوش محاوره و خوش خلق بود . مرحومی مذکور تخلص خوش قلم به فیض الله پسر کلان کہ بحضور ایشان وفات کرد و تخلص خوشتر به فضل الله و تخلص خوشگو به فقیر عنایت کرده بود . او ثانی حال هنر تخلص قرار داد . در عمر دوازده سالگی غزلی طرح کرده پیش پدر تسلیمات بجا آورده می خواند . ازان غزل است :

آزار تو جز راحتم البتہ نباشد تیغ نگہت بیش ز تہبہ نباشد
در ہزار و صد و چہل و یک در عین جوانی بعالم جاودانی شتافت . . . ازوست :
خندہ عیش تو از خندہ گاہا خوشتر گریہ ناز تو از گریہ سینا خوشتر
(خوشگو ۱۷۱)

(۱۴۷) خوشدل - پرتاپ رائی لاهوری

از قوم کایت (کائست) ستوپیان لاهوری بود . در عمل ہمت دلیر خان بارادہ جاترای موضع "نانی" کہ معبد متبرک ہنود است در تہتہ رسیدہ . بعد عزل نواب ہم درین جا ماند . در عمل نواب صادق علی خان وقتیکہ میرزا محمد محسن برادر ابو المنصور خان وزیر حسب الطلب بہ دہلی میشتافت ، ہمراہ او شد و آنجا ترک نوکری کردہ ہر چہ داشت صرف جوگیان کردہ . خوش سلیقہ و پرفہم و صاحب حالت بود . این چند اشعارش زبانی میرزا غلام حسن تحریر می یابد . منہ :

جرعہ صمبہا سحر در عین سستی ریختم ابروی آفتاب از می پرستی ریختم
واقف کوی عدم گشتم ز فیض بی خودی مشت خاکی داشتم بر فرق هستی ریختم
سینہ آئینہ خوشدل کہ با سنگ آشناست بر در سیخانہ رنگ بت پرستی ریختم
پانزدہ سال شد و مطلع دیگر نرسید بیت ابروی ترا قافیہ تنگ است اینجا
(مقالات ۲۰۳)

(۱۴۸) خوشدل - غلام محمد تلوندی

غلام محمد خوشدل پسر نذر محمد از اجداد ممتاز حسن احسن می باشد . در سال ۱۸۳۰ میلادی در دہکدہ تلوندی موسی خان بدایا آمد و در همانجا بسن شصت سالگی بدرد حیات گفت . بزبان های عربی ، اردو ، فارسی و پنجابی شعر میگفت . دیوانش ہنوز جمع و تدوین نشدہ است ولی بعضی از ابیات چاپ شدہ اش

را کہ آقای ممتاز حسن احسن برای من فرستاده است در زیر ثقل می کنم :
 شکر حق گویم کہ از فضل و عطای بیکران
 داد در دستم جواهر های گنج شایگان
 از سر کلک جواهر سلک مقبول اله
 واله و مخدوم من غفران حق بادا بر آن
 نذر احمد قبلہ من گوهر دریای علم
 عالم عامل فصیح و نکته سنج و خوش بیان
 صاحب زهد و سخا و ارتقا و ارتفاع
 منبع فیض الہی . پیشوای کاملان
 بود خلق احمدی اندر سرشت پاک او
 ز ایرش از هر کنار و هر طرف خلق جہان
 داده خط فارسی را آنچنان زیب و نگار
 کہ نیاید همسرش در شرق و غرب اندر جہان

(۱۴۹) خواجه اسمعیل خان لاهوری

داماد نواب ذکریا خان بہادر ناظم لاهور است . جوان سلیم و طبع درست
 دارد . اصلاح افکار خود از فقیر سیگرفت . . . ازوست :

چشمش ز سیاه مستی خویش	بروای خمار ما ندارد
هر آنکہ بود ز حسن بہتر	این نیست کہ یار ما ندارد
ساقی ما از سیہ مستی می گلرنگ را	کرد در مینا ولی در جام نتوانست کرد
ز ہجرت چنان تلخ شد کام من	کہ تلخی اثر کرد در نام من

(سردم ۱۲۲)

فرزند رشید نواب عبد المومن خان برادر کوچک نواب ذبیر جنگ بزد
 و شق سخن از حاکم لاهوری می نمود .

منکہ ز جان خویشتن سیر شدم بہ ہجر او

کاش بوصل او مرا سزدہ ، گہان رسد

(روشن ۲۰۰)

(۱۵۰) خواجه محمد رشید لاهوری

المولی الاجل الکبیر ، شہاب الدولہ والدین محمد بن رشید رئیس از افضل
 آن دیار بود (سولف : از ملازمین دربار خسرو ملک بود و در لاهور زندگی میکرد

خسرو ملک از سال ۱۱۲۰ الی ۱۱۸۶ میلادی حکومت کرد و رشید از دانشمندان دربارش (بشمار میرفت) باجاهی عریض و فضلی مستفیض و طبع زاینده و خاطری در ذکا چون ذکا تابنده و خطی چون در منشور و شعری چون عقد منظوم و از شیخ الاسلام ذکی الملت والدین شنیدم که : دوش بنزدیک او قدری گل و نرگس فرستاد . فی البدیهه این دو بیت گفت :

شاخکی چند نرگس رعنا گلکی چند تازه چیده
آن همه دیدهای بی چهره وین همه چهره های بی دیده

لطافت این سخن و طراوت این لفظ بر حسن بیان و لطف طبع آن یگانه، جهان گواه عدل و مخبر صادقست. وفات او در شهور سن ثمان و تسعین و خمسائه اتفاق افتاد و آفتاب فضل بر ختن او منکشف شد و ماه هنر او زحمت محاق دید و این ابیات در مدح ملک ابو الملوک سراج الدوله والدین خسرو ملک گفت :

ساقیا در ده قدح بر لذت دیدار گل و ز طرب رخسار خود بفروز چون رخسار گل
ساقیا چون حق گل راجز بمی نتوان گذارد گل نمود از پرده رخ، سی ده، مخواه آزار گل

مدح سلطان گوی تا لذت دهد بر دست تو
باده، مشکین درین ایام عنبر بار گل
بر سریر ملک تا بگرفت در کف تیغ و جام
کند شد دندان فتنه . تیز شد بازار گل

همو راست :

روزی خوشست و ابر در آفاق میکشد
دل سوی ساقیان سمن ساق می کشد
دستان مرغ پرده عشاق میزند
عشرت گرفته دامن عشاق می کشد
مستی ز هوشیاری خوشتر مرا از آنک
مستی علاج خسرو آفاق می کشد

همو راست :

ای دیده در خزان ز خجالت بهار چشم
بی دیدن جمال تو ای نور چشم من
روز کرم گذشت و کرم را بیوستان
دارم ز حسرت تو چو ابر بهار چشم
ندهد حیات زیب و نیاید بکار چشم
اندر میان سبزه کشد انتظار چشم
(لباب ۹۲)

(۱۵۱) دانا - لاهوری

ملازم دفتر انشای عالمگیر بادشاہ بود.

اضطراب اندر سخن عیبت دانا چون هلال
مصرعه برجسته باید گو پس از ماهی بود

(روشن ۲۱۰)

(۱۵۲) دبیر - لچھمی نرائن گجراتی

پسر منشی رام ولد رای جسونت رای از قوم کھتری در کنجاہ از مضافات
گجرات متولد شد. طبیعت طبع موزونی داشت. در کودکی از شیخ محمد صداقت
برادرزادہ غنیمت کنجاہی اصلاح یافت. بعدہ از صحبت سراج الدین علی خان
آرزو استفادہ کرد. صرف و نحو را از لالہ تیک چند بہار صاحب بہار عجم یاد
گرفت. رقعاتش را منشی فیض بخش جمع آورده طبع گردیدہ است. گاہی گاہی
بزبان فارسی شعر ہم می گفت. ازوست:

گوئی ای یار دلستان مرا	کہ غمت سوخت است جان مرا
چہ ستمگاری از فلک سرزد	کہ جدا کرد مہربان مرا
گریہ اش در گلو گرہ گردید	ہر کہ بشنید داستان مرا
ای دبیر آخر این چہ کم ظرفی است	فاش کردی غم نہان مرا

(۱۵۳) دستور - ابی چند لاهوری

ابی چند نام ہندوئی از قوم کائیت ساکن لاهور. وارد بلدہ شدہ بود.
در میدان سخن اسب زبان را بدین دستور میراند. منہ:

ادھم (۱) این نکتہ بارباب بصیرت میگفت
آنچہ در کاسہ چوبین است در افسر نبود

(مقالات ۲۱۶)

(۱۵۴) دلشاد - دل محمد پسروری

احوال وی در تذکرہ ہا مذکور نیست اما بعقیدہ نگارندہ او در قرن دوازدم
میزیستہ است و با راجہ رنجیت دیو، نواب معین الملک و با آدینہ بیگ رفاقت

(۱) ادھم اسم یکی از صوفیای معروف بلخ بود. اسم وی چنین آمدہ است:
حضرت ابراہیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن جابر ابو اسحق تمیمی عجل.

داشت . غالباً در شهرهای لاهور و سیالکوٹ زندگی میکرد . دیوانش باسم دیوان دلشاد معروف است . در زمان دل محمد ، شهر پسرور را پسرور می گفتند . چنانکه وی خود گوید :

دل محمد بدھر نامم ، کنی گر از شاد کامم
بنام دلشاد سر بر آرم ، دل محمد خوش از تو بادا

نیز :

شهر ما پر سرور میگویند	کان علم و شعور می گویند
بی تکلف سواد آبادیش	تا لب آب شور میگویند
اهل اخبار هند تاریخش	اول از لاهور میگویند
شکر فیاضی ^۱ دو تالابش (۱)	مردم و مرغ و مور میگویند
حسن هر خانه اش همی بینید	شهر حور و قصور میگویند
زین ولایت کجا روم دلشاد	شهر دہلی است دور میگویند

تاخت و تاز سیکہا و سرہتہ ہا در زمان دلشاد ادامہ داشت و در عین حال نادر شاہ ہم بر ہندوستان حملہ نمودہ بوخامت وضع این ناحیہ افزودہ بود . دلشاد بآن وضع اشارہ میکند :

قتل عام است در جہان آباد	آخر این غمزہ ^۲ تو نادر نیست
بگزید از من اہل عمرانات	قیس ما از بنی عامر نیست
آنچہ کردی تو با مسلمانان	بخدا کار هیچ کافر نیست
درد درانی ست اشک چشم ما	شور افغانی است اشک چشم ما
الحذر زین لشکر دریا شکوہ	فوج ترخانی است اشک چشم ما
غبار مرکب آدینہ بیگ در پنجاب	چو سرمہ نور دہ چشم کور ، یا قسمت
کجاست خان بہادر دگر گل مو من	بہ فیض باغچہ لاهور ، یا قسمت
فغان ز آمد و رفت قشون افغانی	بہ لاهور سگ بی شعور ، یا قسمت
امام سہدی ^۳ آخر زمان ! بیا وقت است	ندانم از تو شود کی ظہور ، یا قسمت
در مدح دوست خود نواب معین الملک :	

فلک یکی کمترین غلامش کہ پشت خم کردہ در سلامش

معین دین خان خجستہ نامش ، ز عقل پیر و بہ بخت برنا

در مدح نواب سر بلند خان سدوزئی ، صوبہ دار پنجاب :

چو ابر رحمت حق باد بر شگل امروز	رساند مژدہ کہ نواب نامدار رسید
خبر ز عالم بالا است ، قمریان بہ چمن	بلندخان چو سہی سرو صوبہ دار رسید

(۱) تالاب : حوض بزرگ آب .

من وی معلوم نیست اما وفات او حتماً در زمان پیری اتفاق افتاد ، چنانکه گوید :
 میرم از پیری ، بیا دلشاد من ، نام خدا
 یک تیر بر نشان نزدیم آه چون کمان
 دلشاد بریز اشک به پیری چو رسیدی
 پایم از گرم روی آه براهت در ماند
 یوسف آمد سر بازار زلیخا ! وقت است
 خانه زادان تو هستند گل و سوسن و سرو
 ای عزیزان مرا خبر گیرید
 قصه زلف او ، دراز خوش است
 دل خود دست غیر مفروشید
 یار تیغی کشیده می آید
 آه دنیا بکس نکرد وفا
 این سخن را باب زر گیرید

که یاد آید زیادت گر دلم بی تاب بر گردد
 تو بر گردی ز خوابم دیده ام از خواب بر گردد
 تو بر گردیدی از خواب و خیالم ای سرت گرم
 دل من از خیال و دیده ام از خواب بر گردد

معلومات فوق را از جلد بیست و پنجم اردو نامه کسب کرده ام . آقای
 حفیظ هوشیار پوری اخیراً بنگارنده خبر دادند که یک نسخه خطی دیوان دلشاد
 در دانشگاه پنجاب قرار دارد .

(۱۵۵) دیدار - مولانا دیدار علی لاهوری

از فضیلتی لاهور بود و آشنائی کاملی با مذهب اسلام داشت . در مسجد
 وزیرخان قرآن مجید تدریس می کرد . در اوایل سده بیستم سیاحت هند پرداخت و
 در سال ۱۹۲۲ میلادی باز بلاهور برگشته دیگر منزوی گردید . در سال ۱۳۵۴
 هجری عرصه وجود را ترک گفته و در لاهور مدفون گردید . بشعر فارسی علاقه
 داشت و دیوانی مختصری را هم ترتیب داده است که منتشر گردیده . آثار وی
 عبارتست از : ۱- هدایت الغوی

۲- رسول الکلام

۳- هدایت الطريق الاستعانت

۴- دیوان فارسی

انتخاب اشعارش در زیر داده میشود :

قیامی کو بمنزلهای عشق و حمد تو دایم
 جرس فریاد می دارد که بر بندید محملها

بشوقش جان بامب آمد، شدم بدنام عشق او
 نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها
 حضوری گرهمی خواهی مشو غافل ازو حافظ
 بذکر و فکر او می باش در خلوت و محفلها
 به ترک ما سواش باش ای دیدار مشغولش
 متی ما تلقی تهوی دع الدنیا و اسهلها
 تو مباحش هرگز مبین از خویش و کاروبار خویش
 جلوه قدرت بین در جمله کاروبار ما
 این خانه دل که خانه تست ای جان بیا بخانه ما
 رنج حالم و غم جدائی اینست بدل خزانه ما
 قربان تو باد جان دیدار اینست زما ترانه ما
 از خود رفتم با تو گشتم زانسان که نه بینم جز تو دگر
 در عشق تو شد ای جان جهان مشهور جهان افسانه ما
 ز نهار مدار دریغ شبها - دیدار خود از دیدار تو
 باز بطلب در حضرت خود گوزود بیا مستانه ما
 ای که می پرسی ز دینم - دینم از دینها جداست
 قبله من روی جانان - گعبه من کوی دوست

لا اله گفته گفته محو الا الله شدم
 دید دیدار است دایم جلوه دیدار یار
 داستانم را بیان دیگر است
 تو چه دانی منزل عشاق را
 ای مپرس از حال دیدار حزین
 من چه گویم از جمال و حسن او
 آرزو داری اگر دیدار دیدار خدا
 کن دمادم ذکر او هر روز و شب و صبح

(۱۵۶) دیده - آغاز خان بهادر مغل لاهوری

پسر کوچک آغاز خان بزرگ است از قوم ترکمان . والدش از امرای
 شاهجهان بود . بعد از فوت پدرش بجای پدر نشست ... و بعد از آن بصوبه داری
 کشمیر سرافراز گردید . سابق ازین چندی برفاقت نواب دلیر جنگ به لاهور هم
 گزرانیده ... صاحب دیوان ضخیمی است ... این شعرش که چون مصرع خدنگ از

بجر کمان فکرش برجسته و بدلمها نشسته ، اشتهار عام دارد و نظر برین که
ظهوری گفته است :

بیک بیت شاعر مسلم بود اگر مصرعش مصرعی هم بود
شعر مذکور مشهور است - اینست :

ابروی توزه کرد کمانی بکمی یک صید نیا سود زمانی بزمینی

(مردم ۱۶۳)

(۱۵۷) ذاکر - خواجه محمد دائم لاهوری

در ابتدای شباب از وطن به لاهور و دهلی رسید و از آنجا به شهر بنارس
آمده ، زن گرفته ، توطن گزیده تا ملک چین سیاحت پرداخت... بعمر شصت و
پنج سالگی رخت ازین سبج سرای بیرون کشید - دیوان مختصر یادگار اوست :

بر دلم از هیچ کس ذاکر غباری ره نیافت
سینه صافم ، دوستدارم دشمنان خویش را
نه همین جام جم و ملک سلیمان بطلب
هر چه خواهد دلت از همت مردان بطلب
ز صید لاغر من پهلوی داشش نشد فریه
خجالت میکشم چون بر سرم صیاد می آید

(روشن ۲۲۶)

(۱۵۸) ذره - مهر چند پنجابی

قوم کهتری ، پنجابی ، در فرخ آباد توطن اختیار نموده و در اشعار فارسی
"ذره" و در اردو "مهر" تخلص بوده :

ذره کاری نیست با دوزخ مرا ، فی با بهشت
اندکی در خانه خمار باید جا مرا
ای طبیب از پیش من برخیز و کن کاری دگر
در گذر از دار ، دم دارم من آزاری دگر
ذره را دشوار باشد طی نمودن راه عشق
گر بر آید خاری از پا میخلد خاری دگر

(صبح ۱۶۶)

(۱۵۹) رازی - دکتر پروفیسور فیروز الدین امرتسری

پروفیسور فیروز الدین رازی در سال ۱۹۱۴ میلادی در شہر امرتسر متولد گردید۔ خانوادہٴ او از خطہ کشمیر می باشد۔ او تحصیلات مقدماتی و متوسطہ خود را در سال ۱۹۳۴ بپایان رسانیدہ وارد لاہور شد و در سال ۱۹۴۰ بدرجہ فوق لیسانس فارسی از دانشگاه پنجاب نایل گردید و تا سال گذشتہ در دانشکدہ دولتی لاہور، ریاست قسمت فارسی را بعمہدہ داشت۔ وی از زمان کودکی خود عاشق ایران بودہ و چندین بار بایران مسافرت نمودہ است۔ پروفیسور رازی آثاری چند بزبان فارسی دارد کہ عبارتست از :

- ۱۔ فرہنگنامہ جدید ۲۔ سفینہ دانش ۳۔ نقوش اقبال ۴۔ ایران امروز
- ۵۔ قند عجم در سہ جلد ۶۔ قند پارسی ۷۔ ارمغان فارسی ۸۔ سرزمین سعدی و حافظ ۹۔ خود آموز فارسی در سہ جلد۔

پروفیسور رازی شخصیتی بسیار برجستہ و با ذوق و خوش سخن بود و نسبت بہ بندہ خیلی لطف داشت۔ وی در زمان تدوین و تنظیم این کتاب مریض بود و در اوایل سال ۱۹۶۷ عرصہ وجود را بعد از بیماری ممتد ترک گفت۔ خدا رحمتش کند۔ در زیر انتخابی از اشعار زیبای پروفیسور رازی درج میگردد :

ای کہ در پردہ نشینی ، هیچ سیدانی کہ خلق
از رخ و زلفت بگوید کوبکو افسانہ ها
آتش گل ہا فسرد و برگہای لالہ ریخت
تو نمیدانی چہ رفتہ بر سر دیوانہ ها
شمع رخسارت فروزان در شبستان جمال
آخر شب دیدہ ای جان سوزی پروانہ ها
سخت کم ظرفم کہ قانع گشتہ ام بر جرعہ ای
ہست از لطف تو ہر سو وا در میخانہ ها
خون رازی ریختی این رازہم پنهان نماند
داسن آلودہ ات دارد بلب افسانہ ها

بیان درد پایانی ندارد	خوشا دزدی کہ درمانی ندارد
گلہ از تنگی دامن چہ گوید	سیہ بختی کہ دامانی ندارد
لباس عاشق وارسنہ چیست	تن عریان گریبانی ندارد
بیا بتگر تب و تاب دل زار	بجزیک سوز پنهانی ندارد
ہمی خواہد بپای تو فشاند	ولی رازی دگر جانی ندارد

(۱۶۰) راسخ - میر محمد زمان سرھندی

پسر میر عماد است (۱) . و شاگرد عموی خود میر سفاخر حسین ثاقب ، در جامعیت معقولات خیلی کوشیده و بملازمت بادشاہزادہ انجم سپاہ ، عالیجاہ محمد اعظم شاہ فائز شدہ بمنصب شایستہ سرفرازی یافت شاعر نازک خیال ، بلند تلاش ، پیچیدہ گو ، صاحب طرز بود با حضرت میرزا بیدل خیلی مربوط بودہ . میر و میرزا و حاجی اسلم سالم و حکیم شیخ حسین در گجرات بلشکر شاہی باہم ہمطرح بودہ اند میر در ہزار و صد و ہشت در سفر ہند ، سفر واپسین اختیار فرمود . میان سرخوش تاریخ گفت :

دریغا بہ جان آفرین جان سپرد
خرد گفت با دل کہ "راسخ بمرد"

محمد زمان راسخ خوش خیال
چو تاریخ فوش دل از عقل خواست

۱۱۰۷

از وست :

شد رگ خواب پریشان سایہ ' مژگان من
برق بیتابی است راسخ مصرع دیوان من
خیال لعل لببت آتش خمار گداز
چو سیل خورد بہر سنگ پای آواز
(خوشگو)

چشم تا برہم زنم صد آرزو گل میکند
از زبان شعلہ بشنو گفتگوی سوختن
زہی نگاہ تو آئینہ دار شوخی ' ناز
رسید شور قیامت ز تربت فرہاد

سید والا نژاد بود و راسخ القدم جادہ ' استعداد . معانی تازہ می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوہ میدہد . از عمدہ ملازمان شاہزادہ محمد اعظم بود و منصب ہفتصدی سرفرازی داشت . وفاتش در ۱۱۰۷ واقع شد . راسخ بمرد تاریخ است . طوطی ناطقہ آہنگ کلامش چنین سر میکند :

مشتی از سرمہ گرفتیم و پریشان کردیم
آنچہ از دست برآمد ' بگریبان کردیم
دل تپید کہ من نیم بسمل راز
شکست شیشہ کہ قربان شوخی ناز
بسینہ تاختہ ناخن کہ زخمہ ' سازم
(انجمن ۱۷۴)

یاد از سام غم بزم خموشان کردیم
جامہ ' صبر بیالای جنون تنگ آمد
گل شگفت کہ من جام بادہ ' نازم
منی بجلوہ درآمد کہ عافیت سوزم
خروش ریختہ بر دل کہ نغمہ شوقم

(۱) این میر عماد ، میر عماد خطاط معروف نیست زیرا اسم او میر عماد العسینی بود کہ در سال ۱۰۲۴ فوت کرد .

سرهند شهرست مشهور در وسط راه دهلی و لاهور. نام قدیمش سهرند است. چون سلاطین غزنویه از غزنی تاسهرند متصرف بودند، سرهند زبان زد خلائق شد. راسخ سید والا نژاد بود و راسخ القدم جاده استعداد معانی تازه می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه می دهد. از عمده ملازمان و صاحبان شاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان بود و به منصب هفتصدی سرفرازی داشت. از وست :

گر نبودی تاج بسم الله بآیه بو تراب کجکلائیها نکردی بر سر ام الکتاب (اکرام ج ۲ : ۱۲۸)

میر محمد زمان راسخ در اظهار خوبیهای ذات والا صفات بلندی پایه استعدادش گر بدستگیری قلم دمد - - - راه بمنزل مقصود بزند که قلم چاک رقم در ادای توصیفش کار آستین بی دست کند. . . و بلبل ناطقه را در تعریف گلهای مضامین رنگینش از آواز رشته برپای عزیمت افتد. . . اصلش از عراق عجم است و سولدش در هندوستان در سرکار شاهزاده والا قدر دانش آگاه سلطان محمد اعظم شاه. از ارباب مناصب عالیه است. از واردات خاطر اوست :

ز بوی پیرهن مکتوب بر بال صبا بستی	بآه ناتوانان باز آیین وفا بستی
شبیخون در گلستان طرح کردی پا حنا بستی	بلاگردان ناز آورده ام مشت نیازی را
چرا ای شوخ دست شانه بر چوب جفا بستی	دل کاکل پرستانت به جمعیت نمی سازد
ز خود لبریز کردی ساغر و راه صدا بستی	دل وحدت شناس از ناخن بیداد بخراشد
نبی گویان زخود برخیز اگر دل با خدا بستی	فدا شو راسخ شوریده سردر راه پیغمبر

(خیال ۳۰۶)

راسخ، موسوم به میر محمد زمان ستوطن سهرند، به شرف سیادت امتیاز داشت. . . فکرش متین و خیالش رنگین است. وفاتش در سهرند واقع شد. سال این واقع از "راسخ بمرد" که تاریخ فوت اوست. . . . از واردات طبع راسخ است :

چراغ هستی محمود و آستین ایاز	بروز حشر ز یک جیب سر برون آرد
چراغ ناز پرورده است، ای باد سحر رحمی	ز بوی مرهم کافور داغم رنگ می بارد

(بینظیر ۶۷)

(۱۶۱) رائج - میر محمد علی سیالکوتی

از سادات سیالکوت، مردیست قلندر وضع، آزاد مشرب، مشق سخن را پیخته کرده، صاحب فکر و معنی بلند است. از وست :

جز هوائی نبود این همه ما و من ما خالی از تن چو حباب آمد پیراهن ما
 که جز بر صفحه وحدت تواند بست نقش او ز رنگ خود مصور رنگ این تصویری ریزد
 به جنگ ما و من روزیکه از وحدت کمر بستیم ز خود بیرون شدن ما در کفم شدش بر زبان بود
 (کلمات ۴۱)

از مدتی در سیالکوت که ولایت پنجاب است بسر می برد... قلندر وضع، آزاد
 مشرب... شاگرد غایبانه میرزا بیدل صاحب است. و برخی گویند شاگردی میر محمد
 زمان راسخ کرده... در هزار و صد و پنجاه واقعه هائیله میر محمد علی رائج رویداد
 بر جنازه اش حاضر شدم در شاهجهان آباد دیوانش را رائی آنند رام مخلص
 از سیالکوت طلب داشتند... خیلی صاحب مذاق و تلاش و بفارسی آشنا بنظر آمد...
 از نتایج طبع فیاض اوست:

اشکم ازهر مژه چو شد چو کشم ناله درد همچو طفلان که با فسانه بهم می آیند
 در سیاه کاری صفا دارد دل خود کام من سرمه صبح است پنهان در غبار شام من
 (خود گو ۲۱۶)

از سادات سیالکوت است. در آنجا فقر و آراستگی بسر میبرد. چند سال
 قبل ازین به عالم بقا شتافت و این شعر ازوست:

جز هوائی نبود این همه ما و من ما خالی از تن چو حباب آمده پیراهن ما
 (ریاض الشعراء)

خان آرزو گوید، میر محمد علی رائج از سادات نجیب است. کسب علم و
 فضل و شعر در خدمت والا بزرگوار که میر دوست محمد نام و صنایع تخصص میبرد
 نموده. با سیرزا عبدالقادر بیدل و شاه ناصر علی و فقیرالله آفرین و دیگر شعرائ عصر مشغول
 بود. عمری دراز یافته در قصبه سیالکوت من اعمال لاهور چند دهنه چاه داشت...
 بسیار بدقت حرف میزد و خیلی تلاش معنی تازه دارد... بلاعور فوت کرد عبارات
 صد سال کسری کم یا زیاده بوده باشد. تابوتش از لاهور سیالکوت به وطنش
 بود بردند تاریخ وفاتش چنین یافتیم: رف رائج بعالم باقی. من اعاده:

یا رب چه ساز مطرب بزم ازل نواخت در گوشها هنوز صدا که رسیده
 سیوه از بهر رسیدن میروید یکساله راه بخنگها که عوس داری سحر و جادو میبرد

(مقدم ۱۶)

رائج، میر محمد علی سیالکوتی - عمده شعر افاجیه است و مطلع ابواب
 ثاقبه. محمود افکار بیمن التفات او رائج. بحور اشعار بر نسیم وجه او مایع.
 پدرش میر دوست محمد از زمره سخن سنجان بود و صنایع تخلص میکرد. از دست:

بپای برق ہم نتوان رسیدن از حریم او
ره دور و دراز است ای کبوتر بال و پر شکنی

میر محمد علی کسب فن شعر از پدر خود کرده با میرزا بیدل و شاه آفرین
همطرح بود ... قلندرانه بسر می برد . دو صد سال (۱) تخمیناً عمر کرد . ۲۲
ربیع الاخر سنه خمسین و مائت و الف در لاهور بجوار رحمت پیوست . نعش او را
به سیالکوت برده حواله آغوش گور کردند . حاکم لاهوری تاریخ انتقال او این
مصرع یافت :

رفت رائج بعالم باقی

میر دیوان ضخیمی دارد . هجو بر مزاجش غالب بود . ازوست :
بزیر سایه گم گشتگی سعادت‌هاست درین زمانه همائی بغیر عنقا نیست
(عامره ۲۴۴)

از سادات نجیب سیالکوت ، من مضافات لاهور است . اکتساب علوم از
خدمت والد خود ، میر دوست محمد صانع تخلص کرده . با شاه ناصر علی و میرزا
بیدل و شاه فقیر الله آفرین و دیگر شعرای آن عصر همطرح بوده . در وطن خود
چند دیمه مدد معاش داشت و بآن اوقات بسر می برد . در پیرانه سالی رحلت
نمود . مصرع : رفت رائج ز عالم فانی ، تاریخ وفاتش یافته اند . دیوانی
ضخیم ازو مانده . این ابیات ازان است :

آن شود در بحر گرداب این بصحرا گرد باد
آب و خاکم بعد سردن نیز سرگردان اوست

(هندی ۹۴)

مردی آزاد مشرب . خوش خلق و خوش صحبت بود . با میرزا بیدل و شاه
آفرین همطرح بود و در وطن خود دامن عزلت و قناعت گرفته قلندرانه بسر می
برد و هنگامه سخنوری گرم داشت . قریب صد سال بزیست و در ۱۱۵۰ هجری
بجوار رحمت الهی پیوست . بسیار شوخ طبع ، خوش معاوَره ، انجمن افروز بود و
در شعر خواندن طرز عجیبی داشت . عطر زلف سخن چنین می افشاند :

کرد خط آتش رویت کباب شامیم	شد فزون در آخر حسن تو بی آرامیم
درین زمانه همائی بغیر عنقا نیست	بزیر سایه گم گشتگی سعادت هاست
ز طفلی آن شکار افکن نمیداند کمر بستن	چه سان آسوخت بیرحمانه بر فتراک سر بستن

(انجمن ۱۷۰)

(۱) شاید منظور نویسنده 'خزانہ' عامره صد و دو سال بوده است :

از سادات سیالکوت من اعمال لاهور است. مردی آزاد مشرب، خوش خلق خوش صحبت بود و در شهر خود قلندرانه می گذرانید و هنگامه سخنوری گرم میداشت. عمری دراز یافت. گویند در منتهای عشره خاسه بعد مائه و الف (۱۱۵۰) مرحله زندگانی طی کرد. فقیر در سنه سبع و اربعین و مائه و الف از سفر سند معاودت نمود و عبور بر سر لاهور افتاد. دران ایام عزیزی از سیالکوت از صحبت او آمده و خبر قدوم فقیر شنیده رسم زیارت بجای آورد. و برخی از اشعار میر ره آورد فقیر ساخت. ازان جمله است:

روز وصل از بیم هجران تو ام گریان گذشت
آه عید آمد پس از عمری و درباران گذشت
چسان آموخت بیرحمانه بر فتراک سر بستن
ز طفلی آن شکار افکن نمیداند کمر بستن

(کرام ج ۲ : ۲۴)

از سادات سیالکوت بود. مرد قلندر و خوش مشرب بوده. و در شهر خود بسر می برد. (مولف: در عهد محمد شاه، پادشاه هند، زندگی میکرده است) "رفت رایج بعالم باقی" تاریخ فوت اوست.

(شعرا ۵۷)

سردی بود قلندر وضع. در شهر خود بسر می برد و بازار سخن گرم می داشت. او می سراید:

روز وصل از بیم هجران تو ام گریان گذشت
آه عید آمد پس از عمری و درباران گذشت

(بینظیر ۶۷)

اسمش میر محمد علی و از امجد سادات سیالکوت از بلاد آن ولایت. گویند مرد صاحب حال و فقیر ستوده خصال بود. در نهایت زهد و ذوق و قناعت و وارستگی بسر میبرد. در سنه ۱۰۱۶ برحمت حق پیوست. این بیت ازوست:

جز هوایی نبود این همه ما و من ما
خالی از تن چو حباب آمده پیرهن ما

(عارفین ۱۲۱)

رایج همطرح میرزا بیدل و شعر آفرین بود و صاحب دیوان بود. بنام محمد دین فوق بتاریخ چهار مارس ۱۹۳۳ میلادی علامه اقبال را نامه ای نوشته استفساری بابت دیوان او کرد. در پاسخ علامه مرحوم رقم فرمودند که دیوان ضخیم رایج را دیده ام. رایج در انواع غزل و مرثیه حامل قابلیت خاص بود.

بر وفات سیف الدوله عبد الصمد خان ناظم لاهور و ملتان ، رایج سرثیه گفته است
که درج زیر است :

که میگوید ترا عبد الصمد خان از جهان رفت
زین انگیخت گرد کلفتی بر آسمان رفت
فلک تخت و ملایک لشکر و انجم سپاهت شد
پی فرمانروائی های ملک جاودان رفت
(هلال جلد ۹ شماره ۴ - ۱۹۶۲ میلادی)

(۱۶۲) رایج - میر محمد زمان سرهندی

از مردم سرهند بوده . در اواخر عهد عالمگیر بوده و در آن عهد ودیعت
حیات سپرد . میرزا سرخوش در تاریخ وفاتش گفته است :
محمد زمان رایج خوش خیال درینجا بجان آفرین جان سپرد
چو تاریخ فوتش دل از عقل جست خرد گفت بادل که : راسخ بمر
این بیت ازوست :

جامه صبر بیا لای جنون تنگ آمد هر چه از دست بر آید بگریبان کردم
(ریاض الشعراء)

(۱۶۳) راهب میرزا جعفر

فض مسیحا داشت لهذا راهب تخلص می نموده زندگانی در کمال
صفا و مینا میکرد . محفل یاران را از صحبت رنگین منصب بهشت میداد
نواده فاضل مشهور میرزا رفیعاً نایبی است و از جانب مادر نسب بخلیفه سلطان
میرساند و تولد او در اصفهان سنه ثمان عشر و مائه و الف واقع شد . هرگاه از
ملک سند به کشور هند برگشت ، وارد لاهور گردید اشعار راهب جمع
نشد . اگر مجموعه اشعار او فراهم می آمد تا چهل پنجاه هزار می شد . اقسام سخن
دارد از غزل و قصیده و رباعی . . . نادر شاه نامه نیز بنظم آورده . . . وفات او در
سنه سته و ستین و مائه و الف رو نمود . میر سید علی مشتاق اصفهانی قطعه
تاریخ گفته ماده تاریخ اینست :

راهب صد حیف زین جهان رفت (۱)

ازوست :

چسان سنجد کسی با خال و خط ابروی جانان را نباشد آیتی برتر ز بسم الله قرآن را

(۱) جمع اعدادش درست نیست مولف .

در میگده دور از لب لعل تو کبابم
در چمن چون لعل تو گهر بار شود
شب ز بیتابی اشک است دلم بی آرام
این طرفه که میسوزم و در عالم آبم
غنچه گل گره خاطر گلزار شود
دایه در رنج بود طفل چون بیمار شود
(عالمه ۲۴۴)

میر غلام علی آزاد در تذکرهٔ یدبیا می گوید که: هرگاه فقیر از ملک مند بطرف
هند می آمد، میرزا امام علی برادر میرزا جعفر را در لاهور اتفاق ملاقات افتاد،
نادهلی به مراقبت یکدیگر سفر کردیم. این مطلع میرزا جعفر ازو شنیده شد:

گر پیش نهال قد او جلوه طراز است
خوشا به عشرت مرغی که آشیان دارد
عذر گناه سرو همین بسکه دراز است
به گلشنی که گلچین نه باغبان دارد
(بینظیر ۶۷)

(۱۶۴) رحیم میرزا عبد الرحیم خان خاندان لاهوری

سپه سالار ولد بیرم خان از مشاهیر اکبریه است. در اربع و ستن و تسعمائیه
در لاهور متولد شده و در وقت شهادت پدر چهار ساله بود. وی را بدرگاه اکبری
آوردند. در سایه تربیت شاهی نشو و نما یافته بر مقام پدر قدم گذاشت و دوران
دولت سه کار نمایان کرده. یکی فتح احمد آباد گجرات - دوئم فتح دکن - سوئم
فتح ولایت سند. و درین مهم میان سند یک چندی بسر برده با مرزا جانی بیگ جنگهای
متعدد کرد. فی ست و ثلثین و الف متوجه سفر آخرت گردید. مقبره اش در دهلی
مشهور. شعر در زبان فارسی و ترکی و هندی میگفت. واقعات بابری را بحکم حضرت
عرش آشیانی از ترکی بفارسی آورد. سنه:

در قصه عشق مرد نا گویا به
تا قدر وصال ظاهر گردد
شمار شوق ندانسته ام که تا چند است
اندیشه عشق چون دل یک جابه
همچون شبی قدر وصال نا پیدا به
جز این قدر که دلم سخت آرزومند است
(مقالات ۲۳۳)

(۱۶۵) رسای - محمد ارشد پنجابی

مرید قدوه العارفین شاه بهکیه علیه الرحمه بود. در کتب فارسی ربط تمام
داشت و در نواح پنجاب سکونت می داشت. و معاصر محمد شاه پادشاه است.
شعر بتلاش میگفت. ازوست:

با مخالف مشربان یکجا نشستن خوب نیست
این غلط مجموعه را شیرازه بستن خوب نیست

(هندی ۸۲)

مرکز دائره سخن سرائی . محمد ارشد رسائی شاعر معنی تاب داده بود و ساکن سواد پنجاب .

(حسینی ۱۳۵)

(۱۶۶) رضوان - محمد حسین لاهوری

از ولایت آمده در لاهور توطن گرفته بود . صاحب دو بیت بیش نبود . در آن دو بیت نیز ابتدال بر آورده بیچاره را پیمانہ ساختند :

مگر صافی کمر در خدمت میخانه می بندد
که چون زرگس بہر انگشت خود پیمانہ می بندد

حاجی محمد جان قدسی یک بیت در جواب این بیت رسانده :

یک جام خمارم نبرد کاش چو زرگس بودی بہر انگشت مرا ساغر دیگر
(کلمات ۴۴)

سخن سنج جنت بیان . محمد حسین رضوان از ایران بلاهور رسیده همانجا توطن گزیده . این مطلع ازوست :

آنچه بی روی تو منظور نظر داشته ایم آشنا نیست کہ بر دیدہ تر داشته ایم
(حسینی ۱۳۶)

(۱۶۷) رفیعی - میر حیدر معنائی لاهوری

میر حیدر معنائی از کاشان است . فہم عالی و سلیقہ درست دارد . در فن معما و تاریخ بی بدل است . بلکہ غیر ازین فن نمیداند . کہ امری دیگر ہم میباشد . روزی شیخ فیضی گفت کہ در ہندوستان حالا معما متروک شدہ و عیب میدانند . گفت : بتقریب معما سالہا در ولایت تعب کشیدم . اکنون کہ درین وادی پیر شدہ باشم خود را چگونه ازان میتوانم گزرانید . ہمراہ خواجہ حبیب اللہ از گجرات بلاهور آمد و روزی معتدبہ از سرکار پادشاہی و دیگران اہل دخل گرفت . و برکشتی نشستہ متوجہ وطن گردید . چون از ہرمز گذشت بہ کچہ و مکران رسید . کشتی او تباہی شد و ہرچہ داشت بتاراج رفت . ازان جملہ چند جزو از تفسیر بی نقط شیخ فیضی بتوقعات افاضل و دیوان او بود کہ بولایت برای شہرت فرستادہ بود . این اشعار ازوست : ایات :

نازک دلم ای شوخ . علاجم چہ توان کرد
من عاشق معشوق ، مزاجم چہ توان کرد

من بتابوت رفیعی رشکها بردم که تو
همرهش گریان تو از اهل عزا می آمدی

رباعی

زاهد نکند گناه که قهاری تو ما غرق گناهیم که غفاری تو
او قهارت خواند و ما غفارت یارب بکدام نام خوش داری تو
(منتخب التواریخ . ج ۳ . صفحه ۲۳۲)

(۱۶۸) شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی

فرزند شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بهاء الدین ذکریا ملتانی (رح) بود .
در سال ۶۴۹ هجری در شهر ملتان متولد گردید . از جد خود بهره های سواد و
دانش برداشته پس از مدتی بخلافت او رسید . او صوفی کامل بود و در شعر
گفتن هم مهارت تامی را دارا بود .

(۱۶۹) روحی - اصغر علی گجراتی

مولوی اصغر علی روحی در دهی بنام کتهاله در نواحی گجرات بسر می
برد . اسم پدرش مولوی شمس الدین بود . او بعد از پایان تحصیلات خود در
دانشکده اسلامیة لاهور بعنوان دانشیار زبان فارسی و عربی استخدام شد . شعر
فارسی بخوبی هر چه تمامتر میگفت . دیوانش دارای قصایدی است که بروش
استاد سخن انوری سروده است . اشعاری چند از قصیده ای که در مدح حضرت
پغمبر سروده است درج میگردد :

آنکه چون توییق جاه او معبر ساختند	در عطا و منع احسانش مخیر ساختند
مژده اتمام نعمت تا دهد با عالمی	امی ای از آل هاشم را پمبر ساختند
سطوت او چون بمیدان جهاد آورد ، او	کسیه کوه بیکرش الله اکبر ساختند
روحی لب تشنه را درباب ای ابر کرم	ای که از فیض لب تسنیم و کوثر ساختند
سوز او از سوختن دیگر نبیند چاره ای	زانکه داغ عشت آتش دل سمندر ساختند
نعت احمد و صف قرآن هر دو در معنی یکیست	از پی اجمال یک ، تفصیل دیگر ساختند

(۱۷۰) روشن - محمد روشن لاهوری

محمد روشن لاهوری بعزم زیارت بیت الله میرفته . منہ :

شب روانان در رخ انجم همی جوینده راه
زینهار از طلعت روشن ضمیران چاره جو

مرگ مردان خدا نقل مکانی باشد
گنج این راز ته خاک نهانی باشد

(مقالات ۲۵۸)

(۱۷۱) روشن - منشی به-وج راج پنجابی

او پسر راجا سکه جیون بود که ذکرش در همین تذکره مذکور است .
روشن تخلص داشت و گاهی بفارسی هم شعر می سرود . ازوست :
به خم ابروی نگار قسم به دم تیغ آبدار قسم
کار شمشیر می کند ابرو به علی و ذوالفقار قسم

(۱۷۲) رونی - ابوالفرج بن مسعود لاهوری

مولد و منشای او خطه لاهور بود و این خطه بفضل لا متناهی او بر سایر
بلاد مفاخر و مباهی . در دولت سلطان رضی ابراهیم ، تغمد الله برحمته دولتها
دید و قصاید او اکثر در مدح اوست و انوری پیوسته تتبع سخن او کردی و
دیوان او همواره در نظر داشتی و در آن قصیده که گفته است ، مطلع :

ویحک ، ای صورت متصور ، نه باغی نه سرای
بل بهشتی که بدنیات فرستاد خدای
خاطرست بغایت نادرست و در آن قطعه که گفته است :
اندران مجلس که من داعی بشعر بوالفرج
تا شنید ستم و نوعی داشتم بس تمام

دلیلت که او پیوسته در بوستان دیوان ابوالفرج تفرج کردی و ابوالفرج
را این دو بیت در تلماس دیوان که در قصیده مندرج کردست . تلماست ، میگوید :
نعل اسپ تو هلال است و سنامش کو کبست آفتابست او و اسپش آسمانها را مدار
آسمانی پر کواکب بر زمین هرگز که دید کآفتاب او یکی باشد ، هلال او چهار
و این قصیده که مطلع دیوان اوست در مدح سلطان رضی الدوله ابراهیم
مسعود تغمد الله برحمته ، گفته :

روز بازار ملک هفت اقلیم	پشت حق بوالمظفر ابراهیم
شهریاری که طول و عرض فلک	همتش را نیامدست جسیم
پیش سلطانش آسمان عاجز	نزد معروفش آفتاب لثیم
در خطابش که رفق مذهب اوست	در تناسخ زید عظام رمیم
رای او عاطفت بکار آورد	هر کجا دید سلک در یتیم

و در مدح وزیر مملکت خواجه محمد بن بهروز بن احمد رحمه الله گفته است :
 گر بخت را وجاهت و اقبال را یدست از خدمت محمد بهروز احمد ست
 از حرف های ابجد عقدش برآستی مانده تر بحرف نخستین ابجد ست
 و هموراست در حق خواجه عمید منصور بن مسعود بن احمد الحسن المیمندی العارض :
 جشن فرخنده فروردینست روز بازار گل و نسرينست
 باغ پیراسته گزار بهشت گلبن آراسته حورا تعینست
 شه او زبید منصور سعید زانکه او خسرو و این شیرینست

این رباعی اوراست :

چون زور ملک چرخ در آورد بزه از چرخ ملک باگ بر آورد که زه
 خم داد ز شست تیر و برداشت گره بگشاد گشاد او مسام دو زره

رباعی :

چون یار بیوسه دادم یار گرفت زلفش بگرفتم از من آزار گرفت
 چون یاری من یار همی خوار گرفت زآن خواست بدست من همی سار گرفت

قطعه :

مال دادن جز بحق اسرف دان اینکه از قرآن بخوان لاتسرفوا (الاعراف)
 از برای دین همه دنیا بده لن تنالوا البر حتی تنفقوا (آل عمران)
 (لباب ۴۱۹)

از شعرای جلیل الشان و از فصیحای عذب البیان است و اکثر شعرا باو ستادی
 او اعتراف و از بحر فضایش اعتراف کرده اند و شاهد استادی او همین بس که
 حکیم انوری تتبع طریق او بوده گاهی تضمین مصارع او میکرده . اصل وی از
 قصبه رونه من محال دشت خاوران است ، وی در خدمت سلطان ظهیر الدین
 ابراهیم بن مسعود و محمود بن غزنوی راه منادمت یافته ، بعد از آنکه سلطان
 ابراهیم را سوء مزاجی به مسعود سعد سلمان بهم رسیده او را حبس فرمود . ابوالفرج
 خوفاً بنواحی لاهور رفته ساکن شد و باز در عود سلطان به هند کمره در سلک
 مقربان و ندیمان مجلس خاص انخراط یافت و هم در آن ازمنه بعالم باقی شتافت .
 این اشعار ازو ثبت شد :

آب هنرش پست کند آتش فتنه باد ظفرش روح دهد شیر علم را
 چون تیر همی راست شود گردش ایام تا بازوی عدلش بخم آورده کمان را

رباعی

مه بر سرو نهاده کاین روی منست وز مشک زره شکسته کای موی منست
 از خلد دری گشاده کاین بوی منست آتش بجهان د زده کای خوی منست

رباعی

یکچند مرا بوعده میفرسائی یکچند اگر صبر همی فرمائی
آنکه که سرا بکشی از تنهائی چه سود و زیان گر آئی و گر نائی

(آتشکده ج ۲ : ۶۶۷)

استاد الشعرا و افصح البلغاء است . مولدش قریه روان از مضافات سیستان بطرف غزنین و لاهور افتاده . اینکه در افواه ابو الفرج سنجری شهرت یافته غلط است . گویند عمرش از یکصد و بیست سال زیاد بوده ، بخدمت اکثر سلاطین عظام رسیده ماح ابو علی مسحور و هاجی آل سبکتگین است . مسعود سلمان نسبت عناد وی را محبوس کردند . دیوان قریب به ده هزار و دویست بیت متداول است لیکن اشعار بسیار بوده . بسبب فترات زمان از میان رفته . اوراست :

از عهد پر از نفاقت ای شمع سرور چون آتش ست نمای نزدیکی دور
چون از تب و تابش تو گشتیم نفور خواهی همه نار مباح خواهی همه نور
در عشق تو خوشدل ز من هزارست رو شاد نشین که بر سرادت کارست
تو کشتن من میطلبی وین سهلست من وصل تو می جویم و این دشوارست
گفتی که فرو شدم بکوی دیگر دل شاد کنم به خو بروی دیگر
این باد نمی جهد هر آنجا که شوی وین آب نمی رود به جوی دیگر
(ریاض الشعرا)

رون قصبه ای از مضافات لاهور است . وی از عمده شعرای هندوستان و بلبل خوش الحان این بوستان است . باتفاق اساتذہ در متانت عبارت و لطافت درجه علیا و مرتبه قصوری داشت . مسعود سعد سلمان و انوری و فیضی مداح او بوده اند . نزد سلطان ابراهیم بن مسعود بن سلطان محمود منزلی عظیم داشته . در سال ۷۷۴ از زندان دنیا بنزعت آباد عقبی شتافت . دیوانش متداولست . ازوست

رباعی

بادی که در آئی به تنم همچو نفس ناری که بسوزی دل عالم بهوس
آبی که بتو زنده توان بودن و بس خاکی که به تست باز گشت همه کس
(انجمن ۶۶)

یکی از شعرای معروف سامان غزنویان بود . در شهر تاریخی لاهور بدینا آمد و در همین شهر بزرگ شد . قصیده های متعددی در مدح مسعود بن ابراهیم غزنوی که در سال ۷۹۲ بر تخت سلطنت نشست ، سرود ، و استاد شاعر معروف آن سامان ، مسعود سعد سلمان بود . عده ای از تذکره نویسان وفات او را در سال

۴۸۹ نوشته اند و عده دیگری معتقدند که وی در سال ۴۹۲ عرصه وجود را ترک گفت . اما بدلیل اینکه قصیده هائی در مدح سلطان مسعود سروده است ، وی حتماً تا سال ۴۹۲ زنده بود : وی پسری داشته است بنام کافی که از شاعران نیمه اول قرن ششم در دستگاه سلاجقه بود . ابو الفرج در بارهٔ ساختمانی که مسعود سعد یعنی شاگردش بنا کرده بود قطعه ای سرود که بیت اول آن بدین قرار می باشد

ابو الفرج را درین بنا که در آن اختلاف سخن فراوان گشت
مسعود هم قطعه ای باین آغاز سرود :

خاطر خواجه ابو الفرج بدرست گوهر نظم و نثر را کان گشت
انوری و فیضی هم از سبک نظم رونی تقلید نموده اعتراف مهارت تام سخن
سرائی رونی را کرده اند .

انوری : باد معلوشش که سن خادم به شعر بو الفرج
تاشنید ستم ولوعی داشتستم بس تمام

فیضی : فیضی ستم آنکه در معانی کسی بدو صد نوح گرفتم
ذوقی که توان گرفتن از شعر از شعر بو الفرج گرفتم

از جمله آثار ابو الفرج که تا حال چاپ گردیده است ، آثار زیر راستوان
نام برد .

۱- دیوان قصاید حکیم فرید سخن دان ... حکیم ابو القاسم المتخلص به

عنصری ... با دیوان ابو الفرج رونی - چاپ بمبئی در سال ۱۳۲۰ هجری .

۲- دیوان استاد ابو الفرج رونی تصحیح به تصحیح پروفیسور چابکمن

مستشرق مترجم اول سفارت شوروی در تهران ، چاپ تهران . در سال

۱۳۰۴ هجری . (مؤلف)

در هندوستان بدور سلطانی غوری از مستعدان روزگار و شعرای سرمایه دار

بود . رباعی :

هر تیر که در جعبه افلاک بود آماجگهش این دل صد چاک بود

تا چرخ چنین ظالم و بیباک بود آسوده کسیکه در نه خاک بود

ایضاً

گفتم که فرو شوم بکوی دیگر دل شاد کنم بخوبروی دیگر

این باد نمی جهد جز آنجا که توئی وین آب نمی رود بجوی دیگر

(روسن ۲۲)

(۱۷۳) ریاضی - امام الدین لاهوری

خلف ملا لطف الله مهندس تخلص ، لاهوریست در جمیع علوم رسمی یگانه بود . خصوص در ریاضیات تصنیفات معتبر دارد بنا بر اشغال علمی به فکر و سخن کم می پرداخت و لیکن سلیقه بسیار درست داشت در سال هزار و صد و چهل پنج رحلت کرد . شعر ریاضی اینست :

ز عشق یار چه گویم که حال من چون است
غم بدور خطش از احاطه بیرون است
پایه عشق بلندی ز سردار گرفت
هر که دریافت که چو منصور سری سرداریست
یوسفستان معانیست ریاضی سخت
چاک پیراهن نظم تو عجب بازاری است

(خوشگو ۱۹۱)

صاحب طبع سحر آفرین مولانا امام الدین که ریاضی تخلص میکرد ، اصلش از لاهور است . قلعه ارک شاهجهان آباد باهتمام پدرش لطف الله مهندس حسن تعمیر یافت . مولانا در فنون ریاضی یکتای عصر بود . . . و به موزونی طبع گاه گاه متوجه شعر و سخن هم میشد . آخر کار در ۱۱۴۵ خمس و اربعین و مائه و الف بگلگشت ریاض جاودان شتافت . ازوست :

دریاد دل است یار و نم از من دریغ داشت خاک رهش شدم قدم از من دریغ داشت
(نتایج ۲۷۷)

فرزند مولانا لطف الله مهندس لاهوری که قلعه ارک شاهجهان آباد بصوابدیدی زرینش بنیاد گرفته ، و ریاضی متوطن شاهجهان آباد گردیده ازان شهر مدت العمر بیرون نرفته . ماهر علوم درسیه بوده و در سبق علم ریاضی از معاصرین قصب السبق ربوده . در عبادت و ریاضت و ورع و زهد عدیل خود نداشت . در سنه خمس و اربعین و مائه و الف قدم بطریق سیر ریاض رضوان گذاشت :

رگ گل کرد آن گل چهره بر تار نهالی را
ازین اندیشه گلهها داغ شد بر سینه قالی را (۱)

(۱) شعر فوق در دیف و قافیه و بحر یک مطلع طالب اصلی سروده شده است که بدین قرار است :
(در صفحه ۱۶۷ نگه کنید)

رفتی و رفت لشکر دل در رکاب تو
 شهرم برنگ مجلس تصویر جان نداشت
 روشن دلیم و خاک نشینی عیار ماست
 سیماب وار کشته شدن اعتبار ماست
 ندانم از چه شدی سنگدل که بیمار
 بجان رسید و نه پرسید که حال او چون است

(صبح ۱۸۷)

(۱۷۴) زار - پندت تربهون ناتھ زتشی لاهوری

او از زتشیان کشمیر بود. پدرش پندت پرتھی ناتھ شاگرد میرزا داغ دهلوی بود. زار تحصیلات خود را در دانشگاه پنجاب بتکمیل رسانید. سابقاً وی شمیم تخلص داشت اما این تخلص را عوض کرده زار را تخلص خود قرار داده بار دو و فارسی شعر میسرود:

گاه مست و گاه هشیاریم ما	دل به یار و دست با کاریم ما
از گنہگار و سیه کاریم ما	اعتماد رحمتش داریم ما
در فراق جان جان روح روان	زار و مہجور و دل افکاریم ما

(۱۷۵) زاهد - شیخ محمد زاهد گجراتی

در کنجاہ متولد شد در عصر مہاراجا رنجیت سنگ زندگی میکرد. مولوی محمد صالح کنجاہی در سلسلہ الاولیاء اسم وی را آورده اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است. یک نسخه خطی دیوان او پیش میان شریف کنجاہی وجود دارد و اشعار زیر از همان نسخه انتخاب گردیده است:

خیال گرمی خوابش بدلمہا می رسید اینجا
 برنگ برق در آئینہ جوہر می تپید اینجا

دنبالہ صفحہ گذشتہ

بتن بویا کند گلمہای تصویر خیالی را بجان بیدار سازد خفگان نقش قالی را
 بہ ناصر علی سرہندی گفتند کہ شعری درین بحر و قافیہ بسراید اما وی در جواب گفت: این زمین را طالب برد. چیزی کہ مانده است در دست. مدتی پس ازان ریاضی ابن شعر را سرود و مورد تحسین قرار گرفت. باید گفت کہ این زمین دو ردیف داشت کہ یکی از آنها را طالب برد و دومی را ریاضی از جواہر خانہ قضا و قدر بدست آورد.

بجای گرد بوی نافه زین ویرانه می خیزد
ندائم آهوی چشمی که از دلها رسید اینجا
رگ یاقوت کرده جامه را در دامن صحرا
بیاد وصل او اشکی که از چشم چکید اینجا
خیال مصرع شوکت ز هوشم می برد زاهد
مگر وقت مصور صورت پاکی کشید اینجا

(۱۷۶) زیب - نواب زیب النساء بیگم

دختر اورنگ زیب عالمگیر پادشاه است ... از بطن دلرس بانودختر شاه نواز
خان در ۱۰۴۸ هجری پیدا شد حافظ قرآن بود و صرف و نحو و فقه از سلا جیون
آسوخ. نستعلیق و نسخ و شکسته خوب می نوشت. میل کلی بشعر و سخن میداشت.
بسیار شعرا و علما در سرکار وی نوکر بودند. شوهر نگرفت. در سال ۱۱۱۳
وفات یافت ... و آنچه مشهور است که مخفی تخلص اوست بقول میر آزاد بلگرامی
در ید بیضا و قاضی اختر در آفتاب عالمتاب و دیگر محققین غلط است و گفته اند که
مخفی تخلص شاعری بود نوکر بیگم ممدوحه و دیوان مخفی که بنام وی شهرت
دارد از مخفی شاعریست. و دیگر مخفی رشتی مصاحب امام قلی خان حاکم فارس
بود ... ازوست :

ای آبشار نوحه کنان بهر چیستی ؟ چین بر جبین فگنده ز اندوه کیستی
دردت چه درد بود که چون من تمام شب سر را بسنگ می زدی و میگریستی
نقل است روزی بیگم این مصراع پیش ناصر علی سرهندی فرستاد
از هم نمیشود ز حلاوت جدا لبم
وی از راه شوخی زیر آن رقم زد :

گویا رسید بر لب زیب النساء لبم

بیگم ازین ادا سوخت و چهره بر افروخت و این بیت نوشت :

ناصر علی بنام علی برده ای پناه ورنه به ذوالفقار علی سر بریدی

(تابان ۱۸)

شاعری باسم مخفی رشتی در ایران هم زندگی میکرده است که بیت زیر
ازوست :

مخفیا دختران خطه رشت همچو طاؤس مست میگردند

ذکر این شاعر در آتشکده آذر آمده است. نگارنده بیقین هستم که شاعرانی

که مخفی تخلص داشتند زیاد اند و یکی از آنها زیب النساء مخفی هم بود که غیر

از زیب النساء زیب بود . زیرا تاریخ وفات او از قطعه زیر بر می آید :

آه زیب النساء بحکم قضا ناگهان از نگاه مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و کمال همچو یوسف بچاه مخفی شد
سال تاریخش از خرد جستم گفت هائف که ماه مخفی شد

۱۱۰۵

ولی آنطوریکه گفته شد زیب النساء زیب در سال ۱۱۱۳ هجری وفات یافت و نه در ۱۱۰۵ . ازین قطعه می شود استنباط کرد که قطعه تاریخ وفات زیب - النساء زیب بدون تردید قطعه فوق نیست و تخلص او زیب بود نه مخفی .

(۱۷۷) زیبا - پندت بر جموهن لال تکو لاهوری

پندت بر جموهن لال تکو از خانواده پندت های کشمیر بود . پدرش هم بزبان فارسی شعر می سرود . او پندت نرنجن ناتو تکو نام و شکوه تخلص داشت . زیبا در شهر تاریخی لاهور بدینا آمد و تحصیلات عالی خود را در همان شهر فرا گرفت . وی تا مدت پنج سال در ایمن آباد گوجرانواله تدریس کرد و از سال ۱۹۰۹ الی ۱۹۲۴ میلادی ریاست مدرسه ای را در شهر اسرترسر بعهده داشت . در فن غزل مهارت قاسمی داشت . اشعار زیر ازوست :

هستی این عالم ظاهر بجز پندار نیست
برکشا این پرده و بین هیچ شی جز یار نیست
ساغر و مینا شکسته . مطرب و ساقی خدوش
بزم یار آخر شد و با جام و باده کار نیست
عاشقم . دیوانه ام . آخر بتو خواهم رسید
نیست دیوانه بکار خویش گر همیار نیست
این تاثیر وصف گل که هنگام رقم کردن
ز سر تا پا زبان خامه ام منقار بدل شد
کنار آب و لاله زار و یار سهراب ساقی
چگونه حال زیبا چون بلند آواز قلقل شد

(۱۷۸) سارق - میرزا بدیع الدین پنجابی

بسر اول در بهاولپور با فقیر سلاقی شده . سرد خوشگور و خوشخو و صاحب علم بود . . . روزی گفتمش که این چه تخلص است . . . گفت : چه عرض کنم ، این دزد سیرتان که خود را بشاعری منسوب میکنند . قبل ازین دو تخلص بده

بدزدی ر بودند که یکی بدیع و دیگری رفیع بود . حالا تخلص خود سارق کرده
منادی کرده ام که ای غارت پیشگان این را هم غارت کنید . مگر الحمد لله که
کسی غارت نکرد . این یک شعر هنوز نقش بر دل است :

شبی در جای خوابش نقب کرده ز ام دستی به نقد وصل سارق
(چشم دیده ۵۶)

(۱۷۹) ساغر - لاهوری

ساغر کش مصطبه سخن بود :

دل ساغر بجوش آمد . ز جور تیغ خوریش
فغانی گر دلی داری تو باش اینجا که من رفتم

(روشن ۲۸۱)

(۱۸۰) سالک - عبد المجید بتالوی

اسم او عبد المجید و اسم پدرش غلام قادر بود . در بتاله متولد شد و
تعلیمات ابتدائی خود را در شهر پتهانکوت فرا گرفته در همان شهر مشغول گردید .
در سال ۱۹۱۴ از شغل خود استعفی داده مدیریت مجله ای ادبی باسم دو فانوس
خیال ، را بعهده گرفت ولی دو سال بعد به لاهور رفته با روزنامه معروف زمیندار
پیوسته خدماتی را انجام داد . در همان زمان با مجلات دو پهل ، و "تمهذیب نسوان"
نیز همکاری داشت و بعداً روزنامه ای باسم انقلاب اجرا نمود و همکار مولانا غلام
رسول مہر شد . بعد از تقسیم شبه قاره وارد کراچی گردیده در سنه ۱۹۵۳ باز
بلاهور برگشت و در تاریخ ۲۷ سپتامبر ۱۹۵۹ میلادی این جهان آب و گل را
بدرود گفته بدارالبقا شتافت - وی معمولاً بزبان اردو شعر می سرود اما گاهی بفارسی
هم شعر میگفت :

به سینه داغ بهاری که داشتم دارم
نظر به راهگذاری که داشتم دارم
به کلبه ام شب تاری که داشتم دارم
غم بهار دیاری که داشتم دارم

غم فراق نگاری که داشتم دارم
بآن امید که دیگر چمان چمان گذری
بلای الفت زلف و تصور گیسو
به باد رفت بهار دیار من سالک

این شعر را خیلی دوست میداشت :

المہی آفرین برقی کہ بروی آشیان ریزد

ندارد هیچ جدت ریختن بر آشیان برقی

(۱۸۱) سامع - محمد احسن خان پنجابی

میگویند از اولاد راجه بیربل است . جدش اسلام آورد ... چند ماه در سفر لاهور شب و روز یکجا بودیم . مرد بر خود چیده و خود را بطور میرزایان ایران تراشیده است . اول شاگرد حکیم الملک شهرت تخلص بود و بعد آن مرید و معتقد شیخ محمد علی حزین رسا است و پخته گواست . شعرهای خوب دارد . عمرش از شصت متجاوز است .

چکنم خاطر صیاد عزیز است عزیز ورنه از کشمکش دام بتنگ آمده ام
در طینت غافل نبود جوهر مستی هرگز نتوان خون زرگ خوب کشیدن
(مردم ۱۶۴)

(۱۸۲) سامی - خواجه عبد الله لاهوری

از قبیلہ ملا عوض وجیہ است . محمد اعظم شاہی بود و از یاران حضرت میرزا بیدل . در لاهور سکونت داشته ... سردی خود پسند بوده و از علوم رسمی بهره مند . دیوانی دارد و تلاش نازک خیالی می نماید ... در هزار و صد و پنجاه و پنج در گذشته . ازوست :

شب که آن ماه نیم رخ در پرده مست خواب بود
یک طرف در خانه ابرو یک طرف مہتاب بود

دل و ا شود زدست تو بی منت کلید این قفل ابجد است بنام تو بسته اند
(خوشگو ۳۳۰)

اصلش از اتراک قہبایہ است . و در سرش از استعداد علمی سرمایہ . در شاہجہان آباد با میرزا بیدل صحبتہا داشته و در سنہ یک ہزار و یک صد و پنجاه و پنج این دار نا پائدار را گذاشتہ :

شب کہ آہ مہ نیم رخ در پرده مست خواب بود
یک طرف در خانہ ابرو یک طرف مہتاب بود

دل و ا شود زدست تو بی منت کلید این قفل ابجدست بنام تو بسته اند
(صبح ۱۹۵)

(۱۸۳) سخا - میر زاهد علی لاهوری

ولد میرزا سعد الدین لاهوریست . هنگام اختلال سلطنت ایران ، حاکم لاهور بود . و با افغانہ جنگہا نمودہ ، دستگیر آمد . مدتی در اصفہان محبوس ماند و بعد خلاص چندی از جانب پادشاہ افغانستان بحکومت بندر عباس مقرر گشت .

اواخر بهندوستان رسید ، و بہمراہ سعادت خان بملازمت فردوس آگاہ مشرف گردیدہ منصب وجاگیر یافت . و در سن یک ہزار و یکصد و چہل و شش از دست زن مغنیہ مسموم شد . ازوست :

در شب ہجر تو شرمندہ احسانم کرد
قصہ درد دل خویش بہ بلبل گفتم
سرگذشت شب ہجران تو گفتم باشمع
زلف او بود سخا حاصل سرمایہ عمر
دیدہ از بس گہر اشک بدامنم کرد
آن تنک حوصلہ رسوای گلستانم کرد
آنقدر سوخت کہ از گفتہ پشیمانم کرد
شانہ آخر ز کفم برد و پریشانم کرد
(ہندی ۱۰۹)

(۱۸۴) سرابی - ملا ابو محمد سیالکوٹی

از اعمال پنجاب است و از سخنوران عہد جہانگیر بادشاہ بود :
ز ناخن بازی مطرب چہا بر ساز می آید کہ سشتی ناخنی بر دل زہر آواز می آید
(روشن ۲۸۸)

(۱۸۵) سر آمد - سر ہندی

شاگرد ناصر علی سر ہندی و متبع طوز اوست :
جلوہ صبح سعادت بسیہ بختی ما ست خلوت آئینہ در خانہ زنگ است اینجا
بہ سر آمد مددی جز تو کہ خواہد کردن ؟ گر نباشی تو علی ، قافیہ تنگ است اینجا
ز بس از سوختن ہا نو بہاری کردہ ام پیدا چراغان لب بام ست شاخ گل بیاغ من
(روشن ۲۸۸)

(۱۸۶) سر آمد - کشمیری ثم لاهوری

عندلیب گلشن خوش تقریری مولانا سر آمد کشمیری کہ در لاهور
نشو و نما یافتہ و در فنون سخن طرازی از شاگردان آفرین لاهوری است ، اوسط
مائہ ثانی عشر در گذشت .
(نتائج ۳۵۱)
سر آمد کشمیری در لاهور نشو و نما یافتہ و در سخن شاگرد آفرین است .
اوسط مائہ ثانی عشر جہان فانی را بدرد گفت : ازوست :
ز عاشق کی دماغت نالہ بیتاب بردارد شکستہای رنگ گل ترا از خواب بردارد
(انجمن ۲۱۴)

(۱۸۷) سرخوش - محمد افضل سرهندی

پسر ثانی محمد زاهد است. ولادت باسعادت او در سال هزار و پنجاه به عهد شاهجهانی در جنت نظیر کشمیر بوده ... "افضل اهل زمانه" تاریخ تولد اوست. . . محمد طاهر نصرآبادی در احوال ایشان نوشته که لاهوری است و در لاهور باشد غلط کرده - بهر حال از آغاز شباب مشق سخن دامگیر طبع بلندش بود . و بصحبت استادان این فن رسیده فائده‌ها برداشت . . . اواخر عمر به منصب و تحویلداري اجناس مندرس صوبه سرفراز شده . . . بدار الخلافه آمده . . . بدریافت حقایق و دقایق تصوف توجه تمام داشت و خود از جماعت صوفیه بود . وقتی این رباعی گفت:

چار اند ز تحقیق کیمیائی آگه ابن عربی اول شان در افواه
پس مولوی و سحابی و ملاشاه پنجم سرخوش غریب الله الله

فقیر راقم خوشگو اول در عمر چهارده سالگی خاک آستان مبارک صندلی پیشانی طلب ساخته مشق شکسته بسته خود را به نظر اصلاحش می گذرانید . . . تخلص عنایت فرمودند و گفت لفظ خوش از تخلص خود بر آورده بخشیده ام . . . به عمر هفتاد و شش سالگی آزادانه جان به جان آفرین سپرد . . . لاله سکهرج سبقت تاریخ وفاتش عبارت "افضل دهور" یافته و حکیم چند ندرت که از شاگردان اوست ازین مصرع بر آورده "از جهان رفت آه عارف پاک" کلیات آنجناب قریب به چهل و پنج هزار بیت است . . . این بیت مطلع دیوان اوست .

ز دست و پا زدن بسمل تو دانستم که بعد کشته شدن هم تلاش‌ها باقیست
ملک گیری دیگر و شور محبت دیگرست خوانده یوسف زلیخا و سکندر نامه را
منعمان را حرص زر باقیست تا روز حساب تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب

محال است این که بعد از مرگ هم دست از تو بردارم
که گر من خاک گردم ، گرد دامن تو خواهد شد

کفر و دین متفق به وحدت او سخن هر دو لب یکی باشد
بنگر که خورد طفل زیک پستان شیر در دست بگیرد سر پستان دگر

(خوشگو ۷۱)

میکش میکده روزگار تیغش محمد افضل سرخوش از شعرای نیکو دستگاه بوده و به منصب داران عالمگیر پادشاه مدتی در طلب دنیا دویده . اما بخت مساعد نگردیده . . . سرخوش در آخر عمر بجمعیتی رسیده . . . دیوانی و تذکره الشعرا دارد .

فقیر این چند بیت از ان یادگار می نگارد - مطلع :
 بتخاله نیست در شب هجران ز تب مرا کز فرقت تو چشمه زده جان بلب مرا
 نیست ذوق گفتگوی طبع مال اندیش را میکنم چون نامه خود پامال حرف خویش را
 (حسینی ۱۵۹)

محمد افضل از مردم سرکار عبد الله خان زخمی شاهجهانی بود و سه بیٹی
 منصب عالمگیری و مشرقی بعضی کار خانجات داشت ... در سن سته و عشرین
 و مائے الف بر حمت ایزدی پیوست . شعر با سزه میگوید و مضامین تازه می بندد . ازوست :
 بتاریکی کسی گم گشته خود را نمی یابد عبث در سایه بال هما جوئی سعادت را
 در هندسه سه را چو مضاعف سازی هر چند که بشمری نه آید برقم
 (عامره ۲۶۳)

از مغلان عبد الله خانی است و در موزونان مشهور بخوشگوئی و نیکو بیانی،
 راقم حروف را باوی صحبت اتفاق نیفتاده و این چند بیت از روی سفینه دستخطش
 که نزد آشنائی بنظر در آمده قلمی نمود :

بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
 چه خوش نامی بر آمد الله الله از زبان ما
 بسر داریم سودای گل خورشید ، دیداری
 که چون شبنم همه چشم است بار کاروان ما

(خیال ۲۹۰)

محمد افضل نام دارد . تلمذ او میرزا محمد ماهر و موسوی خان فطرت است
 و با ناصر علی در خورد یارانه داشت . و به بسیاری از موزون طبعان پیوست و
 مدتها براه شاعری سلوک نمود ... ولادت او در سن خمین و الف است . وفاتش
 در عشره ثالث بعد مائے الف و الف . صهبای سخن را چنین می رساند :
 بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
 چه خوش نامی بر آمد الله الله از زبان ما

(بینظیر ۷۲)

از مردم سرکار عبد الله خان زخمی شاهجهانی بود . سیفروش مصطفی معانی
 است و قدح گردان انجمن سخن دانی . عمرها در کوچه شاعری شتافت و صحبت
 جمعی از صاحب طبعان عصر خود دریافت ... شاگرد محمد علی ماهر و موسوی
 خان فطرت است . و از یاران شیخ ناصر علی . و در مدح او میگوید :
 با شعر علی نمیرسد شعر کسی زان سان که خط کس بخط میر علی
 عمر دراز یافت و در عشره ثالث بعد مائے الف (۱۱۳۰ هجری)

بخلوت کده خموشان شتافت . جام کلامش بگردش می آید :
 در عدم هم ز عشق شوری هست گل گریبان دریده می آید
 از خوشه انگور عیان شد که درین باغ شیرازه جمعیت دلمه‌ارگ تاک است
 (گرام ۱۴۳)

شاگرد میرزا محمد علی ماهر و موسوی خان فطرت است . صحبت بسیاری از
 شعرا و اهل کمال دریافته . تذکره او موسوم به کلمات الشعرا است .

(شعرا ۲۴)

محمد افضل سرخوش در زمان حکومت شاهجهان شاه در کشمیر متولد شد .
 اسم پدرش محمد زاهد بود و پدر بزرگ او از بدخشان رخت مهاجرت بسته وارد
 کشمیر شده بود . سرخوش در زمان کودکی به سرهند رفت تا تحصیلات خود را
 بدست آورد . وی در همان شهر ذوق ادبی و شعری را دارا شد و از زمان طفولیت
 خود شعر سرودن آغاز کرد . وی ابتدا با ناصر علی سرهندی رفیق شد و می گوید :
 "ناصر علی از یاران قدیم بود و در خورد سالگی بهم مشق سخن میکردم و صحبتها
 می داشتم" . هنوز سن وی فقط هشت سال بود که روزی در بازار مغ بچه‌ای را
 دید که بر چاه زنخدان خود خالی داشت . فی البدیهه شعر زیر را سرود :
 بر زنخدان تو خال سہی افتاد است همچو پولیست که بالای چہی افتاد است
 چون بمنزل خود رسید ، این شعر را برای برادر خود خواند . برادرش خیلی خوشحال
 گشت و رویش را بوسید . در سن یازده سالگی بمحض دیدن دختری خوش قامت
 و زیبا این رباعی سرود :

آن دلبر بوالعجب که ماه زیباست بالای علم چو گل بشاخ رعناست
 فی فی ، غلطم ، که آفتاب محشر یک نیزه برآمد و قیامت برپاست
 روزی در خانه میرزا قطب الدین "مایل" احباب جمع شدند و مجلس شعر و سخن
 آراستند . سرخوش در آن مجلس گفت :

کی توانم دید زاهد جام صہبا بشکند میپرد رنگم حبابی گر بدریا بشکند
 ازین بیت همه در شگفت ماندند و بسرخوش تحسین ها نمودند . میر معزمی
 گفت که در هندوستان فقط سه شاعر سراغ دارم . اول غنی کاشمیری . دوم ناصر
 علی سرهندی و سوم محمد افضل سرخوش . از مطالعه احوال سرخوش چنین بر می
 آید که او در سال ۱۰۸۷ هجری بر منصب "مشرقی عدالت" منصوب گردید .
 او تاریخ انتصاب را "اشرف عدالت" قرار داد زیرا بحساب حروف ابجد این کلمه
 ۱۰۸۷ میشود . وی در اواخر عمر خود به شاهجهان آباد رفته گوشه عزلت را
 برای خود انتخاب کرد و بخدمت درویشان و صوفیان پرداخت . وی در

کلمات الشعراء باین واقعه چنین اشاره میکنند :

سرخوش چو رسید کار فقیرش بکمال سرشد دادش خلافت از استقبال
روی طلب آورد جهانی به نیاز تاریخ شده : خلیفه شاه جلال
سرخوش تمام عمر خود را با راحت فراوانی بسر کرد و اموال زیادی داشت .
باسور خیریه هم متوجه می شد چنانچه در کلمات الشعراء می گوید که جلوی
منزل خود مسجدی بنا کرده بود . قطعه ای هم باین مناسبت دارد :

چون گشت ز فضل ایزد عز و جل آراسته این مسجد پر زیب و حلل
اندیشه ز طبع سال تماش خواست دل گفت که مسجد محمد افضل

۱۱۱۰ هجری

او گاهی هجو هم می نوشت :

سر انگشتش بجو دار یک اشارت دهد سرمایه دریا بغارت
بدر کی همتش دستی رساند که آب بسته را ناپاک داند
تفصیل این دو بیت را سرخوش چنین نوشته است : ”یکی از صاحب همتان زمانه“
ما بخشی الممالک همت خان بود . فقیر مدتی خدمت او کرده ، ساقی نامه و
خسرخانه بنام وی گفت . در آن مثنوی ها داد معنی داده تلاش ها کرده . این
دو بیت از خسرخانه است“

ای پنجه تو ز دامن همت دور بر دولت بی فیض دماغت مغرور
بی همتی و نام تو همت خان است بر عکس نهند نام زنگی کافور

سرخوش صاحب پسری بود بنام ”اکمل محمد افضل“ که بموجب اسم تاریخی
در سال ۱۰۹۴ بدنیا آمد ولی در جوانی عرصه وجود را ترک گفت . خان آرزو
اسم فرزندش را فضل الله و تخلص او هنر نوشته است . در تذکره گل رعنا آمده
است که پسرش خوشتر تخلص داشت . سرخوش در زمان حکومت فرخ سیر پادشاه
بسن ۷۹ سالگی در سال ۱۱۲۶ هجری عرصه وجود را ترک گفت و در دهلی در
نزدیک محل مقدسی باسم ”قدم رسول“ مدفون گردید . او کتب متعددی را
تصنیف کرد که ازان جمله تذکره کلمات الشعراء خیلی معروف است . دیوانی هم
دارد که بایران رسید و نصرآبادی در تذکره خود شامل کرد و نوشت که :
”هر چند که شاگرد محمد علی ماهر است اما استفاده تمام در خدمت میر معز
فطرت المخاطب بموسوی خان نموده و کفی به شرفا با میرزا عبدالقادر بیدل معاصر
و همطرح بود“ . مطلع دیوان سرخوش اینست :

بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
چه خوش نامی بر آمد الله الله از زبان ما

میر معز می گوید :

هیچ کس آگه ز شرح اشتیاق ما نشد
نامه‌ی ما چون زبان لال هرگز وا نشد
سرخوش میگوید :

هیچ دل از زینت دنیا نشاط افزا نشد
عقده کار کس از دندان گوهر وا نشد

آثار او عبارتست از :

- ۱- دیباچه دیوان و دیوان که چهل و پنج هزار بیت شامل آنست ۲- ساقی نامه
- ۳- مثنوی نور علی نور
- ۴- مثنوی حسن و عشق
- ۵- مثنوی قضا و قدر
- ۶- مثنوی در بعض خصوصیات هندوستان
- ۷- جنگ نامه محمد اعظم شاه
- ۸- جوش و خروش
- ۹- کلمات الشعراء
- ۱۰- مثنوی در تعریف خسیخانه
- ۱۱- رساله روایح که در طرح جامی است.

سرخوش در تاریخ گفتن هم مهارت داشت و بهمین جهت تاریخ های وفات راسخ ، ملا مفید بلخی ، صایب ، ناصر علی سرهندی ، ماهر ، و میر معز را گفته است . او در کلمات الشعراء انتخابی از اشعار خود داده چنین می گوید : ” این چند بیت خوش کرده عزیزان صاحب کمال است “ . بهمین جهت است که نگارنده نیز ابیاتی چند از آن اشعار گرفته در زیر نقل می کنم :

چه گفتگوئی که چشمش نمی کند بامن ازو بپرس که داند زبان آهورا
آئینه دار حسن بود ذره ذره ام گشتم سپند آتش خود چون شرارها
عمر چون تصویر حرف راز پوشی شد مرا هر دو لب حسیده مشق خموشی شد مرا
منعمان را حرص زر باقیست تا روز حساب تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریاب خواب
از ورق گردانی دوران کسی وارسته نیست در عهد دیوان او یک مصرع رجسته نیست
از دامن وصال جدا نیست دست عشق پای چراغ حسن تو بخت سیاه ماست
کفر و دین متفق بوحدت اوست سخن هر دو لب یکی باشد
رونق بیداد او از اضطراب ما بود جوهر شمشیر نازش بیج و تاب ما بود

زمین و آسمان در میکشی فرمانبرد گردد
سرت چو گردد از مستی جهان گرد سرت گردد
محالست اینکه بعد از مرگ از تو دست بردارم
که گر من خاک کردم گرد دامن تو خواهم شد

سینه سوزان محبت را بچشم کم بین
مراجش تاب شور نعره مستان کجا دارد؟
هر شراری دارد اینجا در بغل سامان برق
که برهم میشود از قلقل مینا دماغ او
زیب خوبان دگراز زیور ولعل و دراست
بر لب ت بس رنگ پان (۱) و گوشه دستار گل
بی آئینه پنبه در نگرورد هر گز
یک عمر اگر در آفتابش داری
از بادہ مرا فزون شود عقل و شعور
ساغر خضر راه نشاط است و سرور
می روشنی طبع بود سرخوش را روغن همه در چراغ گردد نور

(۱۸۸) سرمہ - محمد سعید لاهوری

یہودی بود اما بعد از مطالعہ و تحقیق عمیقی در مذہب اسلام ، مسلمان شد . نویسنده کتاب "دبستان مذہب" از معاصرین او بود و نوشتہ است کہ سرمہ در خدمت میر ابو القاسم و ملا صدرا امور دینی یاد میگرفت و در حضور آنها مسلمان شد . در سال ۱۶۳۰ میلادی از ایران بہ سند رسید و در آنجا عاشق و دلہاختہ ہندو پسری شد کہ اسمش را ابھی چند نوشتہ اند . سرمہ در عشق او چنین گفت :

سرمہ در دین عجب شکستی کردی ایمان بفدای چشم مستی کردی
عمری کہ بآیات و احادیث گذشت رفتی و نثار بت پرستی کردی
عشق سرمہ بجای طول کشید کہ او تمام اثاث خود را بغارت داد و بی خود شدہ برہنگی اختیار نمود :

آنکس کہ ترا کار جہان نہانی داد ما را ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہر کرا عیبی دید بی عیبان را لباس عربانی داد
در همان زمان سرمہ از سند بلاہور رسید و چندی در آن شہر توقف نمود . شاہجہان شاہ کہ از کشمیر بر میگشت سرمہ را در لاہور دید کہ برہنہ بود و چنانچہ در کتاب خود نوشتہ است کہ : "سرمہ را بچشم خود برہنہ دیدم" سرمہ از لاہور بہ حیدر آباد رفت و سپس باتفاق ابھی چند بدہلی شتافت . در دہلی او با شاہپور دارا شکوہ ملاقات کرد و ندیم وی شد اما این منصب باعث قتل وی شد . سرمہ یک رباعی سرودہ است کہ در آن از معراج جسمانی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ انکار کردہ است :

آن کس کہ سر حقیقتش باور شد خود پمن تر از سپہر پنهان در شد
ملا گوید کہ بر فلک شد احمد سرمہ گوید فلک بہ احمد در شد

۱- پان : یک برگیست کہ با ادویہ مختلف آمیختہ و میخورند و آن برگ دہن را سرخ میکند .

داستان قتل سرمرد بدین قرار است :

اعتماد خان ملا قوی شاه از مقربان دربار اورنگزیب شاه بود . او بحضور اورنگزیب رفته عرض کرد کہ دوستی سرمرد با شاهپور دارا شکوه شایان شان او نیست زیرا سرمرد ہم برهنه است و ہم عقاید بدی را داراست . اورنگزیب بر مشورت ملا مذکور اعتماد کرد و دستور قتل سرمرد را صادر نمود . گفته اند کہ چون از سرمرد علت عریانی او را پرسیدند . او بی البدیمہ گفت :

خوش بالائی کرده چنین پست مرا چشمی بدو جام برده از دست مرا
او در بغل من است و من در طلبش دزدی عجب برهنه کردست مرا
وقتیکہ جلاد با شمشیر آخته بطرف سرمرد آمد ، سرمرد خوشحال گردید و گفت :
بیا بیا ، بہر صورتی کہ می آئی ، من ترا نیک میشناسم . سپس این بیت
را خواند :

شوری شد و از راه عدم چشم کشودیم دیدیم کہ باقیست شب فتنہ ، غنودیم
در زیر انتخابی از رباعی ہایش دادہ میشود :

با فکر و خیال کس نباشد کارم	در طور غزل طریق حافظ دارم
اما با رباعی ام مرید خیام	نہ جرعه کش بادہ او بسیارم
سرآمد اگرش وفاست خود می آید	گر آمدنش رواست خود می آید
بیمودہ چرا در پی او میگرددی	سرمرداگر او خداست خود می آید
گہ شہر و دیار گہ بہ صحرا رفتی	در راه ہوس بصد تمنا رفتی
این قافلہ نزدیک بسر منزل بود	در خود نظاری کن کہ کجا ہارفتی
در خوابی و از خویش نداری خبری	غفلت نہدہد بجز بذات شمری
یاران ہمہ رفتند و تو ہم در راہی	بر ہستی موہوم نداری نظری
سرمرد گہ اختصار می باید کرد	یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضای یار می باید داد	یا قطع نظر زیار می باید کرد
اعتبار وعدہ های مردم دنیا غلط	ہان غلط آری غلط امشب غلط فردا غلط
نسخہ بینائی از دیوان عمر ما میسر	خط غلط معنی غلط انشا غلط املا غلط
و اینک یک غزل سرمرد :	

سوخت نی وجہم تماشا را بین	کشت نی جرمہ مسیحا را بین
زندہ کش جان نباشد دیدہ ای	گر نہ زی دستی بیا مارا بین
ای کہ از دیدار یوسف غافل	داغ یعقوب و زلیخا را بین
شاه درویش و قلندر دیدہ ای	سرمرد سرمست رسوا را بین

(۱۸۹) سرور - مولانا حکیم مفتی غلام سرور لاهوری

از اہالیان شہر تاریخی لاهور و نویسندہ ہای برجستہ این شہر بود۔ پدرش مفتی غلام محمد یک طبیب بسیار معروف آن شہر بود و سلسلہ نسب او بہ حضرت بہاء الدین ذکریا میرسید۔ سرور در علوم حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، صرف و نحو، معانی، منطق و طب ماهر و معلومات کافی ای را دارا بود۔ اندکی در ملازمت دولت انگلیس بود ولی بعداً شغل خود را ترک کردہ بزیارت حرمین شریفین شتافت و در راہ سفر آخرت اختیار نمودہ جہان را بدرود گفت۔ تاریخ وفات او ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۰۷ ہجری میباشد۔ از تصانیف وی خزینۃ الاصفیاء، حدیقہ الاولیاء، گنجینہ سروری، تاریخ مخزن پنجاب، دیوان نعت سرور و کلیات نعت سرور معروفیت خاصی را دارند۔ نمونہ ای از شعر ہایش بدین قرار است :

بالا ز عرش عزت و شان محمد است
گنجینہ دار فیض زبان محمد است
شرح بیان حق زیان محمد است
در حفظ احمدی و امان محمد است

از لامکان بلند مقام محمد است
مفتاح علم و فضل دہان محمد است
ناطق کلام حق بہ زبان محمد است
سرور مدار باک کہ انجام کار تو

(۱۹۰) سروری - شیخ رضی الدین معروف بہ غلام مرتضی سودہرہ

وطن بزرگانیش ابراہیم آباد سودہرہ من مضافات صوبہ لاهور است۔ خودش در شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ... کثیر الکلام و شاگرد نظام خان معجز است۔ در فارسی دانی و سلیقہ نظم مہارت تام دارد۔ از دوازده سال بہ لکھنؤ رسیدہ... انتخاب دیوان اوست :

برہنہ باش و ز کس در زمانہ عار مدار
بحرف حق سر خود بر فراز دار مدار
بغیر بادہ خوری هیچ کاروبار مدار
بگو بگو کہ بدانیم ماجرا آخر
کہ غنچہ وا شود از جنبش صبا آخر
با غنچہ نسبتی دهن تنگ یار را

لباس عاریتی واگذار و ننگ مکن
خموش باش کہ وضع جہانیان دگر است
درین بہار سروری بزعم زاہد خشک
ندیدہ ایم بدین رنگ چہرہات ہرگز
ز فکر دہر سروری مباحش با دلتنگ
در باغ بوسہ بر دہنش میزدم کہ هست

شاگرد معجزم چو سروری به فن شعر مضمون من به معنی 'مفتون برابر است (ریاض ۱۲۲)

(۱۹۱) سروری لاهوری

سولف فرهنگ مجمع الفرس از مستعدان روزگار بوده و در اوایل مائتۂ حامی عشر بهمند رسیده در لاهور قیام نموده و این غیر سروری 'روسی است که مصطفی بن سلیمان نام داشت و شرحی عربی بر گلستان سعدی علیه الرحمۃ نگاشت . سروری کاشی می گوید : رباعی :

بی دست طلب بدامن پیرزدن کس را نشود مقام عرفان مسکن
چون رشته که نکشود رهش تانمهاد سر بر قدم راست روی چون سوزن

(صبح ۲۰۳)

(۱۹۲) سعادت-سعادت بن مسعود سعد سلمان لاهوری (۱)

او پسر مسعود سعد سلمان بود و بعد از وفات پدر خود بحضور سلطان بهرام شاه غزنوی باریاب شد . روزی بهرام شاه امتحاناً ازو خواست که رباعی ای فی البدیهه سرایید . سعادت گفت :

همزاد رخ نگار ما ، بوست نه گل زین روی رخ نگار نیکوست نه گل
مارا رخ دوست باید ای دوست نه گل زیرا گل چشم مارخ اوست نه گل
بادشاه از شنیدن این رباعی خوشحال گشت و بوی انعام داد . ازوست :
بر گل عبیر داری و بر لاله مشک ناب بر نار دانه لولو و بر ناروان گلاب
نسبت بوی مسعود سعد سلمان در یکی از قصاید خود چنین گفته است :

چون حال فضل بدیدم که چیست بگذیدم ز کار پیشه جولاهگی ز بهر پسر
بدو نوشتم و پیغام دادم و گفتم که ای سعادت در فضل هیچ رنج سبر
اگر سعادت خواهی چو نام خویش همی بسوی ناص گرای و طریق جهل سپر
از قصیده ای دیگر :

فرزند سعادت که او را بنده ست بدو همی - دارم
در دولت طاهری زدم جنگ زو روشنی گرفت دارم
در دولت او بدولت تو از بخت همی اسید وارم

۱- عصر : اواخر قرن پنجم و اوایل قرن ششم هجری .

(۱۹۳) سعید - محمد سعید قریشی ملتانى

رنگین سخن ، تازه گفتار ، از بنده های شاهجهان بادشاه بود .

رباعی

چه دولت است که باین قد خمیده خویش
ببر کشیده ام آن سرو سر کشیده خویش
ز فرقت تو چه گویم که قصه طوفان
شنیده بود من دیده ام بدیده خویش

(همیشه)

رنگین سخن و تازه گفتار است و بسیار خوش صحبت و نیکو طبع و پاکیزه روزگار . از مجالست نیکو طبعان و نکته دانان سخت معظوظ است و باهل سخن چون سخن تازه با معنی ، مخصوص ، هرجا که سخنوران را می شنود بخدمت او میرسد و باندازه استعداد خود از صحبت او بهره می اندوزد . نگارنده حروف را بارها دید و صحبت اتفاق افتاده در شگفته روی و آشنا پرستی همتا ندارد . رغبت بنظم و نثر زیاده از حد دارد . ملازم سلطان مراد بخش بود ، اکنون داخل منتسبان والا درگاه حضرت عالمگیر بادشاه است و به منصب چهار صدی ذات سرفرازی دارد . بالجمله خوبی سخن از کلامش پیداست و زیبایی معنی از لطف ادایش هویدا . از نو خواستگان خاندان ضمیر او باین چند بیت اختصار نمود :

چه دولت است که با این قد خمیده خویش
ببر کشیده ام آن سرو سر کشیده خویش
ز فرقت تو چه گویم که قصه طوفان
شنیدی تو و من دیده ام بدیده خویش

(عمل ج ۳ : ۴۳۲)

در سنه یک هزار و هشتاد و هفت فوت شد .

(نشتر ۲۴۱)

از معموره ملتان بود . لقب خانی داشت . در عنفوان شباب ملازم سلطان مراد بخش گردیده باحمد آباد گجرات رفت . از وی می آید :

مشکل بود بکوی تو دیگر نشست ما	آشفته است زلف تو بهر شکست ما
چون سبزه در ره تو بجز پافتادگی	ای سرو سن بگو که چه خیزد زدست ما
فارغ ز دین و کفر شده بعد ازین سعید	ما و سر نیاز بت خود پرست ما

(انجمن ۱۹۹)

(۱۹۴) سلامت - سلامت پنجابی

بسلامت طبع موصوف بود و بطلاقت لسان معروف . از اینجا درگذشته . منہ :
اگر ز بیکسی من خبر بود گل را جدا فتد ز چمن نا شگفته در بازار
(مقالات ۳۰۶)

(۱۹۵) سلمان - خواجه سلمان لاهوری

وی والد مسعود سعد سلمان است . از فضلا و شعرای والا مقدار بوده . از
همدان که مولد و موطن است به لاهور افتاده . او راست :
گر بگذاری مراد گر بنوازی از کوی تو نگذرم بیازی باری
(ریاض الشعراء)

(۱۹۶) سعد - مسعود سعد سلمان لاهوری

العمید الاجل سعد الدوله و الدین مسعود سعد سلمان رحمه الله از نوادر
ایام و افاضل انام بود . گاه بیال اقبال در فضای هوای جلال پرواز کردی و گاه
در صباح و رواح از حوادث زمانه قصوص الجناح شدی . گاه چون نی بشکر و فضل
و افضال کام جان جهان را شیرین کردی و گاه در تلانی تلخی زهر حادثه تجرع
نمودی و در بلاد هند کارهایی بنام میکرد و زندگانی به نیکو نامی و درستگانی
میگذرانید و بر اورنگ ولایت بیان سلطان بود . بیک رباعی و بیک قطعه کاروان
های نعمت بسایلان بخشید و دبیرست که گفته اند :

و السمح مهما ذاق قهوة مدحه
يعروه سكر ينهب الاسوالا

و اگرچه مولد او همدان بود . اما چون همه دانی کار او در بلاد مشرق طراوت
داد و ذکر او از فضیلتی این عهد برآمد . در کتب تواریخ او را از جمله شعرای
این بلاد دانسته اند . بدین سبب ذکر او درین طبقه آورده شد و نیز حق او آن
بود که او را در زمره صدور آورده شدی فاما چون اشعار او از جمله شعراء زیاد
است ، او را سه دیوانست : یکی بتازی و یکی به پارسی و یکی به هندوی . بدان
سبب او را در سلک شعرای این طبقه منخرط گردانیده آمد و آنچه از شعر او استماع
افتادست هم استادانه و مطبوعست و بیتی چند از لطایف اشعار او ایراد کرده آمد .
این قطعه در حق ثقه الملک گوید . و تیکه صدر دیوان وزارت بجمال او آراسته
گشت ، میگوید :

دھر پیشش میان بطوع بیست
الفش را ملک بتا پیوست
تاش بیسود آن مبارک دست
کادرو لفظ درد و دارو هست

ثقه الملک تا بصدور نشست
تا همایون دوات پیش نهاد
درد دشمن شده است و داروی دوست
بنگر اکنون بتازگی عجیبی

قطعه :

نخست یابم نام تو بر سر دیوان
بکاک غفلت در متن دفتر نسیان
که من بسایه سبک نیستم بطبع گران

چون جریده اشعار خویش عرضه کنم
سزد که نام من ای نامدار ثبت کنی
سرا مدار بطبع و هنر گران و سبک

شعر :

جرمی که کنم برین و آن بندم
بر گردش چرخ و بر زسان بندم
بر چرم درفش کاویان بندم
دل در سخنان ناروان بندم
تاک زه چنگ پر کمان بندم

تاک دل خسته در گمان بندم
بدها که همی رسد ز من بر من
گویی که همان گزیده گوهرها
کار از سخن ست ناروان تاک
یک تیر نمازد و من کمان گشتم

ای آذر تو یافته از غالیه چادر
اندر دل عشاق ز دست آذرت آذر
نه سرو و سمی چون تو و نه لاله خود روی
نه طرفه چین چون تو و نه صورت آذر
لرزان شده از ترس سر تیغ تو فغفور
ترسان شده از هول سر گرز تو قیصر
حیران شده از وصف تو و صاف سخنگوی
عاجز شده از نعت تو دانای سخنور

نظم

طاقت نماید پیش مرا باعتاب او
گشت این تنم ضعیف چو تار نقاب او
هر ساعتی فزون کند آن پیچ و تاب او
اندر سر منست خمار شراب او

بامن بتافت یار و بتابم ز تاب او
از رشک آن نقاب که بر روی او رسد
داند که هست بسته به زلفین او دلم
خوردم شراب عشق اش یک جام و زان هنوز
این غزل که گل چمن لطافتست همو گفته است :

خندیده لب پر شکر تو بشکر بر
چون چهره تو نیست گل لعل بر
سرو از جسد قامت تو دست بر سر بر

ای سلسله مشک فگنده بثمر بر
چون قامت تو نیست سمی سرو خراسان
گل از سبق چهره تو شسته بخون رخ

من بر تو همی هر چه کنم دست نیابم ای رشک قمر دست که یابد بقمر بر

(لباب ۴۲۳)

ابو سعد بن مسعود بن سعد سلمان لاهوری زمین سخن او راست ، ملک
همین اوست و قلمرو بیان از قبض پدر و جد زیر نگین او . صاحب هفت اقلیم
گوید در مجلس سلطان بهرام شاه با این رباعی او را امتحان کردند . او بدیمه گفت ،
سلطان فرمود تا دهانش را پر زر کردند . رباعی :

همواره رخ نگاه ما تو است نه گل زین روی رخ نگار نیکوست نه گل
ما را رخ دوست باید ای دوست نه گل زیرا گل چشم ما رخ اوست نه گل
..... از ماهرین شعر است . ادیب صابر و حکیم سنائی و جمال الدین
عبدالرزاق در اشعار خود او را ستوده اند . نام او به اضافه نام پدر و جد شهرت
یافته و در اشعار خود اکثر هر سه نام سماعاً سی آرد ، سعد از همدان به لاهور
افتاد و در ملک ملازمان آل ناصر انتظام یافته مسعود در هند متولد
شد نظامی عروضی گوید تا سال پانصد و پانزده در حیات بوده و او مثل
من دانای سه زبان است و سه دیوان دارد . عربی و فارسی و هندی ، و من
اگرچه دو دیوان دارم عربی و فارسی و لکن شعر هندی را خوب می فهمم و از
چاشنی آن حظ مستوفی دارم .
(عامره ۱۴)

رستم میدان فصاحت ، تهمتن عرصه بلاغتست ... گویند او را سه دیوان است
فارسی عربی و هندی ... اصل مسعود از همدان است و مدتها در لاهور بسر کرده
... دوازده سال مقید بوده ... این الی آبدار و در شہوار از صدف طبع آن بحر زخار
آن فضل و کمال است :

سپاه ابر نیسانی ز دریا رفت ، زی صحرا نثار لولوی لالا بصعرا برد از دریا
زپستی لاله شد خندان چو روی دلبر گلرخ ز بالا ابر شد گریان بسان عاشق شیدا
ملک را گر قرار خواهی داد تیغ را بقرار باید کرد

(ریاض الشعراء)

مسعود بن سعد بن سلمان اللاهوری الشاعر الکبیر قدم اوه سعد بن همدان
الی لاهور و تزوج و تاهل فیها فی زمان الغزویین و ولد و نشأ مسعود فی لاهور
و اخذ العلم بها عن علماء عصره و فضلائهم و کان یقول الشعر فی العربیة و
الفارسیة و الهندیة و یحب الشعراء .
(رجال ۲۴۰)

نظامی عروضی در چهارمقاله بر صفحه ۵۴ درباره مسعود گفته است ...
"یکی مسعود سعد سلمان بود . او را به وجیرستان بقلعه نای فرستادند ... اما این
لغت قلعه نی در کتابهای دیگر نیامده است و حمد الله مستوفی قزوینی نویسنده کتاب

نزہت القلوب نوشتہ است کہ قلعہ فی حبس مسعود سعد سلمان بود . از همین نوشتہ مستوفی استنباط می شود کہ قلعہ فی یا نای مولد سلمان نبود و فقط حبس او بود و او مدتی از عمر خود را در آن قلعہ بعنوان زندانی بسر برده است و بقیہ عمر خود را در غزنین ، لاهور و شہر های دیگر ہند و افغانستان گزارده است .

آقای عبدالحی حبیبی کہ یکی از دانشمندان برجستہ افغانستان می باشد می گوید کہ این قلعہ را "فی قلعہ" ہم میگویند و در . ۵ میلی جنوب شہر غزنین واقع است و آن ناحیہ اکنون باسم اجرستان معروف است و این اجرستان همانست کہ در چہار مقالہ وجیرستان آمدہ است سلمان در زمان جوانی خود از دارالملک جرجان بدارالسلطنت غزنین رفت و بہ خدمت سلطان مسعود بن محمود غازی مشغول شد . او در سال ۵۱۵ ہجری فوت کرد و دیوانی مشتمل بر سی ہزار بیت بجای گذاشت . آقای حبیبی افزودہ است کہ قدیم ترین تاریخی کہ در اشعار مسعود بدان بر می خوریم سال ۴۶۹ است . در سراسر اشعار مسعود جز مدایح پادشاہان غزنوی چیزی نیست . قطعاً وی ہمہ عمر خود را در غزنین و بیشتر در ہندوستان و مخصوصاً در لاهور گزارانده است و گویا ہرگز بہ گرگان و قلمرو منوچہر بن قابوس نرفتہ است ... مسعود اسارت پی در پی ۱۸ سالہ را از ۴۷۲ الی ۴۹۰ ہجری کد آزاد شد ، کشیدہ است . از آثار مسعود پیدا است کہ مردی دلاور و جفگی و ہمیشہ دست اندر کار سیاست آن زمان و حکمرانی و لشکر کشی و انتساب بدربار غزنویان داشتہ است ... صابر ترسزی می گوید :

بمدح تو شعرا را تقدسی ننہم مگر معزی و مسعود سعد سلمان را
بدین حسن و طراوت شعرا اگر مسعود را بودی ہزاران آفرین کردی روان سعد سلمان
بوقت مدح تو لفظ مرا ادا نکند مگر فصاحت مسعود سعد بن سلمان

مسعود سعد در اشعار خویش حبس خود را چنین توضیح میدہد :
اگر حکایت مسعود سعد و قلعہ نای شنیدہ ای کہ در آن ماند مدتی مطرود
یقین بدان کہ ز بدحالی و شکستہ دلی زمانہ قلعہ نایست و ما در و مسعود
فلکی نسبت ہوی چنین گفتہ است :

گر این طرز سخن در شاعری مسعود را بودی
بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمان

شادروان استاد سعید نفیسی بر حاشیہ جلد دوم کتاب لباب الالباب نوشتہ اند کہ مدت حبس سلمان ۱۸ سال بود اما غالباً این اشتباہ است زیرا مدت حبس او فقط سیزدہ سال بود . چنانچہ سلمان می گوید :

من بنده سال سیزده محبوس مانده ام
جان کنده ام ز محنت و در حبس و در حصار

شادروان استاد رشید یاسمی در مقدمه دیوان مسعود سعد سلمان باین موضوع اشاره نموده و مولد مسعود را همدان نوشته اند ولی او در لاهور متولد شد . ابوطالب تبریزی در خلاصه الافکار و میر غلام علی آزاد در سبحة المرجان فی آثار هندوستان باین مطلب توجه داده بدقت مطرح نموده اند . محل تولد او بدون شک لاهور بود زیرا در یکی از منظومه هایش خطاب به شهر لاهور نموده و می گوید :

بچ نوع گناهی دگر نمیدانم مرا جز اینکه درین شهر مولد و منشاست

(۱۹۷) سمندر - عبدالخالق لاهوری

خلف مولانا ملک . از علوم رسمی آگه و شاعر زبان دان و معنی آفرین بود در ۱۰۱۶ هزار و شانزده در لاهور رحلت کرد . من استعاره :

شبّی که عارض او از ایّاغ افروزد	چنان بود که چراغ از چراغ افروزد
نمی دهند به بلبل مزاج پروانه	هزار شمع اگر گل بیّاغ افروزد
مگر از نانه ام در اضطراب است	که می لرزد بر آوازی در گوش
ز بس خواهش که با وصلت دلی را	کشم هر لحظه خود را خود در آشوش

(همیشه)

از موطنین لاهور است . و بر دیگر حالش اضلاع نیست :

شبّی که عارض او از ایّاغ افروزد چنان بود که چراغ از چراغ افروزد
(هندی ۱۰۹)

(۱۹۸) سند - میر شمس الدین لاهوری

ولد میر معصوم وجدان است . در لاهور همراه پدری گذراند . سنی سخن بسیار کرده . دو بیت ازو بگوش خورده :

چه می بسی چها از طالع ناساز می آید
دعا از چرخ چون تیر هوایی باز می آید
خاشی را بر زمین زد محشر فریاد من
سرمه در راه فغانم خاکساری میکند

اخشک ۱۰۸۲

(۱۹۹) سوز - راجہ دینا ناتھ لاهوری

لالہ دینا ناتھ مستخلص بہ سوز پسر بخت مل و از خانوادہ "مدن" ہندوان بود۔ پدرش یکی از کارسندان بہوانی داس بود و از دہلی بہ پیشاور رفتہ و بعدا در دربار راجہ رنجیت سنگ بسک ملازمانش در آمد۔ وی دارای ذوق ادبی و فہم و فراست فوق العادہ ای بود و تقدیر بسزای از ہنرمندان بعمل سی آورد۔ باغ بزرگی در لاهور ساخت و در همان باغ زندگی ہمی کرد۔ دیوانش بنظرم نرسیدہ است اما قلندر شاہ کہ احوال او در ہمین تذکرہ مرقوم گردیدہ است شعری راجع باو سرودہ است :

درین زمانہ بعد ذات لالہ دینا نات
بفارسی و بہ ہندی قصیدہ و غزلش
سخن پسند و پسندیدہ در سخن رانی
اگر ز طبع کریمش گرفتہ بر خوانی

(۲۰۰) سوزی لاهوری

سوزی لاهوری معاصر تقی اوحدی بودہ :

بگذشت بہار ما شرابی نزدیکم
یار آمد جلوہ کرد ما بی خبران
در سایہ گل یکدم خوابی نزدیکم
در دیدہ بخت مست آبی نزدیکم
(ریاض الشعرا)

(۲۰۱) سویدا ۛ ملا جمال لاهوری

سویدا و فرحتی و اجابت تخلص داشتہ . از شعرای لاهور است . سہ دیوان و سہ مثنوی ترتیب دادہ . خیلی شوخ طبع و سبک وضع بود . با سیر علی رایج ناہمواری کردہ بود . سیر این معنی در غزل بستہ :
ہست در کنج دل از غیر تو ام آن ہمہ دم
کہ بہ تشویش سویدا مگس من شدہ است
... وی شاعر مسلم است . ازوست :

دہان تنگش از من چشمہ حیوان نہان می داشت
خطش سرزد ز لب ، کای تشنہ جان من این راہم
خار در دیدہ بد جامہ گلرنگ بیوش
خطرہ ای نیست ترا نام خدا بسم اللہ

(خوشگو ۳۴)

(۲۰۲) سیادت - میرزا جلال الدین لاهوری

سیر جلال الدین سیادت در لاهور توطن داشتہ . فکر معانی و تلاش بلند بود

اما چون من طالع شهرت و قبولیت نداشت. ازوست :

نمی خواهم که دنیا را نظر بر حال من افتد
که چون طاؤس از زینت گره بر بال من افتد
جدا از قید آراسی ندارد جان محزونم
بچشم حلقه زنجیر باشد خواب مجنونم

وقتیکه برای مطلع شاهجهان آمده بود ، یک دو صحبت فقیر را باوی اتفاق ملاقات افتاده . مرد عزیزی بوده . قریب یک دو جزو در بیاض من اشعار بخط خود نوشته در معنی های تازه یافتن و خوب بستن کوتاهی نکرده . (کلمات ۴۹)

از سید زادگان صحیح النسب ولایت پنجاب است . به مقتضای حب الوطن من الایمان در لاهور اقامت داشت و بخدمتی سرفراز بوده . شاعر زبردست ، بلند تلاش ، معنی پرور و خوب گو بود . و در دیوانش بسیار معانی تازه نجیب است . ایشان چهار برادر بودند . همگنان شاعر خوب فکر اند . چون تاریخ وفات آنها باثبات نرسیده ، ذکر هر چهار یک جا نموده میشود . سیر سیادت از استادان من است . این اشعار ازوست :

برق چشمک زن ز طرف کوهساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن که باران میرسد
این سخن دزدان سنگین دل که دعوی میکنند
چون نگین از شعر مردم نام پیدا میکنند
می کنم خود را سیادت گم به بزم گلرخان
شمع چون بسیار باشد سایه نا پیدا شود

(خوشگو ۲۵)

از سادات لاهور بوده . الحق شاعری مثل او از ان شهر برنخاسته . در اواخر عهد عالمگیر بادشاه بعالم بقا ارتحال نمود . این ابیات ازوست :

مجو رفعت اگر چو مور میخواهی سر خود را
مکن مقراض عمر خویشتن بال و پر خود را
تماشای جهان اهل عدم را در نظر باشد
توان از خانه تاریک دیدن حال بیرون را
خبر ز زنده دلی نیست اهل مدرسه را
که دل بسان کسی در کتاب می میرد

(ریاض الشعراء)

شاعر با افادت میر جلال الدین سیادت از خوشگویان لاهور است. و معاصر
شیخ سعید مذکور است. ویراست :

مجو رفعت اگر چون مور میخواهی سر خود را
مکن مقراض عمر خویشتن بال و پر خود را

(حسینی ۱۵۸)

شاعر مفید و سخنور مجید است. در ۱۱۰۰ هجری به لاهور سگونت داشت.
از وی می آید :

چو آفتاب لب بام آخر وصلت رسید بر سر ناخن حنای عشرت ما
کدام ماه جبین دوش مجلس آرا بود که شمع از در فانوس در تماشا بود
ما لذت حیات ز غفلت نیافتیم چون نشه شراب که در خواب بگذرد
ما را جدائی تو پس از مرگ هم بلاست گریان رود چو ابر ز کویت غبار ما
(انجمن ۱۹۵)

(شعرا ۶۸)

میر جلال معاصر شیخ محمد سعید قریشی است.
در تذکره سرخوش که در لاهور در سال ۱۹۰۲ میلادی چاپ گردید ،
اسمش را میر جلال الدین نوشته اند . همچنین در تذکره فرحت الناظرین که
مشمول بر احوال و اذکار علما و مشایخ عصر اورنگ زیب شاه می باشد ، مرقوم
است که او پسر میر جمال الدین محدث بود و ذوق شعری و دانش های عصر
را دارا بود. ابیات زیر ازوست :

رنجها بردم که نوشد در سخن آیین من
موج خون دل بود هر مصرع رنگین من
بیخودی در عالم دیگر برد بیمار را
صورت دیبا بود غمخوار بر بالین من
در بیابان یادگار از گریه ام سیلاب ماند
پل ازین طوفان چو عکس خود بزیر آب ماند

(۲۰۳) سرابی - ابو محمد سیالکوتی

مولدش سیالکوت است و همانجا نشو و نما یافته در عهد جهانگیر بادشا
سرخوش باده سخن بود. من اشعاره :
این هفت گره حامل یک نقد وفا نیست
از رشک خراسیدن تو سرو چو طاؤس
بکشا که تمی تر ز گره های حیات است
در هر قدمی تازه کند ماتم پا

رباعی

در چشم ترم رنگ جهان برق شرابست
تا دیده بهم بر زخم این خانه خرابست
مژگان من از گریه بسیار فرو ریخت
آخر فتد آن نخل که نزدیک به آبست

روزی در مجلس نواب قلیچ خان حاضر شد ، نواب فرمود که سیرابی ، با هم فکری می کنم ، شعرهای ما هم شنیده ای ، عرض کرد عنایت فرمائید مستفید شوم . فرمود سفینه من بیارید ، بدست گرفت . چند بیت و غزل بی سروپا و بیربط بر خواند . سیرابی بعضی جا دخل کرد و اظهار استادی خود نمود . نواب بر آشفت و زبان به فحش و دشنام کشاد . شاعر سر فرو افکنده می شنید بعد از آن برخاست و عرض کرد که نواب سلامت این نثر نواب به از نظم نواب است .

(همیشه)

(۲۰۴) سیف - سید سیف الله شاه گجراتی

او فرزند سید الله شاه گجراتی و از خانواده بخاریان کشمیر است که در گجرات اقامت گزیده بودند ، پدرش هم طبعی بسیار موزون و عالی داشت و تضمینی را بر اشعار امیر خسرو نوشته است . سیف در علوم عربی و فارسی خیلی ماهر است و بفارسی شعر می سراید . ازوست :

این دار جهان است فنا گیر مقاسی	کس را ندرین دیر ثباتی و قیامی
دیروز که بودند جهاندار و جهانگیر	امروز از آنها نه نشان است نه ناسی
نی شاه و گدا ماند و نه درویش و توگیر	نی عالم و نی جاهل و نی خاص و نه عامی

(۲۰۵) سیفی (۱) سید محمد شاه گجراتی

او از فرزندان سید سیف الله شاه است که از خانواده سادات بخاریان کشمیر و بعداً به گجرات آمده اقامت گزیده بود . سیفی در همان شهر گجرات متولد شد و علاقه مفردی را نسبت بزبان های عربی و فارسی داشت . اشعارش خیلی ساده و عالی است . ازوست :

ز بارگاه الهی چو فیض باب شدم	قرار گیر بجاوای ما اصاب شدم
بدم فتاده سر خاک همچو خار و خسی	ز یک در شمع الطاف او کلاب شدم

۱- سال تولد ۱۳۲۳ هجری .

خوشم به یافتن این سعادت سیفی که دست و دامن آن میمنت مآب شدم

(۲۰۶) شادمان - سلطان شادمان خان پنجابی

از سلاطین زادهای قوم گکهر است : ملک ایشان مابین پنجاب و حسن ابدال واقع است . ترک منصب نموده در وطن گوشه انزوا اختیار کرده . طبعی درست داشت . دیوانی بطرز قدما ترتیب داده اما آنچه در صاحب سخنان از وی شهرتی دارد این بیت است :

شاخ شکسته گل ندید لیک زلف یار هر جا شکست خورد گل آفتاب داد
(کلمات ۵۹)

از سلطان زاده های قوم گکهر است . ملک اینها در میان ولایت و هندوستان بر مثال برزخی افتاده . سلطان شادمان با وجود لکنت زبان طبعی بغایت چالاک داشت و شاهجهان بادشاه با فکرش همواره سرخوش بوده و همیشه مورد انعامات فاخره میگردانید . در مدح عالمگیر هم قصاید پرداخت .

دیوان شادمان در سال ۱۸۹۹ میلادی در مطبع دخانی رفاه عام در لاهور چاپ گردید و دارای یک هزار و پانصد بیت است . این دیوان از روی نسخه ای قدیم که در کتاب خانه سلطان جهاندار خان وجود دارد تصحیح شده و انتخاب زیر از همان نسخه است :

که درد جام گلگون است آخر صیقل دلها
از غم عالم کجا باشد پریشانی مرا
نبود ز آب و آتش سوزان حذر مرا
چون شادمان نبود زمستی خبر مرا
برق را سوخته شد پائی ز همپائی ما
که درد عشق تو کافست غم گسار مرا
تا از بیاض روی تو باشد سحر مرا
تا غارت جنون شود این عشق خام ما
توبه از باده گلرنگ حرام است اینجا
هر کجای نگریم باغ و بهار است امشب
دردمندان را بغیر از درد و غم درکار نیست
کز لعل لب چشمه حیوان گله دارد
چون تو در عصر نیایند سخن ساز دگر

بیا ساقی و آسان کن براه عشق مشکما
باد گر زلف ترا برهم نه سازد هر سحر
از بس که فیض خاصیت باده برده ایم
ناصح هزار گونه نصیحت نمود لیک
در ره مهر تو از بس که قدم گرم زدم
به عیش بوالهوسان در جهان چه کار مرا
از شام روزگار ندارم شکایتی
ساقی بریز باده عشرت به جام ما
الله الله چه گل و سبزه بکام است اینجا
از خیال رخ زیبای تو ای رشک بهشت
حاصل دنیا و دین در پیش ما منظور نیست
تنهانه خضر از خط سبز تو پراشک است
شادمان از مدد فیض شهنشاه کریم

دیگر سرو بنار سوی کشتگان خویش جان داده اند و یکنفس آرام کرده اند
از مستی و دیوانگی در گلشن کوی بتان دل شیشه خود میبرم چون می پرستان در بغل
شاخ گل است خانه رنگین بدست من طبع تو شادمان چو نسیم بهار گل
چنان شادمان هست عشقم که هرگز نه از خود خبر نی ز دلدار دارم

(۲۰۷) شادمان - ملا فطرت جہلمی

ملا فطرت نیکو بیان سلطان شادمان از سلاطین قوم گکمرانست . ملک اینان
در بیان ولایت و هندوستان بر مثال سربرجی افتاده . قلعه رهناس که بر لب دریای
جہلم در کمال رفعت و نہایت استحکام از بناهای اعجوبہ روزگار شیر شاہ غازی
روح اللہ روحیہ اتفاق افتاده . بنا بر رفع مضرت ہمین جماعت است و سلطان
شادمان با وجود لکنت زبان طبع بغایت چالاک داشت . صاحبقران ثانی با فکرش
هموارہ سرخوش بودہ و مورد انعامات فاخرہ میگردانید . گویند در هنگامی کہ
بحکم پادشاہ تختی در نہایت تکلف ساختند . چنانکہ سہ کروڑ (۱) روپیہ را
جواہر گرانہا بروی نصب گردید . و روز جشن بر آن تخت جلوس فرمود .
شعرا ی پایتخت در تہنیت و توصیف قصاید و غزلیات آوردند . از آنجملہ این غزل
سلطان شادمان مطبوع و مستحسن افتاد :

صبحدم کز فیض گشتم ہم نشین آفتاب نقش نام شاہ دیدم در نگین آفتاب
شاہ دین پرور شہاب الدین محمد بادشاہ ثانی صاحبقران کامد قرین آفتاب
شادمان ظل شہنشہ بر جہان پایندہ باد نا بود رخس فلک در زیر زمین آفتاب
در شہور سن ہزار و ہفتاد و نہ از جمع فکرہا خلاصی یافت .

(خیال ۱۶۴)

اگرچہ شادمان شاعری خوش بیان بودہ اما تخلص وی در هیچ کتابی غیر از
سراۃ الخیال فطرت درج نشدہ است . در کی گوہر نامہ چنین آمدہ است :
"شادمان خان پسر اجمیر خان نبیرہ مہارا خان بدربار حضور انور حاضر گشتہ
بعد بجا آوری خدمات پر گنہ پھرہالہ ورثہ جد خود عطا یافت . اما بشار الیہ
کم عقل بود . نوتی از راہ نا عاقبت اندیشی از صوبہ کابل فراری شدہ صریحا بغاوت
ورزید و راہزنی نمودن گرفت . " درین متن ہم تخلص وی فطرت نیست .

۱- کروڑ . کلمہ زبان ہندی است بمنی دہ ملیون .

(۲۰۸) شاعر۔ گل محمد معروف بہ معنی یاب خان پنجابی

گل محمد نام داشتہ . پدر بزرگوار این مرد عزیز درویشی بود از بجنائی ،
قصیدہ ای از قصبات پنجاب ... شاعر صاحب تلاش ، بسیار گوی ، خوب گوی است .
تلاش معنی تازه بسیار دارد ... قصائد و غزلیات و مثنویات و رباعیات خوب
دارد ... رحلت معنی یاب خان در حالت جماع اتفاق افتاد . ظاہراً از اساک
خوردنی بوده باشد ... این واقعہ در سن ہزار و صد و پنجاہ و ہفت ہجری . دیوان
و مثنوی گذاشتہ :

چو شمع از لاغری گردد فزون نور بیان من
تنم چندان کہ می کاہد زبان خویش می بالد
بوضع ناتوان بینی ز بس خو کرد از عمری
فلک مارا چو بیند ناتوان بر خویش می بالد
من شاعر رنگین سخن عالم فکرم
گلشن چکد از خامہ گر اندیشہ فشارم

(خوشگو ۲۴۵)

برگزیدہ عالی طبعان ... کہ شاعر تخلص میکند از شرفای گل زمین پنجاب
است . در عہد (۱) شفقت یکی از منکوحات شاہ عالم پرورش یافتہ و در عہد
محمد شاہ از عماید نامدار بود و گذران مثل شاہزادہا می نمود ... بطبع بلند و
تلاش شایستہ بفکر شعر می پرداخت و نسبت تلمذ بہ خدمت میرزا بیدل بہم رسانیدہ
و میرزا اورا بسیار دوست و عزیز میداشت . بعد وفات میرزا بحسن اعتقاد و کمال
رسوخ تقدیم خدمت و مواسات متعلقانش از اہم مہمات میدانست . آخر کار در
۱۱۵۷ سب و خمسین و مائہ و الف بساط حیات در نوشت . این بیت ازوست :

ز صد ناوک چسان یک صد وحشی جان نگذارد
دل مارا خدا از دست آن مژگان نگہدارد

(نتایج ۳۵۴)

(۲۰۹) شاکر - محمد شاکر ساکن اتک

شاکر اتکی مردی صوفی و پرهیزگار بود . مرید ” جی بابا“ کہ قبرش مرجع
خلایق و بر لب رود اتک در نزدیکی قلعہ اکبر واقع است ، بودہ . اشعار بسیار
خوبی بزبان فارسی میسرود ولی دیوانش هنوز چاپ نگردیدہ است . یک نسخہ

۱- ممکن است این کلمہ ”مہد“ باشد .

خطی از دیوانش در کتاب خانه دانشکده دولتی در کیمبل پور است . این دیوان دارای صد صفحه و مشتمل بر رباعیات و غزلیات است . سه غزل اردو هم دارد :

سایهٔ قامت طوبای تو ای مایهٔ ناز
بگذر از جرم من ای قدوه ارباب جنون
دست شا کر بکرم گیر و بساحل بوسان

سایه ابر و نو بهار امروز
مطرب و نغمه و رباب و چنگ
ساقی ما کجاست کاین بزم
چند نالی تو از تلون چرخ

نالہی قمری و ہزار امروز
مل سینا ہمہ بتار امروز
بی رخ مہر اوست تار امروز
شا کرا ز بخت خود شمار امروز

(۲۱۰) شائق - مولوی سلام اللہ چک عمری

برادر زادۂ مولوی شیخ عبد اللہ کہ احوالش درین تذکرہ نوشتہ شد ، بود . او پسر مولوی امان اللہ و صاحب دیوانی بود کہ مینوز چاپ نگردیدہ است . نسخہ خطی این دیوان پیش قاضی حکیم مظفر علی است . بر وفات مولوی فضل احمد جد بزرگ قریشی احمد حسین احمد مرثیہ ای سرودہ است و انتخابی ازان مسودہ در زیر درج میگردد :

ز کج رفتاری گردون گردان
جناب مولوی فضل احمد
بہر یک علم استاد زمانہ
حصار دین را در زندگانی
او در تاریخ ۱۳ سپتامبر ۱۹۴۵ میلادی در گذشت . قریشی احمد حسین قطعہ تاریخ وفاتش سرود :

چو رفت از جہان شایق خوش بیان
مرا بود فکری بی سال او
کہ دوش این بگو شمع مرا عقل کل
بزیں زمین جای آرام جست
کہ ماند ازو یاد داری در سب
"خداوند شیرین سخن" سال گفت

(۲۱۱) شاہ خوش قاضی سیالکوٹی

در زمان اورنگ زیب شاہ ، قاضی شہر سیالکوٹ بود . اشعار خوبی مسرود اما دیوانش را ندیدہ ام . نامہ ای منظوم از طرف جوت بر دیش شوقی بشاہ خوش قاضی فرستادہ شد و ازان نامہ معلوم میشود کہ شاہ خوش شاعر بود . دو شعر ازان نامہ نقل میگردد :

سُخَر گاه نویدی رسیدم بگوش
عجب عندلیب است نادر بیان
که شخصی است از دوستان خوشی
می آید از بوستان خوشی

(۲۱۲) شاه - ملا شاه بدخشی ثم لاهوری

اصل آن جناب از بدخشان است ... در حیات والدین به طلب علم مشغول گردیده بعد از کسب علوم رسمی و اخذ فنون عقلی و نقلی و اکتساب معالم فن توحید سالک مسالک طریقت شده پیوسته در پی مطالب اصلی می بود . چون در مدرسه هیچ باب در نمی گشود و از هیچ راه فتوح رو ننمود بتجربیک سابق و تحریک قاید توفیق در سال هزار و بیست و سه راه هندوستان پیش گرفته بمجرد رسیدن لاهور خود را بمنزل شیخ الطایفه میان میر رسانیدند ... در سال هزار و هفتاد و دو سفر عالم بالا اختیار نمود . اغلب اوقات ازان عرفان مآب اشعار آبدار سرزده ابداع و انواع معانی و انشائی اقسام سخن از مثنوی و قصیده و غزل و رباعی می نمود . درین مقام بایراد بیتی چند ازان اکتفا می نماید .

آن ابروی کجش را تیغ خمیده گفتم زان تیغ اشاره کرد بیالای دیده گفتم
چشم و ابرویش چو باهم تا پیوست در میان شرح اشاراتی هست

رباعیات :

از شش جهت روی نمودی آخر	از هر طرف دلم ربودی آخر
بیرون و درون جلوه گری می دیدم	بر تحقیق آمدم تو بودی آخر
رفتیم بهرجا که ره و بستان است	خفتیم به هر جا که گل بستان است
چون طفل رفیع او بخویش آوردیم	دیدیم کد شیر در همین پستان است
ای بند بپای و قفل بردل هشدار	وی دوخته چشم پای در گل هشدار
عزم سفر مغرب و رو به مشرق	ای راهرو پشت بمنزل هشدار

(عمل ج ۳ : ۳۸۱)

از سریدان حضرت میان جو رضی الله تعالی عنه ... نام مبارک ایشان شاه محمد است و حضرت میان جو ایشان را محمد شاه می فرمودند و یاران و معتقدان حضرت ایشان را حضرت آخوندهی گویند . لقب ایشان از جانب حق لسان الله است . چنانچه باین معنی خود اشاره فرموده اند :

آنکس که ز راه معرفت آگاه است	ملا شاه است و عارف این راه است
از تاثیر زبان او معلوم است	کامروز ملقب به لسان الله است

نام پدر حضرت آخوند ملا عبدی و وطن آبا و اجداد و مولد حضرت ایشان موضع ارکسا است که از مضافات روستاق بدخشان است . چنانچه این بیت را خود فرموده اند :

ملک من از ملکها ملک بدخشان آمده از بلاد از روستاق و از قری از ارکسا
در عنقوان جوانی از ولایت خود به هندوستان تشریف آورده اند . از اکمل
میردان خاص و افضل یاران باختصاص حضرت میان جیو گشته . مدت سی
سال در حضور حضرت میان جیو و ریاضت و مجاهدت بسیار کشیده اند ...
حضرت ایشان را مجموعه ایست عالی که مجامع انواع تحقیقات عجمه و تدقیقات
غریبه متضمن نکات و اشارات ملیحه و تمام آن معلوم است . از حقائق و معارفی
که در هیچ دیوانی و بیانی دیده نشده و مشتمل است بر دیوانی و اکثرأ راعی و
مثنویات و مکتوب و شرح رباعیات ... در اشعار خود را " شاه " تخلص می
فرمایند :

آتش ما سوخت عالم را و خاکستر نشد آتش ما را نباشد هیچ گه روی فنا
آتش ما را بقا باده که او خوش ساخت سوخت ای خوش آن آتش فنا را سوزد و سازد بقا
عمر اگر صرف این مشاهده نیست از پی چیست زیست ای بابا
رفتن بروی آب و هوا هیچ نیست شاه از خود خلاص یافتن اینجا کراست است
نیست پستی اگر پستی است بالای دروست هر که بالا دید هر پستی او بالا شود
کوهکن تلخی هجران چه کشد چون همه جا روی شبران اگرش چشم تماشا باشد
مست می نیست که گه مست و گهی بخمور است مست خود مست ، مدام است بهر جا باشد

رباعی

عمری که بلند و پست بودم بودم در مرتبه بهرج و هست بودم بودم
خود آمده ام بخود پرستی اکنون آندم که خدا پرست بودم بودم
(سکینه ۱۵۲)

از اوایل جوانی کمر خدمت فقرا و اهل الله بسته از هر خرمنی خوشه و از هر
خوانی توشه برداشته تا آخر برهمونی قاید توفیق و هادی طلب به هندوستان شتافته
در دار السلطنت لاهور بشرف ملازمت قطب الطریقت حضرت میان میر شاه لاهوری
قدس الله سره را دریافت و دانست که دواى او در دار الشفاى توجه باطن فیض
مواطن آن ذات مقدس خواهد بود ... اورنگ زیب بادشاه عالمگیر بعد از جلوس
خود بسعایت بعضی از ارباب عناد مولانا را از کشمیر بحضور طلبیده بود . و در لاهور
مدعی او بود که ملا قوی قاضی القضاة بود . در دهلی بعالم دیگر رفت . و ملا

شاه این رباعی را در تاریخ جلوس عالمگیر بادشاه " بعد از جلوس خود " گفته بوی فرستاد :

صبحی دل من چون گل خورشید شگفت حق ظاهر شد غبار کفت همه رفت
تاریخ جلوس اورنگ زیب مرا ظل الحق گفت : این را حق گفت

بادشاه او را از سفر دهلی معاف داشته در لاهور توقف نمود . در سال ۱۰۷۴ در لاهور بعرب سرای سرور شنافت و همانجا مدفون گردید . در تذکره شیر خان لودهی بنظر رسیده که ملا در زمان اقامت کشمیر تفسیر قرآن بطریق صوفیه شروع نموده ... اما زیاده از یک سیپاره اول فرصت نوشتن نیافت .. مولانا را چند مثنوی است مشتمل بر حقایق و بیان و معارف . بنظر راقم الحروف رسیده لیکن در هر چند ورق انتقال بحر فرسوده و بعد از چند ورق با بحر دیگر توجه فرموده ، در رعایت قافیه نیز چندان مبالغه ندارند . دیوان غزلیات و رباعیات هم ترتیب داده اند . اگرچه گاهی ملا شاه نیز تخلص می فرماید لیکن چو اغلب و اکثر شاه تخلص می کردند لهذا تابع کثرت شده . این اشعار دقایق آثار از نتایج طبع آن مقرب حضرت کردگار است :

رباعیات

در مدرسه آنچه مبحث یاران است	در صومعه آنچه بر گرفتارانست
آنگاه که از مهر تو بدم دیدم	اینها همه کارهای بیکارانست
آخر یابد هر که بصدقش جوید	تخمی که بخاک فتاده آخر روید
هر که که طعام خام شد پخته تمام	آتش بنه دیگ حرام است حرام
گر اینست ترا آرزوی جانانه	خالیست ترا ترازوی و پیمانه
گر جذب و سلوک همه بی توحید است	آن خرمن گاهی که ندارد دانه
تا خود نکنی معرفت حاصل کام	حاصل نشود کام تو از نقل کلام
حلوا حلوا اگر گوئی صد بار	از گفتن حلوا نشود شیرین کام

(ریاض)

عارف ربانی ملا شاه بدخشانی در اوایل کمر فتر بسته از هر خرنی خوشه و از هر خوانی توشه برداشت ... آخر در دار السلطنت لاهور بخدمت شاه میر قدس سره رسیده تا مدت چهار ماه جبه ارادت بخاک می مالید . شاه مذکور چون طلبش جست ، دید . فرمود که ای بدخشانی در آفتاب امتحان گداختی و سنگ سیاه خود را لعل بی بها ساختی ... در اندک مدت بمدارج کمال سلوک رسانید . ملا بعد رحلت پیر بکشمیر رسید و اقامت ورزید ... من کلام ایشان از رباعیات :

بیرون سرو از خانه ویرانه خود در خانه بجز تو نیست در خانه خود
ای خواجه سرو بکعبه ز آنرو که خدا هر گز نکند زیارت خانه خود
ای آنکه خدائی را بجوئی هر جا تو عین خدائی ، بخدائی بخدا
از جستن تویقین بدان می ماند قطره بمیان آب جوید دریا

(حسینی ۱۶۵)

اوستاد داراشکوه و سرید شاه سیر لاهوری قدس سره بود . از علم ظاهر و باطن حظی وافق داشت . تفسیر چند جزو قرآن مجید بطریق اهل تصوف نگاشته . شاهجهان پادشاه را باوی اعتقادی خاص بود . میفرمود که درین ملک دو پادشاه اند . صوری منم و شاه معنوی ملا شاه است . و ملا در کشمیر عمارات عالیه بنا کرده و پادشاه هرگاه به کشمیر نزول فرمودی در منزل ملا رفتی و تعظیم بسیار می کردی . وفاتش در سنه اثنین و سبعین و الف و بقولی تسع وستین و الف واقع شده . تازه می سازم درون سینه داغ خویش را
رازماکی فاش گردد گر همه از خود رویم
رفتن بروی آب و هوا هیچ نیست شاه
گر چشم تویی پرده بود . نیک نگه کن
درویش را که کنج قناعت میسر است
همه یک لعل و همان لعل که لعل لب اوست
همه یک ناز و همان ناز که جانمهایی اوست
شود ز یک دل روشن هزار دل زنده

راعیات

باری که ترا ز خود رهاند دگر است کریکه ز تو هیچ نماند دگر است
ما منکر راه مسجد و کعبه نه ایم راهیکه بمنصود رساند دگر است
ساقی اگر می ندهی می میرم ور ساغر من از کف بنهی می میرم
پیمانه هر که پر شود می میرد پیمانه من چو شد تهی می میرم

(روشن ۳۳۵)

ملا شاه بدخشی از اکابر محققین صوفیه بدخشان است . و عهد شاهجهان پادشاه زمان ورودش بملک هندوستان . شاهزاده داراشکوه را ارادت خاص با او و اکثر مردم عصر را در حق وی اعتقاد نیکو بود . کلیاتش از هر گونه نظم و نثر پنجاه جزو کلان کما بیش است و سنه تسعه و ستین و الف وصال آن ملای شاهان صفا کیش . و این بیت :

عقل تاربع آن خدا آگاه گفت محبوب خلک ملا شاه

شعر تاریخ وفات آن درویش خوش اندیش :

مرده ایم و چو زنده میگردیم به ازین چیست خرق عادت ما
رباعی

عمریکه بلند و پست بودم بودم در رتبه هیچ و هست بودم بودم
خود آمده ام بخود پرستی اکنون آندم که خدا پرست بودم بودم

(صبح ۴۴۴)

عارف دل آگاه ملا شاه بکمال فضل و دانش و تمنای عقل و کیاست آراسته بود . مولدش بدخشان است . گویند در اثنای تحصیل علم درد طلب دانسگیر او گردید . و در جستجوی آن سلطنت بی زوال از وطن آورده ... تا آنکه به کابل آمد و از آن جا برفاقت یکی از تجار بهندوستان افتاده و در شهر لاهور بخدمت میان شاه میر که حالات ایشان بر صغیر و کبیر هویدا است ، اعتقاد بهم رسانید ... بعد از وفات میان سیر بکشمیر رفت ... صاحبقران ثانی شاهجهان پادشاه و سلطان دارا شکوه با اکثری از خوانین معتقد شدند و در تخت سلیمان گویند باغی در نهایت وسعت و تکلف بنا نهاد و در آن باب گفته : نظم

کوه ماران بکمر لعل بدخشان دارد این چنین بخت کجا تخت سلیمان دارد
و آن باغ را چشمه شاهی نام کرده ... حضرت صاحبقران ثانی میفرمود که در هندوستان دو شاه اند . یکی شاه و دیگر ملا شاه . اما حضرت عالمگیر شاه بعد از انزوای شاهجهان و قتل دارا شکوه ملا را بحضور طلب فرمود ... ملا در اثنای راه یک رباعی مشتمل بر تاریخ جلوس گفته بدار السلطنت دهلی فرستاد ... حکم شد که در لاهور باشد .

رباعی

صبحی دل من چو گل خورشید شگفت حق ظاهر شد غبار باطل را رفت
تاریخ جلوس شاه اورنگ مرا ظل الحق گفت الحق این را حق گفت
رحلت وی در سن هزار و هفتاد در لاهور واقع شده و مرقدش در آنجا است ... ملا در زبان اقامت کشمیر تفسیر قرآن بزبان اهل تصوف شروع نموده و مدار آنرا مطلقاً بر تاویل گذاشته اما زیاده از یک سیپاره اول فرصت نوشتن نیافت ... چون از اشعار ملا شاه غیر از مثنوی و رباعیات مسموع نشده و مثنوی مشهور و ستعارف است تمناً بتحریر چند رباعی اکتفا می نماید :

از بستگی خویش اگر وا کردی بر دار رسن خویش مهیا کردی
وا کرد بگرد خویشتن همچو حباب تا وا کردی ز خویش و دریا کردی

ای طالب ذات از چه رو در بدری؟ جویای خدا چرا ز خود بی خبری
عین همه و جملگی عین تواند این است حقیقت اربخود نگری

راه دل خویش واکن و عیشی کن درد دل خود واکن و عیشی کن
از خلق بهیچ رو رهای نبود خود را بخدا رهای کن و عیشی کن
(خیال ۱۲۷)

شاه معروف بملا بدخشی عارف بود بکمال، صاحب وجد و حال، بخدست
شاه میر لاهوری قدس سره نیاز و اردات داشت. اشعار عارفانه یادگار گذاشت.

(نگارستان ۴۴)

ملا شاه بیتی سروده بود که بقول علمای آن عصر، اهانت حضرت پیغمبر
صلی الله علیه و آله آزان ثابت میشد:

پنجه در پنجه خدا دارم من چه پروای مصطفی دارم

شاهجهان از دانایان دربار خود پرسید که ملا شاه بعلت سرودن این بیت واجب
القتل است یا خیر؟ چون این سوال را از ملا شاه کردند وی با کمال صراحت
جواب داد که:

”من بین خدا و مصطفی و خودم تفریق کرده ام و این در مذهب روا
است“ پادشاه معتقد شد. وفات ملا شاه در ۱۰۷۰ واقع شد.

انتخابی از رباعیات ملا شاه در زیر درج میگردد. این رباعی ها از روی
نسخه ای خطی که در کتابخانه نگارنده وجود دارد، نقل گردید:

گویم سخنی که آن سخن معتبر است باور کند آنکه از خدا با خبر است
در خانه زاهد است اما چه شود در خانه حق شناس. خبر دیگر است

بودم در مسجد ز اهل ایمان باشم یکسر همه از کفر گریزان باشم
ملا موسی عارف بالله کافر کافر باشم اگر مسلمان باشم

عارف بود اسرار خدا را کشف بر اسرار خداست عارف واقف
داری خبر از لیلی و از سجنونی عالم لیلی است کذب خون عارف

تا شاه ازل گوش بفریادم کرد از لطف و کرم مصلحت دارم کرد
در مکتب و مذهب ز اصول و فروع هر بستگی ای که بود آزادم کرد

با اصل و نسب کار ندارد این راه داده این راه کار بفضل اله
تحقیق بلال حبشی بود غلام بی شک بوده رابعه بصری داده

با خود نکنی ز معرفت حاصل کام حاصل نشود کام تو از نقل کلام
 حلوا حلوا اگر بگوئی صد سال از گفتن حلوا نشوی شیرین کام
 جان قربان سر تو ای جانانه خوبان تو عالم و اندر خانه
 ای همه آشنا بیگانه ز کل عالم بتو آشنا ز تو بیگانه
 از هستی خویش با خبر شد ما را روی گل دوست در نظر شد ما را
 ایام مفارقت بسر شد ما را القصه که احوال دگر شد ما را

(۲۱۳) شبابی سیالکوتی

در زمره شعرای هند است :

گهی ز گلشن کویت نیامدم بوئی بطوق زلف مگر گردن صبا دارد
 (روشن ۲۳۸)

(۲۱۴) شتری لاهوری

شتری لاهوی از یاد خان اعظم خان کوکلتاش خان بوده و با راجا بیربل در
 محاربه افغانه جاده نشیب عدم پیموده . خوشگو است . این مطلع ازوست :
 هراشک که از چشم من غمزده ریزد طفلیست که از صحبت مردم بگریزد
 (حسینی ۱۷۴)

(۲۱۵) شجر - اشرف محمود سیالکوتی

این شاعر قادر الکلام بتاريخ نهم فوریه ۱۸۷۲ میلادی بدنیا آمد . مورث
 اعلای موصوف اشرف محمود مرحوم باسعیت شاهنشاه همایون بحیثیت طبیب رسمی
 شبه قاره هند (از تهران) مهاجرت فرمودند . آقای شجر از دوره صباوت دارای
 طبع شاعرانه بود و سخن سرائی را بسیار دوست میداشت . موصوف از ارشد تلامذه
 حضرت داغ بود و حضرت داغ تکریم ازو میکرد و در شاعری فارسی مقام خاصی
 دارد و بعلت مهارت فوق العاده بقلب خیام سیالکوت معروف گردیده است . کلیاتش
 عبارتست از غزلیات و مثنوی و رباعی اما در نوع رباعی ید طولی دارد و شهرت
 فراوانی بدست آورده است . دیوانش بنام یک هزار زیر طبع است . چکمه هائیکه
 بفرمایش بنده سروده است ذیلا تحریر میکنم :

چه از عشق ناسور و داغ آفریدم پی کعبه دل چراغ آفریدم
 جنون آفریدست تنگی صحرا من از آه و ناله فراغ آفریدم
 پی هم ز جای سرور آشنائیم خم و باده و جام و ایاغ آفریدم
 نقاب از رخ دخت رز بر کشیده به شایان شانش دماغ آفریدم

قطعه

دین واعظ هست در گفتار او محتسب را دین بر دستار او
دین حاجی دین دیوار حرم دین مومن زینت کردار او
(مجله هلال جلد ۹ شماره ۴ . سال ۱۹۶۲)

(۲۱۶) شرف - شاه شرف بو علی قلندر پانی پتی

مولدش عراق است . به هندوستان آمده در قصبه پانی پت ساکن گردیده بود
و بعضی اوقات در قریه کرنال که نیز قریب بقصبه مزبور است ، تشریف میداشته .
شیخ بزرگوار از کبار اولیای عظام بل از جمله ابدالان کرام بوده . آنقدرها شور
و مستی داشته که وصف آن نتواند کرد ... همچنین زیارت تربتش را این اثر
است و کلامش را بهمین خاصیت با حضرت شمس تبریز و حضرت مولوی قدس سره
کمال اتحاد داشته ... وفاتش در قصبه مذکور واقع شد لیکن مصحفش در پانی
پت است ... راقم الحروف مکرر بزیارت مبارک شیخ علیہ الرحمہ مشرف شده و
فیضها برده است و شیخ بزرگوار اگرچه گاهی ابو علی تخلص میفرموده لیکن چون
اکثر بشرف قرار داده اند لهذا تابع کثرت شد . اوراست :

نمیدانم حلالی از حراسی ز نیک کفر و ایمان بر گذشتم
تویای شوق نداری بکوی دوست مناز عشق باشد بعافیت رهن

(ریاض)

زیده^۱ واصلان ولایت مظهر، شاه شرف بوعلی قلندر قدس سره از وطن خود بهمنده
تشریف فرموده در قصبه پانی پت اقامت نموده گاهی در کرنال نیز که متصل
قصبه مذکور است تشریف میداشت . ذات مجمع کمالاتش از جمله ابدالان بوده .
(حسینی ۱۶۲)

از معاصرین حضرت خواجه نظام الدین اولیا^۲ و حضرت امیر خسرو دهلوی
است . اگرچه او از شعرای پنجاب نیست اما پنجابی حرف می زد و نراداً از
اهالی پنجاب است که در پانی پت توطن گزیده بود . اگرچه این تذکره شامل
احوال شعرائست که در پنجاب یعنی از رود اتک گرفته تا رود ساس یعنی سهر
سرهند و پنجند و اوج و ناحیه هائی که در آن ها به پنجابی تکلم نمایند ، زندگی
میکنند و بهمین جهت اصولاً ذکر بو علی قلندر درین تذکره زاید است . اما
بعلت داستان زیر که در تذکره حسینی مذکور گردید ، نگارنده بو علی را در زمره
شاعران پنجاب میدانم .

روزی حضرت نظام الدین اولیا* بحضرت اسیر خسرو دستور فرمود کہ بحضور حضرت بو علی شاه قلندر رسیدہ مستفید و مستفیض گردد . خسرو اطاعت نمود و پس از رسیدن بحضور بو علی قلندر غزلی بنا بفرمایش وی تقدیم نمود . یکی از ابیات آن غزل بدین قرار است :

خلق را بیدار باید بود ز آب چشم من
وین عجب آنوقت میگیریم کہ کس بیدار نیست

قلندر از شنیدن این غزل خوشحال شد و گفت : ”خسرو ، تو خوش میگوئی و خوش خواهی بود و خوش خواهی رفت“ . سپس غزلی سروده بحضور اسیر خسرو تقدیم نمود .

سہ بیت آن غزل درج میگردد :

سمرغ وار روی نہفتم بقاف عشق کو عارفی کہ منظر او عشق اکبر است
عقل کل است علم لدنی بعارفان این عقل و علم جسمی و رسمی محقر است
درین شرف نبود ز الواح ابجدی لوح جمال دوست مرا در برابر است

خسرو از شنیدن این غزل گریہ آغاز کرد . و بو علی قلندر گفت : ”رونداهی ایوان کچھ بوجہدا ای“ یعنی گریہ میکنی ، آیا چیزی ہم می فہمی ؟ خسرو گفت : برای ہمین گریہ می کنم کہ چیزی نمی فہمم . بعلت جملہ پنجابی کہ دربالا مذکور شد ، اسم بو علی قلندر درین تذکرہ درج میگردد .

انتخابی از اشعارش در زیر نقل شدہ است :

سرم پیچان ، دلم پیچان ، صنم پیچیدہ جانان
شرف چون مار می پیچد چہ بینی مار پیچان را
ز مام اختیار ما بدست اوست ای واعظ
برحمش کی روا باشد گذارد نام عصیان را
دوئی گردد فنا از خود شرف گفته بما نادان
اگر بینم شبی ناگہ من آن سلطان خوبان را

زہی حسنی کہ روی یار دارد کہ در آغوش صد گلزار دارد
سر زلفش کہ مست و لا ابالی کمن گاہی دل ہشیار دارد
ہر آن سطری کہ بر رویش نوشتند ہزاران معنی و اسرار دارد
شرف در عشق او گشت آن قلندر کہ ہفتاد و دو ملت یار دارد

غیرت از چشم برم روی تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم
گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد تا نبینم رخ تو روح رسیدن ندہم
گر شبی دست دہد وصل تو از غایت شوق تا قیامت نشود صبح دیدن ندہم

باد را نیز درین دهر وزیدن ندهم
ورنه از آه جگر پرده عالم بدریم
پیش شمشیر تو ما جمله سراسر سپریم
گر چه از جلوه دیدار تو ما بی خبریم
ای دریغا چه توان کرد که کوتاه نظریم
چه شود بار ملامت که به گردن ببریم

شرف ار باد وزد بوی زلفش ببرد
پرده بردار که تا عارض زیبا نگریم
پرده بردار که بینیم دو ابروی ترا
ما خبر گوی جمال تو بعالم شده ایم
پرتو روی تو خود می بدرد پرده خویش
بو علی راه ملامت ره مردان خداست

(۲۱۷) شرافت - شریف احمد گجراتی

اسمش سید شریف احمد ، کنیت ابوالمظفر و تخلص شرافت است . اسم پدرش سید غلام مصطفی نوشاهی بن حافظ سید محمد شاه نیک اختر نوشاهی است . در سال ۱۲۲۵ هجری متولد شد . خط نسخ و نستعلیق خوب می نویسد . در سلسله نوشاهیه قادریه بیعت کرده خلافت گرفت . کتب زیادی را نوشته است اما هنوز هیچ کدام چاپ نگردیده است . اشعاری چند به نگارنده فرستاده است و انتخایی از آن نقل میگردد . شرافت این ابیات را در مدح پدر خود سروده است :

که از وی نور یابد آفتابی
دلیل عارفان محبوب یزدان
بملک عاشقان سلطان یگانه
بباغ نوشته غنچه نیک فرجام
ز نورش دل بگیرد روشنائی
بر و اسرار وحدت حق گشوده
محي الدین ثانی در جهان است
بصد شوق و ارادت دامنش گیر

ز هی درگاه آن عالی جنابی
جناب مظهر انوار سبحان
سرو سالار اشرف زمانه
ز هی شاه غلام مصطفی نام
بحق دارد مکمل آشنائی
علوم معرفت از بر نموده
جنید وقت و معروف زمان است
شرافت جان فدا کن بر در پیر

وی تاریخ وفات پدر خود هم بدین ترتیب سروده است :

منزل او باد مقام امین
صاحب معراج بهشت برین
۱۳۸۴ هجری

رحمت حق باد بروحش مدام
سال وصالش ز شرافت شنو

(۲۱۸) شریف - شریف آملی ثم لاهوری

در خدمت اکبر بادشاه می بوده . در ۱۰۰۵ هجری در لاهور وفات یافت . ازوست :

گر خون شود از غم دل صد پاره ما جز ما نکند کسی دگر چاره ما
از روز ازل سربى ذات خودیم سوهان نزده کسی بر انگاره ما

(۲۱۹) شعری - خواجه محمد حسن کشمیری ثم لاهوری

شاعری قادر الکلام و بدیمه گو بود . مفتی صدرالدین متخلص به آزرده و ملقب به صدر الصدور و همچنین میرزا غالب ، مومن ، و صهبائی اورا بچشم احترام می دیدند . او از اولاد قاضی میر علی بخاری بود . پدرش هم اشعار خوبی میسرود . پدر شعری تاریخ تولد او ”نہال باغ اقبال“ گفته و او در شعر چنین آورده است :

چون من زادم پی تاریخ آن سال پدر گفتا ”نہال باغ اقبال“
خواجه محمد حسن ، متخلص به شعری تخلص خود را الہاسی میدانست و در مثنوی لعل و گوهر چنین گفته است :

نامم به زمین حسن عیان است شعری لقبم ز آسمان است
او بعد از وفات پدر خود کشمیر را ترک گفته در سال ۱۸۴۰ از راه لاهور و امرتسر بدہلی رسید و در هر دو شهر چندی اقامت داشت . در دہلی به مشاعرہ ہا ہم میرفت . روزی در مجلس مشاعرہ ای شعرای نامی از قبیل امام بخش صہبائی ، مومن خان مومن ، میرزا غالب و غیرہ حضور داشتند و مصراع این بود :

نہانم از کجا این جوش شادابی ست مینارا
میرزا غالب غزلی باین مصراع سرود کہ از بیت زیر شروع میشود :

نمی بینم درین عالم نشاطی کآسمان مارا
چو نور از چشم نابینا ز ساغر رفت مینارا
سپس شعری بیت زیر را سرود و مورد تحسین ہمہ فرار گرفت :

جنونی کو کہ دست از آستین بیرون نہد پارا
زند چاکی بہ جیب و خوش کند دامن صحرا را
بعضی از شعرہای آن غزل بدین قرار است :

چو روشن پیر کنعان داشت چشم خویش دانستم
کہ عرض روی یوسف میبرد عرض زلیخا را
دورنگی لائق اہل محبت نیست می خواہم
بصحرا وا گذارد کاش وابق عذر عذرا را
بجز انبار حسرت ہیچ حاصل کی دہد شعری
بکشت عشق بازی کاشتن تخم تمنا را

در تذکرہ سراۃ الخیال دربارهٔ این شاعرہ چنین آمده است : ”شیر بیشہ عالی دماغی، غالب علی کل غالب در نیستان آتش رشک سوخت. تلامذہ اش مستدعی طرح دیگر شدند“.

پس از توقف در دہلی، عازم کلکتہ و بنارس شد و بی نیل از این مسافرت بر گشت. چنانکہ گوید :

ندیدم سردی در دیدہ ایمان کلکتہ ز بینش لاف بیہودہ زدہ کوران کلکتہ
ز آدم باشناسی نیست انسانیت ایشان را شرف دارد سگ پنجاب بر شیران کلکتہ
ز قلقل روی شان خاصیت کافور می بارد شود چون عیز مرد از دیدن خوبان کلکتہ
چون بامرتسر رسید در حویلی میرزا محمد اکبر خاور ساکن شد و تا مدت دو سال در همین شہر زندگی کرد. سپس بہ کشمیر رفت و سہ بار بہ پنجاب مسافرت نمود. در سن ہفتاد و پنج سالگی در مرض فالج بستری گردید و پس از مدتی در تاریخ ہفتم رجب ۱۲۹۸ ہجری عرصہ وجود را ترک گفت. تاریخ وفات خود گفتہ است :

جست تاریخ فوت خود شعری شد ندا : ”رحمت خدا آمد“

۱۲۹۸

پسرش میرزا غلام احمد نامی دیوانش را بنام سراۃ الخیال تدوین نمود در سال ۱۳۰۴ در شہر امرتسر چاپ کرد. مثنوی لعل و گوہر و داستان معروف چہار درویش ہم باسم او معروف است. او خطاط ہم بود و در تاریخ گفتن سہارت داشت.

(۲۲۰) شفیع - میر محمد شفیع ملتانی

ساکن ملتان است. و شاگرد میر محمد افضل ثابت. او گذارش سی نماید :

ہر کہ بردارد بدوش از غیر بار سنتی همچو خر دریش مردم نیست اورا عزتی
(بینظیر ۸۲)

(۲۲۱) شفیق - منشی لچہمن نارائن لاہوری

آشفته سخن ایجاد، لچہمن نارائن شفیق اورنگ آبادی کہ از قوم کھتری است. اصلش از لاہور. جد او بھوانی داس ہمراہ عسکر عالمگیر وارد دکن گشتہ و در اورنگ آباد سکونت گزید و بشغل نوکری بعزت و اعتبار بسر برد. و بوقت موعود در گذشت. در حین وفات منسارام، پند شفیق، او دو سالہ بود و بعد رسیدن بسن شعور و بہمسانی

لیاقت نمایان در عهد نواب آصف جاه با پیشکاری صدارت شش صوبه دکن ماسور گشت و قریب چهل سال خدمت مذکوره بخوبی سرانجام داد ... شفیق در ۱۱۵۸ هجری ثمان خمسين و مائه و الف در اورنگ آباد قباى هستی بر کشید ... از تالیفاتش دو تذکره بملاحظه در آمده یکی موسوم به گل رعنا که متضمن بر اشعار شعرای هند است و دیگر مسمی بشام غریبان که غالباً محتوی بکلام فصیحای اهل ولایت است که وارد هند گشتند. آخر کار اوایل مائه ثالث رخت جهاتش باتشکده فنا سوخت. این زر نقد از کیسه طبع اوست :

گر چه ای دوست ندیدم چمن روی ترا	دایم از بار صبا سی شوم بوی ترا
هر که آنجا برود باز نگردد هرگز	هست خاصیت گلزار ارم کوی ترا
گریه سی آید سرا در فصل گل بر حال خود	آمد آب رفته جوی نگارم بر نه گشت
دست مالیدن تو سوز نه بخشید شفیق	حیف چون رنگ حنا فصل گل از دست تورفت
شانه زخم کن و آشفته مکن دلها را	جمع گشتند در آن زلف پریشانی چند
	(نتایج ۹۹۳)

سر شک دیده ام را منع کردی از ترا دیدن
چه دشوار است برگشتن بسوی دل چکیدن هم
شفیق ما نه تنها گرد سر گشتن طمع دارد
برنگ پیرهن خواهد ترا در بر کشیدن هم
اگر آن صنم در آید به ادا و ناز کردن
بخدا که فرض گردد دل و دین نیاز کردن
گله بیشمار دارم ز مزاج زود رنجت
که بدامن تو دستی نتوان دراز کردن
(رعنا ۱۰۸)

شاگرد سیرزا آزاد مرحوم بود . دو تذکره شعرا دارد . یکی نامش گل رعناست و دیگر شام غریبان ، صاف گو خوش بندش است . کهنتری بود ، اصلش از لاهور است . جدش بهوانی داس همراه عسکر عالمگیری وارد دکن گشته در اورنگ آباد سکونت گزید . شفیق درسلک ملازمان عالیجاه خلف ارشد نواب علیخان بهادر منتظم گردید . در اوایل مائه ثالث عشر رخت حیاتش باتشکده فنا سوخت . از وی سی آید

مريضم بوسه لبهای شیرین تو میخواهم
توان دادن سرا این شربت درد مکرر را

عکس خود را دید چون در چشم من غمگین نشست

گفت هی هی دلبر دیگر بچشم این نشست
با سر زلف تو زنهار تقاضا نکند
اینقدر بسکه دل رفته من جایی هست
من سپند تو ام ای شعله جواله حسن
گرتو سر گرم آی رقص کنان بر خیزم
رباعی

اخلاص من و تو بیش از حد باشد
با یکدیگر رسی و سرمد باشد
مائیم بظاهر و بیاطن یکتا
این نسخه واحد دو مجلد باشد

(انجمن - ۲۳۵)

شفیق تخلص . لچومی رائن ماتور مولف این صحیفه از قوم کهنتری کپور است .
جد او بزوانی داس همراه اردوی عالمگیری از لاهور وارد دکن شده در اورنگ
آباد رنگ توطن ریخت ... درین جا صاحب اولاد گردید . ولد متوسط او رائی
منسا رام که عبارت از والد مولف است ده ساله بوده که بزوانی داس رخت سفر
آخرت بربست . والد در ظل عاطفت لاله جسوت رائی که هم جدی بود و به علم
وفضل اتصاف داشت ، تربیت یافته در وقت نواب آصف جاه غفران پناه به
پیشکاری صدارت شش صوبه دکن مامور شد . تا احوال تحریر که قریب به چهل
سال است سرانجام می دهد . مولف در گل زمین اورنگ آباد دوم صفر سنه ثمان و
خمسین و مائه و الف ۱۱۷۴ چهره هستی بر افروخت . مصمصام الدوله سرخوم به
منصب و خطاب "دولت چند" سرفراز شد . الحال در سایه عطوفت والد سلمه الله
تعالی و ظل تربیت جناب آزاد مد ظله الله تعالی که ب سعادت می نماید .
صاحب هر دو جهان است شفیق هر که گردید غلام ناز او
حضرت آزاد در سنه ست و سبعین و مائه و الف ۱۱۷۶ شفیق تخلص عنایت
فرمودند .

از حضرت فیض بخش آزاد
گفتم تاریخ این عنایت
گردید سرا تخلص انعام
امداد شفیق شد سرا نام

۱۱۷۶

این چند بیت طبع زاد خود را بترتیب ردیف بعرض قدر شناس می رساند :
بصرع ابروی او بسم الله عنوان ما
چشم او بر مانگامی گر ندارد غم نیست
سخت حیرانم چه بیش آمد الهی خیر کن
آه را ضبط نه کردی به تحمل ای دل
سوخت یا بشکست یا خون شد نمیدانم چه شد
مصحف رخساره او دین ما ایمان ما
می شود پرهیز لازم مردم بیمار را
دیر شد باد صبا از کوی یارم بر نگشت
حیف مصراع بلند از نظر هست تو رفت
شب که در زلف سیاه اودل بی تاب رفت

خدا گواه که لب را به می نیالودم
دماغ رفتن کوی بتان نبود مرا
غنیچه زیر برگ سی گردد نهان از روی شرم
مرا چو سوسن اگر ده زبان شود پیدا
نمی گویم که برین جور کن یا مرحمت فرما
قسم به مصحف روشن به کعبه رخ نکنم
شنیده ام که تو سوی شفیق می آئی
به گمان روز محشر ز زمین برقص خیزم
یافتم در بزم می دزدیده دیدن های تو
سوختم در راه عشق او تمام
ز خارهای بغیلان پراست وادی عشق
نمیدانم بوصل یار سازم یا به هجرانش

برای مستی من چشم یار شد باعث
پی چه چاره دل بی قرار شد باعث
جامه زیب پا چو بندد در چمن دستار کج
خواه گواه کنم صرف در ثنای قدح
بقرانت روم گاهی چنان گاهی چنین باشد
طواف کوچه او بار بار خواهم کرد
بیا بیا که دل و جان نثار خواهم کرد
اگر ای کشیده قامت بمزار خواهی آمد
این قدر در عالم مستی مرا هم هوش بود
بد گمان من گمان دارد هنوز
شفیق آبله پا می روی خدا حافظ
طپیدن سخت مشکل بر دل من آرسیدن هم

(۲۲۲) الامام الاجل شمس الدین حاجی بیچه البستی لاهوری

مذکری مذکور بافضلی موفور. نگین ولایت فضل و هنر که اگرچه از
بستست، اما عالم بیان آن از نگین آباد است. چنان لطیف طبع عالی سخن که
از مفرح بیان او دل گرم سیر نمیشد. آفرید گار سبحانه تعالی ذات او را عجب
عالم غیب گردانید و نظم و نثر در خاطر خطیر او را چنان ملکه شد که بر هر
چه او را امتحان کنند هم بر خود تذکیری دران پردازد و آنچه نثر گفته باشد
بنظم بیان کند و از لطایف اشعار او این یک رباعی بر خاطر بود.

خرسند شوی چون دل ازو بر کنندی
بر گنده بی وفا چرا دل بندی؟

گویند ز زر ترا بود خرسندی
زر گنده کان و بیوفای دهرست

و این یک بیت فردهم او گفته است:

باری بر رس که نرخ شفتالو چیست
(لباب ۲۳۸)

گر هیچ بسبب ز نخش باز رسی

(۲۲۳) شکوه - پندت فرنجن فاته تکو سیالکوتی

در ظفروال که از نواحی سیالکوت است برسی برد و منصب قاضی را
بعمهده داشت. پسرش هم شاعر بود و زیبا تخلص داشت. چندی در شهر
امرتسرهم زندگی میکرده است. وی شخص متدینی بود و علاقه زیادی را نسبت بمذهب
و مسلک خود داشت. اشعار خوبی میسرود ولی فقط در سن سی و دو سالگی

عرصہ وجود را ترک گفت . فقط یک بیت زیر بدستم رسیده است :
بی جان و دل بعشوه جانان فروختیم هم دین فروختیم و هم ایمان فروختیم

(۲۲۴) شوق - میان الله جوایا گجراتی

خطاطی معروف و دارای دیوانی بود و در زبان حکومت راجا رنجیت سنگھ زندگی میکرد . در دهی بنام چک سادہ در نواحی گجرات بدنیا آمد . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است ولی غزلی در بیاض مولوی محمد صالح کنجاہی مرقوم است کہ در زیر نقل میگردد .

عشق بازی و صد ملال درو	کس مبادا تباہ حال درو
زلف تو مو بموی چو زنجیر است	سر مو نیست قیل و قال درو
گفتمی آفتاب روی ترا	لیک گر نیست زوال درو
اوج وصف تو از هوا بس دور	شوق مرغ شکسته بال درو

(۲۲۵) شوقی - جوت پرکش پنجابی

در عهد اورنگ زیب عالمگیر شاہ در ادارہ 'شہر داری' لاہور ماموریتی مہم را بعهده داشت . شاعری خوش کلام بود و بعضی از اشعارش در "گلدستہ سخن" چاپ گردیدہ است . وی نژاداً ہندو ترشح بود . منظومہ ہایش بنظرم نرسیدہ است اما قطعہ ای منظوم کہ بہ شاہ خوش ، قاضی 'شہر سیالکوٹ' ، فرستادہ بود بدستم رسیدہ است و اشعاری چند از ان نامہ 'منظوم در زر نقل میگردد :

سر گاہ نویدی رسیدم بگوش	کہ شخصی است از دوستان خوشی
عجب عندلیب است نادر بیان	کہ می آید از بوستان خوشی
چو رہ یافت در خلوت خاص گفت	کہ می آیم از آستان خوشی
متاع گرا نمایہ بیرون کشید	ز کان خوشی بل دکان خوشی
جوابی بصد مہرانی شنید	روان شد بسوی جہان خوشی
بہنگام رخصت چنان گفتمش	کہ ہر گہ رسی در مکان خوشی
سلامی ازین بندہ خواہی رساند	بخلونگہ خادمان خوشی

(۲۲۶) شہاب - عبد الطیف خان لاہوری

ہمشرہ زادہ و شاگرد میرزا جلال اسیر است . در عصر فرمانروائی اورنگ زیب عالمگیر پادشاہ از ولایت فارس بہ ملک ہند آمد و باریاب ملازمت سلطانی

گردیده. بدیوانی صوبه کابل و کشمیر و لاهور نوبت بنوبت سرفراز ماند. سردی پرهیزگار و صالح و خوش صحبت بود در آخر عہد پادشاه مغفور در گذشت. از حالت شہامی اوست:

یارم بکنج غمکده شبہا نشاند و رفت
گفتم کہ من غبار تو، دامن فشانده و رفت

(نشر ۱۰۵)

(۲۲۷) شہاب - شہاب ملتانی

شہاب ملتانی، آخر عمر ستارہ ہستیش درین سر زمین یعنی سند ب خاک در شد.

ز شرم آنکہ نرفتم پی وداعش دی دو دیدہ ام نتواند بسوی من دیدن
(مقالات ۳۴۸)

(۲۲۸) شہر یار - شہزادہ شہر یار لاهوری

خلف نور الدین جہانگیر بادشاہ و داماد نور جہان بیگم بود. بعد شنعار شدن جہانگیر بادشاہ بدعوای سلطنت در لاهور برخزائن و کارخانہای بادشاہی دست تصرف دراز نمود. آصف خان داور بخش ابن خسرو را بسلطنت برداشته با شہر یار بمقابلہ و مقاتلہ برخاستہ ہزیمت داد. آخر الامر میل در چشمش کشیدند و باشارہی شاہجہانی رو بعرصہ عدم نہاد. بموزونی طبع گوہر نظم می سفت. تاریخ مسلم خود چنین گفت:

ز نرگس گلاب ار چہ نتوان کشید کشیدند از نرگس من گلاب
چو پرسد کسی از تو تاریخ من بگو کور شد دیدہ آفتاب

(صبح ۲۳۸)

(۲۲۹) شہید - میر غازی لاهوری

از اقربای میرزا ضمیر منتمہا تخلص بود. شاگرد رشید و ہم شہرہ زادہ میر محمد زمان راسخ است. در موضع بہیرہ من اعمال لاهور سکونت داشت و از یاران احمد یار خان یکتا بودہ. وفاتش بعد ہزار و صد و سی اتفاق افتاد. مثنوی خوب میگفت. در جواب سبہ سیارہ زلالی ہفت پیکر فکر کردہ نامی خاص گذاشتہ. از مثنوی شور جنون این چند بیت است:

هیچ دانی چیست این شور جنون
چیزت این شور جنون سحر حلال
این سخن از جنس قال و قیل نیست
شمهیدم خواندی و آخر گذشتی از سر قلم
این نوای تیشه است و بیستون
بمهر طاعت پیشگان بانگ بلال
جز صدای شهر جبریل نیست
تغافل پیشه، بدعهدی، چها گفتی چها کردی
(خوشگو ۱۹۵)

سرخروی معرکه سخن طرازی شاعر رنگین سخن، میر غازی تخلص
شمهید از سکنه حوالی لاهور بوده. در سال هزار و صد و سی رحلت نموده.
ویراست :

هنر سد راه مقصود سیگردد هنرور را
اشک خون گرانه گل دامن قاتل گردد
گره وارشته پرواز بازی شد کبوتر را
بچه طور امید دل سوخته بسمل گردد

(حسینی ۱۸۴)

از سادات بهیره من اعمال لاهور است. میر غازی نام داشت. باین مناسبت
شمهید تخلص گرفت. از اقربای میرزا روشن ضمیر و از یاران احمد یار خان یکتا
است. در اشعار خود ذکر احمد یار خان بسیار آورده جائی می گوید :

یار خان اینجا نه بهر خانی است
وفاتش بعد ثلثین و سائده و الف واقع شد. در فن شعر طرازی رتبه عالی
دارد. جواب سبعة سیاره "زلالی" بسیار خوب بنظم آورده. از ان جمله مثنوی
مسمی به "شور جنون" است. درین مثنوی گوید در حنت بر گشته سران :
پشت چشمش بود از بس خوشنما داشت مرزانش ندامی بر قفا
دیگر مثنوی دارد مسمی به "ناید" عاشقی نواز :

(بنظیر ۸۸)

از سیالکوت (۲) لاهور است. در زمان ابرار پادشاه بوده. اوراست

بخاطری که توئی یاد دیگران کردن
گفتم ای دل بچه اوضاع جهان گشت بدل
دردن دعبه بر می داشت عزا را
گفت خاروش (درد روز سهرست خیل
گفتم آسایش گیتی که بگفتند کیجاست ؟
گفت در خواب نماید ولی خواب اجر

(ازدش)

از شیخ زادگان پنجاب بنظر گیتی خداوند در سخن روی او آید و ازوست :

یار آمد و نام برد ما را
هجوم ناز چنان کرد و پیش یار گرفت
وز خرد بد تمام برد ما را
که راه نیست در آن تنگنا معنی را

(آلین ج ۱: ۲۸)

(۲۳۰) شیری لاهوری

شیری ولد عبدالحی از قصبہ کوکوال توابع لاهور است . پدرش شیخ عبدالحی از فاضلان خوش طبع بود ... شیری تحصیل اکثر علوم از والد خود استعداد وافر بہم رسانیدہ . زور طبع بہ مرتبہ ایست کہ در یک شب می غزل انشا نمودی . بملازمان اکبر بادشاہ انسلاک داشت . ہنگامیکہ در سنہ نہصد و نود و چہار زین خان کوکلتاش و راجہ بیربر بمجادلہ افغنہ کابل رفتند و جنگ صعب روداد ، راجہ بیربر با جمعیت کثیر کشتہ شد . شیری نیز بہمان معرکہ در سنہ نہصد و نود و چہار کشتہ شد . ازوست :

بستم بنافہ تار سفید و اشارت است گردوری تو در رگ جان خون نمادہ است
بکف تمغ ستم از بہر قتلیم تیز می آید زبیدادش چہ گویم من کزان خون ریزی آید
(نشر ۳۴۰)

شیری لاهوری از ثنا گستران اعظم خان کوکلتاش بود . و با راجہ بیربر در محاربہ افغنہ در ۹۹۴ ہجری جادہ نشیب عدم پیمود .

(انجمن ۲۳۰)

تقی اوحدی اورا شالی کوب لاهور انگاشتہ . غزالی مشہدی این قطعہ خود بہ شیری نوشت :

شیری اگرچہ در فن اشعار دلفریب ہر کس رسید از دل و جان اہتمام کرد
لیک از برای اہل سخن کاخ فضل را سعدی بنا نہاد و غزالی تمام کرد
شعری در جواب این قطعہ فرستاد :

سعدی نہاد کاخ سخن را بنا ولی جامی بیمن ہمت عالی تمام کرد
در حق شعر گرچہ غزالی ست بی نظیر در سلک اولیا نتواند مقام کرد
(روشن ۲۷۰)

شیری یک شاعر دیگر ہم است :

” کہ مولدش قصبہ کوکوال از اعمال لاهور است . این همان شیری است کہ در شمع انجمن بشیری لاهوری و در نگارستان سخن بشیری کوکوالی ذکر یافتہ و بعض تذکرہ نویسان این شیری و شیری سیالکوتی را یکی دانستہ اند ... از ملازمان و مداحان محمد اکبر بادشاہ بود و در مدح خان اعظم کوکلتاش مقطعات قریب ہزار بیت انشا کردہ نامش جہان افروز گذاشتہ . در سنہ سبع اربع و تسعین و تسعمائہ ہمراہ زین خان کوکلتاش و راجہ بیربر بعد ترددات شیرانہ جان باخت .

هر اشک که از چشم من غمزه ریزد طفلی ست که از صحبت مردم بگریزد
چرا ای اشک در چشم از وداع یار میگردی کجا بود که اکنون مانع دیدار میگردی
سراپا جانی ای باد صبا در قالب شوقم سرت گردم مگر در کوی او بسیار میگردی
(روشن ۳۷۱)

سر سید احمد خان در حاشیه کتاب آیین اکبری نوشته است که ملا شیری لاهوری پسر ملا یحیی بود. اگرچه شیری زاهد و عابد نبود اما در قصیده سرائی مهارت فوق العاده ای را دارا بود. قصیده ای در مدح آفتاب بدستور اکبر شاه ترتیب داده اسمش را شمع جهان افروز گذاشت. این قصیده شامل هزار بیت است و تمام ابیات آن بصورت مقطعات سروده شده است. در ترجمه مهابهارت هم فعالیت هائی نموده است. در سال نهصد و نود و چهار در گذشت. وفاتش در کوهستان یوسف زئی اتفاق افتاد. اینک انتخابی از یکی از قصیده هایش که بصورت سوال و جواب سروده است نقل میگردد:

گفتم ای دل: ز چه اوضاع جهان گشت بدل
گفت خاموش که در مغز فلک رفته خلل
گفتم آسایش اگر هست بگوئید کجاست؟
گفت در خواب نماید پس از خواب اجل
گفتم آن یار چرا ابروی پر چین دارد
گفت با صاحب بد خو نتوان کرد جدل
گفتم ارباب سخن آرایش مجلس باشند
گفت اینها نتوان گفت با اهل دول

(۲۳۱) صادق - شاه صادق کشمیری ثم لاهوری

شاه صادق در قرن یازدهم هجری در کشمیر متولد شد. در کودکی روزی در هنگام نماز حالت جذب بوی دست داد که سبب تغییر مسیر زندگیش گردید. مادیات را ترک کرد و به ریاضت پرداخت. مدتی در دلی و لاهور زندگی کرد و آخر عمر را در کشمیر در تجرد و انزوا بسر برد. و بسال ۱۱۰۰ هجری وفات یافت. از آثار منظوم وی دیوانی است مشتمل بر چند ترجیع بند، غزلیات و مثنوی.

(کشمیر ۷۵)

اشعاری که در زیر نقل میگردد از مجموعه اشعارش که چاپ گردیده است گرفته شد:

مثلت :

سهر و وفا ندیده ام جور و جفات دیده ام
 محنت و غم کشیده ام درد و الم چشیده ام
 دامن تست و دست من . دست منست و دامنست
 رشته من بریده ای یار دگر گزیده ای
 بنده نو خریده ای عیب سرا چه دیده ای
 دامن تست و دست من . دست منست و دامنست
 به رخ خود نموده ای صبر و دلم ربوده ای
 حرف کسی شنوده ای باب ستم کشوده ای
 دامن تست و دست من . دست منست و دامنست

ترجیع بند :

خیزم اگر بجست و جویت افتم اگر بپای و کویت
 مردم که بماء نو بینند بینم اگر به ماه رویت
 آن زلف کمند تو دلم را آورد کشان کشان بسویت
 گفتمی تو که جمله داری اما از زهد ریا نرفته بویت
 گر چه که بصومعه نشستی یکچند بده تو شست و شویت
 از زهد و ریا کنون گذشتم
 تا رفته بپای خم بیفتم

(۲۳۲) صادق - عبد المالک گجراتی

مولوی عبد المالک صادق ملقب به ابو البرکات پسر مولوی محمد عالم و شاگرد مولوی شیخ عبد الله بود . پدرش در ناحیه کوری که در نزدیکی شهر گجرات واقع است زندگی میکرد و یکی از اسرای آن ناحیه بشمار میرفت . صادق صاحب تصنیفات متعدد و دارای ذوق بسیار عالی ای در شعر بود . قصیده ای در مدح نواب محمد صادق رئیس ایالت بهاولپور سروده است که بی عدیل است . خاصیت آن قصیده چنین است :

- ۱ - از هر مصرع آن تاریخ سرودن قصیده یعنی سال . ۱۳۱ هجری در می آید .
- ۲ - حروف منقوط هر بیت آن هم تاریخ سرودن را نشان میدهد .
- ۳ - از حروف غیر منقوط هر بیت آن هم تاریخ سرودن آن قصیده بدست می آید .

ابیاتی چند از آن قصیده در زیر نقل میگردد :

مصلح جود و صداقت منبع سر نهان
قانع آثار جهل ناصب اعلام حکم
شهمسوار کشور جان مبدا عدل و علا
سرحبا شان و شکوه مالک صمصام و جود
منبع عقل و جلال صادق والا سراد
در جنابش شاد کام آورده ام اهل کلام
نمونه ای از اشعار وی که در مدح
در زیر نقل میگردد :

ای بر زده بر عرش برین نقش قدم را
ای فخر بذات تو صنادید عرب را
مشاطه تقدیر رخ حسن تو آراست
و ز نام تو علم ازلی لوح و قلم را
وی از بنام تو اقالیم عجم را
تا هست تماشایا بکمند حسن عدم را

(۲۳۳) صافی - ابو القاسم خان لاهوری

خلف الصدق ابو البرکات خان است . در لاهور در عهد جهان خان وزیر
احمد شاه ابدالی چند دفعه نزد فقیر آمده و یک بار منعم به خانه اش رفتم .
جوان شایسته ، متواضع ، خلاق و مستعد بنظر آمد . یک شعر از وی بخاطر بود
نوشته شد :

سخن از زلف دلدار است امشب
بما مضرب شب تار است امشب

(سرد ۱۶۸)

(۲۳۴) صافی - شمس الدین لاهوری

عالم متبحر بودند و با فقیر اتحاد قدسی میباشد . اول روز در منزل نواب
غلام محبوب سبحانی ، محبوب شخص ، لاهوری ، ملاقات شده . خود را از اولاد
خواجه حافظ شرازی میگویند . و چون از لاهور باز به شراز مراجعت کردند ، چند
خطوط بنام احقر نوشتند . از دیوان این فقیر صد شعر انتخاب زده به شیراز بردند .
این دو شعر در اشتیاق فقیر از شیراز نوشته فرستادند :

کاش بینم بار دیگر روی تو
کاش بر دوشم صبا برداشته
تا رسد در معراجیم روی و
همچو بوی گل رساند سوی تو

(چشم ۶۲)

(۲۳۵) صالح لاهوری

صالح کاشی در ازمنه سابق به هندوستان آمده در لاهور آسوده. (ریاض)
از زمرهٔ صلحاست و مذاقش بچاشنی* نظم آشنا. از وطن بهمند رسیده این
ملک را بقدیم سیاحت پیموده. آخر در لاهور رحل اقامت انداخته سفر آخرت نمود.
نشود هیچ کسی نام جدائی یا رب این سخن گوش زد هیچ مسلمان نشود
(صبح ۲۴۳)

(۲۳۶) صانع - میر دوست محمد سیالکوتی

ولد میر محمد علی رائج تخلص ... بعد پدر بطرف پنجاب میگذراند ... طبع
بلند انگیز، جودت آسیر دارد. ازوست:
لب گل خون حسرت خورده* چاک گریباننش
بهار لاله آتش دیده رنگ گلستاننش

(خوشگو ۲۸۹)
از زمرهٔ سخن منجان زمان بود. پدر رایج سیالکوتی است. ازوی می آید:
پای برق هم نتوان رسیدن در حریم او ره دورود رازست ای کبوتر بال و پرمشکن
(انجمن ۲۲۰)

(۲۳۷) صداقت - محمد ماه کنجاهی

برادر زاده محمد اکرم غنیمت از قصبه کنجاه پنجاب بود ... جوان مؤدب
و مهذب بنظر می آمد ... بسیار جدید الفکر و سریع الفهم بود. در سال هزار و
صد چهل و هشتم هجری بمرض سودا مبتلا شده بود. در گذشت. در نعت
حضرت خیر البشر (صلی الله علیه و آله) بی نقط نوشته. از آنجاست:

حاکم روم و مصر و عامل او	واله عهد حکم کامل او
هر دو عالم علوم در دل او	کوه و صحرا دوگرد محمل او
همه روح سلاله عالم	گل ارواح لاله آدم

سایر اشعار آبدار آن صداقت شعار او اینست که پسند خان صاحب شده:
ز خوان لذت دنیا گرانی آنقدر دارم که میلرزد دلم از خوردنی گر خود قسم باشد
مصرع پیچیده* زلف تو جای حرف نیست شانه حیرانم چرا این دخل بی جامیکند
که پریزادی کشم گه دختر رز در کنار کارمن چون شیشه یا مستی است یا دیوانگی
(خوشگو ۱۵۹)

برادرزاده محمد اکرم غنیمت کنجاہی است . در وسط عہد فردوس آرامگاہ
وفات یافتہ . رقعات در صنایع بغایت خوب و رنگین مینوشت . ازوست :
دماغ منت پروانہ و بلبل کجا دارم چراغان بر نمی تابد مزارم گلفشانی ہم
(ہندی ۱۲۳)

(۲۳۸) صرفی - صلاح الدین پنجابی

چند گاہی در گجرات بود بعدہ در لاہور آمدہ بوضع درویشان بسر می برد .
در ۹۹۹ ہجری ہمراہ فیضی بدکن شتافت و از آنجا سفر آخرت اختیار نمود .
صاحب دیوان است . ازوست :

گلفروش من کہ خواہد گل بیازار آورد باید اول تاب غوغای خریدار آورد
باتو رشکم کشد و بی تو جدائی، چکنم میکشم این ہمہ از دیدن و نادیدن تو
(انجمن ۲۵۵)

(۲۳۹) صمدانی - غلام غوث پنجابی

مردی روشن ضمیر و درویش طبع ہست . او صوفی است و در ہمین مسلک
عقیدہ دارد . مہندس بود و در شہر لاہور و شہرہای دیگر پنجاب زندگی میکرد .
محل تولد وی معلوم نیست . نسبت بزبان و ادبیات فارسی علاقہ مفراطی را دارد
و شعر خوب میسراید . نگارندہ از خواندن اشعارش خیلی تحت تاثر قرار گرفتہ ام .
او مثنوی ای بفارسی بطرز مولانا روسی نگاشتہ است و درین مثنوی اعتقاد خود را نسبت
بہ فلسفہ علامہ اقبال ابراز داشتہ است . وی عقیدہ داشت کہ ہمیشہ شرق ، غرب
را آرامش می بخشد و غرب ہمیشہ شرق را از مظاہر و نشان تمدن آن بی نیاز
می کند . چنانچہ گوید :

ای فضا از من بگیر این برقیہ زندگی نی غربہ نی شرقیہ
در زیر انتخابی از مثنوی صمدانی درج میگردد :

زندگی از بزم تو بیگانہ شد	ہر کسی را خانہ اش میخانہ شد
مثنوی گویم بطرز مولوی	ساغر دمہ از شراب معنوی
گو بہ من حرفی ز سر اسر کن	تا نہ لایعنی سرایم من سخن
کشتی ما رفتہ اندر قعر رود	خندہ زن گرداب و مامست سرور
از حواس خمسہ ام بیرون شدم	خود ندانم این چنین من چون شدم
نی ز تارونی ز چوب و نی ز پوست	آید این آواز از پیغام دوست
کیف و وجد و رقص و ہاوہو، ہمہ	این ہمہ او ہست، او ہست او ہمہ

نی کسی خوبشی ونی بیگانه ای
 تو سلیمان میشوی یا بلشزر
 چشمه حیوان بجوئی یا سراب
 ای ضمیر قوم خاموشی چرا
 حضرت اقبال هم بگریست خون
 گوئی این آئین قرآن کمهنه شد
 ذات حق در وحدتش مستور بین
 جستجو کن جستجو کن جستجو
 قصر پاکستان بود بنیان تو
 یک فراست صد مسبب در کنار
 مرد خود آگه نباید روی کار
 هر که خود جوید امارت بهر خویش
 انحطاط ذهن ملت را نگر
 هر که او نادم نگردد بر گناه

هر کسی بر وهم خود دیوانه ای
 دخت رزخواهی که قرآن راهبر
 بخت را بیدار خواهی یا بخواب
 هر چه از دل می پسندی وانما
 دید چون تقدیر ما شد واژگون
 این نظام از بهر انسان کمهنه شد
 از صفاتش زندگی معمور بین
 نا کند فطرت به تو خود گفتگو
 بهر تکمیلش توهم معمار شو
 می برد کشتی ز طوفان بر کنار
 تا نه جوید دیده اهل دیار
 فقر ما اورا ببارد پس ز پیش
 سطح فهم و فکر را بالا نگر
 می کند ای دل گناه اندر گناه

مثنوی صمدانی بار اول در سال ۱۹۵۵ در لاهور چاپ گردید و آقای صمدانی هنوز زنده هستند .

(۲۲۰) صوفی - ملا محمد یوسف سرهندی

جامعیت فضیلت خوب داشته ، بهند آمده . مدت ها در کشمیر بسر کرده .
 جهانگیر بادشاه اورا از کشمیر طلبیده . در سرهند بجوار رحمت حق پیوست . این
 مصراع تاریخ فوت او است : ”سجردانه یکی شد بحق محمد صوفی“ . اشعار خوب
 دارد ، از آنجمله ابیات است :

بر من نهاد گردش گردون مدار ما
 تو ای آه سحر گاهی در آن دل
 ای که این گریه من در غم اوست

بیکاری و گدائی و مستی ست کار ما
 مکن کاری که کار از دست من رفت
 گریه را آب روان پندارد
 (ریاض)

از وطن بکشمیر رسیده اقامت گزید . و به جرمی مغضوب جهانگیر پادشاه
 گردید . از کشمیر گریخته در شهر سرهند سکونت گزید :

مرا بوقت جدائی چو شمع مردن به
 شگاف بر زمینی را که بینی
 تو ای آه سحر گاهی در آن دل

که زنده مانم و بیدوست بنگرم جارا
 گریبان پاره یا سینه چاک است
 بکن کاری که کار از دست من رفت
 (روشن ۳۹۸)

(۲۲۱) صیرفی - مولانا صلاح الدین لاهوری

در کسوت فقر و درویشی مستغنی از شاه و گدا زیست می کرد . براه دکن از عراق بپسند آمد . حسب الاتفاق چندی در دکن اتفاق سکونت افتاد و در مدح اسیران آن جا قصائد غرا نوشت و باز بلاغور آمد . هر گاه ملک الشعراء شیخ فیضی بطریق وکالت بسوی دکن رفت در رفاقتش مولانا باز در آن ملک رسد و از آن جا اراده طواف حرمین شریفین در دل مصمم کرده بدان سمت شتافت . دیوانش مشحون از اقسام شعر است . سن الشعاره :

گل گل شگفت بی گل روی تو داغ ما	سر زد بجای گل همه آتش ز باغ ما
من یکی از محرمانم در میند ای باغبان	صاحب این خانه نامحرم نمی داند مرا
عشق آمد راه دل دیوانه میندید	بر صاحب این خانه در خانه میندید
اشکی بکف آرید که در چشم نگنجد	دل در صدف گوهر یک دانه میندید

(همیشه)

(۲۲۳) ضالی - علی محمد ملتانی

ضالی ملتانی نامش علی محمد بوده . قتی اوحادی نوشته در ۱۰۴۲ هجری در آگره بود . اکثر قصاید موشح میگفت . اوراست :

شمهید تیغ ستم را بشار وعده مده
که کشته دلت را ذوق خون بها اینجاست

(ریاض)

(۲۲۲) ضیا - ضیا الله ملتانی

ضیا الله ، از مردم سلطان در تته بسیار پسر برده . اغلب در همین خاکدان چراغ حیاتش بصرصر اجل اظفا پذیرفته باشد . منہ :

در ره عشق ندانم بچه تدبیر روم روح سجنون قرقی دارد در دشت هنوز

(مقالات ۳۷۱)

(۲۲۴) ضیا - ضیا محمد گجراتی

در دهی موسوم به چوهاصل در نزدیکی شهر گجرات بدینا آمد و الحال در نارووال از نواحی شهر سیالکوٹ زندگی میکند . شغل معلمی دارد و بفارسی شعر می سراید . ازوست :

ز درد عشق روح بیقرباری کرده ام پیدا
 بجان قدسیان هم اضطراری کرده ام پیدا
 مگو در بسته باشد این حبس گاه دو عالم را
 من جوش جنون راه فراری کرده ام پیدا
 مبارک گوشه، خلوت، مبارک سوز پنهانی
 ضیا بر همت خود اعتباری کرده ام پیدا

(۲۲۵) طالب - مولانا سید محمد طالب آملی

آن بلبل داستان سرا درین سال که سنه عشرين و الف . ۱۰۲ بود بدارالخلافة
 آگره آمد . نکته دانی از آمل مازندران است . در اول جوانی و نو بهار
 زندگانی از مسکن خروج نموده بدار المؤمنین کاشان آمده در آنجا متوطن شد .
 ابتدای نشو و نمای او در شهر مذکور واقع شد . بعد از اندکی تردد بشهر مرو
 رفت و چندی در خدمت سلکش خان بسر برد . بعد از انقضای آب خورد هوای
 سیر دارالامان هندوستان جلوه گر شد .

(میخانه ۳۸۳)

طالب ، بلبل آمل و شاعر خوش تخیل است . سخن را بمرحمت والای
 نوزاد و پایه، اورا تا سدرۃ المنتهی بلبلد میسازد . بگمگشت هند کشید و چندی
 درینجا بسر برده نزد میرزا غازی که از طرف جهانگیر بادشاه بنظر قندهار می
 پرداخت ، شتافت . دیانت خان تعریف او بمسامع خلافت رسانیده پادشاه را
 مشتاق ساخت . و او را بحضور برد . اتفاقاً طالب برای رسائی دماغ مفرحی استعمال
 کرده میروود و استیلای نشاء حواس او را معطل میسازد و گنگ شده . اصلاً زبان
 بنطق آشنا و اقامت از نشاء دست داد . سر بگریبان تشویر فرود برد و قطعه
 اعتزازی همان وقت بر سبیل اداست بنام دیانت خان انشاء کرده ارسال داشت .
 این دو بیت از آن است :

مفرحی زده بودم بقصد گفتن شعر عروج نشاء او کرد هر چه کرد بمن
 بزم بادشهم زان زبان نمیگردید که گشته بودم را خشک زان زبان و دهن

(عامره ۳۰۰)

اسم ناسی، آن ادا بند نازک تلاش مولانا طالب است . مولد عظامش سر زمین
 آمل . افکار متین و اشعار رنگین او مستمعان را بهزار رنگ در وجد می آورد ، در
 مصاحبت و مجلس آرائی نظیر و عدیل خود نداشت . بقول علی قلی خان واله
 خاله زاد حکیم رکن الدین مسیح کاشی است . به بیشتر علوم و فنون آراسته بود .

در آغاز شباب از وطن خود به هندوستان آمده . چند گاه در بن سواد دلکشا بسر ساخته بقندهار شتافت . و به میرزا غازی ناظم لاهور پیوست . میرزا بسلوک بدو پیش آمد . تا انتقال او همراهش بود . ازان پس بخدمت دیانت خان از امرای جهانگیر رسوخی بهمرسانیده بخاتم برداری شاه جمجاه معزز گشت . از ملک الشعرای پایه تخت حضرت جهانگیر شاه گردیده . پایان عمر از راه یافتن خبط فتوری در تلاش کمر بابر او عارض شد . آخر در سنه یک هزار و سی و شش بسیر روضه رضوان شتافت .

طالب در زمان جوانی خود بسن شباب فوت کرد . وفاتش در سال ۱۰۳۵ .

اتفاق افتاد . ملاصبوری مشهدی قطعه تاریخ وفاتش بدین ترتیب سروده است :

از چرخ بگوز رفتن طالب داد کاروز ادای نظم از پا افتاد

تاریخ وفاتش از خرد جستم گفت حشرش بعلی ابن ابی طالب باد

نخست وزیر دارالامان مدارالمهام اعتمادالدوله طالب را در خدمت خود مشغول

داشت . و او را داخل دربار نورالدین جهانگیر شاه گردانید . در سن ثمان عشرین

والف ۱۰۲۸ هجری این پادشاه جوهر شناس طالب را از امثال و اقران برگزیده

بخطاب ملک الشعرا مفتخر و سرفراز گردانید . تاریخ تولدش معلوم نیست اما

احتمالاً در حدود سال ۹۹۴ می باشد . از ایران بطرف قندهار در هند وارد شد

و چندی در لاهور ماند . در قندهار با غازی خان ترخانی ملاقات نمود . در میخانه

نوشته است که چون طالب از سلکش خان جدا گردید اول به قندهار آمد و در

آن زمان غازی خان ترخان حاکم قندهار بود . طالب گفته است :

دلا مزاج ترا قندهار درخور نیست با که دیده ام از اشک ملک پنجاب است

راجع به لاهور گفته است :

چه خوش حالم که بعد از مدت یک ساله مهجوری

خوش و خوش وقت اورا دیدم و لاهور را دیدم

طالب بکشمیر نیز رفته بود ، چنانکه گوید :

بیا که مجمع خوبان دلربا اینجا است کرشمه همه اینجا و نازها اینجا است

قدم ز نقطه کشمیر بر نمی گیرم مقیم مرکز عیشم و جای ما اینجا است

کجا بهشت کجا بزم بادهای زاهد تو دل بجای دگر بستدای و جا اینجا است

طالب آملی مراسم دوستی و صمیمیت را با عرفی داشت ، و از معاصرین او بوده .

به خاک عرفی اگر طالب این غزل خواند ز تربتش همه گلهای آفرین روید

دیوان طالب آملی دارای بیست هزار بیت است و هنوز چاپ نگردیده است . راجع

به اشعار خود چنین گوید :

به قطعه و غزل انوری و سعدی دان
پیهر بنم معجزات سخن را
مجموعه خیال من آمد بروی کار
آتش فشاند عنصر طبعم برین بساط
بمثنوی و رباعی سنائی و خیام
سنائی و خاقانی و حافظ من
منسوخ گشت نسخه دیوان انوری
با خاک گشت یکسان ابیات عنصری

نمونه‌ای از کلام او در زیر داده میشود :

دو لب دارم یکی درمی پرستی
آن ترک مست کیست در آماجگاه حسن
شعله مزاج سطر یا سخت فسرده خاطر
اگر سراد تو آزدن رگ دل باست
مگو مگو که بیک سو نهاده ای حق را
تکیه بر سنگ خاره زد طالب
نیستم طالب ، ندارم چشم بر خمخانه ای
حدیث تشنه لبی خواستم کنم اظهار
نه گل فروش بما ملتفت نه باده فروش
سانع گفتار طالب را پریشان خاطر است
چندان بنوش می که شود بر تومی سوار

رباعی

ساعهد بزلف پر شکست تو کنیم
هر صبح کنم نیت روزه و شام
از زهد و ریا توبه بدست تو کنیم
افطار به زهر چشم مست تو کنیم

(۲۴۶) طالب ۱ - میرزا ابو طالب لاهوری

از وطن به بنگاله رفت. چون سواد از علم داشت ، نواب شجاع علی خان
ناظم بنگاله او را به تعلیم و تربیت اطفال سادات و شرفا مامور فرمود . در سنه
تسع و ستین از مائه ثانی عشر بمطلوب حقیقی پیوست :

خوش ماه جبینی که وفا داشته باشد
چون شمشیر است بنام می نگاه ترا
آئینه همان به که صفا داشته باشد
هنوز شیشه بطاقست و مردمان مستند

(روشن ۴۰۷)

(۲۴۷) طغرائی - حکیم فیروز الدین احمد فیروز امرتسری

حکیم الشعرا فیروز الدین احمد متخلص به فیروز طغرائی بسر میان شمس الدین

۱- وفات : ۱۱۶۹ هجری .

بود. اجداد وی بامور بازرگانی اشتغال داشتند و در همین شغل از کشمیر مهاجرت نموده بامرتسر رسیدند و در همان شهر اقامت گرفتند. هنوز فیروز الدین احمد بمرحله رشد نرسیده بود که پدرش فوت کرد و او پیش امام مسجد کوچه خود رفته قرآن مجید آموخت و کتبی چند فرا گرفت. در محلی که فیروز الدین در زمان کودکی زندگی میکرد شخصی بنام دوست محمد ایرانی زندگی میکرد و فیروز الدین پیش همین شخص رفته پارسی را یاد میگرفت. سپس پیش شیخ عبد الرزاق رفته در زبان فارسی استفاده ها کرد. منطق و فلسفه و امور مذهبی را از شخصی دیگری باسم حاجی غلام محمد یاد گرفت و بعد ازان علم طب را از حکیم غلام رسول امرتسری آموخت. خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت. مجله هائی از قبیل مسیحا - ایشیا - وکیل - حاذق و تهذیب الاخلاق را اداره می کرد و دبیری آنها را بعهده داشت. دارای دیوانیست و بعضی از اشعارش چاپ گردیده است. کتب متعددی را تالیف و تصنیف نمود و در تاریخ ۸ فوریه سال ۱۹۳۱ میلادی عرصه وجود را ترک گفت. خواجه احمد الدین تاریخ فوتش را چنین سروده است:

تربت فبروز طغرائی که باد جلموه فگن اندرو نور خدا
جستمش سال وفات از عارفی بی تامل گفت: مغفور خدا

شاگردان زیادی داشت که بعضی از آنها شهرت فوق العاده ای را دارا شدند و عبارتند از:

- ۱ - صوفی غلام مصطفی تبسم که ذکرش درین تذکره آمده است.
- ۲ - حکیم محمد حسین عرشی هم درین تذکره مذکور گردیده است.
- ۳ - چودهری پریم نات دت.
- ۴ - چودهری جلال الدین اکبر.
- ۵ - میرزا بیضا هروی ایرانی.
- ۶ - میرزا شجاع خان شیون.
- ۷ - دکتر شفاعت احمد تسنیم.
- ۸ - ملک محی الدین قمر.
- ۹ - منشی مولا بخش کشته.

در اشعار فارسی تخلص خود را طغرائی و در شعرهای اردو فیروز تخلص میکرد ازوست:

<p>غبار و گرد پروید دم طنوع - بحر نه ممکن است شدن امتیاز شام و سحر ای دل اگر تو برق نه ای اضطراب چیست!</p>	<p>چه در گه نیست فلک باشعاع سهر ازان چه روضه ایست که آنجا ز بارش انوار ای چشم اگر تو ابر نه ای جوش اشک چه ای؟</p>
--	---

آمد پس فنا ز لب گورم این صدا اینت مال زندگی مستعار بود
 اقرب از حبل و رید است و ز من دورتر است حیرتم باد که شد دور رگ جان از من
 کیفیت های برشگال سپرس باده ها از سحاب میریزد
 حسنت از سرحد کمال گذشت از شبابت شباب می ریزد

(۲۴۸) ظفر - ظفر علی خان لاهوری

شهره کمال سخنوری و طنطنه خطابت بابای روزنامه نگاری مولانا ظفر علی خان شبه قاره هند و پاکستان را خصوصاً و بلاد اسلامی و ممالک اروپا را علی العموم فرا گرفته بود. درین شبه قاره هیچ کس نیست که نام ناسی او و اسم ساسی این خطیب آتش نوا و ادیب شهیر، نویسنده سحرنگار و شاعر یگانه روزگار، سیاستدان ممتاز و روزنامه نگار سرفراز بگوشش نرسیده باشد. در زبان اردو و فارسی هر دو شعر سروده است. بیان حقائق علمیه، رموز سیاست و نکات حکمت را با ندرت قوافی، جدت تراکیب، چستی بندش و سلاست در اشعار اردو و فارسی خود بهم آساخته است. در بدیمه گوئی و زود نویسی مولانای مزبور از همه شعرای پیش و اسروزگوی سبقت رود. حقیقت اینست که در کلام دیگران باستثنای علامه دکتر محمد اقبال لاهوری که از دوستان و معاصر ممتاز ترین مولانا بود تا این درجه پیدا نمی شود. راه مبالغه نه پیموده ام اگر بگویم که جدت و اجتهاد غالب، فطرت نگاری شیکسپئر، روانی میر انیس و زود بیانی قانی در کلام مولانا جلوه می نماید. زور بیان و شکوه الفاظ، ندرت تراکیب و چستی بندش از مختصات شعر اوست:

به سلطان از غلامانش همین یک التجا باشد که ما در پای اومانیم و او در چشم ما باشد
 مسخر کشور دل را نمود اقبال سلطانی همی نازیم جان هارا که در راهت خدا باشد
 حذر ای دشمنان ملت بیضا ازین ساعت که در دست امیر ما لوای مصطفی باشد
 اگر خونش حیات تازه بخشد جسم مذهب را بخون غلطیدن ملت به کیش ماروا باشد
 او در بعضی از اشعار خود همدوش اساتذہ نامور بنظر می آید. مثلاً رودکی
 گفته بود:

بوی جوی سولیان آید همی

ظفر علی خان میگوید:

ساقیا بر خیز و سی در جام کن فصل گل در بوستان آید همی
 باد نوروزی وزید اندر چمن نفحه اش عنبر فشان آید همی
 مسلم از خواب گران بیدار شد انقلاب اندر میان آید همی
 باش تا برقی درخشد از حجاز غیرت حق در میان آید همی

باش تا از پرده مشرق بدر
نعره الله اکبر می زنم
رودکی چنگ است و کملکم زخمه اش
مسلم آهنگ بخارا کرده است
ازوست :

پرده برداشتم از چهره فطرت گاهی
کاشتم سنبل فکرت به زمین انشا
مولانا ظفر علی خان در ۱۹۵۴ میلادی رخت از دنیای فانی بر بست .

(مجله هلال . جلد ۹ - شماره ۴ - سال ۱۹۶۲)
مولانا ظفر علی خان پسر مولوی سراج الدین بود . سراج الدین مجله ای هفتگی
باسم زمیندار در وزیر آباد اجرا نمود و بعداً آن را روزنامه کرده بلاهور آورد .
ظفر علی خان پنجاه سال برای این روزنامه فعالیت نمود و مدیریت و امتیاز آن را
بعهده داشت .

ظفر علی خان باردو و فارسی شعر میسرود و یک روزنامه نگار جراتمندی بوده .
اصولاً وی بعنوان یک شخصیت مهم سیاسی معروف است . معمولاً اشعار خود را
که غالباً دارای بحور و اوزان سختی می باشد ارتجالاً سروده است . تولد او در
شهر سیالکوت شد و زبان کودکی خود را در وزیر آباد یا پتیاله برای تحصیل
گذراند . سپس به دانشگاه اسلامی علیگر رفت و پس از گرفتن لیسانس ادبیات به
حیدرآباد رفت و مدتی بمنصب عالییه منصوب بود . او دارای شخصیتی بسیار
محترم و جالب بود . در بذله سنجی و فکاهت طبع مشهور بود . نگارنده چندین بار
ملاقات نموده و استفاده ها کردم . در نظم و اثر مهارت تاسی را داشت و سبک
خود را بوجود آورد . دیوانش در سه جلد چاپ گردیده است و دارای انواع مختلف
شعری باشد . اشعار فارسی هم شامل دیوان اوست و اینک انتخابی از اشعار فارسی
او در زیر نقل میگردد :

سخن آورم ز کمال او ز سکوه او ز جلال او

که ندیده چشم منیل او نه سیده گوشه دل او
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله صلو علیه وآله
ز عرب چکیده ملاحش ز عجم دمیده غلویش

نمکی که ریخت جمال او ، شکری که بیخت مقال او
بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله صلو علیه وآله

فرخ آن روزی که در جمع اسیرانت شوم
سلطنت دادی ندادی دولت ایمان زدست
بسته فتراک احسان فراوانت شوم
ای امان الله بلاگردان ایمانت شوم
بچه سامان بچه برگ و بچه ساز آمده ای
ای که بر درگهش از راه دراز آمده ای
که جبین سود، به دهلیز نیاز آمده ای

اشعار فوق را در مدح امان الله خان بادشاه سابق افغانستان سروده است .
که ما در پای او باشیم و او در چشم ما باشد
همی نازیم جانها را که در راهت فدا باشد
ز مشرق تابه مغرب حد قیامت رونما باشد
مثال بوی گل هستم که بردوش صبا باشد
حیف در گشتن پنجاب بهار آمد و رفت
تاری از زلف سمن بوی نگار آمد و رفت
به سلطان از غلامانش همین یک التجا باشد
مسخر کشور دل را نمود اقبال سلطانی
بیک جنبش گرا برویت اشارت می کند ما را
پیام الفت از دهلی به استنبول آوردم
باز لاهور از آفات خزان شد پامال
بشنوا چاک گریبان که چسان در کف ما

(۲۴۹) قاضی محمد عارف سیالکوٹی

قاضی ابوالقاسم پدرش بود و اسم پدر بزرگ او مولانا جمال آمده است .
وی یکی از معاصرین مولانا غنی کشمیری بود و در عهد شاهجهان بادشاه میزیسته
است . رباعی زیر در تذکره ها مرقوم است :

خواهم که ازین نشیب و پستی برهم
یک جرعه ز جام نیستی نوش کنم
وز ننگ خودی و خود پرستی برهم
از کشمکش خمار هستی برهم
شاعر ماهر بوده . ازوست :

نامه شوق مرا قاصد بجانان میبرد
تیزی مزگان خونریز ترا حاصل نکرد
در قفای نامه چشم من چون نقش خاتم است
تیغ های آهن هر چند سر بر سنگ زد
(کلمات ۸۱)

از شعرای لاهور بوده .

(ریاض)

(۲۵۰) عارف - میر حسین لاهوری

از موزونان عهد شاهجهانی است . در صرف و نحو استعدادی داشت و
برفاقت همت خان صوبه دار اله آباد اوقات بسر می برد . مثنوی مهر وفا از
منظومات اوست . و این دو شعر در صفت ناف ازان مثنوی است :

نه ناف است این که دلمها کرده بی تاب
کز و افتاده فکر من بگرداب

وله از غزلیات :
 ز تاب جلوہ سرو روانش گره افتاد در سوی میانش

درون خانه کدام آفتاب رخسارست
 به منع کس نکند ترک کوی او عارف
 که همچو سایه سر من بیای دیوار است
 که این جنون زده درکار خویش هشیار است
 (روشن ۴۲۲)

سیر حسین لاهوری (عارف) است . و در فن نظم معروف به برگزیده طرز
 و دلپسندیده طوری :

چون نقش قدم بر سر کوی تو نشستم
 چه شد عہدی کہ بامن بسته بودی
 چو مهر رخ دوست بمن سایه فگن شد
 چندانکہ مرا خاک درت جزو بدن شد
 مرا یاد و ترا باشد فراموش
 من دشمن دل گشتم و دل دشمن من شد
 (نگارستان ۵۸)

(۲۵۱) عاشق - شیو رام پنجابی

از گل زمین پنجاب است و نظرش در فن سخنوری نایاب . شیخ نور العین
 بتالوی در مکتوبی کہ به حضرت آزاد نوشته و در ترجمه او داخل است می نویسد
 کہ "علامہ" روزگار بود . فوتش در سنہ تسع و سبعین و مائتہ و الف ۱۱۷۹
 هجری وقوع یافت . اشعارش مطلقاً به مولف نرسیده ، مگر این بیت :

تا چه باشد در جناب بلبلان تقصیر گل
 خار خار خاطر این ها ست دامن گیر گل
 (رعنا ۱۱۲)

(۲۵۲) عاشق - عاقل خان میر کرم الله لاهوری

میر کرم الله نام . خلف نواب شکر الله خان خاکسار و نیکه عاقل خان
 رازی است . طبع سلیم و ذهن مستقیم داشت . در خدمت میرزا بیدل صاحب
 مشق سخن گذرانیده بدرجہ کمال رسید . در عہد بہادر شاہ لد دیوانی صوبہ
 لاهور قیام داشت ، در شکوہ دیر نویسی خطوط بخدمت میرزا فرستاده بود . در
 سال ہزار و صد و بیست و چہار در عین جوانی در گذشت ... با اخلاق حمیدہ و
 اوصاف پسندیدہ خیلی آرامتگی داشت . دیوانی رنگین و اسنادانہ گذاشت .
 از آنجا ست :

ہستی بی طاقت من نیم خوابی بیش نیست
 فیض آزادی ز سرو قامت رعنا طلب
 بسمل طرز نگاہ تا ہمہ کیستم ؟
 تارہی از خود مدد از عالم بالا طلب

۱- این کلمہ بار دو "نواسہ" است و بفارسی آنرا "نوه" میگویند .

تا شوی محمل بدوش کاروان را اعتبار چون جرس اینجالب خاشش دل گویا طلب
(خوشگو ۵۷)

(۲۵۳) عاصی - نجف علی گجراتی

نجف علی عاصی با ناحیه جلال پور جتان گجرات تعلق داشت . بعد از
کسب دانش و بهره برداری سواد و خط بدربار شاهی کابل پیوست . اشعار
خوبی را بفارسی میسرود . هنگام اقامت خود در کابل قصیده ای دارای ۱۳۹ بیت
در مدح محمد ظاهر شاه و پدرش محمد نادر خان سرود . انتخابی ازان قصیده در
زیر داده میشود :

شاد باش ای سایه الطاف رب ذو المنن
شاد باش ای منجی ملک خراسان از فتن
شاد باش ای قاصع بنیان قطاع الطريق
شاد باش ای باغیان طاغیان را بیخ کن
شاد باش ای بادشاه عادل و نصفت شعار
حق نگهدار تو بادا از بلیات زمن
شاد باش ای حامی دین رسول نامدار
شاد باش ای ماحی آثار الحاد وطن
شاد باش ای بادشاه خلق پرور حق پرست
تابع فرمان ، حق داری هوای خویشتن

(۲۵۴) عاطر - میر زین العابدین ایمن آبادی

وطنش امن آباد است از مضافات لاهور . از مستعدان طلبه علوم است و از
تلامذه عالی نسب خان وجدان سهرندی معروف بمیر معصوم . ذهنش رسا و
طبیعتش عطرسا و در عین شباب رحلتش از دار دنیا :

دیوانه اش مباد گرفتار آسمان یارب مکن پریزده ای را فلک زده
(صبح ۲۷۴)
طالب علم جید و متقی و صالح و شاگرد عالی نسب خان وجدان بود . در
شعر فکر رسا می داشت . و با این فقیر بسیار ملاقات می نمود . و باهم طرح غزلها
کرده می شد . افسوس که زود ازین عالم حرکت کرد . ازوست :
سواد چشم من از جوش اشک ضائع شد ندیده ای تو که طفلان نوشته کور کند
(مردم ۱۷۵)

(۲۵۵) عالی - حکیم میرزا محمد نعمت خان لاهوری

مخاطب به دانشمند خان عالی ، اصلش از مشہد مقدس است . کسب معقولات و منقولات بدرجہ اتم گرفته . در مباحثہ علمی وسعت آباد ہندوستان ہیچ کس را یارای مقابلہ او نبود . سعادت حج در یافتہ اواسط عہد عالمگیری بہند آمدہ . بادشاہی قدر شناس پانصدی و خطاب نعمت خان و خدمت خان سالاری عنایت فرمود . در عہد بہادر شاہ منصب سہ ہزاری و خطاب دانشمند خان یافت . در نثر ظفر نامہ بہادر شاہی تا سال چہارم بہ فصاحت و بلاغت تمام نگاشتہ . قصہ حسن و عشق بسیار بساز و سامان نوشتہ . شاعران دیگر در تعریف سراپای معشوق کہ معنی ہای تازہ یافتہ اند ، وصف مخصوص زن میگذرانند . دوبیت در تعریف آن بہ نزاکت گفتہ :

سخن چون گرم شد در اصل مطلب صدف را شد گہر بتخالہ لب
قلم پر زور لیکن چو زند دم دو انگشت از ید قدرت شدہ خم
در وقایع حیدر آباد تضمین مصراع ہای نصاب الصبیان از تحرعات اوست .
چنانچہ گوید :

الہ است اللہ و رحمٰن خدائی مگر او کند رحم بر فوج شاہ

عیب ہجا گوئی کہ مخمر طبعش بود کمالات او را حسن بوش داشت . میرزا بیدل ہرگاہ نامش بر زبان می آورد بہ خطاب حاجی ہجوی یاد می فرمودند . در سال ہزار و صد و بست و سہ بعہد بہادر شاہ در لاهور رحلت نمود . دیوانش کہ سرمایہ شعر و شاعری باشد پنج ہزار بیت مشہور است . فقیر از مطالعہ آن فیوضات بسیار برداشتہ . از آنجاست :

چو بی دردانہ امشب درد دل با یار میگفتم
کہ او کم می شنید از ناز و من بسیار می گفتم

سنگہائی کہ من از یاد تو بر سینہ زدم
کعبہ می شد اگر خانہ بنائی کردم

(خوشگوار)

فاضل تحریر و سخنوری ، خوش تقریر ، اصلش از اطہای شیراز است و نشوونما در ہند یافتہ در خدمت عالمگیر پادشاہ ملازم و منصب سرفراز بود . در زمان بہادر شاہ بخطاب دانشمند خان ممتاز گردید . در عربیت و منطق و دلام و حکمت و طب مہارت داشتہ و در نثر لوی مسابقت از منشیان ادوار میربود اگرچہ در نظم صاحب دیوان و مثنویات است اما کیفیت نثر اد عالم دیگر دارد ...

در لطیفه گوئی و حاضر جوابی و بدیهه رسانی نظیر نداشت . جیعه مرصع خود را در سرکار زیب النساء بیگم جیبه عالمگیر بادشاه بفروختن داده بود . مدتی گذشت . وجه قیمت جیعه نرسید . این نوشته را بجناب بیگم فرستاد :

ای بندگیت سعادت اختر من در خدمت تو عیان شده جوهر من
که جیعه خرید نیست گو از من و نیست خریدنی بزن بر سر من
بیگم پنج هزار روپیه با جیعه فرستاد . این ابیات منتخب دیوان اوست :

پیش هر کس می کنم ظاهر که آن دلبر چه گفت
بسکه خوش حرفست میگوید بگو دیگر چه گفت
طپیدن ، سوختن ، در خاک و خون غلطیدن و مردن
بحمد الله که درد عاشقی تدبیرها دارد
هر نگاهش کار اعجاز مسیحا میکند
گرچه نتواند علاج چشم بیمار خودش
فارغ نیم ز گریه بی اختیار خویش

یا اختیار خویش بدست تو داده ام
اجدادش از جماعت ترکی بوده . در زمان سلاطین سابقه صفویه در هرات و
فراه سکنه نموده . خان معز الیه مزبور در اوایل عمر به هندوستان آمده بانعامات
و تفصیلات شاهی سرفرازی یافت . مدتی بیست سال بود که بعزت پیری در لاهور
سکنا نموده . صوبه داران آنجا و سایر مردم پاس حرمت و خدمتش تشریف کمالات
در همه حال منظور میداشتند . حرف های شیرین و نقلهای رنگین داشت .
(ریاض)

(۲۵۶) عباس - قلی خان لاهوری

داغستانی از مستعدان زمانه بود . در اوایل عمر وارد هندوستان گشته .
بملازمت بادشاه افتخار حاصل کرده و مدتی در ایام پیری بلاهور بسر برده .
گویند در خوش صحبتی و رنگینی بغایت نادر الوقت بود . ازوست :

یک چشم زدن سیر گلستان هوسم شد در پرده هر رنگ که رفتم قفسم شد
(هندی . ۱۴۰)

(۲۵۷) عبد الرفع بن ابی فتح هراتی ثم پنجابی

الاجل التحریر : ضیاء الدین الرفاع بن ابی الفتح الهروی جهان فضل و
مکان هنر و آسمان مجد و بزرگی بوده . در علم طب مهارت کامل داشت و در
فنون نعت بصارتی شامل . در دولت سلطان خسرو ملک محترم و متمحن بود و

”رساله جلالیه“ کہ در تفسیر نوروزیہ او نظم کرده است . قصیدہ در ثنای ملوک نوشتہ و ہمو گفتہ است در مدح سلطان خسرو ملک :

ای دل بیار مژدہ کہ جانان ہمی رسد	وی دیدہ جای ساز کہ مہمان ہمی رسد
وی تن اگرچہ کار تو از غم بجان رسید	جان را فرست بیش کہ جانان ہمی رسد
کار نشاط و لہو ز سر تازہ کن کنون	چون رنجمای ہجر بہایان ہمی رسد
جانان سپوش بر گل رخسار آستین	و ز خون مرا مخواہ چو گلنار آستین
گلنارگون شدست ز خون دو چشم من	در عشق آن دو نرگس خونخوار آستین
از عکس جام بادہ تو گوئی کہ برگ گل	بوسیدہ دست ساقی و خمار آستین
بر جامہ حسود تو از فقر و اضطرار	بی بود باد دامن و بی تار آستین

(لباب ۴۷۳)

(۲۵۸) عبد الصمد خان بہادر ' لاهوری

اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ آن مجمع کمالات و جامع حسنات حاجت بہ بان ندارد . از جانب والد کہ نام نامی ایشان خواجہ عبد الکرم بود بقطب الواصلین قدوۃ اخیار خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ و از طرف والدہ بقطب عالم مخدوم اعظم قدس سرہ کہ سید صحیح النسب بودند ، می رسید . وطن اصلی ایشان سمرقند لکن مولد شریفش اکبر آباد است . در عہد محمد فرخ سیر بادشاہ بمنصب ہفت ہزاری و صوبہ داری لاهور و مہم گرد مامور شدہ . در زمان محمد شاہ بادشاہ بصوبہ داری ملتان و خطاب سیف الدولہ و پسر ایشان بصوبہ داری لاهور و خطاب اعزالدولہ عزیز جنگ سرافراز شد . آخر الامر یک سال پیش از آمد نادر شاہ در سن یک ہزار و یک صد و پنجاہ واصل بحق شدہ بجنّت شتافتند . شخصی تاریخ وفات ایشان چن گفت : ز ہی وصل عبد الصمدخان بحق“ دیگری ”احرار دوم رفت“ یافتہ . پنج وقت نماز بہ جماعت ادامی کردند . طبع عالی مشکل پسند افتادہ بود . در مشق شعر کہ خاطر خواہ بسبب استغنائی کارہا میسر نمی شود . گاہ گاہ غزلی بیتی می فرمودند . یک بیت بطریق یادگار مزین کردہ شد :

تا عیب کسی برو نگویم چون آئینہ از صفا گذشتیم

(مردم ۱۲۹)

(۲۵۹) محمد عبد الکریم قریشی گجراتی

مولوی محمد عبد الکریم قریشی برادر زاده سید احمد ناظم از قلعداران گجرات بود . ذوق شعر و ادبی را دارا و اشعار خوبی بعربی و فارسی سروده است . دیوانش موجود است اما هنوز چاپ نگردیده است . در سال ۱۳۷۷ هجری فوت شد . تبسم قریشی برادر بزرگ قریشی احمد حسین احمد ماده تاریخ چنین گفت : موت العالم کذا موت العالم . ازوست :

ز پیشم ناگهان چون باصبا افراختی رفتی بجانم از قضا تیربلا انداختی رفتی
به اندازی که در جان تمنا آمدی گاهی خسی اندوختی و آتشی انداختی رفتی
فریب عشوه تو الله الله ناتوانم گفت بجان کعبه دل سوسناتی ساختی رفتی

(۲۶۰) شیخ عبد الله جهلمی

استاد الفضلا مولوی شیخ عبد الله رئیس چک عمر در بخش کهاریان در نواحی شهر تاریخی جهلم بدنیا آمد . از خانواده گوجران آن شهر بود . مولوی عبد المالک ابوالبرکات و مولوی قاضی عطا محمد گجراتی شاگردانش بودند . شیخ عبد الله در عربی و فارسی معلومات واف داشت و شعر خوب می سرود . میگوید :

گجریان بسیار خواهند زاد و گجر بچگان کس نخواهد زاد مثل او که مثلش نادر است
مجموعه ای از اشعارش باسم ” دیوان شیخ . بیان شیخ “ ترتیب یافته است ، اما هنوز چاپ نگردیده است . فعلاً نسخه خطی این مجموعه اشعارش پیش قاضی مظفر علی ساکن چک عمر می باشد . دیوانش بر قصاید و مرثیه و قطعات و غیره مشتمل است . مثنوی ای در تعریف شهر گجرات سروده است . ازان مثنوی است :

خوشا گجرات شهر شاه دولا ز رشک او بملتان گرد و گرما
به سبقت برده گوی عزت و جاه سراپا کنج آه گردید کنجاه
شده دنگه بیزارش کجا راست که کج با کج گراید راست باراست
ز فضل او کند اقرار جهلم سراسر بی شعورم بلکه جهلم
چه نسبت باشدای دانای اوستاد وزیر آباد را با اکبر آباد

(۲۶۱) عبیدی لاهوری

جوانی نو رسیده بود . چند گاه این بیت او شور در هر طرف انداخت و باین تقریب حکیم ابوالفتح گیلانی تعریف او بسیار کرده بملازمت اکبرشاه برد .

بیت این است :

متاع درد که پرسیدنم نمی ارزد کرشمه ای که پرسیدنش نمی ارزم
(نگارستان ۶۲)

(۲۶۲) عراقی - شیخ محمد فخر الدین ملتانی

شیخ فخر الدین ابراهیم العراقی از بزرگان سلسله صوفیه و از مشایخ ابن طبقه شریفه بود . اول بخدمت شیخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس سره رسید و بمدارج عالیہ عروج فرموده . بعد ازان بخدمت شیخ بہا' الدین زکریا ملتانی قدس سره مشرف گردید . کمال تربیت از ایشان یافته . آخر از هندوستان مراجعت نموده در ششم ذیقعدہ سنہ ششصد و ہشتاد در دمشق بحق پیوست . مرقدش در زیربای شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره . تصانیف خوب از ایشان در عالم بیادگار مانده از این جملہ لمعات است کہ بطور سوانح شیخ محمد غزالی قدس سره بقلم آورده و دیوان غزلیات مشہور است . ابن ابیات از آنجاست ، قدس اللہ سرہ العزیز :

کہ شنیدم چنین صدای دراز	ہمہ عالم صدای نغمہ' اوست
ہم تو بشنو کہ من نیم غماز	ز سر او از زبان پرندہ
عنقا چگونه گنجد در کنج آشیانہ	در صومعہ نگنجد رند شراب خانہ
فریاد کز فراق روانم بسوختی	ای دوست الغیث کہ جانم بسوختی
لیکن ندانم اینکہ چنانم بسوختی	دانم کہ سوختی زغم عشق خود مرا
کہ بیرون درچہ کردی کہ درون خانہ آئی	بطواف کعبہ رفتم بحریم رہم ندادند
بین تا چشم خون افشان کہ دارد	نشان عشق می خواہی عراقی

این رباعی کہ بنام شیخ عراقی مشہور است در دیوان خواجہ حافظ ہم نوشتہ اند . اما غالباً بسہو نوشتہ اند و این رباعی از عراقی باشد و آن اینست :

وین چشم خمارین تو خواب از چہ گرفت	زنجیر سر زلف تو تاب از چہ گرفت
سر تا قدمت بوی گلاب از چہ گرفت	چون هیچ کس برگ گل بر تو نزد

(ریاض)

نامش فخرالدین ابراهیم . گفتہ اند کہ او و شمس الدین تبریزی در چلہ خانہ' رکن الدن سجاسی اربعین بسر می آوردند و برخی گفتہ اند بشیخ شہاب الدین سہروردی رسیدہ و ارادت خلیفہ آنجناب شیخ بہا' الدین زکریا ملتانی گزیدہ . تحقیق آنست کہ مرید بہا' الدین زکریا و بمصاحبت آنجناب اختصاص یافته است . غرض شیخی است مجرد و پیری است موحد . عارفی عاشق ، عاشقی صادق ، ساوکش محبوبانہ و

سیرش مجذوبانه ، عشقش بر عقلش غالب و ادراک ظہورات صفات را از مظاهر طالب ،
جانش پرشور و دلش پرنور ، سینه اش مخزن اسرار و دیدہ اش مطلع انوار ، از
لمعاتش لوامع حقیقت لامع و از مطالع ابیاتش طوابع اسرار طریقت طالع . فواتش درسہ
۶۸۸ در دمشق شام و در زیر پای مجد الدین عربیث مقام و این از اشعار آن جناب
است . من رسالہ موسوم بدہ فصل :

از خجالت نمی شکبید دل	میرد عقل و می فرید دل
عاشقان تو پاکبازانند	صید عشق تو شاهبازانند
ای غم تو مجاور دل من	وزدو عالم غم تو حاصل من
دیدہ را دیدن تومی باید	اگر قصد جان کنی شاید
ہست عشق آتشی کہ شعلہ آن	سوزد از دل حجاب ہر حدثان
چون بسوز ہوای پیچا پیچ	او بماند جز او نماند هیچ
عشقی و اوصاف کرد گاریکیست	عاشق و عشق و حسن یاریکیست

عشق است کہ ہر دم بدگر رنگ بر آید
ناز است یکی جای و دگر جای نیاز است
در خرقة عاشق چو در آید ہمہ سوز است

در کسوت معشوق چو آمد ہمہ ساز است
رخ تو برقع چشم من است لیک چہ سود
کہ برقع از رخ تو بر نمیتوان انداخت
بنور طلعت تو یافتم وجود ترا
بآفتاب توان یافت کافتاب کجا ست

نخستین بادہ کاندہ جام کردند	ز چشم مست ساقی دام کردند
بگیتی ہر کجا درد دلی بود	بہم کردند و عشقش نام کردند
بروم ز چشم مستش نظری بوام گیرم	کہ بآن نظر بینم رخ خوب لالہ رنگش
بقمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم	چو بصومعہ رسیدم ہمہ زاہد ریائی

(عارفین ۱۷۳)

نامش ابراہیم بن شہر یار ہمدانی است . محقق سالک بود . از مریدان
شیخ شہاب الدین ابو حفص سہروردی است . بتقریبی بشہر ملتان رسیدہ بخدمت
بہاء الدین ذکریا پیوست . گویند شیخ وی را در چلہ نشانہ . چون دہ روز در
آنجا گذرانید وی را وجدی رسید و حال بر او مستولی شد . این غزل بگفت .
بیت :

نخستین باده کاندرا جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند
و آن را باواز بلند می خواند و میگریست . چون اهل خانقاه شنیدند بر سبیل
انکار بسمع شیخ رسانیدند که وی در چله نشسته است و ایات می خواند . شیخ
فرمود شما را ازین چیزها منع است اورا منع نیست . چون روزی چند بر آمد یکی از
مقربان شیخ را گذر بر خرابات افتاد . شنید که این غزل را خراباتیان با چنگ
و چغانه میگفتند . نزد شیخ آمده صورت حال یاد نمود . فرموده که اگر آن
ایات یاد داری ، بخوان . آن شخص میخواند . بدین بیت رسید :

چو خود کردند راز خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ فرمود که کار او تمام شد . برخاست و بدر خلوت وی آمده گفت : "ای
عراقی ! مناجات در خرابات میکنی ، بیرون آی" . عراقی بیرون آمد . و سر در قدم
شیخ نهاد . شیخ خرقة از تن مبارک خود کشید و در وی پوشانید و حبیبہ خود
در عقد وی در آورد ... در آخر عمر در شهر دمشق رسید ، و فی شہور سن ثمان
و ستمائے رخت هستی بدار بقا کشید و در پهلوی شیخ محی الدین ابن العربی
مدفون گردید . گویند در وقت نزع این رباعی بر زبان راند :

در سابقه چون قرار عالم دادند ما نا که نه بر مراد آدم دادند

بر قاعده و قرار کانروز افتاد نی بیش بکس وعده ونی کم دادند

(خیال ۴۲)

(۲۶۳) عرشی - حکیم محمد حسین امرتسری

حکیم محمد حسین عرشی پسر میان دین محمد که عمرش از یک صد سال
متجاوز است ، هنوز زنده است . تحصیلات خود را در رشته طب در مدرسه حکیم
زاهد علی اکبر آبادی بپایان رسانید و پیش استاد طغرائی رفته علوم عربی و فارسی
و علم عروض و شعر را فرا گرفت . سپس تفسیر قرآن را از خواجه احمد الدین
امرتسری یاد گرفت و ادبیات عربی را در حضور علامه محمد عالم آسی امرتسری
فرا گرفت . مدیریت و امتیاز بعضی از مجله ها را بعهدہ داشت و تصنیفات
زیادی دارد . بفارسی هم شعر میسرود :

اثر پذیر حوادث نگشته ای عرشی
آخر کجاست منزل ما؟ کیست راهبر
صد موسی و هزار مسیح است زیر بام
بسینه صدق و صفائی که داشتی داری
صد خطره دیده ایم و یک آگاہ راه نیست
کس را مگر درون حریم تو راه نیست

رباعی

شا کر به عطای خویش گردان یارب صابر به بلای خویش گردان یارب
از عرشی ناتوان دعائی بپذیر راضی برضای خویش گردان یارب
بگریه ابر بهاری که داشتم دارم بخنده برق بلائی که داشتی داری

نگارنده آشنائی کاملی با وی دارم . روزی به منزل اینجانب رسیده دیوان میرزا عبد القادر بیدل طلبید . اتفاقاً تمام تصنیفاتی که تا کنون راجع به بیدل چاپ گردیده است در منزل نگارنده وجود دارد و مورد ملاحظه اش قرار گرفت و او اظهار خوشحالی نموده چندی بمطالعه آن مشغول بود . معلومات فوق را برای نگارنده نوشته و فرستاده است .

(۲۶۴) عرفانی - خواجه عبد الحمید سیالکوٹی

دکتر خواجه عبد الحمید عرفانی ، این سیاره ، آسمان شعر و سخن ، بتاریخ ۴ نوامبر ۱۹۰۷ میلادی در دهکده مغلانوالی از بخش سیالکوٹ طالع گشت . در سن ۱۹۴۵ دولت هندوی بحیثیت وابسته مطبوعاتی به سر زمین سعدی و بهار مقرر کرد و موصوف تا ۱۹۴۷ در آنجا قیام کردند . بعد از تشکیل پاکستان موصوف مکرر بسوی ایران بحیثیت وابسته مطبوعاتی تشریف بردند و تا چند سال این خدمت را انجام دادند . بعد از مراجعت در اداره مطبوعات پاکستان بسمت مدیر مجله هلال معین شدند . عرفانی در تاریخ پنجاب اول کسی بود که مقاله خود را در زبان فارسی نوشته سند دکتر اخذ کرد . بعداً در تهران بر عهده وابسته فرهنگی منصوب شد . عرفانی شاعر قادر الکلام زبان شیرین فارسی است . و بقول حضرت رهی معیری :

چو عرفانی سراید نغمه عشق نوای آشنا آید بگوשמ

موصوف تحت تاثیر کلام اقبال و بابا طاهر به نظر می آید . خود می فرماید :

بگفتم من حدیث عشق عربان که مست جام بابا طاهر هستم

دیوان او مشتمل بر غزلیات و قطعات است و از طرف انجمن روابط فرهنگی ایران و پاکستان چاپ شده است .

مرا پایان پذیرد زندگانی	مرا آید بسر روز جوانی
همین انسان های عشق و مستی	بماند یادگار جاودانی
وصال تو بخواب اندر فسانه	نبود آن گفتگوی محرمانه
مرا داده است عشق آسانی	ترا بخشیده است حسن جاودانه

فروغ حسن تو بر من عیان شد نگاه شوق من آتش زبان شد
چو یک پرتو ز نور بر من افتاد بهای گوهر هستی گران شد
(مجله هلال جلد ۹ شماره ۴ - سال ۱۹۶۲)

عبد الحمید عرفانی اهل کشمیر است . اجدادش در حدود یک صد سال پیش از کشمیر مهاجرت کرده وارد شهر سیالکوٹ شدند . او مردی شفیق و مهربان و نکته سنج و سخندان و عاشق زبان و ادبیات ایران است . او اول کسی است که عظمت و بزرگی اقبال و آثارش را برای ایرانیان توضیح داد . او از زبان کودکی خود علاقه مفردی نسبت به فارسی داشته است و مقالات گوناگونی بفارسی و انگلیسی نوشته است . آثار او عبارتست از :

- ۱- روسی عصر
- ۲- شرح احوال آثار ملک الشعرا بهار
- ۳- ایران صغیر
- ۴- حدیث عشق
- ۵- ترجمه فارسی ضرب کلیم
- ۶- گفته های روسی و اقبال

آثار دیگری هم دارد . دانشمندان معاصر ایران ویرا خیلی دوست میداشتند و عرفانی هم آنان را فوق العاده گرامی میدانند . صادق سرمد شاعر ملی ایران درباره وی چنین گفته است :

خواجه عارفان ربانی خواجه عبد الحمید عرفانی
پاک دل پاک دیده پاک قدم پاک خوی پاک گوی و پاک قلم
آقای حسین عشقی گوید :

ای که چون بلبل غزلخوانی خواجه عبد الحمید عرفانی
هم محیطی بحکمت و عرفان هم سخن سنج و هم سخندان
شعر هایت روان چو آب زلال گفته هایت چو گوهر کانی

آقای حسین سرور هنگام تودیع عرفانی از ایران چنین گفت :

خواجه عرفانی از کشور ما رفت مگر
آسمان خاطرش از صحبت ما پڑمان کرد

خواجه عبد الحمید یکی دوستان و ارادتمندان ملک الشعرا محمد تقی بهار بود . و معمولاً برای ملاقات وی می رفت . روزی ملک الشعرا مریض شد و عرفانی برای عیادت وی رفت . مرحوم ملک الشعرا رباعی زیر را بخط خود نوشته او لطف کردند . رباعی اینست :

دوش آمد پی عیادت من ملکی در لباس انسانی
گفتمش چیست نام پاک تو گفت خواجه عبد الحمید عرفانی

(۲۶۵) عرفی - شیخ جمال الدین لاهوری

هر گاه از ولایت بهند آمد و بفتحپور سیکری رسید . بدستگیری فیضی اوقات خود بسر می نمود و از مایحتاج بطانیت می زیست تا آنکه بحکیم ابوالفتح گیلانی در پیوست ، ملازمت عبدالرحیم خانخانان دریافت ، بازار شعرو سخن وی رونق گرفت . بملازمت اکبری در رسید و بقدر تقدیر خود از صلوات انعامات بهره وافق اندوخت اما بر تقرب و علو مدارج هر دو برادر یعنی ابوالفضل و فیضی بر شک های بردنی و بر آتش حسد سوختنی - چنانکه خود گوید :

جهان بگشتم و دردا به هیچ شهر و دیار نیافتم که فروشد بخت در بازار

قصیده بسیار گفته بلکه چنان دیگر سخن سنجی نگفته و دیوان کلاسی دارد مملو از انواع نظم چون ترکیب و ترجیع قطعه و رباعی و فرد و مانند آنها و نیز مثنوی ها دارد در بحر مخزن شیرین و خسرو و اولین را بانجام رسانیده . آخر در عمر سی و شش سالگی در سن نهصد و نود و نه در دار السلطنت لاهور وفات یافت . استخوانش را به نجف اشرف بردند .

(حاشیه آئین ، سید ، ج ۱ : ۱۹۲)

عرفی شیرازی ، شایستگی از ناصیه^۴ گفتار او میتابد . و فیض پذیری از سخن او پیدا . از کوتاه بینی در خود نگریست . و در باستانیان زبان طنز گشود . غنچه استعداد نشگفته پژمرد .
(آئین ج ۱ : ۱۹۷)

اسمش جلال الدین ، مولدش شیراز است . طنطنه سخنوری وی عالم را فرا گرفته . و صیت شاعریش از مشرق با مغرب رسیده در میدان بلاغت گستری گوی فصاحت از سخنوران زمان ربوده است . قصاید عزایش خط نسخ بر اوراق سبزه متعلقه کشیده . غزلیاتش روح افزایش الحق شعرا کم کسی این جلالت شان گذشته است . مولا مرحوم در زمان اکبر شاه به هندوستان آمده در خدمت آن پادشاه ترقی عظیم نموده و پادشاه زاده سلیم که آخر مسمی به جهانگیر پادشاه گردید خصوصیت محبت مفرط داشته . چنانچه بعضی به عشق شهزاده متمهمش کرده اند . عاقبت حسادش در عین جوانی مسموم کردند . هادی کلام عرفی شیرازی تاریخ وفات اوست ... پس از فوت مولانا را در لاهور به خاک سپردند . قدری از غزلیاتش بعنوان تبرک نگاشته قلم حقایق نگار میگردد .
والله اعلم .

کوی عشق است و همه دانه و دام است اینجا
جلوهٔ مردم آزاد حرام است اینجا
گفتگوی غم یعقوب بود پیشهٔ ما بوی پیراهن یوسف دهد اندیشهٔ ما
در دل ما غم دنیا غم معشوق شود باده گر خام بود پخته کند شیشهٔ ما
دمی که عشق نیاید بقلب ما عرفی بتاج عرش نشیند غبار هستیٔ ما

با که گویم سر این معنی که نور حسن دوست
با دماغ ما گل و با چشم موسی آتش است
خوشم که سوخت دو کون از غمت ازین خوشتر
که کس بداغ دل عرفی از غمت کم سوخت
شیراز که معدن معنی گهر است
یک گوهر او عرفی صاحب نظر است

(ریاض)

عرفی شیرازی استاد مسلم الثبوت است . اول از ولایت بفتحچپور رسید .
بیشتر از همه بشیخ فیضی آشنا شد . و الحق شیخ هم به او خوب پیش آمد .
و درین سفر آخر تا قرب دریای اتک کابل در منزل شیخ می بود . عرفی سی و
شش سال عمر یافت . و در لاهور سنه تسع و تسعمائه در آشوش زمین خوابید .
ملا صابر اصفهانی در سنه سبع و عشرین و الف استخوان او را از لاهور به نجف
اشرف رسانید . دیوان عرفی مشتمل بر اقسام سخن بملاحظه در آمد . در قصیده
گوئی صاحب ید طولی است . غزل و مثنوی او مرتبه مساوی دارد . ازوست :

چرا خجل نکند چشم اشکبار سرا آرزوی دل آورده در کنار سرا
چه گونه گریه بجوشد که چشم جبرانم بافتاب قیامت بتابی افتاده است
ما کن کعبه کجا دولت دیدار کجا اینقدر هست که در سایه دیواری هست
همین بس است دلیل بقا ز عالم عشق که یک شب غم او در هزار سال گذشت
به بلبلان چمن بعد ازین که گوش کند که عند لب قفس دیده ای بیای آمد

(عبارت ۳۲۰)

یکه ناز عرصه سخن پردازی مولا سید محمد عرفی شیرازی که شاعر است
گراهایه و ماهر است بلند پایه، در مراتب نظم گوئی سبقت از اقران زوده، در اقسام
سخن بفکر رنگین در معاصرین خود ممتاز بوده . از ولایت بفتحچپور سیکری رسید .
بیشتر از همه بشیخ فیضی ملاقی گشته . رفته رفته بسببک ملازمان خاص
اکبری منسلک گردیده و مورد عنایات سلطانی گشت . چون ابو الفضل و

فیضی نمی خواستند که احدی از کمال بیارگاه پادشاهی پیش آید ، مذهب تشیع عرفی معلوم بود ، بخاطر گذرانیدند و الزامی داده اورا از نظر شاهی اندازند . آخر کار در عمر سی و شش سالگی ۹۹۹ هجری تسع و تسعین و تسعمائه در دار السلطنت لاهور بدار البقا خراسید . این چند بیت از کلام دلپذیر عرفی است :

تا تیز کرده بسیاست نگاه را صد منت است بر سر عاشق گناه را
آتش بال و پرم دود بر آرد ز قفس گر بدانم که سرار خصمت پروازی هست

گمان مبر که تو چون بگذری جهان بگذشت
هزار شمع بکشتند و انجمن باقیست

(نتائج ۴۶۸)

شیخ جمال الدین استاد مسلم الثبوت و بیچاه افغن هاروت و ماروت ، عمده شعرای سحر آفرین است . و نخبه بلغای فصاحت آیین . شاعر گرانمایه ست و ماهر بلند پایه . عرفی در قصیده گوئی صاحب ید بیضا است اما مخالف او چندان خوب نیفتاده و غزل و مثنوی او رتبه مساوات دارد . باعتقاد حکیم حاذق پایه مثنوی او کم است . در ید بیضا برای وی ترجمه دراز نوشته است . ازوست :

چرا خجل نکند چشم اشکبار مرا که آرزوی دل آورده در کنار مرا
جنس دین را چه کساد آمده عرفی در پیش که بجز مرده ز حافظ نخرد قرآن را
ساکن کعبه کجا دولت دیدار کجا اینقدر هست که در سایه دیواری هست
همین بس است دلیل بقا ز عالم عشق که یکشب غم او در هزار سال گذشت
دلم بروشنی آفتاب خنده زند که از زیارت شبهای تاری می آید

رباعیات

عرفی دم نزع است و همان مستی تو آخر بچه مایه بار بر بستنی تو
فرداست که دوست نقد فردوس بکف جویای متاع است و تمهیدستی تو
عرفی همه فریاد و فغان آمده ام پر شور بیزار جهان آمده ام
ناکام و سیه بخت و دلی ریش و خراب آنطور که بایست چنان آمده ام

(انجمن ۲۴۷)

ملا عرفی بکمال فضل و دانش و لطیفه گوئی و حاضر جوابی موصوف بود . اصلش از شیراز است . در عنفوان شباب بطریق سیاحت بهندوستان افتاده بوساطت حکیم ابو الفتح گیلانی که یکی از مقربان درگاه اکبری بود و در فرامین بخطاب جالینوس الزمانی مخاطب میگشت ، باستلام عتبه علیه سلطنت سرفرازی یافته مشمول عنایات خاص گردید و ابو الفضل فیضی را بارها الزام داد . از انجمله

آنکه چون اینها نمی خواستند که اهل استعداد پیش آیند . این رباعی ازوست:
 عرفی دم پیرست قدم دیده بنه هر گام که می نمی پسندیده بنه
 از عینک شیشه هیچ بگشاید هیچ لختی ز جگر تراش و بر دیده بنه

(خیال ۸۱)

دیوان عرفی در مطبع نولکشور واقع در کانپور در سال ۱۹۱۵ میلادی طبع گردید . از انست :

هر دل که پریشان شود از ناله بلبل در دامنش آویز که با وی خبری هست
 حسد تهمت آزادی سرورم بگداخت کین مراد است که بر تهمت آن هم حسد است
 مگو که نغمه سرایان عشق خاموش اند که نفحه نازکی و اصحاب پنبه در گوشند
 انتظار نوبهار از تنگ چشمی های ماست ورنه صد ذوقیست در گخن که در گزار نیست
 عرفی دل خود را بچه خوش داشته ای گر این دوسه بیت است که بگذاشته ای
 کلید میکده ها را بمن دهید که من نه کسم باندازه مست میگردم
 طغیان نازبین که جگر گوشه خلیل در زیر تیغ رفت و شهیدش نمی کنند
 بیا ای عشق رسوای جهانم کن که یک چندی نصیحت های بیدردان شنیدن آرزو دارم

(۲۶۶) عزیز - سردار عزیز جاوید دیره اسمعیل خان

جوانی هست خوش ذوق و خوش اخلاق . به خانواده دیره جات تعلق دارد
 و در شعر گوئی ماهر است . در اشعار فارسی خود از میرزا بیدل پیروی می
 کند . هنوز دیوانش چاپ نگردیده است اما غزلهای خود را در مجله آرگس که
 مدیریت آن را بعهده داشت ، بچاپ رسانیده است . از آن مجله انتخاب گردیده :
 بر فروغ عالم ناز تو من دستگاه گذار من

که به مثل شمع ز عمرها به زبان شعله تنیده ای
 عمریست بجز هیچ ، بدل هیچ نیابم
 چون جنس شرر شعله نقاب است دل ما
 یک سیل بدامان نگه جنبش مژگان
 تا چشم کشادن همه آب است دل ما
 دل نیست عزیز آنکه نه بیدل شدنی داشت
 معلوم که تعبیر چه خواب است دل ما
 ”هر دل عزیز“ وارث بیدل نمی شود
 هر درد کائنات نه بالد به آه ما

(۲۶۷) عزیز - محمد عزیز الرحمن دبیر الملک بهاولپوری

بسن ۱۴ سالگی بشعر سرودن آغاز کرد. در سال ۱۳۰۴ هجری برای تحصیل علوم عربیه در دارالعلوم بهاولپور که باسم ایجرتن کالج هم معروف بود ثبت نام کرد. و بعد از پایان تحصیلات خود بشغل دولتی درآمد. اشعار خوبی بزبان اردو، ملتانی، عربی و فارسی سروده است. و بهمین جهت دیوانش بر چهار زبان مشتمل است. نعت و قصیده و غزل خوب میسراید. در شعر و سخن تلمیذ مولانا سلیم و بعداً برادر بزرگش محمد عبدالرحمن آزاد شد. نام پدرش غلام رسول بود. انتخابی از دیوان عزیز درج میگردد:

سرغ دل را چون تجسس می کنم می گویدم
بی گمان در زلف جانان آشیان داریم ما
حیران شدم از حسن او من ای عزیز آئینه سان
از خود فراموشم بین آن جلوه در یادم نگر
همدم بگو سرا ز ره عین لطف خویش
تا مهربان خویش چسان مهربان کنم

تاریخ وفات پدر خود را چنین سروده است:

والد ماجد ز دار فنا	رخت رحلت به بست و اسفا
او غلام رسول باکت بود	به طفیل رسول بخش او را
خانه خالی شد از بزرگ جوان	رفت شیرین سخن ادیب از ما

۱۲۹۷

(۲۶۸) عطا - منشی عطا محمد امرتسری

از توانگران شهر امرتسر بود. در موضوعات مذهب، سیاست و اقتصاد تصانیف متعددی دارد. در سال ۱۸۸۴ میلادی گذارش فرهنگی ای را برای دولت انگلیس ترتیب داد. با سید احمد خان، میرزا غالب، ابوالکلام آزاد و علامه اقبال صحبتها داشت و ارادت خاصی نسبت به سرسید احمد خان داشت. مهارت تامی در شعر فارسی داشت. منظومه ای باسم سلک مروارید بفارسی سروده بود که در سال ۱۹۰۸ در امرتسر چاپ گردید. انتخابی از سلک مروارید در زیر داده میشود:

گر ترک من خیال قدح نوشی آورد	یک عالمی با عالم بی هوشی آورد
ساقی بیار باده که مدهوشی آورد	تا ساعتی ز خویش فراموشی آورد

پیش تو غنچه چہ یارا کہ دم زند گل را چہ اعتبار کہ سرگوشی آورد
مستانہ گر رود سوی مسجد نگار من اہل صلاح را بہ قدح نوشی آورد
دوران ز صنع خویش عجب نیست گر عطا اہل کمال را بہ نمد پوشی آورد

ای خوش آن روز کہ با عشق سروکار نبود
حسرت وصل و غم فرقت دلدار نبود
صوفی و رند ازان راہ بجائی نبرند
کہ درین طایفہ کس محرم اسرار نبود
زندگانی رہ دشوار نشیب است و فراز
زان سبب دیر رسیدیم کہ ہموار نبود
این ہمہ از اثر فیض عمادی ست عطا
ورنہ زین پیش ترا طاقت گفتار نبود

رباعیات

اعمال من و تو از سرشت من و تست سر می زند آنچه سر نوشت من و تست
زین حیط چو پا برون نہادن نتوان پس ہر چہ تقدیر برشت من و تو

گر وصل میسر است حیرانی چیست؟ دل جمع اگر شود بریشانی چیست؟
معمورہ من اگر خرابش سازند چون یار بخاطر است ویرانی چیست؟

ای آنکہ ز اختیار داری اکار ہر لحظہ ترا برین فزون است اصرار
خود قصد کنی بہ فعل و خود بازائی این است دلیل آنکہ ہستی مختار

(۲۶۹) عطا - قاضی عطا محمد گجراتی

از خانوادہ قاضیان گجرات است و در علم و فضل مشہور . در فن تاریخ
کوئی مہارت فوق العادہ ای را داشت و کتابی ہم درین باب باسم " مخزن
التواریخ " نوشتہ است . در گجرات بمنصب نایب تحصیلدار منصوب بود .
پسرش قاضی عنایت اللہ معاون دانشکدہ زمیندارا در گجرات است . اشعاری چند کہ
در نعت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سرودہ است نقل میگردد .

احمد مرسل کہ گردون خاک اوست ہر دو عالم بستہ فتراک او
سرور سالار جیش المرسلین سید عالم امام المتقین
آنکہ ذاتش روح جسم دو جہان آنکہ ذاتش نور چشم کن فکان
آنکہ ذاتش رحمہ للعالمین آنکہ فخر اولین و آخرین

(۲۷۰) عطا بن یعقوب الکاتب لاهوری

العمید الاجل، افضل العصر، ابو العلا، عطا بن یعقوب الکاتب، المعروف بنا کوس رحمہ اللہ علیہ کہ برین بساط جہان یکی از عطایای سپہر گردان بود، عمیدی بر ولایت فضل والی و گوش و گردن معانی از لالی معالی اوحالی و او را دو دیوان است و هر دو مقبول فضلالی عرب و عجم. در سن احدی و تسعین و اربعه مائے داعی حق را اجابت فرمود و بسرای آخرت نقل کرد. عمید عطا به هندوستان شہر بند فرستاده بودند. بسبب تقلد شغلی کہ کرده بود و ازان معزول شدہ. وقت معزول شدن این قصیدہ را انشاء کرد :

بہ ہند اوفتادم چو آدم ز جنت	بتاویل وتلبیس و بہتان منکر
نہ گندم چشیدہ نہ آورده عصیان	نہ من قول ابلیس را کردہ باور
بلای من آمد ہمہ دانش من	چو روباه را موی و طاؤس را پر
دوماہ شغل را ندم چو کشتی بخشکی	ہمہ سال مانند بدریا چو لنگر
گہی باز دارد چو مشکم بنافہ	گہی خوش بسوزد چو عودم بمجمر

رباعی

اندر سفرم خیالت ای دلبر من تا روز بدی بہر شبی غم خور من
بیداری را گماشتی بر سر من تا باز خیال تو نیاید بر من

(لباب ۷۱)

وقتیکہ سلطان رضی ابراہیم بہ هندوستان آمد. او در لاهور "شہر بند" یعنی اسیر بود و مدت شش سال را درین زندانی و اسیری گذراند. در همان حال جہان را بدرود گفت. نظام الدین ابو نصر ہبہ الفارسی کہ ذکرش در ہمین تذکرہ مرقوم است مزارش را در لاهور ساخت.

(۲۷۱) عطار - قمر الدین لاهوری

در لشکر میان جنت مکان میان محمد والی سند دکان عطاری داشتہ، مردم لاهور می نمود. روزی از پیش دکانش گذشتم، بمطالعہ کتب مشغول بود. ساعتی نشستم معلوم شد کہ صاحب طبع است و این تخلص دارد. ہر چند حیثیت علمی چندان نداشت اما بہ سلیقہ طبعی گاہ گاہ طبلہ دہنش پر از مشک سخن میگشت. این بیت بیادگاری وی است. منہ :

ملاست در قفا دارد سبہ کاری درین عالم بگرید ابر چون پوشیدہ روی مہر انور را
(مقالات ۴۴۶)

(۲۷۲) عظامی - عزیز الدین احمد ہوشیار پوری

عزیز الدین احمد در سال ۱۸۹۸ میلادی در محل ہوشیار پور کہ اکنون در استان پنجاب شرقی سی باشد چشم دنیا گشود . شیخ الہی بخش پدر عزیز الدین احمد علاوہ بر ذوق کہ بزبان و ادبیات فارسی میداشت برای حصول علوم متداولہ از ہوشیار پور بدہلی رفت و از محضر مولانا محمد شاہ کہ از اخلاف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بود استفادہ نمود . مدت اقامت او در دہلی سی سال بودہ است . وفات پدر او در سال ۱۹۰۴ میلادی اتفاق افتاد .

عزیز الدین احمد در عمر شش سالگی از سایہ عاطفت پدر خود محروم گردید و تحت سرپرستی برادر بزرگ موسوم بہ ظہیر الدین احمد درآمد، ولی جای تاسف است کہ برادر بزرگش در سال ۱۹۰۹ وفات یافت و او از سرپرستی بزرگان خود محروم گردید . عزیز الدین احمد بعد ازان برای تکمیل تحصیلات دینی بہ دیوبند رفت . از محضر استادان بزرگوار مانند شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی و مولانا سید انور شاہ کاشمیری کسب فضیلت نمود . در ۱۹۱۵ میلادی بردست حضرت شیخ الہند بیعت نمود و سند درجہ عالی منشی فاضل را کہ مربوط بزبان فارسی سی باشد از دانشگاه پنجاب گرفت . در سال ۱۹۴۷ میلادی تقسیم شہ قارہ بعمل آمد . مولانا نیز کہ در آن موقع در جالندھر بود ، از آنجا سہاجرت نمودہ در پاکستان وارد گردید . و در شہر منتگمری (کہ اینک ساہیوال نام وارد . مولف) در استان پاکستان غربی اقامت گرفت و وظایف معلمی فارسی را در دبیرستان دولتی منتگمری ادامہ داد . مولانا در سال ۱۹۵۳ میلادی باز نشستہ شد و اواخر ایام دورہ زندگانی خود را در شہر منتگمری گذرانید . مولانا بذات حضرت رسول مقبول محبت زیادی میداشت . چنانکہ میگوید :

خواہم کہ شوم خاک سرکوی مدینہ
دارم نہ تمنای دگر چرخ کہن هیچ
در جای دیگر می گوید :

ای پیک نیک پی ز عظامی بخواجه گو
کان را بجز نگاہ تو هیچ آرزو نبود

وفات مولانا در سال ۱۹۵۷ میلادی اتفاق افتادہ است . مولانا بدر سنبل در تاریخ وفات او گفتہ است .

عظامی بود تلمیذ گرامی
بگو ای بدر تاریخ وفاتش
بدوق صحبتش سوی جنان رفت
عزیز الدین عظامی از جہان رفت

مولانا عزیزالدین ذوق خاصی با شعر فارسی میداشتند . اولین شعر، که او
بزبان فارسی سروده است بیت زیرین است :

من یک زمان زیاد تو غافل نمی شوم
شاید به سهو یاد نیاری ز نام ما

عظاسی شهرت گرامی را شنیده محضر او رفت و استدعای اصلاح سخن کرد.
گرامی التماس او را قبول کرد و او را بشاگردی خود پذیرفت . چندی بعد بیت
زیر را در مدح او گفت و جبه و دستار خود را باو داد :

ستاره سفته گوش و چرخ پا بوس زمین آمد
تعالی الله گرامی را عظاسی جانشین آمد

باستاد خود عقیدت خاصی میداشت . چنانکه میگوید :

ای عظاسی بخویشتن نازیم که گرامی است در زمانه ما

ترا ای مدعی هرگز نزید طرف من بودن

که بر پای گرامی من ره کوی سخن رفتم

به بخت خویش سی نازم عظاسی کز استاد گرامی یاد گارم

دیوان شعر خود را که مشتمل است بر انواع سخن از قبیل قصیده و غزل و
مثنوی و مرثیه و قطعه و رباعی از خود بیادگار گذاشت . عظاسی بیشتر از
غزلیات خود را در استقبال غزلیات شعرائی معروف غزل سرا گفته است . ازوست :

عشق است طلسمی که درو بام ندارد

آن کس که از و یافت نشان ، نام ندارد

نمی گردید کوتاه رشته معنی رها کردم

حکایت بود بی پایان بخاموشی ادا کردم

صد حیف بر این عقل که در باغ تمنا

آن نخل نشانندیم که بی برگ و ثمر بود

بمنزل چون رسد وامانده راه طلب، ای دوست

بمقصد میرسد آن کس که پیهم جستجو دارد

چمن بی گل، سمن بی بو، صبا مثل سموم اینجا

تو خود انصاف ده من این چمن را چون چمن گویم

عقل است که از تاری صد نفحه برون آرد

عشق است که یک نغمه آورد ز صد تاری

(مجله هلال جلد ۱۳ - شماره ۱ - صفحه ۴۵ - سال ۱۹۶۵)

(۲۷۳) عظیم - محمد و نا آقا عظیم، لاهوری

دیوان بیوتات لاهور نیز خوش فکر است . ازوست :
داغ های تازه از نخل تنم کرد و ریخت
او بگل چیدن نیامد گلشنم گل کرد و ریخت

این مطلع قافیه مستعد دیگر ندارد :

خراش ناخن مارا دل ناشاد می داند زبان تیشه فرهاد را فرهاد می داند
برنگ گرد میگردم پی رم کرده آهوئی که در دنباله خود سایه صیاد می داند
(کلمات ۷۸)

(۲۷۴) علی - شیخ علی الهجویری عرف

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاهوری

جلاب و هجویر اسم دو کوچه شهر غزنین بود . حضرت داتا گنج بخش با اسم علی هجویری و پدر بزرگوار ایشان با اسم عثمان اجلابی معروف بودند . ایشان از اهل تسنن بودند و در فقه پیروی از امام ابوحنیفه می کردند ، در تصوف در سلسله جنید بغدادی بودند و بردست حضرت ابوالفضل محمد بن حسین الحنفی بیعت نمودند . کتاب کشف المحجوب را با محبت خاصی نوشتند و مطالبی در پیرامون تصوف شامل آن ساختند . کتاب دیگری با اسم کشف الاسرار درباره احوال زندگی مبارک خود نگاشته اند . بنا بدستور مرشد خود از غزنی بلاهور آمدند چنانکه در کشف الاسرار می فرمایند : "چون در هندوستان آمدم نواحی لاهور را جنت مثال یافتم توطن و سکونت اختیار نمودم" .

در حکایتی چنان گفته شده است که حضرت معین الدین چشتی اجمیری بر روضه مبارک حضرت داتا گنج بخش حضور داشته بحالت اشکاف این شعر را سرودند :

گنج بخش فیض عالم مظهر نور خدا ناقصان را پیرکامن کمالان را راهنما
و بعد ازان حضرت علی هجویری بلامب داتا گنج بخش مشهور شد . این حکایت اشتباه است زیرا حضرت هجویری در زندگی مبارک خود با اسم داتا گنج بخش معروف بودند . چنانکه فرموده اند :

"ای علی ! ترا خلق میگویند گنج بخش ، دانه بیش خود نداری . در دل خود جامده که پندارست ، گنج بخش و راج بخش حق است ، بی چون و چگونه و بی شبه و نمون" .
(کشف الاسرار)

اشعار زیادی سروده بودند ولی اکنون دیوان ایشان پیدا نیست . غزلی که در کشف الاسرار درج گردیده است در زیر نقل میکنم :

شوق تو در روز و شب دارم دلا	عشق تو دارم به پنهان و ملا
جان خواهم داد من در کوی تو	گر مرا آزار آید یا بلا
عشق تو دارم میان جان و دل	سیدهم از عشق تو هر سو صلا
یا خداوندا رقیبان را بکش	یا مرا دریاد کن مست هلا
جام من دارد شراب یار خود	سهربان کن بر من و هم مبتلا
ای چسا کز تو اگر خواهم لقا	گه تو آری و مکن هرگز تولا
ای علی تو فرخی در شهر و کوی	ده ز عشق خویشتن هر سو صلا

بیت :

مکن ای علی بیش ازین گفتگوئی که سرد خدائی و پاکیزه خوئی

(۲۷۵) علی - ناصر علی سرهندی

دانای رموز خفی و جلی میان شاه ناصر، علی تخلص، بن رجب علی، عالی تخلص، از سادات ولایت پنجاب است . مولد و منشاء وی قصبه سرهند بوده . آنچه تذکره نویس نصرآبادی از روی بی تحقیق در احوال میان معزی الیه نوشته که کشمیری است و به چیلہ مشهور و چیلہ غلام را گویند، اصلی ندارد، که این بیت در بیان سیادت خود در دیوان دارد .

گر از حسب پیرسی، ما قنبریم قنبر و از نسب پیرسی ما آل مصطفی ایم
صاحب "کلمات الشعرا"، در القاب آنجناب عبارت "آبروی هندوستان" می نویسد
و این رباعی در شان وی گفته :

در ملک سخن بود جهانگیر، علی در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر کسی ز انسان که خط کس به خط میر علی
مرد قلندر، بی باک، بی پروا از ناز نگهدار دولت مند دشمن بود. دنیا و دنیا دار
در نظر همتش خسی می نمود ... در سال هزار و یک صد و یک به لشکر
عالمگیری رفت . وقت ملازمت پادشاه دست به مصافحه دراز کرد . پادشاه
بی دماغ شده فرمود : فقط شاعر است آداب نمی داند . وی بی دماغ تر شده برگردید.
آخر عمر با اشاره مجذوبی بدعوی قطبیت در شاهجهان آباد فروکش کرد و
دم از دوستی حضرت بوعلی قلندر می زد . بتاریخ بیستم رمضان سال هزار و صد
و هشت سیر عالم بالا نمود . و در راه روضه حضرت نظام الدین اولیا مدفون
گردید. حضرت سرخوش این قطعه در تاریخ وفاتش نوشته :

وارسته علی به همت بی پروا از راحت و رنج دهر مستغنی رفت
 دایم چو توجهمش سوی معنی بود دل کند و ز صورتکده هستی رفت
 سرخوش زخرد سال وفاتش پرسید گفت آه علی بعالم معنی رفت
 و حضرت میرزا بیدل عبارت "رنگ ناز شکست" تاریخ رحلتش یافته . زیاده از
 پنج شش هزار بیت نگفته . می فرمود که در تمام عمر به ازین شعری نگفتم .
 چیزی که بمن داده اند همین یک بیت است و بس :
 تو چون ساقی شومی درد تنک ظرفی نمی ماند بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها
 ازوست :

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد سخت بیرحم است می ترسم که آزادم کند
 هر آنکه صورت شهوت فزای تو بیند ز راه دیده چو طاؤس می کند انزال
 (خوشگو ۱)

علی سرهندی ، امیر المومنین علی رضی الله عنه سر آمد اهل بیت رسالت
 است . و امیر الشعراء علی رحمه الله علیه سر حلقه اهل بیت و فصاحت کوثر سخن
 در اختیار اوست و سلمان غاشیه برادر او مجدد طرز الفاظ معانی است و مستفید سلسله
 مجدد الف ثانی . اگرچه غزل را با سلیب تازه جلوه داده ، اما در مثنوی ید بیضا می
 نماید . آغاز حال ملازمت سیف خان بدخشی برگزید و سیف را با قلم جمع
 کرد . چون سیف خان در نیام لحد جا گرفت ، در سرهند رفت و فروکش کرد .
 در سن هزار و صد از سرهند به بیجاپور دکن معسکر خلد مکان شتافت آخر الامر
 از دکن به هندوستان عطف عنان نمود . در شاهجهان آباد قلندرانه میگذرانید و
 همین جا بیستم رمضان سنه ثمان و مائه و الف بروضه رضوان خرامید ، عمرش قریب
 شصت سال ، و قبرش در جوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دهلوی قدس سره .
 کلام ناصر علی در شش جهت عالم سایر دوایر است . این چند بیت بنا بر التزام
 نقش ریاض ایام میشود :

عمرهایک شمع در محفل کفایت می کند گر چنین می بازد از حیرانیت رفتار را
 همچو آن عکسی که ز آئینه بیرون می رود دام راه ما سبکرو جان نشد زنجیرها
 لبریز شد ز تنگی دل بسکه سینه ام چون دشتهای شمع یکی کشت ناله ها
 رواج بی هنری جز بهمند جانی نیست که این متاع درین سرزمین بود کمیاب
 استیاز شهر و صحرا داشت از نقص جنون ورنه مجنون را خرابی های خود ویرانه بود
 (غامره . ۳۴)

سعتاز اثر در ادابندی ، شیخ ناصر علی سرهندی که سر آمد فصیحای روزگار و سر
 حلقه بلفای ناسدار بوده در اصناف نظم بخیالات رنگین داد نازک ادائی داده . و

بافکار ستین ابواب خوش بیانی بر روی سخن گشاده . غزلیاتش بطرح تازه ، لطافت مضامین روانمای سحر سامری و مثنویاتش به تناسب الفاظ و تناسب معانی جلوی پیدای جادوگری شب‌دیز . قلم در میدان توصیفش هم‌عنان نارسائی و عدلیب رقم در گلستان تعریفش بال گشای بینوائی ، فصاحت با اشعار دلپذیرش عہد یکرنگی بسته و بلاغت با گفتار بی نظیرش چون شیر پیوسته . الحق ناظمی عالی مقام است و شاعری خوش کلام ، با سیف خان بدخشی صحبت صحبتش در گرفت . چون جوهر شمشیر حیات سیف خان زنگ سمات بهم‌رسانیده ، نا صر علی بکمال دل تنگی از آنجا رخت بسپهرند کشید . روزی همانجا در باغی ببادہ کشی اشتغال داشت ، اتفاقاً گذر شیخ احمد سپهرندی در آن باغ افتاد . اورا باین حالت دیدہ . نہایت تکدر پرسید کہ این چیست ؟ وی رندانہ جواب پرداخت ، کہ این بادہ است ، کہ ہوش را زیادہ میکند . و ارواح را بانفراح می آورد . شیخ بر آشفت و صوفیان و علما بتکفیر وی فتوی دادند . میر محمد زمان راسخ باقارب خود مسلح گشتہ او را از سپہرند بر آورده بسمت شاہجہان آباد رهنمون گردید . از دار و گیر نجات بخشید . آخر الامر او باز بوطن رسیدہ بردست شیخ معصوم توبہ پرداخت . از سپہرند بہ بیجاپور شتافت و بشرف ملازمت اسیر الامرا ذوالفقار خان نواب اسد خان وزیر اعظم بہرہ وائی یافتہ و روزی ملاقات غزلی گذرانید کہ مطلعش اینست :

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار ، نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
امیر فیاض بمجرد استماع یک زنجیر فیل و سی ہزار روبیہ وصلہ بخشیدہ و
وی همان ساعت ہمگی بفقرا تقسیم فرمود . پادشاہ حمیدالدین مجذوب کہ
در قصبہ کنچی سکونت داشتہ رسوخ و اعتقاد تام پیدا کردہ فیض ہا برداشت .
چنانکہ در مثنوی خود لب بہ توصیفش می گشاید .

اینک اینک ساقی شیرین رسید ثوبت جام حمیدالدین رسید
حلقہ درگاہ بی چون جام او از زمین تا آسمان در دام او

آخر بعمر شصت سالگی در سنہ ثمان و مائتہ و الف ۱۱۰۸ ہجری بسر منزل اصلی جاگزید . در جوار مزار مبارک سلطان المشایخ حضرت نظام الدین قدس سرہ مدفون گردید . ازوست :

درین صحرا کدامین تشنہ لب جان داد حیرانم
کہ از صد جاگریبان پارہ شد موج سرابش را
آہوان طرز رسیدن ز من آموختہ اند
گردش چشم سیاہ کہ نظر کرد مرا

ز جوش باده درد ته نشین بالا نشین گردد
 ز موج خنده ترسیم خط برون آید ازان لب‌ها
 عشق ابريست که از قالب خاکی جوشید
 حسن برقی است که از خلوت جان پیدا شد
 آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد
 سخت بیرحم است میترسم که آزادم کند
 عشق از پرده بیرون آمد و آوازم داد
 برد از هر دو جهان دور و پروازم داد
 وحشتم از دل هر زره نمایان کردند
 آنقدر جمع نمودم که پریشان کردند
 مرا ترک طلب سرمایه صاحب کلاهی شد
 چون کشکول گدائی واژگون شد تاج شاهی شد
 بصد زخم جدائی مبتلا گشتم ندانستم
 که شهد دوستی در خود نهان زنبورها دارد
 علی از اضطرابم کام دل حاصل نمی گردد
 خطا شد بارها از بی قراری های من تیرش
 چسان تقریر حال خود کنم پیش سیه چشمی
 که گردد شمع خاموش از نگه سربه آلودش
 برنگ شعله جوالا تاکی گرد خود کرده
 چون برق آه خود بالا دویدن آرزو دارم

رباعی

بیش از همه شاهان غیور آمده ای هر چند که آخر بشهر آمده ای
 ای ختم رسول قرب تو معلوم شد دیر آمده ای ز راه دور آمده ای

(شایع ۴۷۵)

شیخ ناصر علی طایر بلند پرواز و همای رفعت کبرای طبعش از روزه
 چینی بر کران قلمی که بطراوت دریای سخن طرازش رعب الهی
 این مسافر گذرگاه هستی بحسب قسمت در شهر سرخند نخیم گشته بود
 ناصر علی صحبت‌ها رویداد، بتقریبی چند روز ملاقات بغداد . این حرف از دست :

تو چون در جلوه آئی سفر جان سیلاب میگرد
 تجلی میکند برقی که آتش آب میگرد
 دلی در سینه دارم از کتان یک پرده نازک تر
 که بر زخمش نمک تا میزنم مهتاب میگرد

نیاز عالمی را قبله ای چون از میان رفتی
 تہی از خویشتن هر کس کہ شد محراب میگردد
 نمود آرزو از سینه عاشق نمی آید
 درین آئینہ تمثال از حرارت آب میگردد
 علی از شوخی طرز سخن آرام ها دارم
 کہ گر بر گوش حاسد میخورد سیماب میگردد

(خیال ۲۹۴)

نامش ناصر علی . موطنش لاهور است . بقناعت و وارستگی در سرھند می
 گذراند . در اشعار او استعارات بلند بسیار است . ازوست :

ندارد حیرت دل تاب حسن بی جنجالش را
 کہ باشد صافی آئینہ شبنم آفتابش را
 بہ ہشتر حرف بی صوت است فریاد شہیدانش
 نمیدانم کہ داد این سرمہ چشم نیم خوابش را
 بہ شوخی پای او بوسیدن و قالب تہی کردن
 کدامین بی ادب تعلیم فرما شد رکابش را
 بدین شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید
 بایران می فرستم تا کہ بنویسند جوابش را

(فرحت)

ناصر علی مرید شیخ معصوم خلف الصدق حضرت مجدد الف ثانی قدس
 سرہ ست . در آغاز حال بملازمت میرزا فقیر اللہ مخاطب بسیف خان بعزت و احترام
 گذرانیدہ و بعد فوت سیف خان با ذوالفقار خان وزیر اعظم خلد مکان صحبتش
 خوش آمد . در مدح او غزلی طرح کرد و یک زنجیر فیل و نقد گرانمایہ
 دریافت . اما از کمال وارستگی ہمہ را بدام ریخت . و خود ملوث بدرمی نشد .
 بسیار مستغنیانہ می زیست ، سخن سنج والا فکرت است . در آخر عمر از دکن
 بہ شاہجہان آباد آمدہ شد . و در حوالی مرقد حضرت نظام المشائخ سلطان
 الاولیاء قدس سرہ العزیز مدفون گردید . مثنوی او مشہور و مطبوع است .

(شعرا ۹۲)

شیر نیستان سخنوری است و مرد میدان معنی گستری ، ذوالفقار کلکش بہ
 تسخیر قلمرو بیان پرداختہ و تصرف طبعش آفتاب سخن را از افق غربی راجع
 ساختہ . گل وارستگی برداشت و جام استغناء در دست ، چاشنی گیر شرب بلند
 بود . و متمسک سلسلہ علیہ نقشبندیہ . استفادہ از جناب شیخ محمد معصوم

خلف الصدق مجدد قدس الله اسرارها نموده و در مثنوی زبان بر مدح حضرت شیخ گشوده که :

چراغ هفت کشور خواجه معصوم منور از فروغش هند تا روم
ردا از مهتاب شرع بر دوش چو صبح از پاکی باطن قصب پوش
مولانا ناصر علی و موطن و منشا سهرند است . ابتداءً حال با میرزا فقیر الله مخاطب
به سیف خان بدخشی چون جوهر شمشیر ملازم بود . بعد از گذشتن سیف خان
ناصر علی در سنه هزار و صدم (۱۱۰۰) از سهرند به بیجاپور رفت و با ذوالفقار
خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مکان دست بهم داد . چون ذوالفقار خان
در سنه ثلث و مائه و الف ۱۱۰۳ هجری به تسخیر ملک کرناتک متوجه
گردید ، پادشاه حمید اعتقاد تمام بهم رسانید . در مدح او می پردازد :

اینک اینک ساقی شیرین رسید نوبت جام حمید الدین رسید

این شاه حمید مجذوبی بود در چچنی . آخر الامر از دکن به هندوستان عطف
ملتان نمود و در شاهجهان آباد بی نیازمندان می گذرانید . و همین جاییست
رمضان سنه ثمان و مائه و الف ۱۱۰۸ بجنه الماوی خرامید . عمرش قریب
شصت سال و قبرش در حوالی مرقد سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی
قدس سره . این چند بیت بنا بر قانون کتاب بتحریر رسیده .

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست

آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

دوش یک لحظه بخواب آئینه یار شدم

طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

انتقام داد خواهان قیامت شد تمام

می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

چشم بر بند اگر می طلبی رزق حلال

مرغ بسمل خودش باز نظر دوخته است

(کرام ج ۲ : ۱۲۹)

به هفتاد و دو ملت گردش چشم تو می سازد

به یک بیمانه رنگین کرده ای یک شهر محفل

علی اشبه می شراب در جام و سبو دارد

الا یا ایها الساقی ادر کلاما و نولها

نظرها غافل و عالم پراز کیفیت حسنش

بود حکم پری در شیشه ها رنگ شرابش را

ندانم دل شهید کیست لیکن اینقدر دانم
 که از شمشیر او رنگیست موج اضطرابش را
 به این شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید
 به ایران می فرستم تا که می گوید جوابش را
 برنگ ابر پنهان است دریا در غبار من
 اگر خاک مرا جویند چشم تر شود پیدا
 علی شعرم به ایران می برد شهرت ازان ترسم
 که صایب خون بگیرد، آب در دفتر شود پیدا
 دنیا خوشست لیک باندازه وجود
 پیراهن زیاده ز قامت بدیدنی ست

(ارمغان ۲۵۴)

ویرا میان ناصر علی گویند . مردی مجرد و وارسته بود . در سنه ۱۱۱۹
 هجری رحلت نموده در جوار شاه نظام الدین اولیا مدفون شد . ازوست :
 بطاعت کوش اگر عشق بلا انگیز می خواهی
 متاعی جمع کن شاید که غارتگر شود پیدا
 اهل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم
 خفته آری مردگان را زنده میبیند بخواب

(عارفین ۳۱۸)

(۲۷۶) علی محمد کنجگاهی

یکی از معاصرین محمد صالح کنجگاهی بود . شاعری خوش فکر و خوش کلام
 بوده است . و با محمد صالح دوست بود . محمد صالح درباره وی گفته است :
 اندرین شهر دوستی دارم بس که در الفتش گرفتارم
 نوجوان ، سازگار ، بزم آرای سهربان ، نقطه زای ، سخن پیرای
 تازه روی نیک خوی شگفته دهن زیرک و هوشمند و نادره فن
 هر چه خواهد علی محمد ما حق تعالی عطا کند او را
 تعداد اشعارش کم است و دیوانش پیدا نیست . فقط دوسه بیتش دیده ام و
 نقل می کنم :

حمد حق چرا نمی خوانی ؟	وحده لا شریک لا ثانی
کار او بنده پروری هر دم	کار ما بندگی ، ثنا خوانی
نعت احمد سپرس از شیدا	صورتش سوره ایست رحمانی

(۲۷۷) عنایت - شاه عنایت اللہ لاہوری

در اصل از سادات لاہور بود . دل از وطن برکنده و اہل و عیال در
الہ آباد توطن گزید . و بادشاہ غلام قطب الدین مصیب شیخ آن زمان کامل
محبت بہم رسانید . روزی این شعر خود بحضرت مصیب کہ بر تمام سر موی دراز
داشت، بر خواند :

خود آرائی کہ از بہر مشیخت گیسو آویزد
بدوش خویش چون ضحاک پروردست مارا نرا
ابر چون چشم گہر بار بجوش است امشب
برق چون لعل لب خندہ فروش است امشب
(روشن ۴۸۰)

(۲۷۸) عنایت - محمد حفیظ خان لاہوری

سر آمد فیاض زمان ، نیکو دستگاہ ، خوشنویس ہفت قلم ، محمد حفیظ اللہ
خان سلمہ اللہ تعالیٰ تخلص عنایت بن شیخ الہ یار بن شیخ عبدالعزیز عزت .
امروز خوشنویسان زمان حل عقاید الفاظ و تحقیق و دقائق حروف ازان خدمت می
نمایند . چنانچہ این ابیاتش دلیل این معنی است :

خدا آفریدہ درین انجمن
چو نرگس شدم از عدم جلوہ گر
نشاندم خط خوب کرسی چنین
کہ می آید از عرشیان آفرین
در عمر ہژدہ سالگی از لاہور وارد شاہجہان آباد شدہ . در کمال قناعت و
استغنا می گذرانید . فقیر نیز خط شکستہ ازان خدمت سند نمودہ . اشارش تقریباً
پنج ہزار بیت بودہ باشد . از آنجملہ است :

کجاست طاقت برخاستن ز جا ما را
دیگر گرفتہ از سرمینا کلاہ را
نشانده اند براہت چو نقش پا ما را
از خون توبہ رنگ نمودم گناہ را
در غم ہجر توام آنچه کہ از غم باقیست
مشت خاکی کہ ز پی دیدن دشمن باقیست

(حسینی ۲۲۶)

ابن شیخ اللہ یار بن شیخ عبدالعزیز عزت . خوشنویس ہفت قلم بود .
در عمر ہیجده سالگی از خطہ لاہور وارد شاہجہان آباد شدہ . بہ هیچ یکی از
امرا و خوانین التجا نمی برد . دیوان شعرش قریب پنج ہزار بیت خواہد بود .

خوش اداست . مشق سخن چنین می کند :

کجاست طاقت برخاستن ز جاما را نشانده اند براهت چو نقش پا مارا
دیگر گرفتم از سر سینه کلاه را در خون توبه رنگ نمودم گناه را
ز خلق سوختگانی بعافیت رستند که بروی خود از سنگ چون شرر بستند
(انجمن ۳۲۱)

(۲۷۹) میرزا عوض بیگ خوشابی

مرزا عوض بیگ ، از مردم خوشاب از بحر بلاغت بوده . دری خوش آب ،
لطیفه سنج ، بی بدل سیزست . در سجع خود لطیفه بکار برد . این الفاظ نقش
نگین داشت ” که عوض دارد گله ندارد “ در بلده تته با محمد حسین شوق رابطه
کرم داشته وهم مسکن بوده . منہ :

جان داده ای عوض لب جانان گرفته ای
زنهار لب ببند که ارزان گرفته ای

(مقالات ۴۵۶)

(۲۸۰) غیان - حسین بیگ لاهوری

از جماعت نکلو است . از بصیرت عاری بوده . به هندوستان آمده در
طاعون لاهور سفر آخرت شتافته . (در زیر دو بیت نوشته است اما بعلت خط
بد کاتب خوانا نیست)
(ریاض)

(۲۸۱) غازی - میر غازی لاهوری

وطنش قصبه بهیره از اعمال لاهور است . سخنور نیکو تلاش متصف
بانواع هنرمندی و از تلامذه میر محمد زمان راسخ سرهندی بوده :

نی نسیم گل نه سیر لاله زارم آرزوست
یک گریبان دار چاک از بهارم آرزوست
راحت گرم روان در گرد منزل نیست
هر کجا سوخت نفس شام غریبان کردند

(روشن ۴۸۹)

(۲۸۲) غبار - خواجه محمد فاضل خان لاهوری

برادر زاده ” سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور ، به میر محمد علی

رایج گفت . مصراعی از کسی مشهور است، مصراع ثانی فکر باید کرد . میر این مصراع رساند :

ای حنا انگشت فندق بندو از دست تو
از کمان ناخنی خوردم خدنگ از شست تو
خان مذکور هفتاد روپیه صلہ مصراع بمیر فرستاد .

(عامرہ ۲۴۲)

(۲۸۳) غبار - میرزا ابوتراب گجراتی

خلف الصدق التفات خان اصفہانی ، بنظم التفاتی کمال داشت . در عہد عالمگیری بوقایع نگاری گجرات شاہ دولا سر می افراشت . جعفر متخلص بعاشق قصیدہ در ہجوش گفته وی در جوابش باین رباعی غبار خاطر رفتہ . رباعی :

گویند کہ ہجو کرد مارا جعفر شیرین و لطیف ہم چو شہد و شکر
صد شکر آنچه عیب ما بود غبار امروز برای دیگر گشتہ ہنر
(گلشن ۲۹۹)

(۲۸۴) غربتی - ابو المعالی لاہوری

نام شریفش ابو المعالی از نواحی شہر مذکور و در آنجا بذوق و حال معروف و مشہور . عاشقی درد مند، سالک پایہ بلند بودہ . این دو بیت ازوست :

آنچہ ما زان جان و جانان دیدہ و دانستہ ایم بہر گفتن نیست بہر دیدن و دانستن است
مقیم کوی فنا بودنم ازان ہوس است کہ باتو شرکت من در وجود بی ادبی است
(عارفین ۱۸۸)

اسم اصلی او اسد الدین بود و بعضی ہا اسم او را خیرالدین ہم نوشتہ اند . بعضی از طی نمودن مراتب تصوف اسم خود را ابوالمعالی گذاشت . شیخ عبدالحق محدث دہلوی گفتہ است کہ شاہ ابوالمعالی شیر بیشہ جلالت و سرہنگ دیوان قدرت و از والہان آگاہ و عاشقان درگاہ قادریہ است : (شرح فتوح الغیب ۴۲۱) حضرت شاہ ابوالمعالی شاعر ہم بودہ و غربتی تخلص میکرده . چنانچہ گوید :

پیر نامم ابوالمعالی کرد غربتی مسلمی بود لقبم

علت دیگری برای گرفتن این تخلص را چنین توضیح دادہ است :

ازان شد غربتی نام من و سر گشتہ و حیران

کہ ہر ساعت بسیر عشقش غربتی دارم

دیوان شعر ہایش در کتاب خانہ دانشگاہ پنجاب درککسیون پروفیسور آذر موجود

است اما هنوز چاپ نگردیده است . این دیوان که ۱۱۱ ورق دارد مشتمل است بر غزلها، قصیده‌ها، قطعه‌ها و رباعی‌ها . وی راجع به دیوان خود چنین گفته است :

دیوان غربتی همه سوز است و عاشقی
دیوانه ایست در پی تزئین نمی شود

میکنم اشعار از اسرار حق بی ردیف و قافیه اشعار ماست
ابوالمعالی عقیده داشت که انسان بدون عشق کامل نمیگردد . چنانکه گوید :

غربتی سان هر که می سوزد بعشق در کلامش سوز و ساز دیگر است
گر سرا عشق آن پری است چه باک هر کرا عشق نیست آدم نیست
انتخابی از اشعارش در زیر داده میشود :

شلوار سرخ و مقنعه زرد آن نگار ساقی بهار ماست بیا جام می بیار
غربتی دوش برش نام بتی میگفتم تند شد . گفت : برو عشق دگر ورز باو
آمد آن سه چون ولی از من توقف دید و گفت قدر دولت آنزمان دانی که دولت میرود
چو گفتم ای پسر رحمی بمن ، گفت برو بابا ، که اینها کار من نیست
از سخنها می ما چه می رنجی؟ سخن مست معتبر نبود
تاری بر سر الا الله خوش غیر برهم زن به تیغ لاله

شاه غزنین چه عجب گر نگران درگور است
که دل و دیده ایاغش طرف لاهور است
غربتی صومعه بگذار و سوی میکده آی
زاهد ماست که او زنده کنون درگور است

شاه ابوالمعالی صاحب کرامات خارق العاده بود . و مقامات و منازل سلوک را قدم بقدم پیموده بدرجه‌های علمیه عرفان رسیده بود . تربتش در لاهور و مردم او را " شیدرمالی " می گویند .

(۲۸۵) میرزا غلام احمد قادیانی

او در دهی که باسم قادیان معروف و در شهر معروف گورداسپور واقع است بدنیا آمدند . سال تولد وی ۱۸۳۵ است . از زمان کودکی نسبت به دین مبین اسلام علاقمند بود و مطالعات عمیقی را در پیرامون این مذهب آغاز نمود . در آن زمان هندوها و مسیحی‌ها و نصرانی‌ها بر علیه اسلام تبلیغ نموده مردم را از جاده حق منحرف می گردانیدند . میرزا مذکور در جواب تبلیغات ضد اسلامی قیام نموده و با دلایلی بسیار محکم و قاطع دشمنان اسلام را شکست داد . تعداد تصنیفات وی در حدود هشتاد جلد است . ذوق شعری هم داشت و

کتابی باسم در ثمین بزبان فارسی چاپ کرد . در زیر انتخابی از آن کتاب داده شده است .

بر آن سرم که سر و جان فدای تو بکنم
هیچ آگهی نبود ز عشق و وفا مرا
فصل بهار و موسم گل نایدم بکار
در کوی تو اگر سر عشاق را زنند
ذره را تو بیک جلوه کنی چون خورشید
هوشمندان جهان را تو کنی دیوانه
تا نه دیوانه شدم هوش نیامد بسرم
که جان بیار سپردن حقیقت یاری است
خود ریختی مقام محبت بدامنم
کاندر خیال روی تو هر دم بگلشتم
اول کسیکه لاف تعشق زند منم
ای بسا خاک که چون ماه تابان کردی
ای بسا خانه فطنت که تو ویران کردی
ای جنون گرد تو گردم که چه احسان کردی

نعت

در دلم جوشد ثنای سروری
آنکه در جود و سخا ابر بهار
بر لبش جاری ز حکمت چشمه ای
روشنی از وی بهر قومی رسید
منکه از حسنش همی دارم خبر
یاد آن صورت سرا از خود برد
ختم شد بر نفس یا کش هر کمال
آنکه در خوبی ندارد همسری
آنکه در فیض و عطایک خاوری
در دلش پر از معارف کوثری
نور او رخسید بر هر کشوری
جان فشانم گر دهد دل دیگری
هر زمان مستم کند از ساغری
لاجرم شد ختم هر پیغمبری

(۲۸۶) غلام جیلانی پنجابی

مولوی غلام جیلانی ملقب به ابوالدرجات ، برادر حقیقی مولوی عبدالمالک صادقی ابوالبرکات که ذکرش درین تذکره مذکور گردید ، است ، شخصی فاضل و عالم و دانشمند و دارای ذوق عالی در شعر بود . تقریظی مشتمل بر ۱۰۴۲ شعر در صورت قصیده بر کتاب معروف " سیف صارم " که تصنیف مولوی فقیر محمد جهلمی است سروده ، و از هر مصراع آن قصیده تاریخ نوشتن قصیده یعنی ۱۳۲۹ بدست می آید . دو بیت آن قصیده در زیر نقل میگردد :

سیف صارم رکن ایمان و هدا است سیف صارم کعبه زرو عطا است
سیف صارم مخزن حق جلی سیف صارم گو مگو نورو جلا است

(۲۸۷) مفتی غلام رسول گجراتی

مفتی غلام رسول از اهالی شادیوال من مضافات گجرات بوده است . تصانیف متعددی بزبان های اردو و پنجابی دارد . اما گاهی بفارسی هم شعر

میسرود . دیوانش در دست نیست اما مرثیه ای فکاهی که بر وفات شخصی بنام غلام حسن ساکن هریه واله سروده است بدستم رسیده و در زیر درج میگردد :

بود در هریه والا مشفق من	سرد حاجی میان غلام حسن
در نکاحش گرفت بیوه زن	چون به هفتاد سال عمر رسید
بود مجبور بهر ترک وطن	با همه خاندان نزاع افتاد
تا که باشد ز شورشان ایمن	او به گجرات یک مکان خرید
هر که ماهر نه بود در این فن	مسهلی داد یک حکیم او را
هست این نسخه جد امجد من	چون یکی اعتراض کرد بگفت
جسم آغاز کرد سرد شدن	دسبدم گشت حالتش ابتر
غسل و تکفین و رسم دفن و کفن	الغرض هر چه بود جمله کرد
ملکه خاص داشت درین فن	بعد ازان کرد فکر تاریخش
آمد اندر شمار هجری سن	”شوهر خواهرم“ شده تاریخ

(۲۸۸) مولانا غلام رسول گجراتی

مولانا غلام رسول پسر میان کرم دین در دهی بنام راجیکی از نواحی شهر گجرات در سال ۱۸۷۷ میلادی متولد گردید و فارسی از میان محمد دین کشمیری آموخت و سکندر نامه و آثار نثری ابوالفضل را هم در خدمت استاد خود یاد گرفت . سپس بحضور مولانا امام دین رسیده مثنوی مولانا روم را یاد گرفت . تصانیف متعددی دارد که عبارتند از :

اظهار حقیقت

حیات قدسی

تنقید الحقایق وغیره

توحید باری تعالی

اشعار خوبی را بزبان فارسی میسرود و دارای ذوق بسیار لطیف و عالی بود . دیوانش هنوز بچاپ نرسیده است اما اشعاری چند در زیر نقل میگردد که در مدح یکی از دوستان عزیز خود سروده است :

آنکه می بود همچو ابن خلیل	میر صاحب محمد اسماعیل
گر بیانش کنیم بالتفصیل	وصف او در بیان نمی گنجد
ذات او متصف بوصف جمیل	فطرتش فطرت همه ابرار
عارفان را برسم او تبیل	قدسیان را شده دلش منزل
بر زیانش حقایق از تنزیل	منزل قدس بود منزل او

(۲۸۹) غلام رکن الدین المعروف به شاه مراد بخش لاهوری

غلام رکن الدین المعروف به شاه مراد بخش برادر بزرگوار قلندر شاه لاهوری بوده . شعر بربان فارسی وارد و گفته . دیوانی هم دارد . و تصانیف دیگر مثلاً مثنوی "مراد العاشقین" در ۱۲۱۵ هجری در گذشت . ازوست :

بیای ساقی و جام می ام ده	بیای از ره لطف و کرم ده
خوشا اوقات آن جان برادر	گرامی تر ز جان شاه قلندر
ز آبایم وطن گوهست لاهور	ولی چون مانده ام از خدمتش دور
بروی خانمان خود دهم پشت	که ما را فرقت او بی اجل کشت

(۲۹۰) میان غلام علی اوچه

میان غلام علی ولد محمد باقر بن قاضی محمد حسین : از اولاد شیخ محمد اچه که عهد میرزا شاه حسن بعد از فترت اوچه و ملتان در بلده (تته) رسیده باسر قضا متمکن گردید . در اوایل حکومت میرزا عیسی از دنیا گذشته ، فی سنه اربع و خمسين و مائه و الف (۱۱۵۴) . فقیر این عبارت موافق سال یافته : و جعل الجنه مثنوی (۱۱۵۴) . ما ورای علم ظاهر در تصوف هم ذوق خوب فرا اندوخته بود . و با مثنوی مولانا روم غایت شغف داشت . از زبان عزیزی که همنشین گاه و بیگاه اش بوده ، شنیده ام که اواخر حال میگفت : "بزرگان آثار های خوب دارند . فقیر نیز چیزی یادگار میگذارد" .

و این اشارت به تصنیف بود . لیکن جنون سنگ راه سلوک این وادی شده . یک ورق بدستخط ایام بی خبری دیده شده . مثنوی طولانی بنا نهاده بود . بس که خط حال بی خودی بوده جز این بیت مفهوم نشد . منہ :

در بی خبری شدم خبردار از خود شده با خدا شدم یار

(مقالات ۴۲۹)

(۲۹۱) سید غلام قادر نوشاهی، گجرانواله

غلام قادر پسر سید عبد الله نوشاهی بود . در سال ۱۲۰۳ در دهی موسوم به پاندوکی در نزدیکی گوجرانواله متولد شد و پیش پدر بزرگ خود تحصیل علم کرده بشغل معلمی درآمد و بلقب "استاذ الكل" ملقب گردید . در سال ۱۳۰۶ سن یکصد و سه سالگی رحلت کرد و در ده ساهن پال در گجرات مدفون گردید . اشعار خوبی میسرود . ازوست :

کاتب این غلام قادر دان قادر او را بملک کرد عیان
روز سه شنبه و بوقت سحر من نوشتم اگر تو داری خبر

(۲۹۲) غلام محی الدین کنجاہی

پسر مولوی محمد صالح کنجاہی بود . در فن تاریخ گوئی هم مهارت تامی داشت . شاهکار تاریخ گوئی او بنام ” مجمع التواریخ “ تالیف و چاپ گردیده است . در حیات پدر خود عرصه وجود را ترک گفت . مولوی شیخ عبد الله ساکن چک عمر که در نواحی گجرات سیببند تاریخ وفاتش را ” گنج عمر “ گفته است . قطعه تاریخ وفات غلام محی الدین هم سروده است و از مصراع آن تاریخ وفات او در می آید :

حافظ سالم و کمال از دین وہ کہ آمادہ شد بخلد برین
شیخ صالح وصال گو پس این آہ جان غلام محی الدین
اشعار غلام محی الدین دارای زیبایی فوق العادہ ای سیببند . اگرچہ دیوانش بدستم نرسیدہ است اما قصایدی چند در بیاض مولوی محمد صالح کنجاہی مذکور گردیدہ است کہ انتخابی ازان را در زیر نقل میکنم :

صدف سینہ من مسکین باد پرور ز وصف شاہ مبین
آنکہ از مولدش قصور بیافت سر بلندی و رفعت از پروین
فکرت اندیش مدح او چو شدم کرد بر فکر من فلک تحسین
صلہ این نظم خویش هیچ مخواہ ای غلام غلام محی الدین

(۲۹۳) غنیمت — محمد اکرم کنجاہی

از خاکیان ہند غنیمت بودہ . طبعی درست داشت ، و دیوانی مختصر دارد . مثنوی نیز فکر کردہ . این چند بیت ازوست :

نیست غیر از گرسی الفت چراغ بزم وصل
جست برق شوق از موسی و شمع طور شد
نظر بروی کہ شد ، آشنا کہ میگردد
بگرد خویش چو گرداب دیدہ تر ما

ز خلقی آزرده گشتم دیدنش در خویش حاصل شد

غبار خاطر آخر تو تباہی دیدہ دل شد

جنونم کرد گل از گردش چشم دل آزامی

بچوب دل نمی آید علاج چوب باداسی

(کلمات ۸۲)

محمد اکرم، غنیمت تخلص، از شیخ زادہای قصبہ کنجان (مولف : کنجاہ) مضاف صوبہ پنجاب (مولف : گجرات) است . شاعر خوش لفظ ، معنی یاب ، عالی طبیعت ، خیال بلند بود . در خدمت میر محمد زبان راسخ مشق میگذرانید و در جناب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ارادت صادق داشت . چندی ہمراہ میرزا ارتق بیگ فوجدار قصبہ سیالکوٹ بودہ . در آن ایام میرزا عبدالعزیز خلف ارشد سرزا مذکور بر شاہد نام امرو پسری کہ سرخیل ارباب رقص و غنا بود، تعشق بہم رسانیدہ ، بہ غنیمت کہ از یاران و ہمدردان او بود ، فرمود کہ قصہ عشق او و حسن شاہد نظم نماید . وی مثنوی مسمی بہ نیرنگ عشق ہمدردین باب بہ ہزار و پانصد بیت موافق اعداد لفظ غنیمت ذکر کردہ در ہزار و نود و شش باتمام رسانیدہ . چنانچہ در بیان انجام آن این بیت سرائیدہ :

نمایان گشت تاریخ نو آیین ز گلزار بہار فکر رنگین
در مقام شکار گفتہ :

تفنگش را گرہ از سینه واشد ستم شد، مرگ شد، برق بلاشد
نشستی آہواز بس تیر باران برنگی چشم در آغوش مژگان
دیوان مختصری رنگین گذاشتہ . بسیار خوش فکر است . ابن دو پیش پسند خان صاحب است :

ساغری دیدم نگون بر شیشہ بر افتاد چو کلاہی بر سر شوخی فرنگی زادہای
جنون کردہ گل از گردش چشم دلاراسی ز چوب گل نمی آید علاج چوب باراسی
طاقت برخاستن چون گرد غنا کم نماند
خلق میداند کہ می خورده است و مست افتادہ است

(خوشگو ۲۲)

از مردم لاہور بودہ . مثنوی قصہ عزیز و شاہد با مزہ گفتہ . در ہند خصوصاً در پنجاب شہرت دارد . ازوست :

کردم از سہر لب نقد بیانہا و از کرنا بستہ ام چو غنچہ سوسن بزبان ہا در گرہ
(ریاض)

شاعر مکرم محمد اکرم متخلص بہ غنیمت از مفتی زادہای قصبہ کنجاہ بودہ ، من مضافات گجرات . اہ دولہ . در عہد عالمگیر بادشاہ بخدمت نواب مکرم خان بسرمی بردہ و مثنوی متضمن عشق عزیز پسر نواب مذکور و حسن پری رفاہی شاہد نام بسیار مزہ گفتہ . این چند بیت از و در وصف طفلان مکتب ثبت می شود . مثنوی :

پری بزمی کہ مکتب بود نامش ز روی حسن صد کنعان غلامش

بیک خاور دو صد خورشید پیدا بیک زندان دو صد یوسف هویدا
نشسته هر طرف طفلی پریراد بفن دلربائی هر یک استاد
یکی را در زبان خون رگ گل تکبر از سبق آواز بلبل

(حسینی ۲۳۰)

مغتنم عصر در نکته یابی ، محمد اکرم غنیمت پنجابی ، که بطبع نقاد داد
خوش مقالی داده و بذهن وقاد بنای نازک خیالی نهاده . کلامش عنوان صحیف
فصاحت است و اشعارش دیباچه . کتاب بلاغت لاسیما مثنوی او نیرنگ عشق که
سر تا سر داستانی است رنگین و یک قلم بیانی است نزاکت آگن ، شهرت تام
داود . دیوانی مختصر هم از تالیفات اوست . آخر کار او آخر مائه حادی عشر نقد
حیاتش به غنیمت دست اجل در آمد . از طبع لطیف اوست :

نگردد قطع هرگز جاده عشق از دویدن ها
که سیالد بخود این راه چون تاک از بریدن ها
بیاد داغ های کهنه دل دارد تماشائی
بود طاؤس را سیر چمن برگشته دیدن ها
تو رفتی و نمک خوان دیگران شده ای
کباب دل شد ازین میزبان نوازی ها

این چند بیت از مثنوی او ثبت افتاده . در حمد میگوید :

بنام شاهد نازک خیالان عزیز خاطر آشفته حالان
ز مهرش سینه هاجولانگه برق دل هر زره در جوش اناالشرق
جگر سوزی چراغ خانه او طپشها شوخی پروانه او
بشوقش بخت دل دیوانه چشم چراغان دیده شد در خانه چشم
بیادش شور بلبل رنگ بسته نمکدان ها بزخم گل شکسته

در مناجات :

الهی از غمت خون در جگر کن سر شک آباد چشم آباد تر کن
دلی چون غنچه الفت خانه ریش برنگ لاله داغ آتش خویش
دلی ده همچو گل در خون نشسته دلی چون خاطر بلبل شکسته
دلی پرورده آغوش محشر قیامت زاد های آه در بر
در خاتمه داستان مکتب نشینی شاهد :
مرا روزی بدل شوق آشنا شد
بامید تماشای نگاری
بر آمد بر در مکتب خروشم
کتاب صبر را شیرازه و اشد
نمودم جانب مکتب گذاری
که من سی پاره دل می فروشم

بگفتا پیش تر پیش رفتم تکلف بر طرف از خویش رفتم
 بگفتا قیمتش ؟ گفتم نگاهی بگفتا کمترک - گفتم که گاهی
 بگفتا یافتم زین پیش مخروش مبادا بشنود آخوند، خاموش

(نتائج ۵۱۲)

مفتی زاده، قصبه کنجه از متعلقات گجرات شاه دولا بود. در عهد عالمگیر
 پادشاه بخدمت نواب مکرم خان بصری برد. دام گستر معانی بی اندازه. نیرنگ
 عشق مثنوی، او شهرت و قبول تام دارد. در چستی عبارت و نزاکت اشارت
 فایق بر مثنویات شعرای نامدار است. ترکیب دلنشینی معجون مفرح خاطر نازک
 خیالان است... سرخوش در تذکره خود چه حرف خوش گفته که غنیمت از
 خاکیان هند غنیمت است. در اواخر مائه حادی عشر نقد حیاتش غنیمت دست
 اجل گردید. دیوانی هم سوای انشا و مثنوی دارد. این چند بیت از آنجا است:
 باین شوخی ندیدم رنگ اشک هیچ محزونی

تو در دل بوده ای ظالم همانا کرده ای خونی
 بوسه بی ادبم آن قدر آورد هجوم
 که لب لعل ترا فرصت دشنام نداد
 مستم از آن نگاه که آید بروز حشر
 بوی شراب از دهن داد خواه او
 از بس خیال من شده لبریز جلوه اش
 هر جا که سر بسجده مهم نقش پای اوست
 یار آمد آن زبان بر سر که در تن جان نماند
 بخت شد بیدار هنگامیکه مارا خواب برد

(انجمن ۳۵۶)

محمد اکرم از مردم لاهور بود. مثنوی قصه عزیز و شاهد با مزه گفت.

(شعرا ۱۹۶)

(۲۹۴) فارغ - جلیسی بیگ لاهوری

مشهور به علامی، از شاگردان خواجه افضل الدین ترک اصفهانی است.
 در فطانت نادره روزگار بود. بهند آمده با اکبر پادشاه می بود. در مراجعت
 ایران در لاهور ۱۰۱۰ هجری فوت شد. از وی می آید:

بآه و ناله شب خواب پاسبان دزدم گرانی سرش از خاک آستان دزدم
 تو تا بچند خوری خون خلق و من تاکی اثر ز ناله دلبهای ناتوان دزدم

رسید کار بجائی که بعد ازین من هم
گر جان سپرد ذوق حیات ابد گرفت
خاکسترم نماند که برباد بر دهم
نه ناله از دل و نی شکوه از زبان دزد
از هیچ کشته قاتل با شرمسار نیست
آه این چه شعله بود که در جان من گرفت
(انجمن ۳۷۶)

در سفینه علی حزین اسمش جلیسی بیگ تبریزی نوشته شده است . حزین
گفته است که حکیم شفائی ازو رنجیده او را هجوی رکبک گفت . و در اوایل
شیدا تخلص می نمود ولی بعداً تخلص خود را فارغ قرار داد . شیخ اشعاری چند
از کلامش منتخب کرده است . ازوست :

خدا در سینه ما آه سوزان را نگهدارد
و ز آسایش دلی بی رحم جانان را نگهدارد
منادی میکند امروز زنار سر زلفش
که بی ایمان بمیرد هر که ایمان را نگهدارد
محال است اینکه عاشق را شود یک کام دل حاصل
تمنا بر تمنا بشکند تا جان برون آید
خیال عارضی جا در دلم دارد که دیدارش
بفارغ می نماید آرزوی جان موسی را

(۲۹۵) فارغ - میرزا احمد ابراهیم لاهوری

فارغا تخلص ، محمد ابراهیم نام داشته . برادر ملا عشق است . خراسانی
که در روضه العین مذکور شده وی نیز بهندوستان آمده با ظفر خان می بوده .
آخر در لاهور وفات یافت . اوراست :

بهر که می نگرم غیر خود نمی بینم
آواز آشنائی ازین خانه بر نخواست
بخود شناسی من هیچ کس نمی باشد
هر چند گوش در پس دیوار داشتیم
خون بلبل را نه پنداری که گل پامال کرد
روز گارش از بن ناخن برون می آورش

(ریاض)

برادر ملا غیرتی است . در عهد شاهجهان پادشاه به هندوستان رسیده ، و
رفاقت نواب ظفر خان برگزید . و در لاهور شهر نقد حیات باخت .

برهنه مارا مسلمان خواند و زاهد پرست
هر کسی در آئینه خود را تماشا میکند

نتوان بوصف قامت او گفت مصرعی
تا معنی ای ز عالم بالا نمی رسد
(روشن ۵۰۱)

(۲۹۶) فاروق ملتانی

فاروق ملتانی در بلده تته بسیار بوده . و بوطن آمد و رفت داشت . منہ
از تپ من طبیب در عرق است سر می آتش آب می آرد
(مقالات ۴۸۰)

(۲۹۷) فاضل - محمد فاضل گجراتی

سید میران محمد فاضل در زبان اورنگ زیب عالمگیر زندگی میکرد . منشی
گنجش داس گجراتی در صاحب نامه اسم او را ذکر نموده و نوشته است که صوفی
کاملی بود . میر قدرت الله هم در مجموعه نغز ازو ذکر نموده است . دیوانش در
دست نیست اما اشعاری چند در بیاض قریشی احمد حسین احمد یافته شد که در
زیر نقل میگردد :

ای مه دلستان من پا به رکاب کیستی ؟
لعل لب تو جان من در خوش آب کیستی ؟
مرغ دلم بدام تو ، شیفته ام بنام تو
مست شدم بجام تو ، باده ناب کیستی ؟
ای گل آیدار من ، سنبل تابدار من
نرگس پر خمار من ، مست شراب کیستی ؟
دلبر شوخ و شنگ من ، بسته کمر بجنگ من
قاتل بی درنگ من ، تیغ پر آب کیستی ؟
ای بت شرمگین من ، دلبر مه جبین من
پرده ز روی خود فکن ، بسته نقاب کیستی ؟
مین ز جفاش در بلا ، آن بت شوخ بی وفا
کله نه گفت فاضلا ، چشم پر آب کیستی ؟

(۲۹۸) فاضل - فاضل علی خان لاهوری

از مردم ایران ولایت زاست . در عهد محمد فرخ سیر بادشاه دیوان صوبه لاهور
بود . و در عصر فردوس آرام گاه محمد شاه بداروغگی فیلخانه سرکار بادشاه بسر

برد و چهار هزاری منصب داشت . فردوس آرامگاه در سنه خمسین و مائت و الف (۱۱۵۰) هجری نواب آصف جاہ ناظم دکن طلبید . نواب از دکن بدار الخلافہ شاہجہان آباد شتافت و شرف ملازمت پادشاہ دریافت . فضل علی خان تاریخ قدوم چنین در سلک نظم کشید :

صد شکر کہ ذات دین پناہی آمد رونق دہ ملک پادشاہی آمد
تاریخ رسیدنم بگوشم ہاتف گفت ہاتف رحمت الہی آمد
(عاسرہ ۳۷۳)

(۲۹۹) فائز - نجم الدین گجراتی

مولوی نجم الدین کہ فائز تخلص داشت پسر سید احمد ناظم بود و معلومات زیادی را در زبان های عربی و فارسی و پنجابی داشت . اشعار فارسی او زیاد ولی بیشتر آنها هنوز چاپ نگردیدہ است . نسخہ های خطی این شاعر گجرات در کتاب خانہ شخصی قریشی احمد حسین احمد وجود دارد . دیوانش مشتمل است بر نظم فارسی و کتاب ہائی دربارہ فن شعر ہم نوشتہ است . ازوست :

الہی با خودم دہ آشنائی براہ مصطفی کن راہنمائی
ز شر نفس دیوم دہ رہائی الم تسمع بفضلک یا الہی
دعای من ضعیف مبتلائی

در سال ۱۳۳۲ عرصہ وجود را ترک گفت . شیخ عبد اللہ ساکن چک عمر تاریخ وفاتش را چنین سرودہ است :

بیک شبہ جمادی الاولین نصف کہ بعد از عصر وی را ارتحال است
ہزار و سیصد و سی و دو ہجری ” غروب النجم “ تاریخ وصال است

۱۳۳۲

(۳۰۰) فائق - میر احمد لاهوری

میر سید احمد برادر میر جلال الدین سیادت در لاهور بعلاقہ منصب و خدمت خزانہ اقامت دارد . از خوش فکران است . از کیفیتی و نشہ معنی غافل نیست . چند شعر او کہ نازکی داشت بر نگاشت . منہ :

نصیحت می فزاید رتبہ پاکیزہ گوہر را
کہ آب از پیش راہ بستن نہد رو در بلندی ہا
تا نرگست بہ بزم فسون نگہ نشست
چشم بتان ز سرمہ بخاک میہ نشست

دل گرفته من مشکل است باز شود
که قفل بر در میخانه از درون زده اند

(کلمات ۸۸)

میرزا احمد فایق . برادر میر جلال الدین سیادت ، استاد فن ، صاحب کمال و خوش خیال بود . و بسیار معنی های تازه یافته . از ثقاة مسموع است که این هر دو برادر شاگرد مرزا داراب جو یا اند . بهر حال اشعار برجسته دارد :

دیوانه عشق تو سرانجام ندارد	چون نتش قدم خانه من نام ندارد
از شرم چشم مست تو خوبان نهفته اند	در آستین چو غنچه نرگس پیاله ها
آخر ز شرم ابرویت ای آفتاب حسن	شمشیر خود هلال به زیر سپر کشید
بیگانگی آورد کدورت فایق	آئینه ز آب خویش کی گیرد زنگ

(خوشگو ۲۸)

کاشف دقایق میر احمد فایق که از برادران عیان میر جلال الدین سیادت لاهوری است ، صاحب طبع بلند و تلاش ارجمند بود و در زمره مناصب دارن عالمگیری امتیاز داشت . دیوان از افکار خود یادگار گذاشت . اواخر مائه هادی عشر در گذشت . ازوست :

بزندگانی خود دایم از نفس لرزم	که این چراغ براه نسیم می سوزد
چون بلبلان طفیلی گل نیست شور من	صد نوبهار رفت و جنونم خزان نکرد
هر کرا عشق بدل جوش و خروش اندازد	خانه بردوش شود بار زدوش اندازد

(نتایج ۵۴۷)

(۳۰۱) فتوت - میرزا ابو قراب لاهوری

جدش از خوف به هند آمد . در ملازمان دارا شکوه منسلک گشت . شاگرد میر محمد علی رایج است . سپاهی پیشه و شجاع و خیلی شخصیت داشت . در هنگامه شاه ابدالی بلاهور شهید شد . ازوست :

قدش به صحن باغ چو گرم شتاب شد بر سیخ سرو فاخته کو کو کباب شد

(مردم ۱۱۷۹)

اصلش از خوف است . جدش در هند رسیده در سرکار شاهزاده محمد دارا شکوه به عهده داروغگی زرگر خانه مامور گردید . و موطن فتوت شهر لاهور بود ، و مشق سخن از میر محمد علی رایج می نمود . و در لاهور بهنگامه مقتول گردید :
قدش بصحن باغ چو گرم شتاب شد بر سیخ سرد فاخته کو کو کباب شد

(روشن ۵۰۷)

(۳۰۲) فدائی - رستم میرزا بن سلطان حسین ملتانی

فدائی تخلص . رستم میرزا بن سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسماعیل صفوی . در اول حاکم زمین داور ، مضاف قندھار بوده . چون اوزبکان بر خراسان استیلا یافتند تاب مقاومت نیاورده در اثنی و الف (۱۰۰۲) بخدشت اکبر پادشاہ پیوست و حکومت ملتان یافت . آخرها در عہد شاہجہان پادشاہ کنارہ گزیدہ و در آگرہ اقامت ورزید تا در گذشت . منہ :

بر چید دلم بساط ایمانی را کج باختہ ام نرد خدا دانی را
ابروی بتان قبلہ خود ساختہ ام بر طاق نہادہ ام مسلمانی را

(مقالات ۴۸۸)

(۳۰۳) فدا (۱) - خیر اللہ لاہوری

اصلش از شاہ دولہ مضاف لاہور است . در سخن سنجان آن ضلع بمثنوی گوئی امتیاز دارد ، غزل کم فکر کردہ بہ مذاق تصوف خیلی آشنا بودہ بصحبت اکثر درویشان صاحب حال رسیدہ . مرد بی طمع خلوت پسند بود . از مثنوی ہایش :

تنگ آمدہ جاسہ در براو از تکمہ زدہ گرہ بر ابرو
پایش ز حنا بہ نشہ بنگ خواہیدہ بہ گاہوارہ رنگ

(خوشگو ۲۲۲)

شاگرد میرزا محمدی بیرنگ است ، در عالم مثنوی گوئی چون وی بی نظیر نیامدہ . معنی ہای بلند و مضمون ہای دلپسند در مثنویات خود بکار بردہ . در تلاش و شوخی الفاظ ثانی زلالی بود . از راہ اخلاص چند بیت در حق این ہیچمدان نوشتہ ، فرستادہ بود . از آن ابیاتی کہ یاد بود نوشتہ شد :

ای شدہ در ملک قدیم سخن حاکم باللہ و حکیم سخن
درد دلم را کہ دوا می کنی کار بقانون شفا می کنی
درین والا در لاہور شاعری ازو بہتر نبود ، بیایہ استادی رسیدہ بود .

(مردم ۱۷۷)

خلف شیخ عبداللہ اسانت خانی بود . و بر رفاقت خواجہ غلام محی الدین خان اوقات بسر می نمود . در فکر جواب سبہ سیارہ زلالی زمین شعر را بخوبی کافت . جواب چہار مثنوی گفتہ . فرصت جواب سہ دیگر نیافت . ازوست در مدح حاکم خان ناظم لاہور :

۱- عصر : اواخر قرن دوازدهم و اوایل قرن سیزدهم هجری .

ای شده در ملک قدیم سخن حاکم بالله حکیم سخن
نبض شناس نگه ناتوان محرم بیماری چشم بتان
درد دلم را که دوا میکنی کار بقانون شفا میکنی

(روشن ۵۱۱)

دکتر محمد باقر، نویسنده کتاب "پنجابی قصے فارسی میں ۱" نوشته است که احوال این شاعر در غیر از مثنوی میرزا و صاحبان که خودش سروده است، هیچ جا پیدا نیست ولی آنطوریکه در بالا گذشت احوال این شاعر معروف در سه تذکره مذکور گردیده است و اطلاعات دکتر باقر غالباً ناقص است. فدا در مثنوی خود چنین نوشته است:

هست نام فدا تخلص من آشکارا فدا تخلص من
ثبت شد در جریده افواه نام این خاکسار خیر الله
درباره مذهب خود گوید:

قادی مذهب بصدق و یقین حنفی مذهب بملت و دین
درباره لاهور گفته است:

نونہالم ز آب و خاک وطن کرده نشو و نما درین گلشن
نمک شهرتم که پرشور است از نمکدان شهر لاهور است
نیست در هیچ کشوری مشهور شهر دیگر بخوبی لاهور

(۳۰۴) فدائی (۲) - عباس قلی خان لاهوری

در دور عالمگیر پادشاه از وطن به دکن رسید و از جواهر شاہی نصیبه وافی برداشت و بزمان فرخ سیر بادشاه در لاهور منزوی گردید و نواب عبدالصمد خان با احترامش کوشید:

درد سر بسیار کردم نامہ ہجر ترا از سواد شب نوشتم تا سیاہی رنگ داد

(روشن ۵۱۳)

(۳۰۵) فخر - القاضی الامام فخرالدین

شرف القضاۃ الدمراجی

فخرالدین دمراجی که دمراجی خبر بشکر نوال او برنیامدی و تخم امل

۱- داستان های پنجابی بزبان فارسی .

۲- عصر: قرن دوازدهم .

جز در زمین کرم ایشان برنیامدی و آن خاندان فضل و بزرگی بکرم و لطف طبع و مروت و سخاوت در اطراف خراسان مشهور است و من اگرچه بدان طرف نرسیده ام اما از هر کس صفت شمایل ایشان شنیده‌ام و بخط قاضی فخرالدین دیدم در سفینه‌ای، دو بیتی :

گفتم که اگر چشم بمن داشته‌ای در نرگس تر برگ سمن داشته‌ای
هر زرکنم من دهننت هیچ اگر زر داشتی یا تو دهن داشته‌ای

رباعی :

خط و دهننت سبزه و گل شد بمثال تنگ شکریست کرده خلقی بجوال
یا نقطه لعلیست زسرد بدوال یا بچه طوطیست شکر پروبال
و این قطعه همو گفته است :

مہترانی که در جهان هستند همه از جام بخل سر مستند
پای احسان خویش نگشادند دست امکان ما فرو بستند
سر انصاف کس نمی‌دارند سر شان همچنان که زادستند

تیغ بلارک گوهر دار فصاحت بود و محاوره او همه لطف، مشاهده او ملاحات، و این دو بیت از عزر طبیعت و ورد قریحت اوست :

گر بمانیم باز بر دوزیم دامن کز فران چاک شدست
ور نمانیم عذر ما بپذیر ای بسا آرزو که خاک شدست

(لباب ۲۳۷)

(۳۰۶) قاضی محمد فخرالدین گجراتی

او عموی قاضی عطا محمد گجراتی که ذکرش در همین تذکره مرقوم گردیده است، بود. وی عالمی بود متبحر و دانشمندی مقتدر. اشعار خوبی میسرود. در شهر جهلم زندگی میکرده است و درباره آن شهر منظومه ای نگاشته است که دو شعرش در زیر نقل میگردد :

شهر جهلم که با همه تاب است آب بسیار نان کمیاب است
وعدہ مردمان این جا بس همچو آن نقش که بر آب است

دیوانش در دست نیست، در سال ۱۳۲۲ هجری بعالم بالا رفت.

(۳۰۷) فرحت - پیر فرح بخش لاهوری

پیر فرح بخش جد پدر مخدومی غلام دستگیر نامی بوده. در سال ۱۱۹۱

هجری در شهر لاهور متولد شد . اسم پدرش کرم شاه و او به لقب مسیتا شاه معروف بود . پیر فرخ احوال خود را در ” اذکار قلندری “ مرقوم نموده است . شصت و پنج سال عمر کرد و در سال ۱۲۵۴ هجری عرصه وجود را ترک گفت . قبر وی در ده رته پیران در نزدیکی شهر شیخوپوره واقع است . تصانیف وی که هنوز چاپ نگردیده است ، عبارتست از :

- ۱- اذکار قلندری
 - ۲- قصه عبد الله و رادهان
 - ۳- قصه جنگ و جدل سیالکوت
 - ۴- مکتوبات فرحت
 - ۵- سسی و پنون (بفارسی)
 - ۶- کلیات فرحت
- نمونه‌ای از اشعارش چنین است :

در رقم آرم صفت باغ را	هم ز تاجر زاده فرخ لقا
بود تاجر زاده با مال و منال	نام غزنی داشت او نیکو خصال
در میان تاجران بد نامور	داشتی شوق عمارت بیشتر
چون شنید از باغبان حال چمن	بادل خود گفت آن نازک بدن
که مجال تاجران باشد کجا	هان مگر باشد در ایشان بارما
در دلش افزود روی شوق یار	بی تحمل گشت بی صبر و قرار
بر امید وصل یار سیم تن	شدروان با همدمان سوی چمن
عشق عذرا کرد در و اسق اثر	گشت او در عشق عذر زار تر
همچنان عشق سسی اندر پنون	شد موثر ، کرد حال او زبون

(۳۰۸) فرخ - ملا فرخ حسین ایمن آبادی

در امن آباد که مضافات لاهور است بسر می برد . این بیت از او به فقیر رسیده نگارش می نماید :

دل همیشه می خواهد طواف کوی جانان را
 های بی سر و پائی وای نا توانائی
 چه خبر ترا ز رنگم که چو بلبل خزان
 ز کجا کجا پریده ، بکجا کجا نشسته

(خوشگو ۲۱۵)

ملا فرخ حسین لاهوری است . شاعر معنی یاب بوده . در دیوانش بعض ابیات در صفت فرخ سیر بادشاه یافته شده . بسیار خوشگو است . این چند بیت ازوست :

شب که بی روی تو دل جز گریه دمسازی نداشت
 ناله چون مرغ در آب افتاده پروازی نداشت

(حسینی ۲۵۴)

از سر زمین امن آباد مضاف بصوبه لاهور برخاست و بخوش نوائی و رنگین
ادائی سخنان فرح افزا، دل دردمندان غم می کاست :

سحر دیدم ز بار غنچه شاخ نازکی خم شد
بیاد آمد سلام یار و من از خویشتن رفتم
رسد چون وارث میت بماتم خانه شور افتد
قیامت رفت بر وادی چون مجنون مرد و من رفتم

(صبح ۳۱۴)

سخن سنج معنی یاب است . از ثنا گستران فرخ سیر بود . شعر نیکو دارد :

دل که هر شام از هوسها تازه سامان میشود
چون سرای رهروان هر صبح ویران میشود
با سر و سامان چنین بی اعتبارم کرده اند
چون امام سبحه بیرون از شمارم کرده اند

(انجمن ۳۶۹)

(۳۰۹) فرقتی - سید علی بخش ملتانی

اسم عزیز آن رعنا خصال ، ریاض اہایت سید علی بخش است . ملقب سید
اسیر خان . مولد خجسته بنیادش خاک سینو سواد دہلی . خلف ارشد مستغنی سید
کریم بخش صاحب زادیرہ . اصل بزرگانیش شہر ملتان باشد و نسبت پدری شاہ
بمخدوم سید بہا الدین ذکریا ملتانی برسد . بعمر دوازده سالگی ہمراہ پدر بزرگوار
خود بعظیم آباد پیوستہ . نخست استفادہ علمی پارہ خدمت مکرمی میر محمد
مہدی متخلص عیشی برداشتہ ازان بار بہ حلقہ تلامذہ من محرر اوراق در آمدہ و
سالی چند با کتساب استعداد علمی و مشق سخن سنجی پرداختہ ، طبع روانی و
فکر رسائی پیدا کردہ محسود همعصران خود گشت . ازان سعادت آہنگ ، تلمیذ
نکتہ پیوند است :

من خراب جلوہ سرو قباپوش توام
تا اسیر حلقہ دام سمن پوش توام
تشنہ کام بادہ لعل نیکخوش توام
من کباب آتش بسیار خاموش توام
(خیال ۸۴)

تازہ پامال خرام ناز ہمدوش توام
جز پریشانی نصیب من نمی گردد ز چرخ
کی لب ساغر مکیدن را ہوس باشد مرا
فرقی زد شعلہ در دل مصرع شوخ علی

(۳۱۰) فرید - فرید الدین گنج شکر پنجابی

از اعیان اولیا و ارکان اتقیا و عظمای صوفیه است . و در ریاضت و مجاهده و تجرید و تفرید سبقت و کرامت آیتی و در ذوق و شوق و محبت علامتی بود . والد بزرگوارش جمال الدین سلیمان ، خواهر زاده سلطان محمود غزنوی بود که در زمان سلطان شهاب الدین غوری از کابل بلاهور رسیده و چندی در شهر قصور اقامت داشته است . بنا بدستور پادشاه هند به ملتان رفت و در آنجا با دختر ملا وجیه الدین خنجد که فرسم خاتون نام داشت ازدواج نمود ، و از بطن آن خاتون محترم سه پسر متولد شدند . یکی عزالدین محمود و دوم فرید الدین مسعود و سوم نجیب الدین متوکل . شیخ در سال ۵۸۲ در قصبه کهوتوال متولد شد . تاریخ وفاتش مطابق صاحب اخبار الاخبار پنجم محرم روز سه شنبه سال ۶۶۴ بود . نمونه اشعارش در بالا گذشت . (نفائس)

اسم گرامی ایشان مسعود و لقب فرید الدین بود اما بلقب گنج شکر معروف بودند . علت این لقب را بیرم خان چنین نگاشته است :

کان نمک، جهان شکر، شیخ بحر و بر آن کوشکر نمک کند و از نمک شکر
در کهوتوال در نزدیکی شهر ملتان متولد شدند . سلسله نسب ایشان تا حضرت عمر میرسد . در زمان کودکی از کهوتوال به شهر ملتان آمدند و در همین شهر به تحصیلات مشغول شدند . سپس مرید شیخ بختیار کاکا شدند . ابن رباعی را بختیار کاکا در مدح ایشان سروده است :

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد وز لطف تو هیچ بنده نو مید نشد
لطفت بکدام بنده پیوست دمی کان ذره به از هزار خورشید نشد

حضرت فرید الدین در داخل کشور هند مسافرت های متعددی نموده بودند . بزبان های فارسی و پنجابی شعر سرودند . دیوان فارسی ایشان تا هنوز چاپ نگردیده است اما اشعاری چند بوسیله آقای حفیظ هوشیار پوری بدستم رسیده است که نقل میگردد :

هر سحر که بر درت سرمی ز نم بر طریق دوستان درمی ز نم
همچو مرغ نیم بسمل پیش تو در میان خاک و خون پر میزنم
هم ازوست :

شب نیست که حزن دل غمناک نریخت
روزی نه که آبروی من پاک نریخت

یک شربت آب و خوش نخوردم هرگز
 کان باز ز راه دیده بر خاک نریخت
 روز سه شنبه ۵ محرم الحرام در سال ۶۶۴ در اجودهن که بعداً باسم پاک پتن
 بوسید اکبر شاه نامگذاری شده بود ، مدفون گردیدند .

(۳۱۱) فصاحت - ملانتھو لاهوری

ملانتھو فصاحت تخلص کرد . شاگرد شاه آفرین ، بجوانی فوت کرد .
 چند سال رفیق فقیر بود . ازوست :

کردم فراموش از دل شعر اسیر و صایب
 تا خوانده ام فصاحت ، دیوان آفرین را

(مردم ۱۷۹ روشن ۵۳۰)

(۳۱۲) فضلی - ابو سلیمان پیر زاده مظفر احمد پنجابی

ابو سلیمان پیر زاده که اسم تاریخی او مظفر احمد بود بتخلص فضلی و
 لقب خان بہادر معروف بود . از اولاد و احفاد حضرت شاه محمد اسماعیل شہید
 بود . بعد از پایان تحصیلات خود وارد شہر لکھنؤ گردید و در سال ۱۸۹۰ بمنصب
 ضلعدار (۱) مامور گردید و بشہر های ملتان ، لاهور ، ماہی وال و فیروز پور رفتہ
 و انجام وظیفہ نمود . دارای شخصیتی بسیار پر احترام و خوش وضع بود . او
 صوفی بود و علاقہ شدیدی نسبت را با واسر اسلام داشت . اہل مطالعہ و شعر بود
 و کتابخانہ مجملی درست کردہ بود . مجموعہ ای بزبان فارسی تحت عنوان
 گلبانگ سخن چاپ کردہ بود . آثارش عبارتست از :

- | | |
|--|-----------------------------------|
| ۱- نقیب الاولیاء | ۲- سیمرخ |
| ۳- کارنامہ اسلام | ۴- مثنوی لسان العرفان |
| ۵- گلبانگ سخن | ۶- قصیدہ بلیغ البیان |
| ۷- فریاد فضلی و مثنوی واردات دل | ۸- مثنوی راز بیخودی |
| مرحبا ای یادگار نزہت باغ ارم | حبذا ای نو بہار گلشن مینو سواد |
| حسن بر خاک جگر گیر تومی نازد بلی | خیزد از خاک ہمایون تو عذرا یاسعاد |
| چشمہ آب تو باشد ہمدم آب حیات | گوشہ دشت تو باشد روکش ربع سداد |
| نخواہم رفت در ایران بہ تحصیل زبان دانی | |
| کہ کاشانست در ہندوستان کاشانہ خویشم | |

۱- ضلعدار بمعنی شہر دار است .

برتر از آسمانست پایه ما آسمانست زیر سایه ما
 شاعر ملی پاکستان مولانا اقبال لاهوری در زندگی خود کتابی منظوم تحت
 عنوان اسرار خودی بچاپ رسانیده بود ولی بدلیل اینکه روحانیون آن زمان این
 کتاب را بنظر تعصب دیده و فلسفه آنرا نمی فهمیدند ، شلوق عجیبی را براه
 انداختند . روحانیون می خواستند که مردم را در عقیده های اشراقیت ،
 افلاطونیت و قبر پرستی و کرامات خارق العاده کشانیده و بمهدف های شخصی
 خود برسند اما اقبال لاهوری می خواست که آن عقیده های باطل را از بین برده
 مردم را راه درست اسلام بنماید . فضلی بنمایندگی روحانیون کتابی باسم مثنوی راز
 بیخودی نگاشت و بتکذیب اقبال لاهوری پرداخت . انتخابی ازان مثنوی بدین
 قرار است :

وادی ایمن شد از جام تجلی زار مست
 طور مست و جلوه مست و نور مست و نار مست
 جوش سرمستی ست مستان را بود هر کار مست
 نام همچون ننگ مست و ننگ همچون عار مست
 فصل گل مستانه آمد غنچه مست و خار مست
 بلبل مستانه مست و ناله های زار مست
 مست مستانم بلی مستانه می گویم سخن
 باده مست و جام مست و نشه سرشار مست
 فضلی مستانه می گویند کز می توبه کرد
 آنکه می گردید دی در کوچه و بازار مست
 من نمی گویم که قیصر کن مرا صاحب دیهیم و افسر کن مرا
 از تو می خواهم ترا ای کام بخش ای همه بخش همه فرجام بخش
 دین و دل می خواستم فضلی انثار عشق دوست
 عقل خود بین از سعادت باز میدارد مرا
 باده ام آن ده که مدهوشم کند یاد خود داری فراموشم کند
 وه چه می سر جوش کیف بی خودی آتش خاموش کیف بی خودی
 ریختند آن باده اندر جام من گشت دور بی خودی فرجام من
 وه چه بودستم چها واگشته ام خویشتن را خود تماشا گشته ام
 او المستی گفت من گفتم بلی خواند او یا عبد و من یاربنا
 مست پیمان شراب لم یزل بر همان عهدم که بستم در ازل
 مرجبا نور صفای سینه ام احسن التقویم را آئینه ام

عین اویم آن او، آن منست
 با خدا دست و گریبان می کنی
 عیب را گوید جمال معنوی
 از خودی گیرد صد آهو برختن
 خود پرستی خلق را تعلیم کرد
 خالی از حسن عمل پر از خلل
 سر بسر از لفظ تا معنی غلط
 خلق عالم نورس این نخل نیست
 در حرم مزدور دیوان را چه کار
 بی خبر از لذت فرجام می
 سایه را نور و زمین را آسمان
 چهره پرداز وجود بندگیست
 زنده تر ارزنده تر فرخنده تر
 بندگی سر هست و سامان بندگیست
 شور بلبل از چمن مقصود نیست
 صحبت اقبال من رنگ من است
 مادر و بابای من باشد خودی
 می زنم برهم طلسم آسمان
 محوم شد مسحور پندار شغال
 جهل را هم حجت و اسناد ها ست
 آدمی را بز مخوان ای آدمی
 نوش تریاق است زهر نیش نیست
 هر چه گوید سخته می گوید سخن
 نی قماش و نقره و فرزند و زن
 از خودی خود را برون آوردن بود
 رند میکش را سلامت میکنی
 تو چه دانی سر مستان ازل
 ساقی و بزم و خم و پیمانه چیست؟
 آسمان چون چاکرانش بنده باد

می کنم سر چاه ای اندر دعا
 از ملک آمین اجابت از دعا

او بمن نزدیک از جان منست
 بنده را فرعون بسامان می کنی
 چون بخود می بیند از روی خودی
 مست گردد چون ببوی خویشتن
 خویش را بر خویشتن تقسیم کرد
 علم او طومار عصیان در بغل
 هر چه گفتی از خودی حاشا غلط
 در حیات کس خودی را دخل نیست
 در حریم حق خودی را نیست بار
 از خودی نا کام مستی جام می
 ضد هر شی هست هر شی را نشان
 ضد آن چیزی که نام او خودی است
 بنده شد از بندگی تا بنده تر
 مقصد تخلیق انسان بندگیست
 قال و قیل از علم و فن مقصود نیست
 بسکه "جرمن تیوری ینگ" من است
 آدم و حوای من باشد خودی
 کیستم آن شاعر جادو بیان
 الغرض از سحر گفتار شغال
 عقل را گر صنعت و ایجاد ها ست
 اینقدر بر خود مچین نار خودی
 آدم است او گو سپند و میش نیست
 سرد دانا پخته می گوید سخن
 چیست دنیا از خودی ها دم زدن
 آنچه اندر زندگی مردن بود
 ای که حافظ را شماتت می کنی
 ای بعلم خویش مخمور عمل
 تو چه میدانی می و میخانه چیست؟
 نیر اقبال او تابنده باد

(۳۱۳) فضلی - مولانا فضلی ملتانی

بمنظور کسب علوم بدارالملک بخارا شتافته . همدرس و هم مکتب
محمد عوفی بوده است . عوفی در لباب الالباب تعریف زیاده از علم و فضل او
کرده و فن سخن سرائی او را ستوده است . ناصر الدین قباچه مولانا فضلی را بسیار
محترم داشته و بنا بر خدمات او بفن شعر ازو تقدیر نموده است . و مولانا به شخصیت
سلطان بگرویده و محاسن او را در اشعار خود بیان نموده است . اینک شعری
چند ازو بطور نمونه می آورم :

ای ظفر همدم ترا از بخت برنا آمده
نامه ' تأیید تو ' انا فتحنا ' آمده
ناصر دین خسرو دنیا قباچه شاه شوق
ای مه چتر تو بر گردون سینا آمده
از پی اعلای دین نصر سن الله در ازل
بر سر منصور شاهی تو طغرا آمده

و این رباعی هم ازوست که در آن معانی بدیعه را آورد :

بر لاله چشم کوهساری بوده است صد قطره زخون تاجداری بوده است
مسیر بقدم سبزه بستان گستاخ کان و سمه ابروی نلاری بوده است
(هلال - صفحه ۴۸ - جلد ۳ - شماره ۳)

(۳۱۴) فطرت - ملا فطرت جهلمی

ملا فطرت نیکو بیان ، سلطان شادمان از سلاطین قوم گکهرانست .
ملک اینان در میان ولایت هندوستان بر مثال برجی افتاده ، قلعه رشتاس کد بر لب
دریای جهلم در کمال رفعت و نهایت استحکام از بناهای عجوبه روزگار شیرشاه
غازی روح الله روحیه اتفاق افتاده ، بنا بر رفعت حضرت محمد صباست است ، و
سلطان شادمان با وجود لکنت زبان طبع بغایت چالاک داشت . صاحبقران ثانی
با فکرش همواره سرخوش بوده ، و مورد انعامات فاخره میگردداند . گویند در
هنگامی که بحکم پادشاه تختی در نهایت تکلف ساختند چنانکه مددگر و را او مدد را
جواهر گران بها بروی نصب گردید و روز جشن بر آن تخت چمنوس فرمود .
شعرای پاید تخت در تمهیت و توصیف قصاید و غزلیات آوردند . از انجمله این
غزل سلطان شادمان مطبوع و مستحسن افتاد :

(۱) کرور: کلمه اردو است که بفارسی یا کسنانی نیز مستعمل است ، بمعنی ده مدون .

صبحدم کز فیض گشتم همنشین آفتاب نقش نام شاه دیدم در نگین آفتاب
شاه دین پرور شهاب الدین محمد پادشاه ثانی صاحبقران آمد قربن آفتاب
شادمان ظل شهنشہ بر جہان پایندہ باد تا بود رخس فلک در زیر زین آفتاب
در شہور سن ہزار و ہفتاد و نہ از جمیع فکر ہا خلاصی یافت .

(خیال ۱۶۴)

او اگرچہ شاعری بسیار نیکو سخن بود ، اما تخلص وی در هیچ جا فطرت
نوشتہ نشدہ است . فقط در تذکرہ مرآۃ الخیال تخلص وی مرقوم است . در
کیگورنامہ چنین آمدہ است کہ شادمان خان پسر اجمیر خان نبیرہ مہارا خان
بدر بار حضور انور حاضر شدہ و بعد از بجا آوری خدمات پرگنہ و ہالہ را بعنوان
ارث پدر بزرگ خود بدست آورد . او کم عقل بود و بعلت نفہمی خود از صوبہ
کابل فرار کردہ در گروہ راہزنان در آمد . دیوانش چاپ گردیدہ است .

(۳۱۵) فنا - فنا فی اللہ جالندھری

فنا فی اللہ جالندھری ، موحد بودہ . در محمد آباد میان نور محمد او را
دیدم . مردم پنجاب می نمودہ، منہ :

سن و تو سوجہ بحریم کز سبک روحی بظرف کون و مکان می نگنجد آب روانش
(مقالات . ۴۹)

(۳۱۶) فیروز - نواب فیروز الدین لاهوری

در عربی و فارسی کامل بود . و با شعر پارسی خصوصیت داشتہ . دیوان پارسی
مکمل کردہ . در عمر چہل و پنجہ سالگی رحلت کرد . نواب فیروز فقیر را
سرمہ چشم می گفت . روزی شاعر یاور نام قصیدہ در مدحش گفتہ حسب اجازت
خواندن گرفت . چون بر خواند ، فرمود : چرا مغز پاشی کردی و دماغ را نیز پریشان
ساختی . این یک شعر از فکر والایش یاد مانده :

بدر یا گرفتند ظل دخان آہ سوزانم
شر از اوج مدح او چو کوه آتشین خیزد

(چشم ۹۲)

(۳۱۷) فیضا - ملا فیضا لاهوری

برادر ملا سنیر لاهوری است . مردی درویش نہاد ، منکسر المزاج بود و
در سنہ سبع و الف ازین جہان رحلت نمود .

گر چشم تو نکته دان نبودی مژگان ترا زبان نبودی
من آئینه را ندادم روئی گر روی تو در میان نبودی

(روشن ۵۶۱)

(۳۱۸) فیضی - شیخ ابوالفیض فیاضی

شگفته پیشانی، گشاده دست، بیدار دل، سحر خیز، از ارادت گیتی خداوند
کامیاب، صلح کل بود. از گوهر شناسی بخطاب ملک الشعراء سربلندی یافت.
نزد چهل سال فیضی تخلص کرد، سپس بانیروی الهمام، فیاضی، چنانچه در نل دمن
میسراید:

افراد زین بیش که سکه ام سخن بود فیضی رقم نگین من بود
اکنون که شدم بعشق مرتاض فیاضیم از محیط فیاض
بزبان تازی و فارسی فراوان تصنیف دارد. ازان میان سواطع الالهام تفسیر است
بی نقط.

(آئین ج ۱: ۸۹)

شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی در سنه اربع و خمس و تسمائیه در عرصه
فیض هستی دریافت و در سال یک هزار و چهار هجری که پنجاه سال و چند ماه از
عمرش گذشته بود پیمانہ حیانش لبریز گشت. مثنوی نل دمن را خود ترتیب
داده در سنه ۱۰۰۳ هجری. و مرکز ادوار را شیخ ابوالفضل ما بعد وفاتش در سنه
۱۰۰۶ هجری از مسوده ها به تبیض در آورد.

(آئین، حاشیه سید)

مرجع افاضل والا دستگاه شیخ ابوالفیض فیضی ملک الشعراء دربار اکبر شاه
در کمال فضل و علم نظیر نداشتند. چون تفسیر بی نظیر بی نقط بزبان عربی
تصنیف نمود، در فکر افتاد که بجای بسم الله چه نویسد. لغت کلمه خود را
بنویسد و همچنان کرد و سواطع الالهام نیز در علم ملوک بی نقط بلغت عربی
تصنیف کرد و مثنوی نل دمن و دیوان شعرش متداول است. چون نواب خان
جهان بهادر با سرائلچی گری پیش شاه عباس رفت، پادشاه پرسید که سرآمد شعرای
هندوستان کیست؟ گفت ملک الشعراء شیخ ابوالفیض فیضی است. گفت از
اشعار وی بخوان؟ نواب این بیت برخواند:

بانگ قلمم درین شب تار بس معنی خفته درد بیدار
پادشاه آفرین کرد و بغایت محظوظ شد و مثنویش طلبید و باب زر نوشت. و
این بیت در توحید نیز نیکو گفته:

فراست صفت صفت گرفته حیرت ره معرفت گرفته
در هربن سوئی که به بینی خاموش فواره فیض اوست در جوش

(حسینی ۲۵۰)

کنیتش ابو الفیض بود و خطابش فیاضی است . پسر شیخ مبارک مهدویه و ملک الشعراء جلال الدین اکبر پادشاه بود و پایه تقریب بمرتبه کمال داشت . چندی بمشاکل طبع سخن آرای خویش دام تلوین در راه نابالغان دارالملک حقیقت گسترده فی الشهور سن الف و اربع من الهجرة در گرداب فنا متوالی گردید . نسخه تل دمن از تصنیفات وی در ایران و توران شهرتی عظیم دارد . ابو الفضل و فیضی که دهریه مقرری و سر حلقه اهل تزویر بودند در صحبت خاص راه یافته بترصیفات واهی خاطر پادشاه را از جاده مستقیم انحراف دادند . بعضی از رسوم اهل هند پرداختند و این دو بیت فیضی از قصیده مدح پادشاه بر آن حال گواه است .

قسمت نگر که در خور هر جوهری عطاست
آئینه با سکندر و با اکبر آفتاب
او میکند معاینه خود در آئینه
این میکند مشاهده حق در آفتاب

(خیال ۷۹)

از مشاهیر مشایخ و پدرش شیخ مبارک و برادر کمترش شیخ ابو الفضل از فضلا و حکمای معتبر زمان خود بوده . ایشان از احفاد شیخ حمید الدین ناگوری بوده اند . مولد و موطن جناب شیخ فیض ناگور من مضافات اجمیر است . کمالات صوری و معنوی را جامع و اوراق معارف از مشارق کلامش لامع . برادرش شیخ ابو الفضل در زمان اکبر شاه صدر الصدور و خود نیز کمال تقرب داشته و بر تربیت سلطان همت سیگماشته . چون اکبر شاه را انحرافی از طریقه شریعت بهم رسید مردم ظهور این معانی را از جانب شیخ دانسته ویرا بالحد و زندقه نسبت کردند . غرض شیخ را در علوم تصانیف محققه است . نصف قرآن مجید را بی نقط تفسیر کرده . وفاتش سنه ۱۰۴۰ هجری (۱) در لاهور اتفاق افتاد . اشعار پسندیده است . بعضی از اشعار و مثنویات در این سفینه قلمی می شود . من غزلیاته :

ای که از بادیه عشق خبر می پرسی پای بردار که کونین دوگامست این جا
خوش آنکسی که ز عالم بآرزوی تو رفت بجستجوی تو آمد بگفتگوی تو رفت
زاهد سخن زمشرب توحید میکنی ؟ تحقیق کرده ایم که تقلید می کنی

(۱) - ۱۰۰۴ هجری . در متن اشتباه آمده است .

رباعیات

آنروز که کردند شمار من و تو بردند ز دست اختیار من و تو
 فارغ بنشین که کار ساز دو جهان پیش از من و تو ساخته کار من و تو
 یا رب قدسی براه توحیدم ده شوق به نهان خانه تجریدم ده
 دل بستگی بسر تحقیقم بخش آزادگی ز قید تقلیدم ده
 (عارفین ۱۹۱)

شیخ فیضی ابن شیخ مبارک (۱) وی برادر مہین شیخ ابو الفضل است .
 از اولاد قاضی حمید الدین ناگوری که خواجه قطب الدین بختیار کاکی استاد او
 بوده . مولدش ناگور است که از مضافات اجمیر است . شیخ فیضی جامع
 کمالات صوری و معنوی بوده است . قابلیتش به خلعت فضایل آراسته و
 جوهر استعدادش بزیور علم و هنر پیراسته بود و در خدمت اکبر شاه کمال تقرب و
 غایت احترام داشت . نصف قرآن را بی نقط تفسیر کرده و تصانیف دیگر هم
 دارد . شیخ فیضی در سخنوری مسلم زمان بوده . وفاتش در سن ۱۰۰۴ در لاهور
 واقع شد . او را ست این ابیات :

مستانه سخن میرسد از دل بلب ما عشق است که بر بسته زبان ادب ما
 تا که خواهد گذشت در نظرم که بچشم من اضطرابی هست

(ریاض)

طوطی هند سخن گستری است . ملک الشعراء درگاہ اکبری . در طبقہ
 سلاطین تیموریہ ہند اول کسیکہ بخطاب ملک الشعراء تحصیل مباحات نمود
 غزالی مشہدی است کہ از پیشگاہ اکبر بادشاہ باین خطاب نامور گردید . و بعد
 رسیدن او از صحرای فنا بمرغزار بقا شیخ فیضی باین لقب بلند آوازہ گشت .
 پادشاہ اولاً بنظم خمسہ مامور ساخت و در مدت پنج ماہ کتاب نلدمن چہار ہزار
 دوست بیت مقابل لیلی و مجنون ساخت .

(سرو ۱۵)

محل تولد شیخ ابو الفیض فیضی ، برادر بزرگ ابو الفضل علامی و ہسر
 شیخ مبارک ، اگرچہ در شہر اگر بدنیا آمد اما بیشتر عمر خود را در لاهور در
 معیت و ندیمی شہنشاہ جلال الدین اکبر گذرانیدہ و همانجا عرصہ وجود را

۱- ملا مبارک پدر شیخ فیضی در لاهور یک ساختمان بزرگی را ساختہ ، بعد
 آنرا حویلی ملا مبارک نامیدند . ابو الفضل و فیضی اکثر بد لاهور شریف آورده
 و درین حویلی اقامت گزین شدند و مشاعرہ ہا منعقد کردند احوال این مشاعرہ ہا در
 گذارش احوال گذشت (مولف) .

ترک گفت . و در شهر آگرا مدفون گردید . ابو الفضل علامی اشعار زیادی را از فیضی نقل کرده است و انتخاب زیر از همانجا داده شده است :

نور تو بینش گداز . حسن تو دانش گسل
فکر تو اندیشه گاه . کنه تو حیرت فزا
دانش و بینش بهم یک یک آسیختن
ابجد عشق ترا هست نخستین هجا
آنچه طرازد زبان . آنچه نگارد قلم
آن همه حرف دغل وین همه نقش دغا
ای نقد اصل و فرع ندانم چه گوهری
کز آسمان بزرگتر از خاک کمتری
دل بد مکن که تیرگی چار عنصری
خودبین شو که آئینه هفت کشوری
قیمت شناس گوهر خود باش کا سمان
نور ترا ست از پی سیاره مشتری
از عقل سر مکش که مشیرست موتمن
برءوهم دل منه که سفیهی ست مفتری
اینست اگر طلسم وجود عزیز تو
معدوم شو که چشم جهان را مکرری
ای بی خبر ز سود و زیان این چه غفلت است
کاقبال می فروشی و ادبار می خری
بر آستان صدق بدرویشی آورد
درویشی ای که خنده زند بر تونگری
پاس نظر بدار که این دزد تیز دست
گوهر بزور می برد از دست جوهری
نظر فیض چو بر خاک نشینان فگنم
مور را مغز سلیمان رسد از قسمت ما
فیضی* ساده ضمیرم اگر باور نیست
روی معنی نگر از آئینه صورت ما
دیده او بگذار جگر انباشته باد
هر که گوید خبری از دل آورده* ما

فیضی از نقد جهان گر چه تمہی دستانیم
 کیمیا ساز برد رنگ ز رخساره ما
 من براہی میروم کانجا قدم نا محرم است
 از مقاسی حرف سی گویم کہ دم نا محرم است
 درین دیار گروہی شکر لبان ہستند
 کہ بادہ با نمک آمیختند و بدستند
 اگر سری نکشم سوی بی خودی چہ کنم
 مرا ز ہمدسی خود ملال میگردد
 خواہش از مجلس ما بیرون است
 چون بیائی دل خورند بیا
 بیا کہ روی بمحراب گاہ نور نہیم
 بنای کعبہ دیگر ز سنگ طور نہیم
 فیضی من آن بلند نگاہم کہ روزگار
 پیوستہ یافت ساعد فکرم بساق عرش
 بنگر قبای ہمت فیضی کہ قدسیان
 پیوند کردہ اند ز انلاک دامنش
 بگیر محضر دیوان فیضی و بنگر
 سخن طرازی رند ہزار مذہبہ را
 رباعیات

شاهی کہ در فیض گشاید ہمہ شب	تاریک را راہ نمادہ ہمہ شب
ہر کس کہ رخش بروز بند یک بار	خورشید بخواب او آید ہمہ شب
فیضی بگشا گوش دل و دیدہ ہوش	از کار جہان دور کن این دیدہ و گوش
نیرنگ زمانہ بنگر و لب بر بند	افسانہ دہر بشنو و چشم ببوش
ای ہم نفسان محفل ما	رفتید ولی نہ از دل ما
ما دست ز غم نہادہ بر سر	غم پای فشردہ در گل ما

(۳۱۹) فیضی - نیک عالم کنجاہی

مولانا نیک عالم فیضی کنجاہ در نزدیکی شہر گجرات بود . بیشتر عمر خود را در راولپندی بعنوان معلم گذرانید . اشعار فارسی او بسیار قشنگ است و در دو جلد چاپ گردیدہ است یکی از آن دو جلد صحیفہ غم و دومی مرقع غم است :

موسم گل در رسید است و نیاید یار من
ای بهار این گلفشان اخگری در دل زند
ای فراق یار گل رخ گلشنم صجرا شد
یاد یار گلمعذار آید مرا از دید گل
من بهاران را نخواهم بی رخ دلدار من
چون نباشد بامن اندر باغ گل رخسار من
هر رگ گل تارگشته در فراق یار من
یاد آید از رطب آن شکرین گفتار من

(۳۲۰) قادری - محمد دارا شکوه

اورنگ نشین کشور توحید مقالی و شاعر سخندان شاهزاده دارا شکوه قادری
برادر عالمگیری پادشاه بن شاهجهان . مجمع البحرین و رساله حق نما از تصنیفات
اوست . ویراست :

خاطر افاش در تصویر حسنش جمع بود
بادوست رسیدیم چو از خویش بریدیم
چون بزلف او رسید آخر پریشانی کشید
از خویش بریدن چو مبارک سفری بود
(حسینی ۲۶۶)

شاهزاده دارا شکوه بن شاهجهان پادشاه اورنگ نشین کشور خوش بیانی است
و سریر آرای ملک شیوا زبانی . مرید ملا شاه ، خلیفه شاه میر لاهوری است . در
سنه ۱۰۶۷ بزمان اشتداد مرض حبس البول اعلی حضرت رتق و فتق سهمات جهان بینی
بقبضه افتدارش در آمد و با شاهزاده اورنگ زیب معرکه جنگ و جدال قائم
شد و شد آنچه شد تا آنکه ۱۰۶۹ هجری کارش را با تمام رسانیدند و در مقبره
همایون پادشاه بزیار خاک سپردند . این قصه را در نتایج الانکار مفصل حواله
خامه واقعه گذار کرده است . ازوست :

بشکست دل آبله از گردش پایم
هر خم و پیچی که شد از تاب زلف یار شد
در کار من آنهم گرهی بود که باشد
دام شد ، زنجیر شد ، تسبیح شد ، زار شد
(انجمن ۳۸۸)

اسمش محمد ، لقبش دارا شکوه ، پسر بزرگ و ولی عهد شاهجهان پادشاه
هندوستان بود . بالاخر اورنگ زیب برادر کوچک وی برو خروج کرد . پس از
استیلائی او را بقتل آورده . اگرچه سلطان و سلطان زاده بود اما تحصیل مقامات
عرفانیه می نمود . با سعیدای سرمد دوستی داشت . و با ملا شاه بدخشانی ارادت
و اخلاص می ورزید و چون سلسله ملالشاه میان شاه میر لاهوری بطریقه قادریه
منسوب بود ، قادری تخلص می نمود . رساله در توحید سطحیات اهل یقین مرقوم
آورده آنرا احسانات العارفین نام کرده . سفینه الاولیا نیز از مولفات اوست .
هر صورت گاهی بنظم مبادرت میفرمود و این دو بیت و قطعه و رباعیات از
نتایج طبع اوست :

شاهزاده دارا شکوه پسر ارشد شاعر جهان پادشاه هندوستان نه تنها از شخصیت های دانا و هنرمند شاهزادگان گورگان هند بشمار میرود ، بلکه یکی از سولفین و مترجمین بنام سده یازدهم هجری می باشد که کلیه تالیفات و ترجمه های خود را بزبان فارسی فراهم آورده است . تولد او در نصف آخر ماه صفر سال یک هزار و بیست و چهار هجری قمری در خطه اجمیر بالای تالاب ساگر تال اتفاق افتاد . در سیزده سالگی دارا شکوه نزد ملا عبداللطیف سلطان پوری درس میخوانده و شاهجهان فرزند خود را باین استاد سپرده بود تا علوم معمول زمان را باو بیاموزد . دارا شکوه در جوانی با افراد چندی از مشایخ صوفیه مسلمان و هندو آشنا میشود و اطلاعاتی از سیر و سلوک صوفیه بدست آورده است . در سال ۱۰۴۹ هجری بدرک ملاشاه فیضیاب شد . ملاشاه از مشایخ سلسله قادری است که خرقه او بشیخ عبدالقادر گیلانی میرسد . دارا شکوه در تاریخ ۲۹ ذی الحجه سال ۱۰۴۹ هجری پس از ملاقات با او باین سلسله پیوست و حتی در اشعار خویش قادری تخلص میکند . پیش ازین مرشد ملاشاه یعنی میان جیو (میان مهر) را ملاقات کرده بود . آثار دارا شکوه را میتوان بدو دسته تقسیم نمود :

- ۱- آثاری که در نتیجه مطالعه تصوف اسلامی فراهم آورده است.
- ۲- آثاری که در نتیجه مطالعه تصوف و فلسفه هندو مدون و یا از آثار دیگران ترجمه نموده است .

آثاری که زائیده فکر و تصوف اسلامی است عبارتست از :

- ۱- سفینه الاولیا
- ۲- سکینه الاولیا
- ۳- رساله حق نما
- ۴- حسنات العارفین
- ۵- دیوان دارا شکوه . دو نسخه از آن فعلاً موجود است و هنوز بچاپ نرسیده است . او این دیوان را اکسیر اعظم نامیده است . در اشعار دارا شکوه روح تصوف بنا بر طریقه قادری رسوخ یافته و احساسات شاعرانه او غالباً استدلالی و بر اساس منطق و تفکر نیست بلکه بیشتر جنبه اشراق دارد و بعد اعلای وحدت وجود میرسد . اینک چند نمونه از اشعار او در اینجا نقل میگردد :

هر که پای خمی گرفت و نشست	ساقی و باده و سبو را برد
وان که زین سه نیافت آگاهی	رفت و در خاک آرزو را برد
وان در خوبشتن انجست او را	رفت و با خویش جستجو را برد
قادری یار خویش در خود یافت	خود نکو بود کان نکو را برد

انسان کامل :

آدمی قدر خویش میدانی که تویی گنج سر پنهانی

دست و پای تو نقش الله است چون یدالله را نمی خوانی
خلق آدم بود بصورت حق زان خلیفه شدی و سلطانی
هم محمد توئی و هم الله این عنایت تراست ارزانی

قطعه :

بمشت آنجا که سلائی نباشد ز سلاشورو غوغائی نباشد
جهان خالی شود از شور سلا ز فتوی هاش پروائی نباشد
دران شهری که مالاخانه دارد در آنجا هیچ دانائی نباشد
(منتخبات آثار صفحه ۷)

دارا شکوه بیشتر اوقات خود را در لاهور بسر می برد و ساختمان های زیبا و باغ های مجملی را درین شهر بنا نهاد . وی یک کتابخانه بزرگی را هم درین شهر ایجاد نموده بود . با ملا شاه و میان جیو رابطه ارادت و دوستی داشت .

(۳۲۱) قادری - مخدوم محمد گیلانی اوچه

اسمش محمد و اسم پدرش شاه امیر بود و از اولاد غوث الاعظم عبدالقادر گیلانی بود . پدرش در زمان حمله هلاکو خان از بغداد رخت مهاجرت بسته در حلب سکونت نمود و درین همین شهر مخدوم محمد متولد شد . چون بسن رشد رسید برای زیارت حرمین شریفین و سیاحت سند و خراسان و ترکستان وارد لاهور گردید و پس از مدتی به حلب برگشت . ازین جا در سال ۸۸۷ هجری به ملتان رفت . بشاعری خیلی علاقمند بود . دیوانش در دست نیست ولی اشعاری چند در تذکره ها مرقوم است که در زیر نقل میگردد :

رندیم و قلندریم و چالاک مستیم و مریدیم و بی باک
جامیم و صراحیم و باده درو صدفیم و بحر و خاشاک
والی ولایت شش و پنج حامی بلاد فهم و ادراک
مجموعه راز عالم دل منصوبه گشای سر لولاک
بگذشته ز خویش بی کدورت نگذشته ز عشق جوهر خاک
گر صاف شوی و پاک دایم می گوی چو قادری تو ناپاک

در سال ۹۲۳ هجری ازین جهان رحلت نمود . مفتی غلام سرور تاریخ وفاتش را چنین سروده است :

بفردوس برین چون کرد رحلت محمد غوث پیر سید دین
محمد شاه میران قطب الاقطاب بگو تاریخ او با طرز رنگین

۹۲۳ هجری

(۳۲۲) قابل - محمد پناه لاهوری

اصلش از نجبای کشمیر است . مشق سخن در خدمت میرزا بیدل کرده است . مدتی با اعز خان دیده تخلص ، بسر می برد تا آنکه همراه همت دلیر خان نایب صوبه دار تمهته تا لاهور رسیده خرقه پوشی اختیار نموده بدار الخلافه شاهجهان آباد باز آمده بود . بعد ازان به عزم آستانه بوسی مرشد خود و تکمیل جوهر خویش باز به لاهور رفته . بسیار خوب سخن و معنی تلاش است . مثنویات و غزلیات بسیار دارد . بر فقیر خیلی مهربان بوده . این دو بیت روز مشاعره در بیاض فقیر نوشته :

چه ظلمت این که هر گل از تو خونین کرده پیراهن
گلستان ها ز بیداد تو دشت کربلا باشد
قابل درین زمانه ز آدم نشان مخواه
چندین هزار سال ز آدم گذشته است

(خوشگو ۱۷۶)

از مردم کشمیر است . بشاگردی میرزا بیدل سرافتخار می افراشت . دیوان ضخیمی قریب به پنجاه شصت هزار بیت دارد . در وقتی از اوقات که بلاهور رفته بود بخدمت شاه آفرین رسیده . دیوانی در جواب حضرت شیراز گفته بود . شعر های جسته جسته او بد نیست . ازوست :

روزی که ما و یار گذشتیم از چمن نالید باغبان که بهار و خزان گذشت
دوئی را رنگ وحدت میدهد یکتائیم قابل

دو مصرع گر بدیوانم نشیند فرد بر خیزد

(مردم ۱۸۱)

(۳۲۳) قاسم - نواب قاسم خان پنجابی

شاعر سخندان نواب قاسم خان امیری بوده . نیک ذات ، کریم الصفات ، هر سال دولک (۱) رویه بمستحقان میداد و در عهد جهانگیر حکومت پنجاب داشته . راقم السطور این دو بیت ازو نگاشته :

بعد ازین در عوض اشک دل آید برون

آب چون کم شود از چشمه گل آید برون

۱- لک : صد هزار

نیست آئین محبت کردن از یاری گله
ورنه میکردم ازان بی رحم بسیاری گله
(حسینی ۲۴۰)

(۳۲۷) قتیل - مرزا محمد حسین لاهوری

میرزا محمد حسن (۱) قتیل . والدش از قوم کهتری . متوطن پتیاله ،
مضافات لاهور از قرابتان سیالکوٹی مل بوده . تولد خودش در شاهجهان آباد
رو نموده . در صغرسن شرف اسلام پذیرفته . علوم فارسی و عربی تحصیل نموده
زبان بگفتن شعر گشود . اشعار رنگین بر صفحه روزگار می نگارد . باوجود آزاد
منشی همیشه گرفتار عشق است . این ابیات از نتایج افکار اوست :

بر سر خاکم چو شب آن شمع بزم آرا گذشت
شعله ای جست از دلم کز عالم بالا گذشت
من رسم و ره زهد ندانم چه توان کرد
ترک رخ نیکو نتوانم چه توان کرد
جز اینکه در کف خود رنگی ز حنا داری
نوشته ای بنما ، گر بخون ما داری

(هندی ۱۷۲)

نکته سنج بی عدیل ، میرزا محمد حسین قتیل که اصلش از لاهور است ،
در بدایت حال پدرش درگاهی مل (درگاه مل . مولف) از قوم کهتری معه متعلقان
بفیض آباد رفته استقامت گرفت . وی در عمر هیجده سالگی بر دست میرزا محمد
باقر شهید بشرف اسلام شده مذهب تشیع اختیار کرد . چونکه موزونی طبع از خرد
سالی داشت ، تجویز استاد تخلص بقتیل گشت . در عصر خود رایت ملک الشعرائی
می افراشت . دیوان غزلیات چست و رنگینش از گلستان فصاحت گلدسته و بلبل
خیالات دلنشین در دبستان بلاغت آشیان بسته ، نظم شسته و آبدارش . از
شاهجهان آباد رخت بکالپی کشید و چندی در آن جا بمصاحبت عماد الملک پسر
امیر الامرا غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ بن نواب آصف جاه بکمال خوبی و
خرسی گذرانید و پس ازان دل بسیاحت دار الحکومت لکهنؤ نهاد و تا آخر حیات
همان جا بنهایت خاطر بسر برد . آخر الامر اوایل عشره رابعه مائه ثالث عشر

۱- مولف سفینه هندی نیز مانند صاحب الافکار اسمش را محمد حسین ننوشته
و فقط محمد حسن نوشته است .

رخت بدار آخرت کشید . این چند بیت از کلام دل آویز اوست :

نمیرسد دل بی مهر او بداد کسی مگر ز بخت من آموخت نارسائی را
هست عمریکه بکویش گذری نیست مرا از دل گمشده خود خبری نیست مرا

آن پری روزیکه شد در خانه زین جلوه گر
شهمسواران را عنان اختیار از دست رفت
چنان دادم بکوی آن پری داد طپیدن‌ها
که بانگ مرحبا در گوشم از افلاک می آید
بیدار شد از غلغله طرز خرامت
هر فتنه که خوابیده در آغوش زمین بود
هزار چشمه خون شد روان بروی زمین
سحر که دیده من تن باشکباری داد
قطع صد رشته عمر از دم شمشیر تو شد
لیک عمر شب هجر تو پایان نرسید
رازدار دل خویشم که ز بی تابی شوق
جان بلب آمد و دستم بگریبان نرسید
هجر تو کرده بود سیه روزگار من
عمر اجل دراز که آمد بکار من
در ره عشق دلم شد هدف تیر کسی
زخم من به شدنی نیست ز تدبیر کسی

(نتائج ۵۷۳)

ابن درگاهی مل ، قوم کهتری بود . اصلش از لاهور است . بردست محمد باقر مسلمان شده . مذهب تشیع اختیار کرده . سیر دہلی نموده و بکالپی آمد . مصاحب عمادالملک گشت . بعدہ در لکھنؤ آمد و تا آخر حیات همان جا بنہایت جمعیت خاطر بسر برد . آسودگان لکھنؤ نسبت تلمذ بوی درست میکردند بر کتب درسیہ فارسیہ از نظم و نثر عبور کرده بود و انشاء بفصاحت می نوشت در قواعد فارسی و ضوابط این فن رسایل متعدده دارد . مثل ہزار النصاحت و شجرۃ الامانی و چار شربت و جز آن عبارت عربی ہم می فہمید . اشعارش خوش اداست اما معنی تازه کمتر بہ او بودہ . از اسانڈہ زمانہ خود شمرده میشود . ہر چند در خور این رتبہ نبرد . وفاتش در ۱۲۴۰ ہجری اتفاق افتاد . از وی می آید :

صد بار بلب جان حزن آمد و برگشت
 یک پہلو و صد خنجر و یک سپہ و صد پیکن
 قتیل ناتوان در خون طہیدن آرزو دارد
 دیدم نشستہ بر سر راہی قتیل را
 بہ از قتیل ترا هست رازدار کسی ؟
 ہر صبح دم کہ نور ببارد ز آسمان
 روا مدار شکست دلی کہ می گویند
 یارب کہ گرفتست گریبان قضا را
 در مقتل مظلومان این است نشان ما
 اجازت دہ بقتلم نرگس مستانہ خود را
 او داند و دلش کہ چہ دید و چرانشست
 کہ جان بلب رسد و لب بشکوه وانکند
 یاد آیدم کشودن بند قبای تو
 خدائی نام درین خانہ کد خدائی هست
 (انجمن ۳۹۱)

(۳۲۵) قدرت - لالہ مشتاق رائی پنجابی

از قوم کھتری ، تولد او روز وفات سیرزا بیدل یعنی چہارم ماہ صفر سنہ
 ثلاثہ و ثلاثین و مائتہ و الف ۱۱۳۳ واقع شد . مولد او مالیکہ کہ قصبہ ایست
 از قصبات دو آبہ پنجاب . از ایام طفلی در شاہجہان آباد آمدہ نشو و نما یافت
 و بعد وصول سن شعور بہ ”مودی گری“ سرکار فردوس آرامگاہ محمد شاہ سرمایہ
 افتخار بدست آورد . با طبابت ہم آشنائی دارد . مشق مثنوی بیشتر می کند .
 ”مہا بہارت“ موزون کردہ . این بیت از انست :

بہ محراب ابروی شمشیر کین ، سر سجدہ عالمی بر زمین
 اشعار از لک بیت متجاوز است . غزلیات سی ہزار ، قصاید دہ ہزار ، باقی مثنویات .
 او دکان سخن وا می کند :

مژگان بچشم گریان کی بر قرار ماند نخل کنار دریا کی پایدار ماند
 ای سیل اشک بگذرکز بعد مردن من بر خاطر بیابان از من غبار ماند
 (رعنا ۱۱۸)

(۳۲۶) قدرت - منور خواجہ سرہندی

اصلش از توران است . والدش از شہر سبز بہند آمد . این عزیز در آدینہ
 نگر کہ قصبہ مشہور پنجاب است سکونت ورزید ، فضیلت داشت . و در علم
 طب نیز ماہر بود . معتقد اشعار و مضامین خود بود . ازوست :
 نشیبی بر لب بالای جانان کردہ ام پیدا
 شریک غالب چاہ ز نخدان کردہ ام پیدا
 عمر دراز یافتہ . در سن ہزار و صد و ہفتاد فوت شد . ازوست :

این غلامان وفا دشمن سرا شناختند
خیر باشد دیده اقبال و دولت کور نیست

(سردم صفحه ۱۸۲)

(۳۲۷) قدسی - حاجی محمد جان لاهوری

در ربیع الاخر ۱۰۴۲ هجری از ایران بهند آمد و تاوید بخت بلند از
ملک الشعرائی دربار شاهجهان شد و ظفر نامه شاهجهان یا بادشاه نامه صابقرانی
را بحر متقارب بنظم آورد ولی پایان نبرد . در سفری که بکشمیر کرد مثنوی در
تعریف آن شهر و صعوبت راه بسرود . هنر وی در قصیده سرائی و غزل گوئی بود .
وفاتش را بسال ۱۰۵۴ در دار السلطنت لاهور نوشته اند .

(آتشکده ج ۲ : ۴۹۷)

نعت :

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقی
من بیدل به جمال تو عجب حیرانم
الله الله چه جمال است بدین بو العجبی
چشم رحمت بگشا ، سوی من انداز نظر
ای قریشی لقب و هاشمی و مطلبی
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بمهر از عالم و آدم ، تو چه عالی نسبی
ما همه تشنه لبانیم و تویی آب حیات
رحم فرما که زحد می گذرد تشنه لبی
نسبت خود به سگت کردم و بس منفعلم
ز آن که نسبت بسگت کوی تو شد بی ادبی
عاصیانیم ز ما نیکی اعمال مپرس
سوی ما روی شفاعت بکن از بی سببی
سیدی ، انت حبیبی و طیب قلبی

آمده سوی تو قدسی بی درمان طلبی
موصوف در قصیده، قصیده های نیک می نگارد . و در قطعه و غزل و رباعی و به
تخصیص مثنوی داد صنایع و بدایع لفظی و معنوی داده ، ایراد معنی های برجسته
بی آهوسی نماید . از روی انصاف هیچ کس از سخنوران بر سخنش انگشت

نتواند نهاد و در گفتار سحر آثارش ناخن بند نتواند نمود . اگرچه بحسب وجود از زمره متاخران است اما بحسب مزیت و اعتبار معنی در متقدمان بشمار می آید . ازوست :

برای زینت مژگان بدیده خواهم خون
بآب خود چو زرد کسی که سبزه بود
بیم نقصان بود آنرا که کمالی دارد
دل زلفش بسته قدسی چه می خواهی دگر
وگر نه بر کف دریا کسی نه بسته حنا
نه شان ابر شناسد نه گوهر دریا
سیوه چون پخته شد از شاخ بریزد ناچار
صید بسمل گشته را معراج جز فتراک چیست

رباعی

دانی ز چه بی حجاب می خندد صبح
این غمکده چون مقام خندیدن نیست
افکنده ز رخ نقاب می خندد صبح
بر خنده آفتاب می خندد صبح
(صالح ج ۳ : ۳۹۷)

از فصیحای زمان و بلغای دوران بوده . تقی اوحدی د. تذکره خود نوشته است که بالفعل که خدای بقالان مشهور است . میتواند بود که در اول حال که خدائی بقالان میکرده باشد . خلاصه آنکه به هندوستان آمده از مقربان درگاه شاهجان بادشاه گردید . منصب ملک الشعرائی سرفراز گردیده شاهنامه بجهت بادشاه مذکور گفته نا تمام مانده است . بعد از فوت وی ابو طالب کلیم ملک الشعرا گردید . این ابیات از نتایج طبع آن شکرستان قدس است :

دارم دلی اما چه دل صد گونه حرمان در بغل
چشمی و خون در آستین اشکی و طوفان در بغل

(ریاض)

قدسی ، جان محمد مشهدی ، صاحب سکه سخندانی و استاد مقرر تخت شاهجهانی است در ربیع الاخر سنه اثنین و اربعین و الف دولت ملازمت صاحبقران ثانی شاهجهان اندوخت . قدسی در دارالسلطنت لاهور سنه ست و خمسين و الف بعارضه اسمال در گذشت . کلیم این مصراع تاریخ یافت :

” دور ازان بلبل قدسی چمنم زندان شد “

قصیده و مثنوی او بمعراج بلاغت صعود نموده و غزل بان مرتبه نیست . ازوست :

بلبل باغ توام رخصت فریادم ده
ز عشق فاخته گردید نام سرو بلند
چند در سینه بود ناله من زندانی
چرا تو قدر گرفتار خود نمیدانی
قیاسم بسر آورد شبیون بلبل
ترا که گفت که گلی بر سزارم افشانی

وصف بهار میکند و می گوید :

زفیض مقدم نوروز و لطف ابر بهار
زعکس لاله و گل خاک شد چنان روشن
اگر بباغ روی ، صبحدم بگوش رسد
زبسکه پیکر اطفال شاخ نازک بود
مباش است پروانه کیش بلبل گیر
امید وصل ز هجران دمید گل از خار
که مرده را نبود حاجت چراغ مزار
صدای خنده گل بیشتر ز صوت هزار
دهان غنچه شد از بوسه نسیم نگار
قدم برون منه از باغ خاصه فصل بهار
(عامره ۳۷۸)

دانای دقایق آفاقی و انفسی ، حاجی محمد جان قدسی ، ملک الشعرا
شاهجهان بادشاه بوده . گویند حاجی در مدح عبد الله خان رحمی که یکی از
امرای هفت هزاری بوده ، قصیده بگفت و میان مجلس ایستاده بر خواند . عبدالله
خان برخاست و هر دو دستش گرفته بر مسند خود بنشاند و خود با برهنه که در
برداشت بر پالکی سوار شده از خیمه بیرون آمده و تمام احوال و اسباب و کارخانجات
آورده به حاجی بخشید . وفاتش در سال هزار و پنجاه و پنج واقع شد .

(حسینی ۲۷۱)

اصلش از مشهد مقدس است و تخلص قدسی بهمین میکند . در عنفوان
شباب بزیارت حرمین شریفین زادهما لله شرفا و تکریم استعاد یافته و ازان جا
برهمنوی قائد بخت و دولت بوسعت آباد هندوستان که خوان الوان نعمتش ساکنان
اقلیم را بنوید و لهم فیها ما یشتهون سامع نواز است ، رسیده به تربیت
اعتدال آب و هوا این گل زمین پر روز باغ طبع فیاضش بارها مضامین نازه و چمن
فکر رنگینش بگمهای معنی نازک شگفتن آغاز نهاد تا بحدی که بیاوری بخت
بلند و طالع ارجمند منظور نظر کیمیا اثر بهار دولت و جاه شاهجهان پادشاه طاب
ثراه گردید و بخطاب ملک الشعرائی که مہین پایہ صاحب سخنان است سرفرازی
یافت . (مولف : قصایدی در مدح عبد الله خان و امرای دیگر نوشته جوایزی
بدست آورده است .) . بادشاه خبر بخشش عبدالله خان شنیده بود . گنت :
حاجی ! صله که عبد الله خان بتو داده است هیچکس نمی تواند داد . اما اقسام
جواهر قیمتی طلبیده فرمود تا هفت بار دهانش ازان پر کردند . سی و یک سال
و چند ماه بعن کامرانی گذرانیده فی شہور سن الف و تسع و ستین ، چنانچه مشہور
است ، در قلعه اکبر آباد منزوی گردید . و پس از چند سال بدارالخلافت
فرمود . این غزل محمد جان که در تتبع فغفور گفته و ازوی پیش برده
مشہور است :

گو قاصد از کوی او تا در نثار مقدمش
هر طفل اشک از دیده ام آید برون جان در بغل

برقع ز عارض بر فکن ، یک صبحدم تا از صبا
گردد خرامش صبح را ، خورشید تابان در بغل
قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا
او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

(خیال ۸۷)

جان سخن پروری است ، و روح معنی گستری . سعادت زیارت حرمین
شریفین اندوخت و گلگشت هند خرامش نمود . و در شهر ربیع الاخر سنه اثنین
و اربعین و الف ۱۰۴۲ بتقبیل عتبه صاحبقران ثانی منتهی بر لب گذاشت . روز
اول قصیده بعرض رسانید که مطلعش اینست :

ای قلم بر خود بهال از شادی و بگشای زبان
در ثنای قبله دین ثانی صاحبقران
بعنایت خلعت و انعام دو هزار رویه کامیاب گشت . قدسی پادشاه نامه صاحبقران
بنظم آورده . چون نام عبد الله خان فیروز جنگ در وزن پادشاه نامه نمی گنجید
باین حسن بیان ادا کرد :

نمهنگی که از غایت احتشام
نگنجد به بحر از بزرگیش نام
مثنوی و قصیده قدسی خوب است لیکن غزلش چندان رتبه ندارد . انتقال او در سن
سته و خمسین و الف ۱۰۴۶ هجری اتفاق افتاد . کلیم در مرثیه او ترکیب بندی
گفته . غنی کاشمیری در قطعه تاریخ وفات کلیم گوید :

عمرها در یاد او زیر زمین خاک بر سر کرد قدسی و سلیم
عاقبت از اشتیاق یکدگر گشته اند این هر سه در یکجا مقیم
ظاهر منطوق عبارت همین است که هر سه در یکجا مدفون اند . دیوان قدسی
بنظر تصفح در آمد و این چند بیت اختیار افتاد :

در مجلسی که یاران شرب مدام کردند نوبت بما چو آمد . آتش بجام کردند
این جا غم محبت آنجا جزای عصیان آسایش دو گیتی بر ما حرام کردند
در چنین فصلی که بلبل مست و گلشن پر گل است
گر همه پیمانه عمر است خالی خوب نیست
تاب هجران شرابم نیست تا وقت صبح
بیشتر از صبح می خندد گل پیمانه ام

(سرو ۷۱)

(۳۲۸) قرشی - محمد سعید ملتانی

نجم سپهر نکتہ دانی ، محمد سعید قرشی ملتانی کہ در بدایت حال بملازمت سلطان میرزا بخش فرزند چہارمی شاہجہان پادشاہ اختصاص داشت . در ایامیکہ بنظامت احمد آباد گجرات حکمران بودہ ، کمال تقرب و اعتبار بہم رسانیدہ محسود اقران گشت . آخر بسببی ترک ملازمت نمودہ بشاہجہان آباد شنافت . روزی چند نوکری سلطان دارا شکوہ برگزید و بعد کشتہ شدن دارا شکوہ شرف اندوز آستان عالمگیری گشتہ در زمرہ منشیان دیوان شاہی مباحی گردید . آخر کار حسب الحکم پادشاہ ، ملتان رفتہ همانجا در سال ۱۰۸۷ سبع و ثمانین و الف بساط ہستی پیچیدہ . از طبع سعید اوست :

مشکل بود بکوی تو دیگر نشست ما پیچیدہ است زلف تو بہر شکست ما
چون سبزہ در رہ تو بجز پافتادی ای سرو من بگو کہ چہ خیزد زدست ما
(نتائج ۳۳۷)

(۳۲۹) قل - قل احمد فاروقی پنجابی

مولانا قل احمد فاروقی پسر محمد اشرف بن عزیزالدین بن مولانا معصوم فاروقی بود . اسم پدرش در ہمین تذکرہ مذکور گردیدہ است . او در زمان شورش سیک ہای پنجاب کہ زمان بد نظمی و اغتشاش بودہ ، بدنیہ آمد . زبان ہای فارسی و عربی را پیش پدر خود فرا گرفت . وی اشعاری بسیار شیوا بزبان ہای اردو ، فارسی و پنجابی میسرود . نقد ارادت و صمیمیت خود را در مجلس سلسلہ قادریہ نوشاہیہ باختہ بود و در میان صوفیای عصر خود قرار داشت . در سال ۱۲۵۱ در گذشت و قبرش در کالی والا در نزدیکی گوجرانوالہ است . اشعار فارسی او هنوز چاپ نگردیدہ است اما اشعار زیر کہ بدستہم رسیدہ است نقل میگردد :

راز دل خویش پیش کی گویم من چہ سازم کجا طرف تو
از زبانم نمی شود پیدا سر پنهان نمی کند رویم
نوحہ عجزی کنم ہمہ وقت صفحہ رخ ز آب اشک می شویم
کن معطر دماغ قل احمد از گل فصل خود رسان بویم
بزبان ترکی غلام را قل می گویند .

(۳۳۰) قل - سید قل احمد نوشاهی گجراتی

سید قل احمد نوشاهی تخلص به قل و ملقب به پاکذات در ۱۲۱۲ هجری متولد گردید . اسم پدرش حافظ الہی بخش بن سید حافظ نوراللہ است . علوم ابتدائی و تحصیلات متوسط را پیش پدر خود فرا گرفت و سپس قرآن مجید از بر کرد . در کمالات روحانی از اعلیٰ حضرت نوشہ گنج بخش استفادہ ہا و استفادہ نمود و بہمین جہت نوشہ ثانی معروف گردید . در فن خطاطی خیلی معروف و ماهر بود و خط نستعلیق خوب می نگاشت . در سال ۱۲۸۶ ہجری بقا شتافت . مرقدش را در دہ ساہن پال در شہر گجرات ساختند . بزبان فارسی شعر می سرود ولی مجموعہ اشعارش هنوز تنظیم شدہ بچاپ نرسیدہ است . اشعار زیر کہ بدستم رسیدہ است در زیر نقل میگردد :

کاتب این حروف نسخہ کمال	موضع اوست چک ساہن پال
خوش مکانی بچشم بخشہ نور	خوش زمینی بدل بہ بخشہ حال
سگ دربار گنج بخش قدیم	بر در اوفتادہ بی پر و بال
دارد امید کوز فضل عمیم	میوہ بخشہ ز گلشن افضال
بندہ پر گناہ قل احمد	ز کفارت ذنوب کرد نقال

اشعاری کہ در بالا نقل گردید از کتابی باسم ”تکمیل الایمان“ گرفتہ شدہ است . مولانا نوشاہی این اشعار را در پایان کتاب خود سرودہ است .

(۳۳۱) قلندر - قلندر شاہ لاہوری

قلندر شاہ در سال ۱۷۷۱ در شہر لاہور متولد شد . در آن زمان سیک ہا بر استان پنجاب حکومت داشتند و مہنا سنگ استاندار بود . قلندر شاہ تحصیلات ابتدائی خود را پیش عموی خود کہ خدا بخش نام داشت ، فرا گرفت . در سال ۱۷۸۳ میلادی کہ قلندر شاہ یازدہ سال داشت پدرش عازم شہر لکھنؤ گردید و در ہمانجا ساکن شد . باز در سنہ ۱۷۸۶ از راہ ردولی و بنارس ، الہ آباد مسافرت نمودہ بہ لکھنؤ برگشت . و بالاخرہ در سال ۱۷۹۷ بلاہور رسید و تا آخر عمر در ہمان شہر زندگی کرد . حضرت قلندر شاہ با ابیات فارسی و سخنوری خیلی علاقمند بود . دیوان فارسی او خیلی معروف است و چندین بار چاپ گردیدہ است . در زمان حکومت رنجیت سنگھ در سال ۱۸۳۲ عرصہ وجود را ترک گفت . قبرش را در دہ رتہ ساختند کہ اکنون رتہ پیران معروف است . اشعارش غالباً صوفیانہ است . با فقیر عزیز الدین آزاد دوست بود و ذکرش چنین کردہ است :

ای عزیز جان و جان هر عزیز دست در دامان پاکت چون طریز
 فقیر امام الدین اظهر را چنین مخاطب نموده است :
 با دو صد شوخی قلندر سرزد از طبعم غزل
 از امام الدین اظهر چشم می دارم جواب
 انتخاب اشعارش چنین است :

در دل شب گر رسد پرتو ز شمع روی تو
 اشک ماه و خور شود این کلبه احزان ما
 هان بقول حضرت اجمل قلندر بی گمان
 بوریای فقر آبائیست عز و شان ما
 وقت آخر هست ای جانان اگر آئی بیا
 ورنه از قالب برون می آید اینک جان ما
 گر نباریدی مدام از چشم من باران اشک
 سوختی عالم تمام از نامه سوزان ما
 ای قلندر این قدر از دست غم نالان مشو
 میرسد اینک بداد ما شه جیلان ما
 بی حجابانه تو در گوشه چشمم بنشین
 که کسی نیست بجز درد تو در خانه ما
 اگر آن ناف مشکینش کشد امشب دل مارا
 بیک مویش دهم یکسر متاع دین و دنیا را
 بقانون شفا هرگز علاج عشق ننوشته
 مزاج عاشقان ناید بدست این پور سینا را
 قلندر رند می باید نه زاهد آه حیرانم
 نمی دانم چه خواهد کرد تسبیح و مصلا را
 گاهی گاهی از ترحم بنگر ای قاتل مرا
 کردی از تیغ تغافل بی گنه بسمل مرا
 بی گنه کشت و گفت از سر ناز
 کرده ام بر تو سرفرازی ها
 فهمد چگونه عاقل و فرزانه این کلام
 گفت قلندرانه بعقل و شعور نیست

مانند جرس چرا نالم کن یوسف من بکاروان رفت
 آهم نرسید تا بکویت هرچند بهفتم آسمان رفت

باشد قلندرانه معیشت اگر بد هر آسان ز تنگ نای اجل میتوان گذشت
 چو در چشم تو کحل ناز کردند در فتنه بعالم باز کردند
 گهی ز راه مروت به فاتحه خوانی بخاک تربت ما هم گذار باید کرد

چو هیچ فائده حاصل ز اضطراب نشد
 شکیب و صبر دل بیقرار باید کرد
 دو چشم خویش بیاد دو زلف آن دلبر
 قلندرانه همه شب اشکبار باید کرد
 در حجاب خود پرستی ماند زاهد زان سبب
 بردلش از بی خودی خود کشف اسراری نشد
 کداسی شوخ را دیدی قلندر
 که شوخیها بطبع تو در افتاد
 اینقدر جور و جفا بر دل عاشق هر دم
 گفتمش نیست روا - گفت که آری باشد
 بیک رو آه که کردم ز سوز آتش دل
 بر آمد از سر هفت آسمان هزاران دود
 ساقی بیا که آمده فصل بهار عیش
 در جام من بریز می خوشگوار عیش

بنیاد جهان خراب گردید از سیل دو چشم اشکبارم
 عیب جوئی دیگران چه کنم من که در خود نه یک هنر دارم
 خبری دیگری چه گویم آه من که از خود نه خود خبر دارم
 ساقیا زود آکه من امشب باده شوق در سبو دارم

گفتم زکوة حسن تو خواهم من گدا
 گفتا قلندرانه بیائی بکوی من
 سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
 لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
 ز زهد خشک چه مشهور گشتهای زاهد
 شراب نوش کن و نام خود شرابی کن
 دل سودا زده با زلف سری پیدا کرد
 بود دیوانه و لیکن هنری پیدا کرد
 از لب بام سحر جلوه چو خورشید نمود
 گریه و زاری شبها اثری پیدا کرد

(۳۳۲) قمر - خواجه کرامت اللہ امرتسری

ذکر شریفش در دیباچہ این کتاب نوشته شد . متاسفم اشعارش پیدا نیست .

(۳۳۳) قمر - مولانا سید قمر الدین پنجابی

در علوم عقلی و نقلی بحر امواج نامتناهی . در فقہ و اصول ہیئت و ہندسہ در ممالک ہندوستان نظیر ندارد . آبای کرام او از اعیان سادات خجندند . نخست از اجداد سید ظہیر الدین از خجند سری بہند کشید و در امن آباد از توابع لاہور طرح اقامت افگند . بعد چندی سید محمد فرزند زادہ او از امن آباد رخت بدیار دکن کشید . در سنہ احدی و ستین و مائہ و الف بجوار رحمت آسود . "متوجہ بہشت" تاریخ است . در اواخر ماہ صفر سنہ سبع و خمسن و مائہ و الف بہ سرہند رفت و از سرہند بلاہور رفت . ناگاہ شوق زیارت حرمین شریفین اورا دامگیر شد . بیستم جمادی الاولی سنہ اربع و سبعین و مائہ و الف بارادہ حجاز میمنت طراز از اورنگ آباد کوچید . بیست و چہارم ذی الحجہ از بیت اللہ رخصت حاصل کردہ بجہ آمد . بہ بندر بنگلور تشریف آورد . شعر عربی و فارسی خوب می فہمد . از انفاس گرامی است :

مشت و خاکم است و دامانی توشد گر نیفشانی فتد بر پای تو
دنیا زن است و طالب آن ہم مونث است زین وجہ روز مرد خدا در قفا کنند
(عامرہ ۳۸۲)

(۳۳۴) کاتبی - کاتب لاہوری

از خوش خیالان خطہ یزد بود . و گاہی کاتب بلا یای نسبت ہم تخلص می نمود . بنا بر آن جناب مولف نگارستان سخن بہ نقش کاتب مکتوبش فرمود . وی معمر کاخ رفیع البیان اعتبار و امتیاز گردیدہ در سنہ ثلثین و تسعمائہ از عالم بطون بعرضہ شہود خرامیدہ و در لاہور بعمر ہفتاد سالگی در سنہ یک ہزار کاتب قضا بر جریدہ حیاتش خط محو کشید :

چون مہ چارہ از گوشہ بامش دیدم نگران بود بجای و تعاسش دیدم
ترسم کہ کند محنت ہجر تو ہلاکم جانی کہ تو ہرگز نبیری راہ ہلاکم

(صبح ۳۳۶)

(۳۳۵) کامران - میرزا کامران

میرزا کامران پسر شهنشاه بابر و برادر کوچک نصیرالدین محمد همایون بود . بابر برای پسر خود مثنوی مبین و تزک بابری را تالیف نمود و بزبان ترکی نوشت . کامران معلوماتی کافی در زبان فارسی هم داشت و بفارسی شعرهم میسرود . دیوانش در کتاب خانه خدا بخش در پتنه وجود دارد . دیوانش بر غزلیها ، رباعی ها و مثنوی ها و غیره مشتمل است . دیوانش باهتمام پروفیسور محمد محفوظ الحق ، استاد زبان فارسی در پریزیدنسی کالج در کلکتہ چاپ گردیده است و چاپ خانه معارف آن را منتشر ساخته است .

وی همزمان با فوت پدر خود بر کابل حکومت داشت . و بعد از وفاتش فرمانداری لاهور را بعهده خود گرفت . او باغی بر کرانه رود راوی ساخته بود کہ در آن زمان عدیل نداشت . وی یک کتاب خانه بزرگی را هم بنا نهاد . ظفر خان احسن دربارهٔ این باغ چنین گفت :

بکام دل چواحسن تا توانی بیباغ کامران کن کامرانی
زمانیکہ همایون از شیر شاه شکست خورد بایران رفت و از شاه طهماسب صفوی کمک گرفته از راه کابل برگشت . در آن زمان کامران باز فرمانداری کابل را بعهده گرفته بود و بر رود اتک دستگیر شده پیش برادر خود در قلعه ہالہ آورده شد . همایون دستور داد کہ کامران را کور کنند و بعد ازان او را بحج فرستاد . کامران هنگام ادای مناسک حج عرصہ وجود را ترک گشت . انتخاب اشعارش اینست :

با رقیبان ہمدم و ہمراز دیدم یار را
یارب آسان کن بمن این حالت دشوار را
کامران نہ آمد مرا جز دوست چیزی در نظر
تا بکام خویش دیدم دولت دیدار را
چون چہرہ بیارائی رخسارہ بر افروزی
خود گوئی کجا ماند آئین شکیبائی

ای برادر زن بشنوسخنی	کہ ازان بہرہ ور شوی شاید
دل بکار جہان نہ کہ ازان	بار غم بر دل تو افزاید
کار عقبی بساز ورنہ ترا	کاروبار جہان چہ کار آید
بیا ساقی آن سی کہ خاسی دہ	ز دنیا و عقبی خلاصی دہ
ہر غیاری کہ زراعت خیزد	کحل چشم من سحرزوں بادا

خاک کو از ره لیلی خیزد جای او دیده مجنون بادا
بنده حلقه بگوش تو چو من صد چو دارا و فریدون بادا
هر که گرد تو چو پرکار نگشت او ازین دایره بیرون بادا
کامران تا که جهان راست بقا خسرو دهر همایون بادا

(۳۳۶) کلاهی - افضل خان لاهوری

افضل خان کلاهی یکی از قضاة شرعی بود و در استان پنجاب اقامت داشت . هنگامیکه ملا عبدالله لاهوری فنوی داد که میرزا مقیم و میر حبش رافضی هستند ، او از لاهور فرار نمود به دکن رفت و در همان جا بعد از مدتی کوتاه غرضه وجود را ترک گفت . اشعار خوبی میسرود . در زمان اکبر اعظم زندگی میکرده است . دیوانش در دست نیست . ازو بیت :

سر پیای او نهادم سرگران از من گذشت
چون گرفتم دامنش ، دامن کشان از من گذشت
ز عشق جز بدل خویشن نگویم راز
که دل سخن شنود از من و نگوید باز

(۳۳۷) کلیم - ابو طالب

کلیم ، ابو طالب المهدانی الکاشانی ، استاد قیامت کار است . آستین بدیضا جمیع اقسام سخن را در کمال خوبی بکرسی نشانده و اکثر غزلیها را یکدست بهم رسانیده و در عهد جهانگیر بسیر هنده خراسید و با شاهنواز خان بن میرزا رسام صفوی مربوط گشته ، رعایت فراوان یافت در ثمان و عشرا و الف بایران برگشت . در فراق هند غزلی گفت که این دو بیت از آن است :

ز شوق هند زان سان چشم حسرت برقفا دارم
که رو هم گر براه آرم نمی بینم ستایل را
بیر هندم و وین رفتن بی جا پشیمانم
کجا خواهد رساندن بر فشانی مرغ بسمل را

پیش از دو سال در ولایت اقامت نکرده دوباره خود را به هند کشید و چندی پس میر جمله شاهرسانی بسر رد آخر بدیل صاحبقران ثانی شاه جهانیه منسک شد . بخطاب ملک الشعرائی ناموری اندوخت . در جشن وزن شمسی سنه ثمان و اربعین و الف در دار السلطنت لاهور کلیم را هزار روپیه در جائزه شعر مرحمت شد . کم در پایان عمر نظم فوجات صاحبقران ثانی قریب ساخته ، رخصت

گوشه نشینی کشمیر حاصل کرد . پانزدهم ذی حجه سنه احدی و ستین و الف کلیم در آسایش کده خاموشان شتافت . و در کشمیر قریب قبر محمد علی سلیم بساط خواب گسترده :

گفت تاریخ وفات او غنی طور معنی بود روشن از کلیم
کلیم آتش از نخل قلم بیرون می آرد :

دست هر کس را بسان سبزه بوسیدن خطاست
هیچکس نگشود آخر عقده کار مرا
چه میتوان ز پریشان تیره روز گرفت
کلیم دعوی دل را بزلف یار گذاشت
چو شمع عمر طبیعی شبی مت عاشق را
بقتل سوختگان اینقدر شتاب چراست ؟

ای جرس تا یکی از ناله گلوپاره کنی
اگر جدا ز تو می را حلال میدانم
تاکی کلیم گریه کنی گاه دیدنش
عیش هم گر رود هدیه تلخی اندوه نیست
کس در بن بادیه دیدی که بفریاد رسید
خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند
کس ماه را همیشه در آب روان ندید
همچو نوروزیکه واقع در محرم میشود

(عامره ۳۹۱)

همدانی المولد ، کاشانی الموطن ، عارج طور معانی است و مقتبس نور
سخنمدانی . در جمع اسالیب نظم قدرت عالی دارد و همه جا داد سخنوری میدهد .
و دو بار بسیر هند شتافت . در سنه ثمان و عشرین و الف سنه ۱۰۲۸ هجری
بعراق عجم عمان نمود و " توفیق رفیق طالب " تاریخ مراجعت خود یافت .
لیکن بیش از دوسال جانب هند جلوه ریز ساخت . در مدح میر جمله شهرستانی
و شاهنواز خان قصاید غرا پرداخت . آخر دست بدامن دولت صاحبقران
ثانی شاهجهان انارالله برهانه زد و در ثنا گستران قدایم سریر خلافت رتبه سر حلقه
بهم رسانید و بخطاب ملک الشعرائی بلند آوازه گشت . و بوضوح پیوست که قدسی
و کلیم بیایه سریر شاهی چنانچه در میزان اکرم هم سنگ بودند و در جشن وزن
شمسی سنه ثمان و اربعین و الف (۱۰۴۸) در دار السلطنت لاهور کلیم را هزار
روپیه بضمیمه جائزه شعر عنایت شد . کلیم در آخر ایام حیات خود نظم فتوحات
صاحبقران تقریب ساخته ، رخصت کشمیر حاصل کرد . و در آن خطه بهشت
آیین رنگ اقامت ریخت ، بتقرر سالیانه از سرکار پادشاهی آسوده حال می گذرانید .
فوت کلیم پانزدهم ذی الحجه سنه احدی و ستین و الف (۱۰۴۱) بوقوع پیوست .
و در نزدیکی قبر محمد علی سلیم مدفون گردید . این چند بیت از دیوان کلیم

نقل می شود :

کی تمنای تو از خاطر ناشاد رود
دماغ بر فلک و دل بزیر پای بتان
گر قفس تنگ است از بیرحمی صیاد نیست
هر آنچه رفت ز دستم برون ز دل هم رفت
تو بادشاهی حسنی ، مشمار بوسه بر ما
کباب حسن تو ام قدر خط نکو دادم
مژه را داد ز کف چشم تو در آخر حسن
دوستان نازک مزاج و ما بسی نازک دماغ
دشنام و بوسه هر چه عوض میدهی بده
نہال سرکش و گل بی وفا و لاله دو رو

داغ عشق تو گلی نیست که برباد رود
ز من چه می طلبی، دل کجا، دماغ کجا
صید از ذوق گرفتاری بخود بالیده است
میان دست و دلم چون صدف جدائی نیست
زیرا که عیب شاهان دانستن حساب است
ز سایه ذوق کرد آنکه آفتاب نخورد
ترک مفلس چو شود تیغ بیازار برد
چون کسی اوقات صرف پاس خاطرها کند
حاشا که با تو بر سر دل گفتگو کنم
درین چمن بچه امید آشیان بندم
(گرام ۷۷)

(۳۳۸) کوکب - محمد ایوب علی پنجابی

محمد علی کوکب در سال ۱۹۱۰ میلادی در ده گینه که در نزدیکی شهر
بجنور واقع است متولد شد. پدر بزرگش سید سرفراز علی از خانواده سادات بخارا بود.
جد اعلای وی که خان بهادر سید کظم علی نام داشت مهندس و منحص
به "مضطر" بود. زنش نواب امر او بیگم از سادات نیشابور بود و ثروت تخص
داشت. هر دو بزبان اردو شعر می گفتند و دارای دیون بودند. کوکب بعد از
تحصیل علوم ابتدائی در دانشگاه اسلامی علیگر ثبت نام کرد و سپس از پنجاب لیسانس
زبان انگلیسی اخذ کرد. از سال ۱۹۳۵ باین طرف در لاهور زندگی می کرد.
شعر گوئی را خیلی دوست دارد و بفارسی هم سخن سرائی می کند. انتخاب زیر
را برای من فرستاده است. تضمین بر شعر بو علی قلندر :

چشم بر روی این و آن بسته
از غم و فکر دو جهان بسته
با زمان و مکن نه پیوسته
"حیدری ام ، قلندر ، بسته
بنده مرتضی علی بسته"

در حب وطن و عشق کشور نغمه سرائی می کند :

مبتلای روی زیبای تو ام
عاشق کلمهای رعنائ تو ام
ای گلستانم فدایت جان و تن
بهر تحصیل تو شبها تا ختم

بای بند عشق رسوائی تو ام
خاک پاک گلستان سمدای تو ام
من ز پاکه تن و گلستان ز من
غم مخور چون یک دوبازی با ختم

پرچمت اکنون که ما افراشتیم زود می بینی که چیزت ساختیم
ای گلستانم فدایت جان و تن من ز پاکستان و پاکستان ز من
در وصف کراچی سروده است :

الله الله چه فروغ رخ شام است اینجا
ماه نو رشک مه ماه تمام است اینجا
بسکه معذورم اگر باده بنوشم شب و روز
ذره ذره چه کنم باده بهجام است اینجا
دل ز پهلوی بکشد زمزمه ساز جنون
تو چه دانی که جنون را چه مقام است اینجا
ساعتی چون گذرد رقص کنان می گذرد
گردش دهر هم آهسته خرام است اینجا
حرف از حسن کلامم چه زنم ای کوکب
هر کلام آئینه حسن کلام است اینجا

از غزلهایش :

مپرس از تابش خورشید فکر خوش نهاد من
که هست آئینه هستی چراغ زیر دامنم
دل هر ذره می گوید بمن اسرار هستی را
بچشم دل حروف لوح گیتی را فرا خوانم
بتی ساده رخی دارم که دل برده ز پهلویم
چسان واقف کنم اورا بحال خویش حیرانم

بیت :

ذکر کوکب چنین شود بجهان خوب بود آن جوان باده پرست

رباعی

بدنیا صورت اهل نظر زی نداری بال و پر بی بال و پر زی
نمی بینی چه خوش گفتست اقبال "اگر خواهی حیات اندر خطر زی"

(۳۳۹) گرامی - غلام قادر جالندهری

شیخ غلام قادر گرامی پسر شیخ سکندر بخش از اهالیان جالندهر و از خانواده ککی زئی بود ، تعلیمات ابتدائی خود را پیش خلیفه محمد ابراهیم در مدرسه جالندهر فرا گرفت ، این خلیفه در یک محیط علمی زندگی میکرد . چون گرامی بسن هشت سالگی رسید ، این خلیفه معروفیتی بعنوان ملک الشعراء بدست آورد .

اوبسن ۱۴ سالگی وارد لاهور شد و در دانشکده شرق شناسی "اورینتل کالج" ثبت نام کرد. و بعد از پایان تحصیل خود در مدرسه‌ای مشغول تدریس شد. مدتی نگذشت که نواب فتح علی خان او را باستاد خود خواند و بعد از چهار سال رهسپار دکن گردید. نظام دکن میر محبوب علی برای گرامی احترامات زیادی قابل شد و او را شاعر، مخصوص خود گردانیده دستور داد که گرامی هر کجا که باشد حقوق خود را بگیرد و بهمن جهت گرامی از دکن برگشته وارد هوشیار پور شد و سکونت گزید.

تولد او بقول مادرش بروز پنجشنبه، در ساعت چهار صبح یعنی اندکی پیش از قیام ملی بوقوع پیوست. گرامی دارای ذوق بسیار عالی بود و معمولاً می گفت که استعداد شعر گفتن را از فیض روحانی نظامی گنجوی بدست آورده است. بهمن جهت در شاعری تلمذ هیچ کس نشد.

بعد از وفات نظام دکن میر محبوب علی، میر عثمان علی خان به جانشینی او رسید و از گرامی خواهش کرد که هوشیار پور را ترک گفته وارد حیدرآباد دکن شود. مهاراجا سرکرشن پرشادهم نامه‌ای بهمن موضوع به گرامی فرستاد و ازو خواهش کرد که فرمایش نظام عثمان را قبول کند. ولی گرامی بعلت مرض ذیابیطس معذرت خواست و بالاخره در سال ۱۹۲۷ عرصه وجود را ترک گفت. موقع وفات خود رباعی زیر ورد زبانش بود:

می میرم و دیده اشکباری دارد دل خون شده جان نفس شماری دارد
ای چاره شناس کار بار هم نیست این صید بسینه زخم کاری دارد

گرامی هوش و ذکوت فوق العاده ای را دارا بود و بیشتر کلام خود از برداشت بیشتر شعرهایش تا هنوز چاپ نگردیده است. غزلیات و رباعیات که دیوان مختصری را تشکیل میدهد چندین بار چاپ گردیده است. گرامی دارای سلیقه و ذوق مخصوص بود و نسبت به بزرگان مذهب ارادت خاصی را داشت. با علامه اقبال لاهوری دوست بود و معمولاً بمنزلش میرفت. راجع با اقبال چنین گفته است:

در دیده معنی نگهان حضرت اقبال
پیغمبری ای کرد و پیغمبر نتوان گفت

حفیظ هوشیار پوری هنگام وفاتش پانزده سال داشت و تاریخ وفاتش را چنین سرود:

صبا به حضرت اقبال این پیامم ده برفت جان گرامی و تو هنوز خموش

اقبال هم در مدح گرامی شعرها سروده است . انتخابی از اشعار گرامی در زیر داده میشود :

حرفیست خوش ز حمد خدا بر زبان ما
بود و نبود ما هیچ است ای حکیم
در مرگ راز زندگی ما نهفته اند
ما خانه زاد عقل چه مجبور بوده ایم
منم از حلقه بگوشان رسول عربی
کفر اسلام شد از وعظ گرامی امروز
رند میخواره گرامی چه بلا نوش بود
شکار گاه شهنشاه حسن را نازم
صبار کوچه زلف بتان تو می آئی
جام جم گیر که در سیکده خوش گفت اقبال
جلوه افروز گرامی ست بخاک پنجاب

مولانا محمد سعید عثمانی که نامش درین تذکره آمده است ، بر مصرع فوق اقبال شعری ساخته است که چنین است :

جام جان گیر که این نکته نداند هر خام
”نسبت باده با کیفیت جام است اینجا“

از گرامی :

گفتم شبی که کیست گرامی ؟ بخنده گفت
رند ستاره سوخته ما غلام ما
دهند از چشمه سار عشق باغ حسن را آبی
دوبالا کرد شوقم نشه عهد شبابش را
زمین بوسم - اسیرم - نو نیازم - حلقه در گوشم
تبسم را - تکلم را - تغافل را - عتابش را
ز دل های اسیران شور محشر سر برآورده
نمیدانم که وا کردست آن بند نقابش را

اختیار جبر و جبرم اختیار
ناامیدی گفت در گوش امید
بنده عشقم . گرامی ! خسروم
بخاک مرقد مجنون گذشتم و دیدم
آنکه میختر است او مجبور نیست
از نظر دورست از دل دور نیست
عشق بازی کار هر مزدور نیست
که آشنا بتمنای آشنا خفت است

یکی به شهر نگه کن چه انقلاب افتاد
 بر سخنهایم گراسی جبرئیل آمد بوجد
 تو آرزوی دل من ، ز من چه می پرسی
 تو مفت از کف من برده ای چه می دانی
 اثر پذیر نبودیم وزنه در معنی
 دل زدستم برد آن شوخی که از طفلی هنوز
 خوش نظیری نکته آوردی گراسی شد زکار
 من نامه فرستادم و آن کافر مغرور
 در مدرسه عشق بخوان مصحف رخسار
 ز رشک جلوه بآئینه هم نپردازد
 رسید فکر گراسی بر رمز های دقیق
 مشکل آن نیست که در دیست بجانم مضمر

مشکل آن است که دردم بدوائی نرسد
 ما جانشین حضرت مجنون نکته سنج
 قسمت نگر که نسخه سورا بما رسید
 نشان دربی نشان گم شد - مکان در لامکان گم شد
 قیامت سر برآورد آن باین و این بآن گم شد
 نهانش را عیان گفتم - عیانش را نهان گفتم
 عیان اندر نهان گم شد - نهان اندر عیان گم شد
 بر آن بودم که از سر دهانش نکته بر خوانم
 سخن تا بر زبان آمد - زبان اندر دهان گم شد
 بصدحرای محبت گم شدن باری عجب نبود
 درین ره ای حریفان کاروان در کاروان گم شد
 گراسی از نگاهی دل زدستم برد آن کافر
 دل رمز آشنا آخر چشم نکته دان گم شد
 ندانم چشم مخمور که زد تیغ نگه یارب
 که از خون جگر بوی سی شیراز می آید
 نسیم صبح ندانم بگوش دل چه رسید
 که گل بخنده زد و مرغ در خروش آمد
 فریب گردش آن چشم فتنه مست سپرس
 یکی ز هوش بر آمد ، یکی بهوش آمد

سرید پیر مغانم که گفت و خوش میگفت
 که هان گراسی ما رند خرقة پوش آمد
 بنده آن نیست که از بندگی آزاد بود
 بنده آنست که در بندگی آزاد آمد
 بر سر تربتم آن شوخ در آمد با غیر
 قهر آمد - ستم آمد - ستم ایجاد آمد
 دی گراسی علم افراخت بر اصراف جبل
 کوهکن نعره بر آورد که استاد آمد
 من و تو هر دو ای سجنون بیا از بی خودی رقصیم
 که در شهر جنون دیوانه با دیوانه می رقصد
 ندانم غمزه ساقی چه افسون کرد در کارش
 که امشب محاسب در میکده رندانه می رقصد
 بلا گردان گردشهای چشم کیست حیرانم
 که در میخانه امشب خود بخود پیمانه می رقصد
 گراسی را بطوف کعبه بی خود دیدم و گفتم
 که این مانند بان کافر که در بت خانه می رقصد
 به بزم یار بی خود سوختن بلبل چه میداند
 که این آتش ز دامن پر پروانه می خیزد
 کدامین سمت نازای راهروان زین ره گذشت امشب
 که از هر ذره نقش قدم پیمانه می خیزد
 گراسی خم نشینی دیگر است و خم کشی دیگر
 تو امرار خم از من پرس افلاطون چه می داند

چیست الهام گویم از الهام	رحمت ذوالجلال والا کرام
عشق یک جذبه و هزار سلوک	عشق یک نغمه و هزار آهنگ
عشق را دار و عقل را منبر	عقل در رنگ و عشق خود بیرنگ
عقل با عشق نسبتی دارد	جام بلور و باده گلرنگ
عقل در رنگ اختلاف آورد	عشق صد رنگ را کند یک رنگ
عقل در پرده گفت: هان خاموش	عشق مستانه می کشد آهنگ
عقل از سنگ شیشه می آورد	می زند عشق شیشه ها بر سنگ
هان گراسی ز پرده با خبر است	گر نظیری غلط کند آهنگ

یار گر آید برون نا خورده می از میکده
 مست از مستی و مستی از شراب آید برون
 ای گراسی در جواب صایب آتش زبان
 اینک از کلکم جواب لاجواب آید برون
 گر رسد آوازه این پارس در هند و پارس
 خسرو از دهلی ، ظمیر از فاریاب آید برون
 در هندوستان شاعری بود باسم بخشی که مذهبش هندو بود . در اونه که از
 نواحی هوشیار پور است زندگی میکرد . او شعری گفته است :
 در حیرتم که بانگ جرس را چه آرزوست
 آرام جان به محمل و بر لب شکایتی
 گراسی هم درین بحر غزلی سرود بسیار عالی و مرصع . یکی از شعرهایش
 چنین است :

عصیان ما و رحمت پروردگار ما این را نهایتی ست نه آن را نهایتی
 این داستان را آقای حفیظ هوشیار پوری برای من تعریف کرد . وی گفت که
 بعد از گراسی هم شخصی باسم مولانا سعید عثمانی که درین تذکره مذکور گردیده
 است ، غزلی در همین بحر نوشت . یک شعرش اینست :
 در حیرتم که بانگ جرس را چه آرزوست
 گر این بدایت است چه باشد نهایتی
 از گراسی :

نمی دانی ترا در محمل دل کیست ای مجنون
 سراغ لیلی از هر ناله و محمل چه می پرسی
 چه می پرسی گراسی معنی درد از تهی مغزان
 حدیث شورش گرداب از ساحل چه می پرسی
 وفا را کار فرما این چه کافر ماجرائی هست
 مرا و سوختی با مدعی در ساختی رفتی
 تو رفتی با رقیبان الله آن رخ و قامت
 باین افروختی رفتی ، بآن افروختی رفتی
 ترا ای بی وفا دل ، سالها در سینه پروردم
 چه کردی کار من کردم بجان انداختی رفتی
 هلاک شوخی طرز تغافل های دل سوزم
 که عیش را سر پائی زدی نشاختی رفتی

ترا گفتم مرو زین ره گرامی ، هیچ نشیدی

غم دل در خریدی نقد جان در باختی رفتی

گرامی مثنوی مختصری در پیروی مولانای روم هم سروده است . درین باره گفته است :

” الله الله چه بیدار بختم که حضرت مولانا روم قدس سره شبی بخواهیم جلوه فرسوده ، فرسودند که گرامی ، چند نشینی ، هله برخیز ، کاری بکن . پیش از آنکه کار ازدست رود ، و دست از کار . در حال مژه وا کردم ، لختی چشم بمالیدم ، این بیت بگویشم خورد :

با لب دمساز خود گر جفتمی همچو نی من گفتمی ها گفتمی

بعد ازین تمهید مثنوی خود را آغاز کرده است . بعضی از ابیات آن چنین است :

نی که نالان است بیش از چوب نیست	چوب نالد ، دل نالد خوب نیست
پرده هایش پرده های خیر و شر	وین عجب خود پرده دارش پرده در
یار در آغوش ما ما بی خبر	یار در چشم است و ما داغ نظر
خیمه بر اختر زدن سهل است سهل	خویش را شناختن این است جهل
گوشه چشم جلال الدین روم	سینه ام را می کند کان علوم
من ندانم کار من با ناله چیست	من ندانم بر لبم بتخانه چیست
فتنه های بی دلی از نی پیرس	داستان بی خودی از می پیرس
نی که می ناخورده رند سرخوش است	در نظر چوب است اما آتش است
هیچ میدانی که صاحب دل کدام	خواجه لولاک آن خیر الانام
من ندانم در سرم سودای چیست	من ندانم خانه دل جای چیست
چیست دل پیمانه بزم خیال	چیست دل غمخانه ماضی و حال
چیست دل هم نشتر و هم برگ گل	چیست دل هم ابله و هم عقل کل
چیست دل رمز مثال بی مثال	چیست دل عرش خدای ذوالجلال
گاه در کوئی بتانم می برد	گاه در مسجد کشانم می برد
مولوی دریاست من از قطره کم	من گیاهی خشک او ابر کرم
من مثال ذره او خود آفتاب	او تلاطمهای دریا من حباب
من ز خاک جهل او شهر علوم	الله الله من ز پنجاب او ز روم
این سخن دوراست از فهم عوام	در غزل این رمز وا گفتم تمام
تبسم ز لعل لبش باده نوش	تبسم خود از بوسه اش میفروش

رباعیات

او را ندیده در نماز آمده ایم
 بیخود بر خود زدیم محمود شدیم
 خاور چکد از شبنم باین تیره شبی
 ای دوست ادب که در حریم دل ماست
 دزدیده نگاه کرد از خود رستیم
 در بیخودی ماست خودی جلو فروش
 از شرم گناه دارم آتش بجگر
 گفتم ناگفتنی که خون شد جگر
 در بزم بسان شمع راهی کردم
 مجبورم و لاف بی گناهی نزام
 هر قطره محیط در نقابی دارد
 حرفی ز رسول نظم هستی برخوان
 هر گم شده بر هنمائی نرسد
 اورا چه شناسد آنکه خود را نشناخت
 در بوته درد عشق سیمابیم من
 کارم با اشک گرم و آه سردست

خود را دیدیم حقه باز آمده ایم
 باخود در بیخودی ایاز آمده ایم
 کوثر چکد از لبیم باین تشنه لبی
 شاهنشہ انبیا رسول عربی
 بر صورت عقل نیش معنی بستیم
 در سستی پندار چہا بد بستیم
 کو ناله شبگیر ، کجا آہ سحر
 کردم ناکردنی کہ خاکم بر سر
 می خندم و می گریم و آہی کردم
 من آدم زدم و گناہی کردم
 هر ذره دماغ آفتابی دارد
 هر نقطه در آشوش کتای دارد
 هر بی خبری بیخاک پائی نرسد
 در خود نرسید ست بجای نرسد
 از خون جگر در آتش و در آہم من
 از زنده دلان خاک پنجابیم من

(۳۴۰) گلشن - شیخ سعدالله

حقایق و معارف آگه شیخ سعدالله گلشن تخلص در خدمت شیخ الشیوخ شہ
 عبد الاحد سرہندی معروف بمیان گل وحدت تخلص ارادت صادق بہم رسانید و
 در رکاب ایشان بزیارت حرمین شریفین سعادت اندوز شد ، بعد از چند سال در
 احمد آباد گجرات بسر برد ، آخر العمر در دارالخلافہ شاہ جہان آباد اقامت ورزید .
 ذات شریفش بسیار بوارستگی و بی تعینی موصوف است ، خالی از فوق و نیاز و سوز
 و گداز نیست ، در غائب غزل نازک بند و معنی یاب است ، دیوان غزلش قریب
 لک بیت خواہد بود . من الشعارہ :

کلمک من صورت کش صد معنی رنگین اوست
 گر کند گلشن تخلص بیل طبعم رواست
 مکن باور بحرف قطع الفت کردہ شوخ من
 کہ چون مراض این خالہ زبان زہر زبان دارد

رباعی

عمریست که محو دل بیدار خودیم حیرت زده^۱ جلوہ^۲ اسرار خودیم
کی صورت حال ما شود پرده نشین چون آئینہ خود رفتہ دیوار خودیم
(همیشه)

(۳۴۱) گورو نانک تلونڈی

در زمان سلطنت بہلول لودی در دہ تلونڈی کہ در نزدیکی شہر لاہور واقع است بدنیا آمد۔ سال تولد وی ۱۴۶۹ میلادی است۔ آشنائی کاملی با زبان فارسی داشت۔ در تاریخ پنجاب کہ اثر غلام محی الدین ہوتی شاہ است چنین نوشتہ شدہ است کہ اشعار ہندی و فارسی او همطرز است۔ مصنف کتاب چہار گلشن نوشتہ است کہ ” بیان کمالاتش از تقریر و تحریر مستغنی است “ منشی سون لال صاحب عمدۃ التواریخ نگاشتہ است کہ او از اشارات و کنایات زبان فارسی مطلع بود ۔ در بابر نامہ ذکر و احوال گورو نانک نیست اما ” در گرو گرنتھ صاحب “ ذکر بابر پادشاہ مذکور آمدہ است ۔ ازوست :

یک عرض گفتم پیش تو در گوش کن کرتار (۱)
حقا کبیر کبریم تو بی عیب پروردگار
دنیا مقام فانی ۔ تحقیق دل بدانی
ہم سر سوی عزرائیل گرفت دل هیچ ندانی
زن ۔ پسر ۔ پدر ۔ برادران کس نیست دستگیر
آخر بیفتم کس نداند چون شود تکبیر

شب روز گشتم در ہوا۔ کردم بدی خیال گاہی نہ نیکی کار کردم، ہم این چنین احوال
بد بخت همچو بخیل غافل بی نظربی باک نانک بگوید جن ترا۔ تیری چاکران پہ خاک^۲

(۳۴۲) لائق - میر محمد مراد لاہوری

در عہد عالمگیر مدتی بخدمت سوانح نگاری لاہور سرفراز بود۔ بشوق ملاقات میرزا صایب از ہند تا اصفہان پیادہ رفت۔ میرزا بدلاجوئی تمام پیش آمد و بوٹاق خویش جاداد و شعر او را پسند کرد۔ با میر عبدالجلیل بلگرامی رابطہ خاص داشتہ۔ این رباعی ازوست :

زان لحظہ کہ پنجہ ات بدامان حناست صد رنگ ہوس شگفتہ در جان حناست
دست تو از مصحف جمال تو بود پنج آیت متصل کہ در شان حناست
(انجمن ۴۱)

۱- کرتار بمعنی پروردگار ۔ ۲- این مصراع آمیزش الفاظ زبان پنجابی دارد

در عہد خلد مکانی مدتی بہ خدمت سوانح نگاری لاهور مامور بود و در عشر
ثانی بعد مائتہ و الف در لاهور بر صدر حیات تسکین داشت.

(بینظیر ۱۰۱)

(۳۴۳) لسان - میرزا علی نقی خان لاهوری

خلف محمد قاسم خان ، در دارالسلطنت لاهور بعرصہ وجود شتافتہ و نشو و نما
در بلدہ عظیم آباد یافتہ . مشق سخن از شیخ علی حزین اصفہانی و مولوی محمد
عوض حکمت جونپوری نمودہ ، لسان و گاہی نقی تخلص می فرمود . از قصاید
مثنوی و غزل و قطعہ و رباعی وغیرہ ہر قسم نتایج الافکارش معروف است . چون در
آن ایام نقشبند طبیعت سر این قماش تازہ در سر نداشت گرد آوری اشعارش بعمل
نیامدہ . اینک این چند در آبدار از " خلاصہ الافکار " نقش پذیر صفحہ یادگار
میگردد :

تبسم رہزی لعل تو ظالم میکشد مارا
بجز محراب ابرویت کلیسائی نمیداند
چنان چشم تو کافر برد از رہ پیر ترسارا
بسان دیدہ نرگس در آستین دارد
نمیدانم کہ کشتن کرد تعلیم ابن مسیحارا

(ریاض ۸۱)

(۳۴۴) لقائی - محمد حاجی محمد بنیانی لاهوری

در اوایل بخدمت میان جیو رسیدہ و سہ سال با آنحضرت بودہ اند .
بیشتر در ایام سپاہگری در طریقہ چشتیہ مشغول بودند . فقیر با ایشان بسیار
صحبت داشتہ . اکثر اشعار میگویند و ابن ایبات از ایشان است . لقائی تخلص
می کند :

در حیرتیم تلخ کلام از دہان تو
نازم بچشم تو کہ بہنگام ہر نگاہ
جانیکہ زندگانی نقد است آرزو
صفات حسن تو ز آنرو نمیتوان گفتن
غم از تو از دل پر خون نمیرو چکنم
غریب و بی کسم اندر دیار خود بی تو
بگفت ناصحہم این گریہات چراست چنین
لقائی از غم آن ماہ خوش لقا مردم
یک زہر خندہ لعل لبہ صد شکر دہد
یک جان ز تن رباید و صد جان نہ کرد دہد
آن جان لقائی از غمت ای سیمبر دہد
کہ چشم نیست زبان را و چشم راند زبان
من از غم تو جواہر بہار می آرد
بہ جستجوی تو در ہر دہر می آرم
بکنش کہ من از سحر ہر می آرم
من از دو دیدہ خونبار زار می آرم
میان حاجی محمد روز سہ شنبہ ماہ مبارک رمضان ، سال یکہزار و پنجاہ و چہار

وفات یافتند و ایشان را در جوار روضہ منورہ حضرت میان جیو و پهلوی میان نتمہ مدفون ساختند . رحمہم اللہ تعالیٰ .

(سکینہ ۲۱۲)

(۳۴۵) لکنی - وحید لکنی لاهوری

اول ”روانی“ تخلص داشت اما بسبب اینکه زبان او لکنت داشت . بعداً تخلص خود را لکنی قرار داد . این بیت ازوست :

ترک چشم او ز مستی ہر چہ با ما راز گفت
غمزہ غماز با آن شوخ یکیک باز گفت

(۳۴۶) لوائی - پیرزادہ لوائی لاهوری

پیرزادہ سبزوار است . طبع شعر داشت ، مدتی در خدمت آستانہ اکبری بود . در لاهور ۹۹۵ ہجری دیواری از تند باد حوادث بر سر او افتاد و نقد حیاتش برباد رفت . ”پیرزادہ از جہان رفت“ تاریخ است . ازوست :

در پیش غیر زان نکنم گفتگوی تو تاجای در دلش نکند آرزوی تو
اہل ہوس ز شوق چو نام بتان برند ترسم کہ نام او بغلط در میان برند
(نگارستان ۸۵)

(۳۴۷) متین - ملا جیون لاهوری

جوان بیست سالہ خواہد بود . خط نسخ و نستعلیق می نویسد . الحال مکتب داری می کند و در لاهور می باشد . فکر شعر کم میکند . اکثر در تاریخ گوئی سرگرم است . اشعار خود نزد فقیر می آورد و اصلاح می گرفت . ازوست :

گر حق طلب کنی سگ اصحاب کہف باش
بگذار ہم نشینی اصحاب فیل را

(مردم ۱۸۶)

(۳۴۸) محب - محب علی سرہندی

اسمش محب علی و اصلش از برلاس . مولدش تہ ، موطنش سند ، معاصر اکبر شاہ و جہانگیر شاہ و از محققان آگاہ ، مشربش عارفانہ و اشعارش موحدانہ است . چون آئینہ ام هست ہمہ چیز و لیکن
عشق را خانہ ایست بر سردار از ہر چہ پرسی ہمہ را ہیچ جوابست
نہ درش بستہ نہ کسی را بار (عارفین ۳۹۱)

(۳۴۹) محبوب - نواب غلام محبوب سبحانی لاهوری

شاعر مستند بود، دیوان خود را بحیات خود بقالب طبع در آورده همه جا فرستاد و فقیر را نیز عنایت کرد . و این عاجز مدت بخدست والایش ماند و هر ماه مشاعره بمنزلش میشد مگر تا آمدن فقیر مشاعره شروع نمی کردند . در عمر پنجاه سالگی در دربار دہلی فوت شد . نعش او به لاهور برده در حصار داتا گنج بخش لاهوری دفن کردند . فقیر این تاریخ وفاتش یافته :

سنش سرزد چو قلب مهر بنہفت
چنان شد کوی محبوب سخن سنج
از یشان است :

سوختی دل ز بیوفائی ها	این بود رسم آشنائی ها ؟
نیست با کم ز آتش دوزخ	دیده ام آتش جدائی ها
تاب روی تو سوخت هستی ما	دور چشمت فروزد مستی ها
گرچه پیوسته بمن رنج و ملالی دارد	لیکنم شاد بامید و صالی دارد
گوید بمن از ناز گہی بلہوس است این	بیگانه و شم گاہ پیرسد چه کس است این
	(چشم ۱۰۷)

(۳۵۰) محتاج - ابوالرشد رشید لاهوری

ابوالرشد رشید یکی از ندیمان خاص سلطان ابراہیم بود . علاوہ بر سخن سنجی سہارتی در علم ہندسہ ہم داشت . در لاهور بعنوان وزیر زندگی می کرد . شاعری معروف باسم انوری یکی از اشعارش را عیناً در دیوان خود نقل کرده است :

گفته از رائیران حریر درت
مرحبا مرحبا ، در آی در آی
راجع بہ اختیاراتی کہ محتاج داشت مسعود سعد سلمان چنان گفته است :

پسر محتاج ای من شدہ محتاج بہ تو
از پی آنکہ ہمہ خلق بہ محتاج تو است

ابوالفرج رونی در مدح او چنین گفت :

بو رشد رشید ای کمال ملک	ای دست تو ذات کمال ملک
تخویف تو رایان ہند را	افکنده بحد جبال ملک

محتاج کہ شہاب الدین محمد نام داشت مانند پدر خود معروف بود . پسرش در سال ۵۹۸ ہجری فوت کرد .

(۳۵۱) محزون - میان شریف کنجاہی

از اہالیان دہ کنجاہ است و در شہر گوجرخان کہ از نواحی شہر راولپندی می باشد ، استاد دانشکدہ دولتی و معلم زبان و ادبیات فارسی ہست . محزون تخلص دارد . اشعارش ہنوز بصورت دیوان جمع آوری نشدہ است . اشعار زیر ازوست :

ہر صوفی خود رای زمستان گلہ دارد از روز ازل کفر بہ ایمان گلہ دارد
یک روز بنگرید کہ لذت کش غم شد محزونی کہ از گردش دوران گلہ دارد

(۳۵۲) محمد - محمد شاہ سید نوشاہی ساہن پال

اسمش محمد شاہ وتخلص او محمد بود . لقبش نیک اختر نوشتہ اند . پدرش کہ سید محمد امین بن سید حافظ قل احمد نام داشت بلقب نوشاہ ثانی معروفیت داشت . او در سال ۱۲۸۱ متولد شد . شاگردی پدر خود اختیار کرد و بعداً از سید محمد شفیع کہ عمویش بود استفادہ ہا و استفاضہ ہا نمود . قرآن مجید ازبر داشت و بہمین جہت حافظ ہم لقب داشت . در سال ۱۳۳۷ ہجری عرصہ وجود را ترک گفت . قبرش را در ساہن پال ساختند . بفارسی شعر می سرود و در تاریخ گوئی ہم مہارت داشت . بمناسبت تاریخ بنیان گذاری یک مسجد چنین گفتہ است :

از خرد تاریخ جستم سال این عالی بنا
گفت بنویس از ندائی "خانہ دین خدا"

۱۳۳۵

(۳۵۳) محمد بخش - میان محمد بخش گجراتی

میان محمد بخش ساکن دہ موہلہ از نواحی گجرات پدر بزرگ چودھری محمد حسن چیمہ است کہ اینک در گجرات وکیل داد گستری می باشد . محمد بخش گاہی بفارسی ہم شعر می گفت . بیشتر منظومہ ہایش در مدح مردم است . قطعات تاریخ ہم میگفت . دیوانش ہنوز چاپ نگردیدہ است اما نسخہ خطی دیوانش در خدمت قریشی احمد حسین احمد می باشد . محمد بخش راجع بہ شخصی کہ اسمش خادم حسین بود ، چنین گفت :

خورشید تا بفلک ہویدا ستارہ بہ اقبال وحکم بخت جوان باد از الہ
دولت غلام نصرت وزر ہر زبان رفیق منظور در حضور شوی از تمام راہ
حافظ ترا ہمیشہ خدا در شدید شر سر چشمہ مروت و الطاف بادشہ
یک حرف گیر از سر مصرعہ کن شمار نام آن بزرگ فہم کنی پر کرم نگہ



(۳۵۴) محمد جواد لاهوری

صاحب علم و فضل از ترکستان بود . در هندوستان رسیده . بدارالاماره لاهور توطن گزید . هنگامیکه نادر شاه لشکر بهندوستان کشید ، وی بدست یکی از لشکریان شربت شهادت چشید .

رباعی

گفتا چه کسی چو کردی از هجرم دق گفتم که کنم بهر چه هستم لایق
رو کرد، سیه بگرد عالم گردم کین است سزای آنکه گردد عاشق
(صبح ۳۷۷)

(۳۵۵) محمد حسین شاه رضوان لاهوری

از ولایت آمده در هند سایر و دایر بود . و بعضی گویند توطن لاهور اختیار کرده . این بیت او را که بدان فخریه میکرد گفته :

مگر ساقی کمر در خدمت پیمانه می بندد
که چون نرگس بهر انگشت خود پیمانه می بندد

(نفائس ۱۴۳)

(۳۵۶) محمد حیات قریشی گجراتی

برادر بزرگ قریشی احمد حسین احمد است . در ده کنجاه تدریس میکند و بزبان فارسی هم شعر می سراید . ازوست :

الغیث ای چاره ساز درد ما را الغیث
مانده ام در بحر عصیانم خدا را الغیث
چون نگردد از در لطف کسی گاه بی مراد
هان نگردان از در خود بی نوا را الغیث
بی کس و در مانده ام ، در خاک و خون افتاده ام
ای نگه لطف پرور این گدا را الغیث
تا یکی منت کش الفاظ و معنی می شوم
کنج اسرار نهان ده خوشنوا را الغیث

(۳۵۷) محمد حیات سید نوشاهی ساهن پال

اسمش سید محمد حیات و لقبش ربانی بود . اسم پدرش حافظ جمال الدین و اسم پدر بزرگش حافظ محمد برخوردار بحرالعشق نوشاهی بود و ذکر این دو

درین تذکره مرقوم گردیده است . سید محمد حیات حافظ قرآن بود و در علوم عقلیه و نقلیه معلوماتی وافی داشت . کتابی بنام تذکره نوشاهی نوشته بود و کتابی دیگر باسم مجمع اللطایف هم از تصانیف وی است . در سال ۱۱۷۳ در گذشت . قبرش را در ده ساهن پال در نواحی شهر گجرات ساختند . اشعار بسیار خوبی را بفارسی و عربی میسرود . از اشعارش ابیاتی چند بدستم رسیده است که در زیر نقل میگردد :

محمد ز سر تا قدم پاک بود	نبی بود و آدم در آن خاک بود
چو تا حشر ز لولاک آمد بسر	ز من زار کی وصفش آید بسر
چو و صاف او خود خداوند شد	زبانم ز تعریف او بند شد
چه یارای این ذره با آفتاب	بقلم چه قدرست بهر حباب

(۳۵۸) محمد خویشی - کنجاهی

صاحب و سالک مسلک وجد و حال بود . گوهران اشعار فارسی و هندوی آن بحر اسرار همه آبدار و آویزه گوش مستعدان روزگار است . از واردات اوست :

آشوب درد خاطر از پی سرشته اند بی برگها بهار من از وی سرشته اند
هر کس آید از در من مست می رود گویا که خاک در گهم از می سرشته اند

در کنجاه باگاه دلی بسر می برد . سرگشتگان وادی طلب را بسر منزل مقصود راهنمایی میکرد .

(فرحت)

(۳۵۹) محمد صالح کنجاهی

در آخر زمان حکومت سیکهای پنجاب . در کنجاه که از نواحی گجرات است زندگی میکرد . خط نستعلیق خوب می نوشت و شعر فارسی نیز میسرود . تصانیف زیادی در نظم و نثر دارد . تذکره ای بنام سلسله الاولیا هم تصنیف کرده است . اشعار زیر از دیوان خطی او داده میشود :

نسیم سحری بکن گذاری در آن دیاری که هست آنجا
شفیق جانی ، رفیق قلبی ، انیس رعنا ، جلیس زیبا
خوش آن مکانی و آن دیاری که دارد آنجا مقام یاری
شگفته روئی ، خجسته خوئی ، دقیقه گوئی ، سخن شناسا
چو گاهی گاهی نوید آید ، ز خرسی و خوشی ازان سو
دلش شگفته شود بطوریکه از نسیم صباح گلها

چه گویم از آرزو وصل تو هم ز تشریح درد هجران
 قلم دریده ، دهان مقطع ، زبان مقصر ز گفتگوها
 برای تو این فقیر خواهد زدگرگی ایزدی که باشد
 مدام حب خدا پرستان زیاد هر وقت نام سولی

(۳۶۰) محمد عالم گجراتی

برادر مولوی محمد عبد الکریم و عموی قریشی احمد حسین بود . همه عمر
 خود را در زهد و عبادت صرف نمود و مجاناً تدریس میکرد . خوش کلام بود .
 عبری و بفارسی شعر میسرود . در سال ۱۹۵۵ عرصه وجود را ترک گفت .
 ازوست :

کردی تو اگر مرا فراموش یاد تو سرا است در دل و جان
 در مذهب تو مگر روا نیست پرسیدن حال درد مندان

(۳۶۱) محمد علی بتالوی

مولانا محمد علی در ده بتاله که از نواحی شهر گورداسپوری باشد بدنیا آمد .
 برای تحصیل علوم مذهبی و دنیاوی وارد مکهد شریف شد که در نواحی شهر
 کیمبلپور است . مدتی در آن جا زندگی کرد . سپس کتابخانه بزرگی با یک درسگاه
 مفصلی در آن جا ساخت و مورد استناد اهالیان آن شهر قرار داد . در خدمت
 خواجه شاه سلمان تونسوی حضور بهم رسانیده منازل سلوک و طریقت را طی نمود
 و بعداً خلیفه وی شد . در مکهد شریف هزاران نفر از شاگردان و ارادتمندان وی
 وجود داشتند . در سال ۱۸۳۷ عرصه وجود را ترک گفت و در شهر مکهد مدفون
 گردید . قبرش زیارتگاه مردم است . دیوانش هنوز مدون نگردیده است . اشعار زیر
 ازوست :

صد قیامت گر رود هر گز نمی گردد جدا

حسن بی پایان تو از عشق بی پایان من
 آب چشم شست نقش غیر از لوح دلم
 محترم باش از خدا ای دیده گریان من
 من اگر آهی کشم سوزد زمین و آسمان
 پر حذر باش ای رقیب از آتش سوزان من
 خانه جانم شد از اغیار خالی ای صنم
 خوش بیا در جان من ای جان من جانان من

نقد جان دارم بهایت ای مه کنعان من
 ملک دل کردم خرابت ای شه خوبان من
 لاف عشق تو زنم گر خون ریزی هم رواست
 باختتم سر در هوایت ای گل بستان من
 حاجت منبر و محراب مرا نیست که من
 طاق ابروی تو محراب دعا می بینم
 روی آن ماه ندیدست ملامتگر من
 او چه داند که من خسته چها می بینم
 کس ندیدست و نه بیند ز خم طاق سپر
 آنچه من از خم ابروی دو تا می بینم
 اسم پدرش مولانا محمد شفیع بود . او هم عالمی با کمال بوده است .

(۳۶۲) محمد علی - چودھری محمد علی

چودھری محمد علی یکی از فارغ التحصیلان دانشکده اسلامیہ در لاہور بود .
 او بعد از پایان تحصیلات خود در همان دانشکده دانشیار ریاضی شد . خدمات
 زیادی را بکشور نموده بود و بہمین جهت اول وزیر دارای پاکستان شد و بعداً
 بمنصب نخست وزیر منصوب شد . با ادبیات فارسی علاقہ دارد و مثنوی مولوی
 را با عشق مخصوص مطالعہ می کند . بفارسی ہم شعر می گوید . ازوست :

غمش بس است و ز عالم کنار می جویم
 فتادہ بر لب جوی حدیث او گویم

متاع دل بیازاری ببردم خریداری کہ آمد رو نہان کرد
 دل از من برد و رو از من نہان کرد خدا را تا کی این بازی توان کرد ؟

(۳۶۳) محمد یوسف - قاضی محمد یوسف پنجابی

سواد و خط فارسی را از پدر خود کہ محمد صدیق نام داشت فرا گرفت .
 در شعر گفتن مہارت فوق العادہ ای را داشت . مجموعہ اشعارش بنام ”در عدن“
 چاپ گردیدہ است . با سیاحت و گردش علاقہ داشت و بتمام نقاط شبہ قارہ ہند و
 پاکستان مسافرت نمودہ بود . دیوانش را ندیدہ ام اما قطعہ زیر کہ بر وفات
 دوست خود میرزا رمضان سرودہ است در زیر نقل میگردد :

آہ رمضان علی نیک نژاد رفت از ما و شد دلم ناشاد

وہ چہ خوش مرد پاک فطرت بود این چنین مرد شادروان کم زاد
اشک از چشم من برون آمد چون مرا آن عزیز آید یاد
چون ز حق حکم ارجع بشنیدم گفت لبیک او به رب عباد

(۳۶۴) محمود لاهوری

احوالش مفقود است . در هفت اقلیم راجع باو همین قدر نوشته شده است :
"محمود شعری هموار سی گوید . اما از غث و ثمین احوالش اطلاعی ندارد".
محمود نامہ کہ دارای غزلیات است و ۳۶ غزل شامل آن سی باشد ازو مانده
است . این مجموعه غزلہایش چندین بار چاپ گردیدہ است . محمود در زمان
اکبر شاہ زندگی میکرد . در یک نسخہ خطی محمود نامہ کہ در کتابخانہ
دانشگاہ پنجاب قرار دارد آن را بہ محمود و ایاز منسوب کردہ است . تاریخ
کتابت آن نسخہ چنین دادہ شدہ است :

سال تاریخ این رسالہ خورد بود در فکر جان پردہ گشا
نالہ از غیب زد کہ ای محمود گفت ہاتف کہ گشت بزم آرا

در نسخہ چاپی محمود نامہ کہ این حقہ دارم ، تمام غزلیاتش بیک
اسلوب و سبک نگاشتنہ شدہ است . در بیشتر قطعہ ہا اسم ایاز در مقابل محمود
نوشتہ شدہ است . یکی از خصایص این غزلہا این است کہ حرف آخر ہر بیت
مطابق حرف اول آن است :

روی تو هست غیرت گلزار کشت زان پیش روی تو گلزار

غرض اینست کہ بر جان و دلم لالہ رخی

سوزد از آتش عشق رخ خود پنهان داغ فارغ البال سی لعل بنوشیم مدام

کہ خدا عفو کند گرچہ نداریم عفاف قرار دادہ ام ای دل بصبر در غم ہجر

کہ غیر صبر ندیدم دگر دوائ فراق

کین گرد مہ ندید بدینگونہ حالہ را

تا کند دعوی حسن آفتاب

صبر و قرار و خرد و خورد و خواب

سردم بدور چشم تو بیمار الفیاض

دیدہ اسکبار می گوید

آمد برون بگرد رخت خط عنبرین

برافکن از ماہ رخ خود نقاب

باز ایاز از دل محمود برد

ثبت است بر جریدہ حسنت کہ گفتہ اند

درد تو با ایاز ای محمود

(۳۶۵) محنتی - سرهندی

محنتی حصاری در یکی از مدرسه های دهلی تحصیل کرد ، سپس بمنصب قضاة مامور گردید . تخلص محنتی از دربار شاهی باو اعطا گردید . در عهد حکومت اکبر شاه زندگی میکرد . در سرهند فوت کرد و در همان شهر مدفون گردید . شعر هم میگفته است . دیوانش را ندیدم . ازوست :

یافتم در گزری جای کف پایش را
چون نمایم رخ خود یافته ام جایش را
بفکر موی میانت دل کسان گم شد
دل شکسته ماعم در آن میان گم شد

(۳۶۶) محی الدین - سید غلام محی الدین نوشاهی ساهن پال

سید غلام محی الدین پسر سید عبدالله بن سید خیرالله نوشاهی است . صاحب علم و فضل بود و خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت . در سال ۱۲۹۰ هجری بعالم بالا رهسپار گردید و در ده ساهن پال مدفون گردید . علاقه بسیار شدیدی را نسبت بادبیات فارسی داشت . اشعار زیر را او سروده است :

روز آدینه و بوقت زوال	وطن ما هست ساهن پال
نوشه حاجی بگور تو نالم	از سر لطف بنگری حالم
تو زبان مرا چو سیف بساز	دشمن ما ز بیخ بر انداز
بخت بیدار کن بنام خدا	ذوق و شوقم بده بنام خدا

(۳۶۷) محیط - منشی رام جس لاهوری

منشی رام جس . قوم کهنتری سهره ، نام والدش لاله کمکالس (کذا) "عاجز" تخلص ، متوطن لاهور . و مولد آن عاشق حسن ازلی دارالاماره دهلی . اول در تخلص لفظ "مغموم" را خوش کرده بود ، آخر بتخلص "محیط" غواص بحر سخن گردید . بوظیفه یک هزار و دوصد روپیه سالانه از سرکار موظف گشته دامن از تلاش دنیا برچیده بگوشه عافیتی در کمال آسودگی و شکسته حالی میگذراند . هر روز قریب شام با آشنایان یک رنگ . سرگنگ موج زن گشته خاطر را بآن مشغول و دامن دل را از رنگ کدورت مغسول میسازد . خط را خیلی تلخ و شیرین می نگارد و در برگونی و زود نویسی تر دستیمها دارد . چنانکه بسیاری از کتب بقلم خود رقم زده . با حضرت خواجه حسن اعتقاد شاگردی دارد . کم کم فکر فارسی هم میکند .

گنجیدن چندین محیط درین کوزه از محالات متصور و اهتمام فارسی مقدم تر است .
پاره ای از مہ پارگان فارسی بقلم می آید :

ای خوش آن وقتی کہ در بردلستانی داشتیم
زین سبب بودیم فارغ دل ز اندوہ جہان
داستان ہجر پیش یار میکردیم شرح
در سراغ بی نشان نام و نشان گم کردہ ایم
گوہر مقصود می کردیم حاصل دوجہان
نغمہ سنجی ہر فنی جادو بیانی داشتیم
غم گساری ، مہرورزی ، مہربانی داشتیم
گر برنگ طوطی گویا زبانی داشتیم
ورنہ ماہم چون نگین نام و نشانی داشتیم
گر تمنای محیط بی کرانی داشتیم
(وفاق ۹۲)

از قوم کھتریان بود و در لاهور زندگی میکرد . زبان ملازمت و اشتغال خود
را در شہر بنارس گذراند . با مصنف ریاض الوفاق خیلی دوست بود . آثار متعددی
بجای گذاشتہ است کہ عبارتند از :

- ۱- محیط عشق
- ۲- محیط درد
- ۳- محیط غم
- ۴- حسن و عشق
- ۵- مثنوی
- ۶- محیط الحقایق
- ۷- محیط الاسرار
- ۸- گلشن معرفت
- ۹- محیط معرفت
- ۱۰- محیط اعظم
- ۱۱- محیط دانش

(۳۶۸) مخلص - اہنائی داس لاهوری

از قوم ارورہ میچندہ ، ساکن دار السلطنت لاهور است . جوانی است خلیق
شفیق و بسیار گرمجوش . سر رشتہ انشا' برسانی تمام بدست دارد . خط شکستہ
بدرستی می نویسد . در حین کہ قہر از کوہ کاکرہ بد قصبہ بتالہ وارد شد ، او
بہ تقریب خدمت منشی گری سرکار نواب ابو البرکات خان صوفی در آنجا بود .
مشق بطرز قدما' درست دارد . چند بیت بہ فقیر دادہ بود کہ داخل این تذکرہ
نماید . در قصیدہ' مدح گوید :

دشمن از خوف نہنگ تیغ خون آشام او
ہمچو ماہی' سقنقور از جہان نایاب شد
ذرہ' کو سایہ دست بلندت یافتہ
ہنچہ تاب ہنچہ خورشید عالم تاب شد

نواب ابو البرکات خان صوفی غزلی طرح کردہ بودند . فقیر خوشگو در مجلس ایشان
این بیت بدیہ گفتہ کہ در بتالہ شور افتادہ بود :

بجاست گر دل پروانه طینتان سوزد
که شمع قاست خوبان ز نور ریخته اند

مخلص مشارالیه نیز غزلی در جواب گفته که این بیت از آنجاست :

خمیر لعل تو از شهد و شور ریخته اند دهان تنگ تو از چشم مور ریخته اند
جنون ماست بجوش از بهار فیض ازل گل مراد ز جیم ز دور ریخته اند
(خوشگو ۳۴۳)

ابنای داس لاهوری از قوم اروره^۱ میچنده . ازوست :

زان پیشتر که ساقی جام اجل چشاید از باده^۲ انا الحق سرشار کن دل ما
(رعنا ۱۳۷)

(۳۶۹) مخلصی - میر احمد حسین سر هندی

ولد میر محمد حسین از سادات سر هند است . خیلی جوان گرم جوش ،
طبع رسا و لطیفه آور دارد و شعر بطرز بسیار دلچسپ می خواند . روزی شعری
می خواند :

هر سرو قدی را نه رسد دعوی بالا با دلبر من سلمه الله تعالی
(خوشگو ۳۱۱)

(۳۷۰) مخلص^۳ - انند رام لاهوری

نبض شناس باریکی کلام . رای رایان رای انند رام مخلص تخلص ، خلف
راجه هری رام کهتری ساکن صوبه لاهور است . اوایل سخن برای مشق بجانب
میرزا بیدل صاحب بگذرانید . بسیار بحسن خلق و اوصاف حمیده آراسته و به
قنون دیانت و کریم النفسی پیراسته . شاعر معنی تلاش خوش زبانی مثل او
درین جزو زمان کمیاب است . بیشتر دیوانی به مشق طرز میرزا صائب ترتیب داده
الحال به طرز میرزا رضی دانش شعری گوید . دیوان غزلیات بقدر ده هزار بیت
دارد پر از الفاظ رنگین و معانی تازه و حکایتی در نثر نوشته همه مقفی و رنگین .
دیباچه سرقعی نوشته که بخوبی^۴ آن دیباچه بنظر نیامده . کتابی نثر از طرف
محمد شاه بادشاه بدارای ایران نوشته . بعضی از اشعار آبدارش اینست :

دیدم غزال دو سه سر گرم توانش	افتاد چون بر تربت مجنون گذر ما
خارخار نوگلی دارم که دوش از ناز گفت	ما ترار سوا به عشق خویشتن خواهیم کرد
گذشتی از نظر و بی تو زنده ایم هنوز	ز شرم آب نگشتیم ، خاک بر سر ما
دل چه لذت برد بغیر از عشق	نمکی زندگی ست شور مزاج

مباد حلقه صحبت ز همدگر باشد سخن ز زلف پریشان یار می گذرد
 مغرور مشو فصل بهار ای چمن آرا
 فرداست که آشوب خزانست درین باغ
 ای نسیم صبح گر سوی گلستان بگذری
 از اسیران قفس هم سجده ای در پای گل
 بلبل شوریده ای چون من ندارد ابن چمن
 صد بهار آخر شد و من هم چنان دیوانه ام
 از من آداب عشق آموزید تربیت کرده جناب دلم
 شب که شد در محفلش مذکور مظلومان چرخ
 گفت مخلص نام من هم داد خواهی داشتم

(خوشگو ۳۲۱)

کهریست از ارباب جاه و دولت و اصحاب مکنت و ثروت بوده . مدتی
 بوکالت ذکریا خان صوبیدار ملتان و لاهور و نواب قمر الدین خان بهادر ممتاز بوده
 بکمال فراغت در دہلی بسر می برد . بعد معاودت نادر شاه در هندوستان خانه
 نشینی اختیار کرده . آمد و رفت بکلی ترک نموده . در انشا نثر داد رنگینی
 و متانت میداد و بغایت مزه و دلچسپ مینوشت . و در شعر و سخن از بهترین
 شاگردان میرزا بیدل است . قریب پنجاه هزار بیت خواهد بود . با خان آرزو
 کمال اخلاص داشت . طور کلامش ماورای طور استاد است . ازوست :

الهی آب و رنگ شور بلبل ده بیانم را بخون دل بیاراهمچو برگ گل زانم را
 گفتم نگهی بسوی مخلص فرمود امیدوار باشد

(نشر)

انند رام از قوم چہتریان است کہ ریاست اہل ہند از قدیم الایام باین گروہ
 تعلق دارد . وطن آبای او سودہرہ از توابع لاهور است . آنند رام در دربار شاہی
 وکیل اعتماد الدولہ قمر الدین وزیر فردوس آرامگاہ و نیز وکیل سیف الدولہ
 عبد الصمد خان ناظم صوبہ لاهور و ملتان بود و رای رایان خطاب یافت .
 مخلص در سنہ اربع و ستین و مائہ و الف قالب تمہی کرد . این ابیات او از
 مجمع النفائس نقل افتادہ :

مردم دنیا سماجت خواہ و من نازک مزاج
 ای خدا فضلی کہ استغنا بفریادم رسد
 نبود قابل صحبت مخلص بگذارید کہ سودا دارد

(عامرہ ۴۲۵)

شاعر شیرین کلام رائی رایان آنند رام کہ مخلص تخلص می کند از قوم
چہتریان است کہ از قدیم الایام فرقہ ایشان اہل حکومت و ریاست در ہند شدہ
آمدہ اند . وطن اصلی او سودھرہ از متعلقات لاہور است و وی در شاہجہان آباد
میگذرانید . دستور ہند است کہ بدرگاہ سلطان از طرف امرا کلام باشند . مخلص
بدربار بادشاہی بوکالت اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ بادشاہ ،
سیف الدولہ عبد الصمد خان ناظم صوبہ لاہور و ملتان مامور بودہ و بخطاب رائی
رایان سرفرازی داشت . در عنفوان جوانی اشعار خود از نظر میرزا عبد القادر بیدل
مرحوم گذرانیدہ ازان زمان باین عاجز محشور و مربوط است . آخر الامر مخلص
در سنہ ۱۱۴۰ اربعین و مائت و الف بساط اخلاص ہستی سہوم پیچیدہ . این
چند بیت از کلام پرور اوست :

ز حال بلبل مسکین ندارم اطلاع اما
بیای گلبنی دیدم مشت استخوانی را
گردن دعوی مکن ای شمع در محفل بلند
رونق حسن تو آخر تا سحر خواہد شکست
بقربان بتان آخر دل افکار خود کردم
ز حالم تا کسی واقف شود من کار خود کردم
بکاغذ باد ماند در محبت کاروبار من
کہ باشد در کف طفلان عنان اختیار من
قیامت بر سر من آورده ای از شیون ای قمری
توخواہی بعد ازین در باغ بودن یا من ای قمری

(نتائج ۶۶۰)

رائی آنند رام خلف راجہ ہردی رام از قوم کھتری متوطن سودھرہ تابع لاہور
با خوبان معانی اخلاصی دارد و پری زادان سخن نسبت خاصی . سید غلام نبی
نسیم تخلص ، اسروہی ، در تعریف او می گوید :

آن سپہر سخنوری مخلص فخر عرفی و انوری مخلص

خان آرزو در مجمع النفاٹس می نویسد : ”باعث بودن فقیر در شاہجہان آباد و
دہلی اخلاص او است“ . وفات رائی آنند رام در سنہ اربع و ستین و مائت و الف
اتفاق افتاد . این ابیات مخلص پر مخلصان سخن عرض میشود :

ای بلبلان کردہ سفر جانب قفس تنہا گذاشتید درین گلستان مرا
از خطت شور در چمن افتاد بندہ پرور ، هنوز آغاز است
دل چہ لذت برد بغیر از عشق نمک زندگی است شور مزاج

چون منجم دید طالع نامه ام خندید و گفت
این پسر قائم مقام حضرت مجنون شود

(رعنا ۱۳۰)

کھتری لاهوری الاصل است مخاطب برائی رایان . شاگرد بیدل و مربی
آرزو درسنه ۱۱۴۶ قالب تھی کرد . وکیل اعتماد الدوله قمر الدین خان وزیر
بود . از وی سی آید :

با بلبان شریک فغان میشدم ولی
بگلشن چند سروی دیدم و فریاد سرکردم
نگذاشت فصل گل بچمن باغبان مرا
که یارم داد رنگین صحبت یاران موزون را
سفری دور و دراز آمده در پیش مرا

(انجمن ۴۲۴)

در فن شعر و انشا کتب متعددی نگاشته است که عبارتست از :

- ۱- مراة الاصطلاح
- ۲- چمنستان
- ۳- رقعات
- ۴- هنگامه عشق
- ۵- کار نامه عشق
- ۶- تذکره
- ۷- پری خانه
- ۸- دیوان نظم مخلص

(۳۷۱) مخفی - نورجهان لاهوری

مولانا تجلی کاتبی که جوانی صاحب طبع خوش ذهن و نکته سنج بوده است
به هندوستان آمد و در گجرات با مولانا نظری صحبت ها داشته . درسنه ۱۰۴۸
فوت شد . شعر مثل مخفی که بر لوح مزارش نقشست نوشته که اینست :

بر مزار ما شهیدان نه چراغی نه گلی
هر طرف پروانه در طوف است هر سو بلبل

(ریاض الشعراء)

شاعره ماهره والا دستگه ، نورجهان بیگم حرم جمهاگیر پادشاه در جود و
سخا ممتاز و در اختراعات عجیب بی انباز . عطر گلاب و فرش خانه و بی و زیور
طبع از مخترعات اوست . روزی پادشاه میل صحبت می کرد و بیگم عذر داشت .
این مطلع بدیمه خواند :

بقتل من اگر شاها دلت خوشنود میگردد
بجان منت . ولی تیغ تو خون آلود میگردد

ازوست :

دل بصورت ندیم تلشده سیرت معلوم . . بنده عشقم و هفتاخ و دو ملت معلوم

زاهدا هول قیامت مفکن در دل من هول هجران گذرانندیم . قیامت معلوم
(حسینی ۳۲۴)

نور جهان بیگم بانوی حرم جهانگیر پادشاه که احوالش از غایت شهرت
مستغنی از بیان است و کلامش جسته جسته زبان زد سخنوران . این اشعار :
نور جهان اگرچه بصورت زن است لیک بباطن زن شیر افکن است
کشاد غنچه اگر از نسیم گلزار است کلید قفل دل ما تبسم یار است
نه گل شناسد فی رنگ و بونه عارض و زلف
دل کسی را که بحسن ادا گرفتار است

قبرش در لاهور در شاهدره است . و این بیت بر لوح آن نقشست :
بر مزار ما غریبان فی چراغی فی گلی
فی پر پروانه سوزد فی صدای بلبل

وقتیکه جهانگیر زمام سلطنت بوی سپرد این بیت بر درهم و دینار نقش کرد :
بحکم شاه جهانگیر یافت صد زیور
بنام نور جهان پادشاه بیگم زر

(خواتین ۱۴۷)

(۳۷۲) مدهوش - میر مدهوش لاهوری

برادر و شاگرد میر جلال الدین سیادت است . این چهار برادر را حق تعالی
شاعر نامور کرده او هم دیوانی پر از اشعار برجسته دارد . او آخر عهد عالمگیری
با کثر خدمات لاهور سرافرازی داشت . از شعرهای اوست :

تینگی کشیده بر سرم آن سیمبر رسید گفتم که چیست ؟ گفت که عمرت بسر رسید
مصور دست از ابروش بردار که نتوانی کمان او کشیدن
(خوشگو ۳)

اسم عالی آن شمع افروز انجمن سخنوری میر مدهوش است . برادر میر
جلال الدین متخلص سیادت . مولد ارم محمودش خطه پر سرور لاهور . بقول
صاحب نشتر عشق در زمان سلطنت عالمگیر پادشاه به بعضی خدمات لاهور ممتاز
بوده . از کیفیت نظم برجسته اش عالمی بی نی مدهوش و از باده سخن رنگینش
جهانی مینا در آغوش . فقیر زمانی که همکاب محتشمی وارد دربار جهانگیر نگر
”دهاکه“ بودم ، غزلی چند از خواجه حیدر جان شایق بدست افتاده . الحق
آنچه از خامه معنی طرازش ریخته صد مرتبه در خور آن است که سر مشق عالیه
سازم . آخر کار از این کهنه رباط بجانب روضه رضوان شتافت . ازان بلاغت

نشان نکته رسی است :

دارد آسیب نزاکت دل غم شیشه ما
خود بخود بشکند از موج صفا شیشه ما
ما درین باغ نہال چمن تصویریم
ہست در خانہ نقاش رگ و ریشہ ما
قدم از سر چونی خامہ مکن چون مدهوش
پنجه شیر بود خار بن بیشہ ما
(خیال ۱۰۱)

(۳۷۳) مراد - مراد شاہ لاهوری

مراد شاہ پسر پیر کرم شاہ ملقب بہ مسیتا شاہ بود . در اوایل عمر خود
باتفاق پدر بہ لکھنؤ رفت و بعد از پنج سال یعنی در ۱۱۹۶ برگشت و در لاهور
اقامت گزید . پدرش در سال ۱۲۰۰ شہید شد . مراد شاہ کتب متعددی را نوشتہ
است و بیشتر بزبان اردو شعر می گفت . اشعار فارسی ہم دارد . دیوانش چندین
بار چاپ گردیدہ است . در زبان فارسی بیشتر بنظم مشوی علاقہ داشت . ازوست :

چہ تدبیری ز میر آسمان رفت	کہ ہوش و طاقت از پیر و جوان رفت
ز ہی شاہی کہ از کابل بلاہور	چو وحشی آمد و دیوانہ سان رفت
چنین غافل کہ روز و شب نہ بیند	کہ صبحم چون شد و شامم چنان رفت
کجا در بت کدہ ناقوس ماندی	کہ اکثر از مساجد ہا اذان رفت
بہر یک بود یک منزل مقامی	چو وقت کوچ شد غارت کنان رفت
بسال رفتنش در جمع یاران	چہ از تاریخ حرفی در میان رفت
مراد از جودت طبع رسائی	بگفتا ناگہان شاہ زمان رفت

(۳۷۴) مرہب - لطف اللہ کنجاہی

قاضی محمد اسلم پسروری نویسنده کتاب فرحۃ الناظرین اسم او را در تذکرہ
خود مذکور کردہ است . تاریخ تولدش معلوم نیست . دو شعر زیر ازوست :

پیش خامہ بکف طرہ سنبیل دارد	تا پریشانی لیسوی تو بحر رگند
رونق بادہ بیفزود بدانسان کہ کنون	زہد از (؟) دادہ سبجہ تر ویر کند

(۳۷۵) مستانہ - صوفی لاهوری

از شاگردان شاہ لاهوری است . این پیش بگوثر خوردہ :

دیده حالت مشتاق سپرس که عیان را چه بیان می باید
(خوشگو ۲۷۵)

(۳۷۶) مستغنی لاهوری

مستغنی کشمیری مولد لاهوری موطن است . و شاعر عمده اکبری . ماهر
فن شعر و سخن : رباعی

من خنده نیم بطبع عاشق ناساز یا گریه که بر روی روم چون غماز
یا ناله که سر بگوش بیگانه نهم من درد دلم خلوتی محرم راز
(نگارستان ۴۶)

(۳۷۷) مسکین - محمد حسن گجراتی

کوچکترین برادران غلام قادر حیدر بود، و بهتر از سایر برادران خود سخن
سراشی میکرد، خط نستعلیق خوب می نوشت. کتاب جامع المعجزات را که تصنیف
شیخ محمد الواعظ هادی است و بزبان عربی نوشته شده، بنظم فارسی برگرداند.
نسخه های خطی آن ترجمه در کتاب خانه 'شخصی' قریشی احمد حسین وجود
دارد و او مشغول تالیف و انتشار آن کتاب می باشد. اشعاری چند از ترجمه اش
در زیر نقل می گردد:

الهی از نسیم صبح جاوید بمخندان غنچه گلزار امید
طراوت بخش از فیض بهارش که باشد سبز بخت آن سبزه زارش
بهار افروز گردان لاله زارش خط ریحان بکن خط غبارش
تو برگ نو بهار آور بیاغم ز بوی گل معطر کن دماغم
محمد حسن مسکین در سال ۱۹۱۴ سن صد سالگی عرصه وجود را ترک گفت .
قاضی عطا محمد که مسئول امور اراضی گجرات بود، تاریخ وفاتش را چنین سروده
است :

الهی از کرم خویش مغفرت گردان بحق سید الابرار و اله لمقصال
ز روی سوز عطا در نوشت سال وصال چهارده ستمبر دوشنبه وقت زوال

(۳۷۸) مسیح الاهی - مسیح الزمان صدرا لاهوری

مسیح الزمان صدرا متخلص به مسیح الاهی پسر حکیم فخرالدین شیرازی
بود و در سال ۱۰۱۱ هجری وارد هندوستان گردید . او علم طب را در
ایران در خدمت حکیم محمد باقر بن حکیم عماد الدین آموخته بود ولی چون بهند

رسید دوباره بفرما گرفتن دقایق این علم پرداخت و بشاگردی حکیم علی گیلانی که طبیب شاهی بود، در آمد. چون از شغل خود برکنار گردید در لاهور سکونت اختیار نمود و در همان شهر بعالم بالا شتافت. بشعر گفتن علاقه داشت. رباعی زیر را بنا بفرمایش شهنشاه جهانگیر سروده و یک هزار سکه طلائی انعام گرفته بود:

داریم اگرچه شغل شاهی در پیش هر لحظه کنیم یاد درویشان بیش
گر شاد شود زما دل یک درویش آنرا شمیریم حاصل شاهی خویش

(۳۷۹) مشتاق - مشتاق احمد هاشمی گجراتی

استاد مشتاق احمد هاشمی در شهر نوشهره متولد گردید اما از کودکی در شهر گجرات بسر می برد. عقیدت و ارادت خاصی نسبت به حضرت مولانا غلام مصطفی نوشاهی داشت. شغل معلمی دارد و بفارسی هم گاه شعر می سراید. دیوانش را ندیده ام اما قطعه تاریخ زیر بدستم رسیده و نقل می گردد:

غلام مصطفی آن نوشه ثالث ازین دنیا
به بسته رخت سوی خلد واقف راز عرفانی
خرد گفته بسال وصل آه خورشید انور گو
شده خورشید در عقرب، نهان شد شمع نورانی
بجستم سال تر حیلش بگفته هاتقم بر خوان
سخندان فاضل کملا و آن محبوب سبحانی

۱۹۶۵

(۳۸۰) مشتاق (۱) - صوفی مشتاق احمد لاهوری

از شاگردان شاه آفرین لاهوری است. ازوست:
دیده حالت مشتاق سپرس که عیان را چه بیان می باید

(هندی ۲۰۹)

اصلاح سخن از شاه آفرین لاهوری میگرفت و بروش صوفیه کرام میرفت.

(صبح ۵۱۲)

۱- در سفینه خوشگو شاعری بنام صوفی متخلص به مستانه مرقوم است که او هم از شاگردان شاه آفرین بوده و از خطه لاهور است و این شعر که اینجا نقل شده است در سفینه خوشگو وارد شده است. نگارنده همان می کند که این هر دو شاعر یکی هستند.

(۳۸۱) مشرقی - عنایت الله خان امرتسری

پدرش که عطا محمد خان نام داشت از ثروتمندان شهر امرتسر بشمار میرفت و مدت‌ها در همنشینی شاعران و دانشمندان بزرگی از قبیل ذوق، غالب، سرسید احمد خان، جمال الدین افغانی و مولانا حالی بوده و استفاده‌ها کرده بود. پسرش عنایت الله خان در سال ۱۹۰۶ میلادی تحصیلات خود را با اخذ لیسانس ادبیات در لاهور بپایان رسانید و سپس در سال ۱۹۰۷ عازم اروپا گردیده در ۱۹۱۲ از دانشگاه کیمبرج گواهینامه "ترائی پاس" گرفت. بعد از آن بوطن خود برگشته منصب بزرگی را در وزارت فرهنگ دارا شد. بعد از مدتی از شغل خود برکنار گردید و نهضتی بنام "خاکسار تحریک" آغاز کرد و یکی از هدف‌های آن نهضت این بود که استقلال هند را بدست آورد.

عنایت الله خان که معروفیت زیادی را در پاکستان دارد و باسم علامه مشرق معروف است کتب متعددی را نوشته است و باشعار فارسی هم علاقه داشت. او همواره تبلیغ اسلام می‌کرد و می‌خواست که مسلمان‌ها را از شکست روحی رهانیده بمراتب بالا برساند. مجموعه‌ای از اشعار پارسی او در سال ۱۹۲۴ میلادی برابر با ۱۳۴۲ هجری قمری منتشر گردید و بارها مجدداً چاپ گردیده است. اشعار زیر از همان نسخه داده شده است:

گر مه به طلعت تو مقابل نهاده اند	اصلی ندیده اند و معادل نهاده اند
مردم به یک اشاره آن چشم و مردمان	تهمت به دست و بازوی قاتل نهاده اند
ای تیغ آبدار فزودست تشنگی	شیرینی ای که در لب قاتل نهاده اند

گر عشق را حیات ز موت است غم مخور	کآسانی ای به عقده مشکل نهاده اند
ای مشرقی ز ذوق طلبگار چشم دار	لیلای آرزو که به محمل نهاده اند
بیا به میکده اسروز شیخ که خوش جائی است	میچ در غم فردا که کار فردائی است
متاع جان و دلم عرض ناز او کردم	سواد چشم نگر باز در تقاضائی است
وقار حسن اجازت بر رفتنش ندهد	خرام ناز مگر باز محو یغمائی است

به مشرق تو حدیثی ز حسن یار بگوی
 که عاشقی است بهر شیوه مرد هرجائی است
 بگذر تا ز جان و دل خویش بگذریم
 کز خویشتن گسسته به شاهد بسر بریم
 ای چشم تر ز سیل نگهدار جان ما
 ما پیش او عزیز تر از در و گوهریم
 تا کشت ما ز برق الم آب دانه اند
 ما خرمن نشاط بیک جو نمی خریم
 رباعیات

ای مایه درد هاست درمان شدنت تمهید فشارهاست جانان شدنت
 تو و هزار رنگ یک جلوه ناز ما و جانی برای قربان شدنت
 بی عشق بدهرکس چسان شاد بزیست وز مخمضه های او که آزاد بزیست
 برباد شد آنکه در هوا خواهی دوست لاریب فرشته بد که برباد بزیست
 او در سال ۱۹۶۰ مریض شد و چنان مرضش امتداد یافت که در سال ۱۹۶۴
 به بیمارستان "البرت وکتر" در لاهور منتقل گردید. رئیس جمهوری پاکستان
 حضرت فیلد مارشال محمد ایوب خان شخصاً از وی عیادت کردند. او در همان سال
 عرصه وجود را ترک گفت و در اچهره در لاهور مدفون گردید.

(۳۸۲) معطری (۱) - صفاهانی ثم لاهوری

صفاهانی معطری تخلص که در میان مجلس نشسته بود قطعه چند شعر
 بوصف حضرت مکمل گفته بر خواند و ازان جمله یک شعر این است:
 ای مکمل بهر دیدارت دوان سوی لاهور از صفاهان آمدم

(چشم ۱۰۳)

(۳۸۳) مظهر - محمد احمد پنجابی

پدرش ظفر احمد در کپور تھله مامور امور آن ایالت بود و منصب منشی گری
 را بعهده خود داشت. محمد احمد بانفاق پدر خود بمجالس سخن و شعر
 حضور بهم میرسانید و در همان زمان علاقه ای نسبت به شعر پیدا کرد. پدرش
 میخواست که محمد احمد از غزل اجتناب کند و فقط بسرودن نظم ها و مثنوی ها
 پردازد و بهمین جهت باو اجازه داد که شاعری آغاز کند. در ایام جوانی خود

۱- معطری در عصر مکمل لاهوری که در اواخر قرن سیزدهم هجری بوده
 است زندگی می کرد.

بلاهور رسید و بعد از پایان تحصیلات خود بشغل وکالت داد گستری درآمد .
 بزبان اردو شعر می سراید ولی در زبان فارسی تلمیذ حضرت بسمل بود . در تاریخ
 گوئی هم ماهر است . الحال در شهر لائلپور زندگی میکند . دیوان خود را تحت
 عنوان "درد و درمان" بچاپ رسانیده است . انتخاب زیر از همان جاست :

با اهل تناسخ گو ، از بنده بیاسخ گو چون مفت همی افتی دایم بعذاب اندر
 داور چو عمل سنجده ، تنها نه عمل سنجده هم نیت سالک را گیرد بحساب اندر
 از تست سوال من ، وز تست مراد من چون از تو ترا خواهم خود آبه جواب اندر
 از درد چو درمانم ، درآپی درمانم ای چاره گر مظهر ، لطفی بعتاب اندر

ندارد کس چنین ماسان محرومی که من دارم
 بهر گامی غلط رفتم بهر کاری خطا کردم
 بکار خویش حیرانم به فهمم خود نمی آید
 که من این ناروائی ها چسان بر خود روا کردم
 گریبان چاک و دامن چاک و دل هم چاک میدارم
 ندانم چاره گر آخر کرا عزم رفو دارد

بکوی عشق اگر دیوانه باشی به شهر ما بسی فرزانه باشی
 دل و جان در سرکار تو کردم چه می پرسی چرا بیگانه باشی

تاریخ وفات حضرت میر عنایت علی لدھیانوی گفته است :

عاشقان بعد مرگ زنده شدند هان و هان زنده را تو مرده بخوان
 بود مظهر بفکر سال وصال آمد آواز غیب الغفران

۱۳۶۲

تاریخ وفات سیده ام طاهره چنن گفته است :

کرم نما و ببخشا و چاره سازی کن نگفته ای که منم واسع و رؤف و رحیم
 برای سال وفاتش بفکر شد مظهر ندای غیب در آمد "مقیم باغ نعیم"

۱۳۶۳

(۳۸۴) معصوم - معصوم بن ابو المعالی لاهوری

فرزند قاضی ابو المعالی ست که مزارش در لاهور زیارتگاه ادانی و اعالی :

مرده حسرت برد آن دم که بری دست به تیغ

کین عطا روزی آنست که جانی دارد (صبح ۴۳۰)

(۳۸۵) مفتون - شیخ صفی الدین عرف غلام مصطفی سودهره

برادر کلان شیخ رضی الدین عرف غلام مرتضی سروری که ذکر ایشان در

حرف السین گذشت ، شخصی قابل و شیرین کلام بود . ازوست :
 انتظارت چه بلا بود که در کوی تو دل
 خرمی از گل آئینه بدامن شد و رفت
 دل نشین است بمفتون تو سیر پنجاب
 می رود تا دکن و داکا و بنگاله عبث
 (ریاض ۲۹۷)

(۳۸۶) مفتون - میر محمد زمان لاهوری

از شاگردان شاه آفرین بود و در لاهور سکونت داشت . اول اول بخانه
 شاه آفرین مرحوم دیدم . بعد از آن اکثر نزد فقیر می آمد . فکر شعر بسیار کم
 می کرد . یک شعر که پسند شاه مرحوم بود نوشته شد . مدتیست که
 فوت کرد :

چاک پیراهن که یوسف را گل عصمت شگفت
 یک الف باشد ردای دوش رسوائی ترا
 (مردم ۱۸۵)

(۳۸۷) مفید - ملا مفید ملتانی

مفیدی بلخی در زمان عالمگیر بادشاه به هند آمده در ملتان در گذشت .
 اشعارش خالی از مزه نیست . اوراست :

تکمه در پیرهن نمی گنجد بهم آغوشی گریبانش
 شاید ز رحم بر سر بالین من رسد خود را بهانه ساخته بیمار می کنم
 (ریاض)

شاعر نامور بود . و در ابتدای عهد عالمگیر بادشاه بدلی رسید . و در
 شهر ملتان در تسعین و الف بزیر زمین آرمید . میر محمد افضل سرخوش تاریخ
 وفاتش چنین برشته نظم کشید :

مرد ملا مفید در ملتان
 بر کشید آه و سال تاریخش
 و از کلام مفید مفید این است :

بود ز پهلوی مینا مدام عشرت ما
 زینت خانه صیاد بود مرغ اسیر
 زبیده است زخم بیالای ابرویش
 تکمه در پیرهن نمی گنجد
 بط می است بعالم همای دولت ما
 از گرفتاری طاؤس قفس گنزار است
 مانند مصرعیکه به پشت کمان بود
 از هم آغوشی گریبانش

شاید ز رحم بر سر بالین من رسد
خود را بهمانه ساخته بیمار می کنم
ز بس حریص تماشای آن گل اندامم
تمام چشم برویش چون نخل بادامم
(روشن ۶۴۳)

اصلش از بلخ است . از خطه توران همچو او شاعری کم برخاسته . در
عهد شاهجهانی به هند آمد و اوایل جلوس عالمگیری در ملتان ۱۰۸۵ تن بقضا
در داد . ازوست :

رفو زیاده کند زخم درد مند ترا
بچاک سینه من بخیه موج سوهان است
تمام روز و شبم صرف راه غفلت شد
فغان که عمر چو مخمل مرا بخواب گذشت
از هیچ کس غبار غمی نیست بر دلم
مانند غنچه خود گره خاطر خودم
(انجمن ۴۱۲)

(۳۸۸) مقیمائی - میرزا مقیمائی لاهوری

جوانی است در کمال مردسی و درویشی و نهایت دلنشینی و صاف دلی .
خدمت عالیجاه عبدالعزیز خان می باشد . باتفاق ایلچی عالیجاه و مشارالیه
باصفهان آمده قصیده ای در مدح شاه سلیمان صفوی گفته بمجلس بهشت آئین
خوانده . ازوست :

پریشان نیست ما را خاطر از بی برگ و باری ها
چو گل یک غنچه دل داریم و صد اسیدواری ها

میرزا مقیمائی در عهد خلد مکن بد کن رسید . بعد فوت خلد مکن در عهد محمد
فرخ سیر بادشاه بنواب سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور پیوست . نواب
مغفور توقیرش می نمود . قریب به صد سال عمر کرد . در سن احدی و ثلثین
و مائه و الف فوت شد . صاحب دیوان است .

حاکم گفت که میر جمله ممرقندی استاد محمد فرخ سیر بسبب ناخوشی
سادات بارها چندی به لاهور رفته اقامت داشت . دوران ایام میرزا مقیمائی قصیده
در مدح میر جمله گفته بعرض رسانید . میر جمله صد اشرفی صله بخشید .
(عامره ۴۲۳)

در زمان حکومت فرخ سیر وارد لاهور گردید و با عبدالصمد دلیر جنگ
زندگی میکرد . قبلاً قریب به سی سال در خدمت میرزا صایب گذرانیده بود .
میگویند که قریب یکصد سال عمر کرد . در اوایل زمان حکومت محمد شاه
رخت از جهان بر بست . ازوست :

پی نبرد چمن شوخی نیرنگش را
غنچه گردیدم و گل گشتم و بو گردیدم

(۳۸۹) مکمل - مولوی رکن الدین نور محلی لاهوری

در سیخن استاد سوئم این فقیر بودند . و در عربی و پارسی دو دیوان
میداشتند که در سیاحت نذر غارت گران شد . و فتوای آنحضرت تا ملتان و
خراسان و به بلخ و بخارا میرفت . در اوایل پیش مظفر خان بادشاه ملتان بعهده
صدر الصدور ممتاز بودند . بعد ازان ترک این منصب کرده بست و پنج سال
بسیاحت پرداختند . صد سال عمر یافتند و اکثر با فقیر و حضرت نور العین بتالوی
زندگی میکردند . اکثر در لاهور قیام میداشتند ، ازین وجه مردم او را واقف
لاهوری میگفتند . در آن ایام که شجاع الملک بادشاه کابل که شجاع تخلص
میکرد در لاهور بود چون این شعر در یاد کابل از زبان شاه بر آمده :

مرغ دلم بیاد وطن گریه می کند
این بلبل از فراق چمن گریه می کند

با ملازمان خود گفت که امروز دلم بیقرار است . اگر کدام شاعر درین جا
باشد حاضر کنید ساعتی با او پردازم . مردم دویدند و در آن زمان واقف
بقید حیات بود . آن بیچاره را مهلت تبدیل لباس هم نداده حاضر کردند ، میگویند
شاه شجاع مرد قوی هیکل و بلند قامت و هیبتناک بود . و مردم ولایت او را
رستم کابل می گفتند . واقف که این چنین شکل بخواب هم ندیده بود چون
رویش دید پایش بلغزید و بر زمین افتاد . شاه شجاع گفت : ” کور استی واقف ؟ “
واقف بدیده گفت : ” قربان شوم . نور العین هستم “ این لطیفه شاه را بسیار
پسند آمد . گفت : ” بنشین و از کلام خود چیزی بر خوان “ . عرض کرد که
ملازمان شاهی بنده دعا گو را این قدر فرصت نداند که یک قطعه در مدح
بندگان عالی می نوشتم و حالا یک شعر قبل از لغزیدن پا گفته ام . و این
شعر بر خواند :

ندیدم هیچ کس ظل پیمبر بچشم خویش ظل الله دیده

شاه بسیار آفرین و تحسین کرد و هفت نوبت این شعر از زبانش شنید . و چون
واقف این غزل بر خواند :

صبا با زلف یار من چه کردی زدی بر هم قرار من چه کردی
مکدر گر نباشی با تو گویم که بامش غبار من چه کردی

نشستی گرد کین از خاطر یار - بگوای گریه کار من چه کردی
چون این شعر بر خواند، شاه را حالتی سرداد و بسیار گریست. و دو هزار
روپیه صلہ بخشید و با ندیمان خود گفت: این زاغ بچه زبان طوطی از
کجا آموخت؟

و نقل دیگر فرمودند که شیخ علی حزین اکثر اشعار واقف در اصفهان از
زبان مردم می شنید. از صفاهان بدہلی آمدہ. واقف نیز در آن ایام بدہلی
بود. روزی شیخ با واقف در مشاعرہ دو چار شد. و چون واقف را نمی شناخت،
گفت: از واقف لاہوری واقفی؟ واقف گفت: بلی، من واقفم. و چون شیخ معلوم
کرد کہ واقف همین است برخاست و بغلگیر شد و گفت:

الحمد لله ترا دیدم. کہ از مدت مشتاق لقایت بودم و بدین لطیفہ کہ
من واقفم آفرین ہا کرد. آمدم بر سر مطلب -

روزی در لاہور در حویلی میان مبارک پدر فیضی بتقریب مشاعرہ جملہ
شعرای ہندوستان و ایران و ملتان جمع شدند و برین مصرع طرح ہر کسی غزلی
گفتہ بود. اینست:

دو چار شد ناگہی بامن آن جوان تنہا
چون نوبت بہ حضرت مکمل رسید حضرت استادی این مطلع بر خواند:
زدیم بر صف مژگان جان ستان تنہا
طرف شدیم باین لشکر گران تنہا

بعد ازان جملہ شعرا غزلہای سر بریدہ یعنی بغیر از مطلع بر خواندند و هیچ
کس مطلع بر زبان نیاورد. دوران بزم پادری پالپر کہ مدت ہا در ایران گذاشتہ
بود و در آن دور کسی ہمسر او در اہل فرنگ نبود و در عربی و پارسی او را
علما و فضلائی ہند و غیرہ مستند می شمردند، بر خواست و خواننہای شیرینی و
پانصد روپیہ نذر کردہ بشاگردی حضرت مکمل در آمد. و این غزل در همان
مشاعرہ برای اصلاح پیش کرد. این دو شعر از یاد مانده:

بندہ حسن اگر بندہ بود سلطان است بندہ یار اگر شاہ بود مسکین است
در جواب غزل حضرت سعدی غزلی پالپر گفتہ کہ شایستہ صد تحسین است

حضرت استاد فرمودند کہ در شعر اول بمصرعہ ثانی بجای بندہ یار، بندہ عشق
بنویسید. ہمہ حاضرین لب تحسین گشادہ گفتند از لفظ عشق رتبہ شعر بالا شد
و شاعر صفاہانی معطری تخلص کہ در میان مجلس نشستہ بود قطعہ چند شعر
بوصف حضرت مکمل گفتہ بر خواند. و ازان جملہ یک شعر این است:

ای مکمل بهر دیدارت دوان
سوی لاهور از صفاهان آدمم
و حضرت مکمل نیز از این شعر بر خواند :

بجهان کجاست مکمل که بطبع و فهم چو تو بود
بجز از دماغ معطری که تنفر از گل و بو کند
پس بهمین دو شعر اکتفا کردم و چون عمر آن حضرت بصد سال رسید رحلت
کردند . فقیر این مصرع تاریخ یافته :
سلطان سخن ازین جهان شد

(چشم ۱۰۳)

مکمل را واقف لاهوری هم نوشته اند چنانکه در بالا گذشت . شاعر
دیگری باسم واقف بتالوی هم بوده است . باز هم شخصی باسم داؤد علی خان
در حیدر آباد زندگی میکرد و واقف تخلص داشت . او این شعر را درباره مکمل
لاهوری سروده است :

کم کجا از واقف لاهوریم لیک واقف نیستند از شعر من

(۳۹۰) ملا - ملا حاجی لاهوری

انشاء پرداز میخانه معانی است و بزم طراز منصفه سخندان . اگرچه سخنان
او تازه نیست اما چون شراب کهنه کیفیت تمام دارد و کیف ما اتفاق از روی
سخنان نشاء افزا سرمیزند . و ارباب طبع سواد اشعارش را چون حظ جام از
مضمون بی نصیب نمی دانند بلکه سخنان شیرینش را چون قند حمیر مایه حلاوت
می شناسند . دیوان اشعارش را مانند ساغر حریفان دست بدست میبرند و اکثر
ابیاتش را باعتبار جزالت الفاظ مردم در دل جا می دهند . این ابیات سرخوش
میخانه طبع آن منشاء فیض الهی است :

هر کسی که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمین بر سرگو است بلی گو است کسی که بار دنیا برداشت
(صالح ج ۳ : ۵۳۳)

(۳۹۱) منشی - اذدر جیت نکودری

او نویسنده مثنوی نامه عشق بود و منشی تخلص داشت . درباره خود
گوید :

کجا منشی ، کجا اظهار توحید
نیارد ذره تاب نور خورشید

بیا منشی کہ مطلب از میان رفت سخن بسیار فرصت رایگان رفت
خمش منشی ازین دستان طرازی کہ سر بازی است راه عشق بازی
در بارہ اسم خود گفته است :

مرا در عرف اندر جیت نام است
مرا منشی تخلص در کلام است
راجع بہ وطن خود چنین گفته است :

وطن گاہم بود در ملک پنجاب
نکودر قصبہ سرسبز سیراب

در تذکرہ ہا احوالش مرقوم نگردیدہ است اما در مثنوی نامہ عشق او خود را
کاملًا معرفی کردہ است . در سال ۱۱۴۰ با نواب عبد الصمد خان از لاہور
رہسپار شہر ملتان گردید . در بارہ آن سفر چنین گفته است :

سن ہجری ہزار و یکصد و چہل کہ از لاہور بستم محل دل
بہ ملتان آمدم ہمراہ نواب دلی خورشید طبع و شاد و شاداب
کنونم منشی عبد الصمد خان خدا را صد ہزاران فضل و احسان

مثنوی منشی کہ دارای ۹۸۳ بیت است راجع بہ عشق سسی پنون می باشد .
زمانیکہ او بسرودن مثنوی آغاز نمود ، اسمش منشی عبد الصمد خان بود .

(۳۹۲) منصف - فاضل خان خواجہ بابا لاہوری

خان آرزو گوید کہ فاضل خان منصف عزیزی بود از اہل توران . داخل
جرگہی امرای عالمگیر پادشاہ . بسیار خوش سخن و با شاہ ناصر خلی ربط
داشت . فقیر در ایام صغیر سنی بعمر دہ یازدہ سالگی منصف مرحوم را در لاہور
بخانہ والد خود مکرر دیدہ ام و بیادم درست مانده . نامش خواجہ بابا ملقب
خان بفاضل از اکابر و نجبای سمرقند است و روشناس سبحان قلی خان پادشاہ
توران . سیادتش ازین مصرع شاہ ناصر عالی کہ در قصیدہ گفته استفاد میشود :

توئی کہ سید منصف رفیق من گردی

در عہد عالمگیر دو سال خدمت داغ تصحیحیہ داشت . بعد ازان استعفی داد .
فضیلت بکمال داشت . در نجوم و رمل و علم ہندسہ و ہیئت بی نظیر بود لیکن
در شعر آن قدر ہا نیست کہ مردم توران گمان دارند . بعد فوت عالمگیر پادشاہ
بہ حج رفت و از آن جا بعہد فرخ سیر پادشاہ با شاہجہان آباد رسید . نواب
اعتماد الدولہ بیاس آشنائی و رفاقت قدیمش خواستند کہ باز در سالک ملازمان
پادشاہ منسلک گردد، قبول نکرد . و بلاہور برفاقت نواب سیف الدولہ نقد عہد

صرف کرد و همانجا در سن یک هزار و یک صد و بیست برحمت حق پیوست .
ازوست :

همه درد سر که میکشم از جور روزگار
مضمون نامه خط پشیمانی منست
ما خود سفر ز خاطر احباب کرده ایم
یادش بخیر هر که فراموش گار ماست
آنچه نخواهم منصف ازو یافتیم
خواهش او مفت با هیچ نخواهیم ما

(مردم ۹۲)

خواجه بابا نام ، از اکابر زادهای سمرقند است . در اواخر عهد خداد
مکان وارد هند شد و در سلک منصب داران شاهی در آمد و تقریبی بیست و سه سال
و بخطاب فاضل خان و داروغگی عرض مکرر بر فراغت . بعد فوت خداد . گن
نوگری ترک کرده بزیارت حرمین شریفین شتافت و در عهد محمد فرخ سیر
به هند عطف عنان نمود . در لاهور فروکش کرد و با عبد الحمید خان دلییر
جنگ ناظم لاهور شب و روز محشور بود و در حین حیات مسجد و مدرسه و مدفن
خود در آن بلده مرتب ساخت . و در سنه ست و ثلثین و مائه و الف در گذشت .
”برحمت حق پیوست“ تاریخ است . در موسیقی فارسی و هندی بخش مهمی
می زند . و با ناصر علی دوستی داشت . از آنجمله است :

به امداد عالی منصف سفرها در وطن کردم
که تا اقصای عالم با پر و بال میخن رفتم

ازوست :

جهان پیر است نبود از جوان بختی امید اینجا
برنگ ناقه زاید طفل با موی سفید اینجا
نیست رنگ الفت ما کم ز بوی پیرهن
بیشتر از قاصد ما می رسد پیغام ما
ز دام عشق تو پیر و جوان نجات نیافت
اسیر زلف سیامت سفید مویان اند

(۱۱۰)

(۳۹۳) منعم - منعم خان خاندانان بهادر لاهوری

صاحب فهم و ذکا و طبع رسا بود . اوایل مصاحب روح الله خان سرحدی

عالمگیر پادشاه در ایام شہزادگی محمد معظم بہادر شاہ اوایل وکالت دربار معلی بعد ازان دیوانی سرکار داشتہ ، چون بہادر شاہ بادشاہ فوت شد ، وزارت کل ممالک ہندوستان با خطاب خانخانانی برای زرین او تفویض یافت و بادشاہ یک کروڑ (۱) روپیہ نقد و جنس بطریق انعام مرحمت فرمود . در ہزار و صد و بیست و سیوم در لاہور در گذشت . کلیم چند "ندرت" این مصرع تاریخش یافتہ :

شد از عالم وزیر شاہ عالم

خانخانان خیلی طبع بلند داشت . الہامات منعمی نام کتابی و دیگر مکشفات منعمی و غیرہما تصانیف دارد . و اکثر اوقات بہ شعر گفتن متوجہ میشد . وقتی این سہ بیت کہ تازہ گفتہ بود پیش میان محمد صادق القا خواندہ و ایشان نقل می کردند . بعد ازان میرزا بیدل و دیگر شعرا بجواب آن پرداختہ اند :

چہ شد گر مفلسم فرمانروای ہفت اقلیم
حروف سکہ ام اما نہ در بند زر و سیم
من از صحرا نوردان جنون قدر دگر دارم
بیابان می کند از گرد باد انداز تعظیم
سپندم ، شعلہ ام ، سوز دل پروانہ عشقم
کدامین شمع محفل سوختنہا کرد تعلیم

(خوشگو ۵۳)

(۳۹۴) منعم - شیخ عبد المنعم لاہوری

فضایل اکتساب شیخ منعم لاہوری متخلص بنام است . بعضی از تکمیل خویش بملک بنگالہ عبور نمودہ منظور نظر ابو نصر نصیر الدین محمد سلطان شجاع گردید و بہ مدد طالع بلند سر آمد مدح سرایان گشتہ مورد صلات گرانمایہ شد و مدتی درین کار بسر کرد . تا آنکہ چرخ ستمگر از کجروی ہا طرح دیگر انداخت ، و بر شاہزادہ مذکور کہ در شجاعت و سخاوت و خلق و مروت بی نظیر بود ، شکستہای پی در پی افتاد و شیخ منعم در آن ہرج و مرج روزی چند ہمراہی نمود . آخر معلوم نشد کہ حالش بکجا کشید و بر جان و تنش از روزگار چہ رسید . از غزلیات اوست :

از خندہ لبش تا نمک خوان نمک شد

در شور شد اشک من و باران نمک شد

۱- یک کروڑ: دہ ملیون . و لک مساوی است با صد ہزار .

چاک دل من دید و لبش کرد تبسم
 امروز لب زخم زبانان نمک شد
 ما زخم دل خون شده چون غنچه ندیدیم
 زخم دل ما بسته پیمان نمک شد
 از چشم من امروز رود بر سر دریا
 آن جور که از لعل تو بر کان نمک شد
 (خیال ۱۶۳)

(۳۹۵) منور - فقیر نور الدین لاهوری

حکیم فقیر نور الدین طبیب خاص مہاراجہ رنجیت سنگھ ہونے لے برادر بزرگ
 او فقیر سید عزیز الدین ، وزیر خارجہ راجہ ہونے فقیر نور الدین دو برادر داشت
 کہ اسمی آنان عبارتست از فقیر عزیز الدین و فقیر امام الدین . پدرش غلام
 محی الدین بن سید غلام شاہ ہونے این سہ برادر وضع مخصوص و ذوق
 عالیہ ای را دارا ہونند و ہر سہ بزبان فارسی شعر می سرودند . اشعار منور
 بدستم نرسیدہ است اما بروایت کسی شنیدہ ام کہ دیوانش در پیش اولادش کہ
 در لاهور زندگی می کند ، قرار دارد . قطعہ تاریخ وفاتش این است :

پرتو افکن گشت بر اوج بہشت چون جناب نور دین نور یقین
 شد "چراغ دین" بسالش جلوہ گر ہم بخوان "نور الکرامت نور دین"

۱۲۶۸ ہجری

۱۲۶۸ ہجری

از اعظم امرای لاهور ، سردی صاحب علم ، حلم و سخاوت و لطف کرم ہونے .
 در علم طب ید طولی داشت و مہاراجہ رنجیت سنگھ او را بسیار محترم
 داشتی . (کنج)

(۳۹۶) منہاج - سراج الدین لاهوری

در شہر شبستان ظہور امکانی را روشن ساختہ تا ہشتاد و چہار سال از
 عہد شمس الدین الشمس تا زمان ناصر الدین محمود بعہدہ قضا و صدارت معزز
 ہونے . پس غیاث الدین بلبن او را بلقب صدر جمہانی نواختہ از جمیع علوم علمی
 وافی داشت . و طبقات امیری بنام ناصر الدین محمود داشت .

رباعیات

دل را برخ خوب تو میل افتادست جان دیدہ بامید لب بگشادہ است
 چشم آہزن خاک درت خواہد بود گر عمر وفا کند قرار این دادہ است

آن دل که به هجر دردناکش کردی از هر شادی که بود پاکش کردی
از خوی تو آگهم که ناگه ناگه آوازه در افتد که هلاکش کردی
(صبح ۲۰۰، نیز رک شرح حالی در مقدمه طبقات ناصری چاپ حبیبی کابل)

(۳۹۷) منیر - ملا ابو البرکات لاهوری

امیر خطه کلام است و کلامش زیب صفحه ایام . در انگیزش معانی و پردازش خیالات بی انباز و در ابداع عبارات بدیعه و مضامین عالیہ از سایر نکته‌وران ممتاز . در زبان‌دانی او هیچ سخنوری را سخن نیست . درجه فکرش بدرجه که بالا تر از آن در خیال نیاید . زمین سخن رشک چمن فردوس می گردد . به حسب سرشت از افق لاهور طالع گردیده . حیف صد حیف که آن جوان طبع بکمال عمر طبیعی نرسیده . در عین ایام شباب رو بشهرستان عدم آورد . فرصت آن نیافت که سخن خود را گرد آوری نماید . من بنده را از آغاز ایام طفولیت بآن مستجمع بدایع معانی اتفاق صحبت افتاده . دو معنی در یک بیت و دو پیکر در یک آئینه در یک بخت و یک خلوت بسر می بردیم . رحلت آنجناب روز دوشنبه هفتم رجب سال هزار و پنجاه و چهار در اکبرآباد واقع شد و نعشش به لاهور رسید . این چند بیت که هر یک آن مانند فرد آفتاب عالمگیر شده شایستگی آن دارد که بر بیاض صبح نوشته شود ، در این مقام ایراد می یابد :

نظم

من خجل از ذوق خود او شرمسار از ناز خویش
غافل از شوق نگه او از حیا من از حجاب
نامه‌ای از درد دل هرگه که می سازم رقم
می طپد در دست من نبض قلم از اضطراب
رنگ گل جوشد ز فیض مدحش از شاخ قلم
بوی عود آید به بزم خلفش از چوب رباب
باز وقت آمد که از کیفیت فیض هوا
ابر گردد تر دماغ و گل شود رنگین ادا
مصرع آن قامت یاد آمد و از خاطر
مطلعی سرزد که لفظ اوست چون معنی رسا
قامت او صد قیامت مصرعست و یک ادا
قامت موزون کجا و مصرع موزون کجا

بجز منیر کہ طاق است در سخندانی
 کسی نہ فہمد مضمون بیت ابرو را
 از سیدہ مستی زدم در دامن زلف تو دست
 از زبان شانہ ام اکنون چہا باید شنید
 چون نسیم نو بہاری چون ہوای صبح گاہی
 سخنم بتازہ روئی نفسم بہ گل فشانی
 ز متانت و جزالت ہمہ لفظ و معنی من
 چو خرد بہ کمنہ سالی چو ہوس بہ نو جوانی
 چو روم سوی گلستان غزل مرا سرایند
 ہمہ بلبلان گلشن ز رہ مزاج دانی
 بتو دادہ شرح سوزم . بتو گفتہ حال اشکم
 مژہ ام ز گرم خونی نگرم ز تر زبانی
 نہ مرا زبان شکوہ نہ ترا دہان خندہ
 من و رنج بیزبانی . تو و قید بیدہانی

(صالح ج ۳ : ۴۰۸)

در زمان عالمگیر بادشاہ بودہ ، در نظم و نثر قدرت داشتہ . اوراست :
 بنار گفت کہ آیم شبی بخواب تو من
 درین خیال ہمہ عمر من بخواب گذشت

(ریاض)

صاحب طبع روشن و کلام دلیپذیر ابو البرکات ملا منیر خلف ملا عبدالحمید
 ملتانی کہ مولد و منشا اش لاہور است ، مہر منیر فلک فصاحت بودہ . نظم
 آبدارش با لطافت است و نثر پرکارش با ملاحظت . در عصر شاہجہانی اوایل حال
 با میرزا صفی مخاطب بہ صیف خان کہ داماد میرزا ابوالحسن آصف خان بن
 میرزا غیاث بیگ اعتمادالدولہ تہرانی بودہ و بہ نظامت الہ آباد اختصاص داشت .
 آخر کار در سنہ ۱۰۴۳ ہجری اربع و خمسین و الف در دار السلطنت اکبر آباد
 بساط ہستی در نوشت . تابوتش بہ لاہور بردند و همانجا مدفون گردید . این
 چند بیت از طبع منیر اوست :

چون حباب از ہستی موهوم در بحر وجود

یک نفس واراست از انجام تا آغاز ما

چشم دل چون باز شد معشوق را در خویش دید

عین دریا گشت چون بیداری چشم حباب

پای چوبین را ره باریک رفتن مشکل است

شانه حیرانم چسان بر تار آن گیسو گذشت

(نتایج ۶۳۷)

خلف ملا عبد الحمید ملتانی در سخنوران هند صاحب استعدادی مثلش کمتر خواسته ، زمین نظمش با آسمان رسیده و کرسی نثرش با کرسی فلک برابر گردیده . در عهد صاحبقران ثانی شاهجهان امیر منشیان سرکار سیف خان صوبه دار اله آباد بود . منشآت آنزمانش بانشای منیر شهرت دارد و پس از سیف خان بریده بخدست اعتقاد خان ناظم جونیپور رسیده . و هفتم رجب سنه اربع و خمسین و الف در شهر اکبر آباد رخت بدار آخرت کشیده و نعشش به لاهور منتقل گردیده .

و نور و صفا	مثنوی رمز و ایما
و ساز و برگ	و آب و رنگ
و رساله کارنامه	و درد و الم
و شرح قصاید عرفی	و سراج منیر

بر کمالش در فن نظم و نثر شهود و عدول اند . میرزا جلال طباطبائی کیاتش را فراهم کرده دیباچه لطیفش بتحریر آورده و ملا را طوطی آهنی قفس هند شمرده . این چند ابیات از کلام منیر است :

ای ز رنگین چهره ات گل در کنار آئینه را
موسم حسنت بود فصل بهار آئینه را
چون شود با آئینه آن ماه پیکر رو برو
میکند عکس رخس آئینه دار آئینه را

نکرد آرام هنگام وصالش شب از خورشید آتش زیر پا داشت
خط سیه ، زلف سیه ، خال سیه ، چشم سیه
خانمان من بیچاره سیه چون شود

بناز گفت : که دزدیده دل ز سینه تو
هر جا سخن ز عارض جانان بر آمده
از ایل نیست خال لب جانفزای تو
حیا بلاست و گر نه جواب می آید
رنگین حکایتی ز گلستان بر آمده
نیلوفری ز چشمه حیوان بر آمده

رباعی

حیرت زده حکمت صانع شده ام
دل را ز خیال خام مانع شده ام
عمریست که کرده ام زنان قطع امید
چون تیغ باب خشک قانع شده ام

(روشن ۶۵۸)

صاحب طبع منیر و نظم و نثر دلپذیر است . در منشآت خود گفته : ”من
بی خانمان که در قلمرو سخن وطن گزیده ام صد هزار بیت بلند بنیاد نهاده ام“ .
شرح که بر قصاید عرفی نوشته متداول ست . در عهد شاهجهانی با سیف خان ناظم
الہ آباد بسر می برد . در ۱۰۵۴ در آگرہ رخت حیات بر بست . نعش او را بہ
لاہور نقل کردہ زیر خاک سپردند . طبع منیر سواد سخن را چنین روشن
می کند :

قدم برون ننهد ماه من ز منزل خویش
بود چو صورت آئینہ زیب محفل خویش
در چمن آن سرو رعنا در کنار جو گذشت
آب از رفتار ماند و گل ز رنگ و بو گذشت

(انجمن ۴۴۷)

ابوالبرکات در نظم و نثر قدرت داشت .

(شعرا ۱۲۹)

صاحب طبع منیر و نظم و نثر دلپذیر . در منشآت خود میگوید : ”من
بی خانمان کہ در قلمرو سخن وطن گزیده ام صد هزار بیت بلند بنیاد نهاده ام“
منشورات او و شرحی کہ بر قصاید عرفی نوشته متداول است . مولد و منشأ منیر
دارالسلطنت لاہور است . و ہفتم رجب سنہ اربع و خمسن والف در مستقر الخلافہ
اکبر آباد رخت حیات بر بست . نعش او را بلاہور نقل کردہ زیر خاک سپردند .
طبع منیر سواد سخن را چنین روشن می کند :

سہی قدان کہ گرفتار جلوہ خویش اند
چونخل شمع دوند ریشہ در گل خویش

(سرو ۲۰)

در جشن تخت نشینی اورنگ زیب عالمگیر چنین گفت :

سکہ زد در جہان چو بدر منیر
شاہ اورنگ زیب عالمگیر

(۳۹۸) منیر - محمد اکبر گجراتی

پروفیسور محمد اکبر منیر استاد زبان و ادبیات فارسی در دانشکدہ ہای
مختلف پنجاب بودہ است . با علامہ اقبال لاہوری خلی دوست بود و علامہ اقبال
او را محترم می شمرد . منیر خیلی خوش ذوق و خوش کلام بود . بفارسی ہم

شعر بی سرود . مجموعه ای از ابیاتش تحت عنوان ”ماه نو“ چاپ گردیده
بایران فرستاده شد . ازوست :

قضای خویشتن در پنجه گردون نمی خواهم
من آزادم عنان خود بدست دون نمی خواهم
اگر اختر به بخت من بخندد ، گو همی خندد
که من بخت خودم از خویشتن بیرون نمی خواهم
بخواهم از صیاد مرغ کوه آزاد تر باشم
من این صحن زمین و گنبد گردون نمی خواهم
حدیث عاشقان تازه گو ای مطرب خوش خوان
که من آن قصه پارینه مجنون نمی خواهم
منیر از طرز شعر من بیا توحید من در یاب
که من مسجود خود جز خالق بیچون نمی خواهم

(۳۹۹) منیری - محمد طاهر لاهوری

شعله آواز گرشش منیر دل گرم طبعان ، در عهد جوانی بوطن خیر باد گفته
رو سوی هندوستان نهاد و در سیاحت هند بر تهته و لاهور و اکبر آباد و ملک
دکن گذرش افتاد ، و بالجمله زمین هند را چون زمین شعر بسیار نوشت . آخر
خاک خود را با خاک هند سرشت :

سیاه گشتم ز دل تا لبم ز آه تمام
درون من شده چون دود کش سیاه تمام
بنای صورتش ایزد باختلاط نهاد
چنانکه ابروی او کرده در دو ماه تمام
(صبح ۴۶۳)

(۴۰۰) موالی - خراسان خان لاهوری

مولای خوشنویان عهد و دوری ، شاگرد علامه دوانی است و اوستاد
موالی سخندانانی :

دلا هرگز منه از کوی دلبر یک قدم بیرون
که باشد کشتنی صیدیکه آید از حرم بیرون
(نگارستان ۱۰۷)

(۲۰۱) مہر - مہر علی شاہ گولرہ

پیر و مرشد سید مہر علی شاہ گولروی پسر سید نظیر الدین شاہ یکی از اولیای کرام پنجاب بودہ است . بعد از پایان تحصیلات علوم ظاہری کہ از پدر خود فرا گرفت ، بتدریس مشغول گردید و خرقة خلافت بعد از بیعت بر دست خواجہ شمس الدین سیالوی بدست آورد و سپس بزیارت حرمین شریفین رفت . گاهی بفارسی ہم شعر می گفت . اشعار پنجابی او خیلی معروف است :

صبا ز طرہ شہرنگ مہوش طناز	گشود نافہ مشکین بروی اہل نیاز
رہین ساقی چشمم کہ جرعه بچشاند	ز جام چہرہ ترکان مہوشان حجاز
مرا ز پیر مغان رازہای سر بسته است	فغان ز واعظ خود بین کجاست مجرم راز
اگرچہ حسن تواز مہر غیر مستغنی است	من آن نیم کہ ز ایمان خویش آیم باز

(۲۰۲) مہندس - لطف اللہ لاہوری

لطف اللہ مہندس پسر نادر العصر استاد احمد معمار لاہوری است . این خانوادہ سر آمد معماران نادرہ کار بود و در ساختمان بنای تاریخی تاج محل اشتغال داشت . لطف اللہ مہندس در علوم ہندسہ و ہیئت ثانی اقلیدس و رشک ارشمیدس بود . شعر ہم میسرود و دارای دیوانی ست کہ بر غزلہا ، قصیدہ ہا و مثنوی ہا وغیرہ مشتمل است ولی هنوز چاپ نگردیدہ است . وی در یک مثنوی خود از خانوادہ خویش ذکر می کند :

شاہجہان داور گیتی ستان	روشنی دورہ صاحب قران
احمد معمار کہ در فن خویش	صد قدم از اہل ہنر بود پیش
واقف تحریر و مقالات آن	آگہ اشکل و احوالات آن
از طرف داور گردون جناب	"نادر عصر" آمد اورا خطاب
آگرہ چو شد مضرب رایات شاہ	بسکہ برو بود عنایات شاہ
کرد بحکم شاہ کشور گشا	روضہ ممتاز محل را بنا
قلعہ دہلی کہ ندارد نظیر	کرد بنا احمد روشن ضمیر

استاد احمد بنا در سال ۱۰۵۹ ہجری وفات یافت . تاریخ وفاتش "شد بفردوس احمد معمار" است . او سہ پسر داشت کہ یکی از آنها لطف اللہ ہم بود . در مثنوی فوق ذکر اولاد استاد احمد چنین آمدہ است :

پس سہ پسر ماند زمرد سترگ	ز ان سہ عطا اللہ رشیدی بزرگ
نادر عصر خود و مشہور شہر	عالم و علامہ دانای دہر

سخن علم آمده تالیف او
 نثروی از آب روان پاکتر
 منکه سخن پرور و دانشورم
 منکه ربودم ز جهان گوی علم
 ثانی آن هر سه برادر منم
 گرچه مهندس لقبم از شه است
 ثالث آن هر سه بهادر بسال
 ما همه معمار و عمارت گریم
 گرچه کم است سال وی از سال من
 نثروی از نظم گهر بار تر
 گرچه منم بی سخن استاد فن

گنج هنرهاست تصانیف او
 نظم خوشش غیرت سلک گهر
 بنده آن بحر سخن پرورم
 از چمنش یافته ام بوی علم
 هندسه یک فن بود از صد فتم
 نام من دل شده لطف الله است
 آمده نور الله صاحب کمال
 ما همه استاد و سخن پروریم
 بیش بود حال وی از حال من
 نظم ز نثر آمده هموار تر
 آن یک و این یک بود استاد من

لطف الله مهندس پسری داشت باسم امام الدین متخلص به ریاضی که او هم
 معمار و شاعر بود ، و در علم ریاضی هیچ کس در آن زمان مانند این دو پسر
 و پدر نبود . لطف الله تصانیف متعددی داشت که عبارتست از :

- ۱- صور صوفی
- ۲- رساله خواص اعداد
- ۳- شرح خلاصه الحساب
- ۴- منتخب الحساب
- ۵- تذکره آسمان سخن
- ۶- دیوان مهندس . و غیره

انتخابی از دیوانش در زیر داده میشود :

شما اگرچه عمارت گریست پیشه من
 و گرچه نیست ضمیرم ازین هنر عاری
 کنون که ملک دلم شد خراب عشق بتان
 تو خود بگو که چه نسبت مرا بمعماری

مهندس گرچه آگه بود زین پیش
 باشد ز فلک مهندس آگاه
 رو مهندس بعلم یک دو سه شکل
 ای مهندس رو که در علم نظر
 از مهندس پرسی مر فلک
 کین معما ز هیچ کس نگشود

فرامش کرده قانون شفا را
 با آنکه نشست بر زمین است
 این همه افتخار بی معنی است
 احتیاج مسطر و پرکار نیست
 در حق من گمان خطا می بری خطاست
 هرگز شنیده ای که مهندس خطا کند

این غزل از مهندس است :

یاران هلال عید بر آمد نظر کنید ماه صیام رفت مغان را خبر کنید
آن کس که از بر آمدن مه خبر کند او را با احترام دهن پر شکر کنید
گردر من و نگار مهندس شود حجاب دستش گرفته زود ز محفل بدر کنید

اشعار مهندس بعنوان نمونه در زیر نقل میگردد :

باش لطف الله احمد چه کنی فخر بعلم
جهل ازین علم تو بهتر که نیامد بعمل
خواهم که کشم باده چو لطف الله احمد
تا چند کشم محنت دور قمری را
کی بود آمدن قاصد فرخنده پیام
مدتی شد که ز لاهور نیامد خبری
گر بادشه بلطف نظر بر گدا کند
بر بادشه نظری بعنایت خدا کند

(۲۰۳) میر (۱) - میان شاه میر لاهوری

از ارباب علم و کمال و اصحاب وجد و حال و علمای کرام و عرفای عالی
مقام بود . مولدش قصبه سیوستان مضاف بملک سند است . شاهجهان بادشاه
باوی کمال اعتقاد داشت .

چون تنهایم همنفسم یاد کسی است
چون همنفس کسی شوم تنهایم

(روشن ۶۶۸)

(۲۰۴) میرزا - ابو الحسن قابل خان لاهوری

ابو الحسن ، میرزا تخلص ، قابل خان خطاب یافته ، اصلش از شیراز است .

۱- اسم شریف ... میر محمد است و لقب آن حضرت میانمیر ، و شاه میر نیز
میگفتند (تغظیماً میان جیو هم میگفتند . مولف) ولادت با سعادت حضرت میان جیو
در شهر سیوستان که مابین تته و بهکره وطن اصلی آبای کرام ایشان است . در
سن نهصد و سی و هشت هجری روی داده . نام مبارک والد ماجد ایشان قاضی
سائیس دتا بن قاضی قلندر فاروقی است . بجهت تحصیل علوم ظاهری متوجه خطه
لاهور گشتند . در آن وقت سن شریفش ما بین بیست و پنج بوده .

(سکینه ۲۵)

لیکن از دوسه پشت به هندوستان در لاهور توطن داشته و با ملا آفرین همطرح بوده. اکثر دیدنش در مشاعره میرزا جان جان مظہر صاحب اتفاق می افتاد. طبعی بلند و اکثر اشعار دلپسند دارد صاحب دیوان ضخیم است و از مغتنمات وقت. بعض اشعارش این است:

در گریه فغان کردنم از بسکه هوس بود

هر قطره که از اشک ترم ریخت جرس بود

مراهم باغبان محتاج سیر باغ میداند

نمیداند که سامان چمن در آستین دارم

(خوشگو ۲۷۴)

(ابو الحسن) قابل خان، میرزا تخلص، نامش ابو الحسن اصلش از ایران و خود زاده هندوستان. در عهد بهادر شاه بلاهور بود و هم مشق شاه آفرین است و بشاه آفرین بسیار آشنا بود. اخلاق درست داشت. پخته گواست و مشقش رسیده. ازوست :

بگلشنی که درخت آستین بجنگ شکست

ز برگ برگ چمن فوج فوج رنگ شکست

(مردم ۱۸۳)

در زمان حکومت بهادر شاه اول، وارد لاهور گردید. از منصب داران شاهی بوده. در لاهور در خدمت شاه آفرین هم میرفت. از اکابر زمان خود بود. دیوانش مشتمل است بر قصاید و غزلیات و مثنوی، در زمان حکومت محمد شاه بین ۱۱۵۰ و ۱۱۶۰ هجری فوت شد. ازوست :

در نمازم جنبش مژگان یار آمد بیاد

از طپیدن صد جماعت را بیک دیگر زدیم

(۲۰۵) میرزا - مقیمائی بخاری لاهوری

می سال در خدمت میرزا صایب خدمت بسر برده و بعد آن در عهد عالمگیر پادشاه بدکن رسیده داخل جرگه گرزداران پادشاه شد. در عهد فرخ سیر بلاهور با نواب دلیر جنگ پیوست. شب و روز بخانه والد فقیر می ماند و من در صغیر سن او را دیده ام. خیلی مرد خوش رو و خوش خو و لباس تکلف می پوشید. قریب بصد سال بود. در اوایل عهد محمد شاه فوت شد. ازوست :

پی سپردم چمن شوخی نیرنگش را

غنچه گردیدم و گل گشتم و بو گردیدم

(مردم ۱۸۵)

(۲۰۶) میگ راج - میگ راج ملتانی

ولد منشی لعل چند ملتانی . شاهد فنش نسخه منشوره "مرآت الخیال" است . در آن نوشته که وی حدود سنه ۱۱۰۳ هزار و صد و سه هجری بهمراهی نواب حفظ الله خان (صوبیدار تته) در بلده رسید و همین جا بوده که از مرآت خیالش چهره انشا' نسخه بدیعه مذکوره صورت آرایش بوجه احسن دریافت . در مدح والد خویش :

قلم در دست او تر دست گردد زمین شعر گوهر بست گردد
قلم سر سود بر عرش از بنانش سخن کرسی نشین گشت از بیانش
(مقالات ۷۹۲)

(۲۰۷) مینائی - شیخ عبد الرحمن امرتسری

شیخ عبد الرحمن ابوالمعالی کنیت و مینائی تخلص داشت . بار دو هم شعر می گفت و شمس تخلص داشت . در امرتسر متولد گردید و در سال ۱۸۹۶ در سن بیست سالگی رهسپار بمبئی گردیده بکار ظروف سازی مشغول گردید . در بمبئی باعده ای از شعرای آن شهر ملاقات نمود و علاقه شعر و سخن ایجاد نمود . اولین منظومه اش در مجله "خدنگ نظر" چاپ گردید . بعد از سال ۱۹۰۰ بوطن خود ، امرتسر، برگشت و بمطالعه پرداخت . در همین شهر بود که زبان فارسی هم فراگرفت و مهارت زیادی در بن زبان بدست آورد . بعد از تقسیم شبه قاره وارد لاهور گردید و همان جا اقامت گزید . در سال ۱۹۵۴ بتاریخ اول ماه دسامبر بدارالبقا شتافت و جسدش در همین شهر مدفون گردید . از کلام اوست :

طمع مدار ز امید و آرزوای دل خوش است آنکه ز امید آرزو پاک است
مرا میرس ز داغی که در جگر دارم به بین به چهره من زرد و چشم تر دارم
گدای گوشه نشینم شما کرم فرما ز فرط لطف تو امید یک نظر دارم
من به حیرانم از فلسفه زاهد خشک می که در خلد حلال است حرام است اینجا
من کنه کارم و هم منفعلم مینائی آن که بی جرم خطا است کدام است اینجا

(۲۰۸) نادر - ملا نادر ملتانی

ملا قاضی نادر در زبان حکومت سیک ها بامور داد گستری اشتغال داشت .

کتابی منظوم که دارای احوال خانوادگی حضرت موسی می باشد در کتاب خانه شخصی حضرت مولانا خواجه محمد موسی پاک وجود دارد ولی این کتاب خیلی خراب و کهنه گردیده است . درین کتاب احوال ملا نادر هم داده شده است . و انتخاب اشعارش از همان جا گرفته شده است :

نور دیده او وجیه الدین ازو	خرقه را پوشیده جایش مانده او
بود آن علامه دور زمان	بحر فیض علم زو گشته روان
درس گفت و عالمی شد فیضاب	خود نظیر خویش بود عالی جناب
بعد ازان آورد رو در مولتان	بود درس قاضی قطب الدین در آن
اندران بنهاد رخت و شد مقیم	عالمی را داد او فیض عمیم
عارفه بود از قریشی خاندان	شیخ اندر عقد خود آورد آن
پس ز ملتان کرد رو سوی وطن	صاحب اولاد شد شیخ زمن

خانواده حضرت موسی خواجه در زمان مظفر خان فرماندار ملتان زندگی میکرده است . کتابخانه اش را سیکها سوختند :

بنده نادر نیاز آکنده شد	بنده اش را سگ سگش را بنده شد
چاکران شیخ را من چاکرم	بندگانیش را غلامی کمترم

(۴۰۹) نادی سیالکوتی

از نیکو فکران سیالکوت ، مضافات صوبه لاهور است . نکات دقیقه اش قابل خوض و غور . رباعی :

من بودم و دوش یار سیمین تن من	جمعی ز نشاط و عیش پیرامن من
ایشان همه صبحدم پراکنده شدند	جز خون جگر که ماند بر دامن من

(صبح ۴۹۱)

(۴۱۰) نازش - سید علی امام ابو ظفر نازش رضوی لاهوری

اسمش سید علی امام ، کنیتش ابو ظفر ، تخلص نازش و از خانواده رضویه لاهور است . در سال ۱۹۰۱ میلادی در شهر تاریخی لاهور متولد گردید . بعد از پایان تحصیلات ابتدائی بمنظور فرا گرفتن زبان و ادبیات فارسی رهسپار ایران گردید و از ۱۹۲۱ الی ۱۹۲۴ در همان کشور زندگی کرد . هنگام برگشت از راه بغداد آمد و بکشور خود رسیده بشغل روزنامه نگاری مشغول گردید . مجله های علمی و ادبی و سیاسی را اداره می کرد . کتب متعددی هم نگاشته است که بعضی ازانها عبارتست از :

- ۱- حرب و حزب ۲- بزم و رزم
 ۳- روح المعانی ۴- سرمایه نازش
 ۵- گل نخستین و غیره

انتخابی از منظومه هایش با اسم گل نخستین چاپ گردیده است و اشعار زیر از همان نسخه نقل گردیده است :

در کلام هست تاثیر حیات وز سرورم زنده گردد کائنات
 ذره ای از خاک پای سعدی ام خسرو ملک سخن را چاکرم
 مائیم پر گناه و خطا کار ای کریم کردیم جرم ها بامید عطای تو
 بین ز هیبت تکبیر غازیان بمصاف حریف هرزه سرا مایل امان طلبی ست
 شدم به مسجد و میخانه بارهادیدم که رندها همه بیدار و پارسا خفت است
 ز حال خویش ندانم بغیر ازین نازش که بینوا و غریب الدیار و مسکینم
 بهر کس سهربان بودی بهر کس ملتفت بودی
 من درویش مسکین را مگر شناختی رفتی
 نداند چیزی از انجام خود در عالم غربت
 اسیر زلف را ناحق پریشان ساختی رفتی
 من بی سبب ز اجل چرا ترسم
 که اجل خود نگاهبان من است
 مسرت همه عالم اگر بمن بخشی
 باین عطای تو سرمایه غمت ندهم
 شگفته غنچه و گل هست در تبسم تو
 بقیمت دو جهان یک تبسمت ندهم
 شهید لعل او هستم ولی درین عالم
 بغیر اذن گهی بوسه بر لب ندهم
 با رقیبان نمی توانم دید
 تو خوری می و من نظاره کنم
 زلف مشکین را پریشان ساختی بر عارضت
 سایه ابر سیاه بر آفتاب انداختی
 پیر صد ساله باعجاز نگاهت شد جوان
 در تنش بایک نگه روح شباب انداختی
 حال نازش میسر در غربت
 به دیار تو بی دیار خوش است

(۴۱۱) نسبتی - مولانا شاہ محمد صالح لاہوری

از مہر و محبت بہرہ اندوز است و جملہ درد و سراپا سوز . سخنانش
نمکن و شور انگیز است و گفتارش ہوش فریب و دلاویز . رسائی بر طبع
سحر پردازش مفتون و یکتائی از کمال تفرد فکرسدرہ پردازش ممنون . خاکساری
از خاک برداشته و در گذشتگی از خانہ بدوشان گذشتہ . در وقت آمدن
از لاہور در سال ہزار و شصت و دو بندہ چون با تہانیسر رسید ، بہ تکیہ آن
نمد پوش رفت . این خاکسار نیز درین معنی تتبع او نمودہ . شعر را بسیار
بدرد و سوز می خواند و در اثنای خواندن شعر مژہ تر می کند . برخی از
لطایف اشعارش درین صحیفہ ثبت افتادہ :

بلبلان ہم مزاج دان نشدند کس نداند کہ گل چہ خو دارد
نسبتی دل بدرد معتبر است لالہ از داغ آبرو دارد

لالہ رست از قتل گاہ کوهکن در بی ستون
خون ناحق گشتہ آخر دامن صحرا گرفت
اینک خدنگ مژگان اینک کمان ابرو
مستی و فتنہ در سر برخیز و قتل ما کن

(صالح ج ۳ : ۴۲۲)

دیوان خطی نسبتی کہ در کتاب خانہ عمومی لاہور (پنجاب پبلک لائبریری)
محفوظ است بر ۱۱۳۰ صفحہ مشتمل است . ازین دیوان معلوم میشود کہ
نسبتی با طالب آملی در لاہور ملاقات نمودہ و تحت تاثیر اشعارش قرار گرفتہ است
چنانکہ گوید :

در از دریا بر آمد ، لعل از کان
ز واسطہ نسبتی ، طالب ز آمل

اگرچہ نسبتی از واسطہ من دل من طالب آمل فتاد است

(۴۱۲) ناصر - محمد ناصر الملک چترالی

عالیجناب رئیس ایالت چترال محمد ناصر الملک نویسنده کتاب معروف
صحیفہ التکوین (احسن التخلیق) کہ یک مثنوی بسیار مہمی می باشد ، در
دیباچہٗ این کتاب احوال خود را مرقوم نمودہ است . این کتاب کہ دارای
اہمیت زیادی در مورد موضوع تخلیق کائنات و ارتقای انسان می باشد در چاپخانہ
اتحاد در لاہور بچاپ رسید . وی نوشتہ است :

”وجه تسوید این اوراق اینکه از زمانه طالب علمی شوق تحقیق متعلق مباحث ارتقا دامنگیر خاطر داشتم . چنانچه در سال ۱۹۲۳ عیسوی این مسئله را به طریق اختصار درسی و پنج بیت منظوم نموده بودم . در عین تلاوت کلام مجید آیتی را مفہوم آن موافق این نظریہ بنظم می آمد . نوشته نگاہ می داشتم . در اپریل ۱۹۲۷ هنگامیکہ بغرض تحصیل تربیت عسکری در دہلی مقیم بودم ، نظریہ مذکورہ را قدری بتفصیل حلقہ نظم پوشاندم و در عرصہ شش ماہ یک رسالہ منظوم مشتمل بر یک ہزار و دو صد ابیات بر منصبہ شہود جلوہ گر گردید . در این اثنا برای چند روز اتفاق در لاہور افتاد و بعضی احباب و اکابر فضلہ مثل سر محمد اقبال مضامین کتاب را نا مکمل تصور فرمودہ . لہذا از ۱۹۲۸ تا حال کہ ۱۹۳۶ است بمطالعہ جدید ترین کتب متعلق این مباحث اشتغال ورزیدم و ہر یک مسئلہ را کہ اہم داشتم جزو این صحیفہ نمودم . استمداد از ناظم مکتبہ علوم شرقیہ دارالعلوم سرحد جناب مولوی عبدالرحیم نمودہ و امدادی کافی و شافی یافت . صحیفہ ہذا را علامہ مشرقی نیز در ۱۹۳۲ بہ غور ملاحظہ فرمودہ اند و در بعض مسائل علم الحیات مشورہ اصلاح ہم دادہ سعی مصنف را بنظر استحسان دیدہ اند . بعضی از دوستان می پندارند کہ منتهای مقصد از تصنیف این رسالہ تطبیق مسایل قرآنیہ با نظریات جدیدہ فلسفیہ است و بر ہمین زعم خود این اعتراض را مبنی می کنند کہ نظریات جدیدہ هنوز بیایہ ثبوت نرسیدہ . اندرین صورت آیات قرآنی را بآن تطبیق دادن و بر آن محمول نمودن قبل از وقت و موجب ضعف در عقاید ملت خواہد بود . حاشا و کلا کہ کلام پاک او حق سبحانہ تعالی محتاج تطبیق باشد . لیکن کسی کہ جویای معارف قرآنی است و با مسایل فلسفہ نیز شغف دارد ، اگر در میان ہر دو تطابق می بیند جربش چیست ؟ در سنن ساضیہ و حال افراد جلیل القدر و عظیم المرتبت مثل سرسید و مفتی محمد عابد و علامہ طنطاوی ہم چون تطابق را معلوم نمودہ انظار آن را منفیہ دانستہ اند و باشاعت آن کوشیدہ :

نہ من تنہا درین خمخانہ مستم

ازن می همچو من بسیار شد مست

نیز گفتہ اند کہ معنی ہر لفظ قرآن مجید در ہفتاد پردہ معجوب و مستور است و ہر پردہ کہ ازان وا می شود ، معنی جدید ہویدا می شود . اگر فخرالدین رازی حکمت یونان را بہ قرآن دید خوب کرد و اگر طنطاوی فلسفہ جدید و حقایق سائنس را در قرآن یافت کاری مرغوب کرد . حقایق قرآنیہ بالا تر از ہمہ است . قرآن مجید یک آئینہ ایست کہ مردم ہر عصر حسب استعداد خود

تا بعد کمال که منتهای علوم مروجہ آن عصر است صورت کمال خود را در آن
مشاہدہ می توانند نمود . ”

ہر چہ از دیباچہ کتاب صحیفہ التکوین نقل گردید ، معلوماتی است کہ
غیر از ان بدستہم نرسیدہ است . اما آنچه کہ مسلم است اینست کہ عالیجناب
ناصرالملک در نیمہ اول ہمین قرن می زیستہ و چون امارت چترال در آن زمان
در ہند بودہ ، گاہی بہ ہندوستان و مخصوصاً بشہرہای لاہور و دہلی ہم
مسافرت می نمودہ است . ناصرالملک کہ مطالعہ عمیقی در قرآن و فلسفہ داشت
دوست صمیمی علامہ اقبال و علامہ مشرقی بود . او اصطلاحات زیادی را در
اشعار خود بکار بردہ است و بیشتر آن اصطلاحات از زبان عربی گرفتہ شدہ است .
او راجع باین روش خود چنین گفتہ است : ” اصطلاحات علمیہ را در عربی توان
جست نہ در ژند و اوستای زر دشت . ” انتخابی از اشعارش در زیر دادہ میشود :

محمد چشم در راہ ثنا نیست
از رجا و یاس در دل پیچ و تاب
پیش آمد حافظ شیرین مقال
بس کن از راز فلک گفتن سخن
بیمدہ ضایع مکن فکر دقیق
روی گیتی شد ز نورش پر ضیا
از غزالی نیز از رازی سلام
راہ ما بیرون ازین مسدود بود
بودش از اظہار آن صد ترس و بیم
کس نمی فہمید پیش از این زمان
غفلت از آن کرد قوم مسلمین
در پی یونانیان رفتیم ما
علم قرآن کامل و برتر بود
سوخت علم کہنہ چون خشکیدہ فی
شد ہویدا راز شکل سطح ابن
گویم از پیمایش دنیا سخن
ہست یکصد کم الوف بیست و پنج
ہفت ہزار و نہصد و ہم شانزدہ
صیف ما سوی جنوب آرد شتا

خدا در انتظار حمد ما نیست
بودم اندر فکر آغاز کتاب
زیر نخلستان بیدائی خیال
گفت بشنو پند پیران کہن
نیست کس رہبر ترا در این طریق
ناگہان آمد سروشی از سما
من ز اہل جنت آوردم پیام
علم ما در این وطن محدود بود
داشت گرا این علم را مرد حکیم
راز خلق نوعمہای زندگان
کان حکمت هست قرآن مبین
از کتاب حق نہ جستہ رازها
علم یونان ناقص و ابتر بود
از فلاطون و ارسطو تابہ کی
مردمان رفتند بر گرد زمین
شاہدان این کہ افگندیم بن
از محیط ارض گفتہ نکتہ سنج
در حساب میل قطرش آمدہ
شام در امریکہ باشد صبح ما

آنچه دیدستم بقرآن حکیم
مقصد تسوید اوراق است این
یک کتابی می نویسم سرسری
قبل از شرح و بیان ارتقا
شد ز بحث نجم آغاز کتاب
جان تازه داشت مشت خاک ما
باش در شب محو سیر آسمان
این همه سیاره های خوش خرام
هر یکی دارد مدار خویشتن
احمد آخر زمان خیر البشر
هست هر یک پر ز مخلوق خدا
گر نظام کمکشان را بنگری
بیست لک دیگره شیل کمکشان
از نظام شمس گویم قصه ای
گفت دانا از اثیر و برق بود
این اثر آمد به اول از کجا
شد ز برق منفی و مثبت اثیر
گراثیر از نوع موجودات نیست
نور می رخشد ز اجسام منیر
ماده را از نیست خالق هست کرد
امتحان ذره کن در خورد بین
چون عناصر را بهم شد اختلاط
اسحق بر خلق موجودات شد
هر یکی را گو هیولای صغیر
بهر تفریق از هیولای قدیم
از دخان اجرام را بود ابتدا
زان هیولای نظام شمس خویش
این زمان بینی که از جذب قمر
نیز این کون و مکان دور ما
چونکه جمع ذره را این خاصه شد
گر نبود جذب شمس ها رجش

حل آن اسرار ادوار قدیم
نیست جنگ ارتقا با علم دین
تا بیابد مبتدی زان رهبری
از نجوم و اختران گویم ترا
پس هبوطی تا به جرثومی باب
خم کنم پیشش سرافلاک را
کن تماشای طلسم اختران
منسلک جمله به یک سلک نظام
هر یکی رقصه بتار خویشتن
گفت بسیار اند دنیاها دگر
آدم و پیغمبر هر یک جدا
هست این هم در خرام محوری
در فضای بیکران دیدن توان
تا رسد مرطالبان را حصه ای
آمد ذرات مادی در وجود
از چه پیدا گشت برق شعله را
جا بجا پر از گره های کثیر
لا جرم آن علت ذرات نیست
بود از حکم خداوندی اثیر
حکم کن هر ذره ای را مست کرد
عالم صغری بینی اندرین
آمدند از وی مرکب در بساط
زان تحرک، خاصه ذرات شد
زانکه زاد او از هیولای کبیر
خام کردستند اینان را سدیم
میده از این خبر قرآن ما
با تو گویم تا چه اثر آمد به پیش
مد و جزر آید بهر شام و سحر
نیست شاید اولین خلق خدا
گرد محور هر یکی رقاصه شد
خود سری کردی ز دوده خارجش

از اضافیت بگویم سرسری
نزد دانا نام بعد چارمین
پس ز تحلیل زمان اندر مکان
خالق ما کرد کامل انتظام
چونکه اول منزلش صلصال بود
روح هم چو جسم اندر ارتقا
چونکه ممکن گشت آغاز حیات
حرب صعب است این تنازع للبقا
آنکه صالح تر بود پاینده تر
سست گشتن خویشتن را کشتن است
تو اسبیا را بین در این زمان
خالق ما از کرم های من مزید
بعد قرن چند اجسام عظیم
اول آمد چار پا با شاخ و دم
قبل آدم سه کرور و نیم سال
نوع صالح تر بمیدان زد قدم
قاست آن و حشیان موزون نبود
چون خدا فرمود با جیش الملک
یک خلیفه در جهان پیدا کنم
در جواب آن فرشته گفت ما

بو که یابی تا حقیقت رهبری
بر زمانی و مکانی شد تعین
بعد چارم را بگو بعد زمان
تا شود جان را درین دنیا مقام
روی گیتی جمله پر او حال بود
مرحله میکرد طی از ابتدا
خلط شد جان بیشتر با مادیات
جنگ با اعدا و با ارض و سما
انتخاب قدرت این سر بسر
خود کشان را خون جان برگردانست
یادگار بس کهن از زندگان
جانداران را به دنیا پرورید
یافتند این جانداران عظیم
عصر آدم بود دوران ششم
گفت دانا: بود صبح دور حال
کهنگان رفتند در کتم عدم
صورت ایشان چو بوزینه بود
ای جنود من، مقیمان فلک
راز لطف خویش را افشا کنم
بهترین از قوم سفاک الدما

ارتقای جمله افراد بشر

هست در قرآن شرح سر بسر

(۴۱۲) ناطق - خواجه رحمت الله لاهوری

در دهلی نشو و نما یافته و برای کسب کمال بملک توران شتافته در تلامذه
شیخ نورالدین واقف خوش فکر و خوش طبع و خوش اخلاط بوده و بر دست میرزا جان جانان
"مظهر" بیعت ارادت نموده مدتی در فرخ آباد بسر برد و در آخر عمر بدارالحکومت
لکهنؤ اقامت گزیده همانجا بقایض ارواح سپرد:

هوس دوستی مثل تو دشمن کردم نکند شعله بخش آنچه بخود من کردم
(صبح ۴۹۲)

(۲۱۴) ناظر - خوشی محمد گجراتی

خوشی محمد ناظر یکی از معروف ترین شعرای اردو است ولی گاهی بفارسی هم شعر می گفت . دیوانش که بیشتر غزلهای اردو دارد مقداری از رباعی و غزلهای هم شامل آنست . ابن دیوانش باسم " نغمه " فردوس " چاپ گردیده است . ناظر سردی بسیار با سلیقه و خوش ذوق بود و منصب های بزرگی را در امارت کشمیر از طرف دولت انگلیس بدست آورده بود . در امارت هریه والا که از نواحی گجرات است متولد گردید و بیشتر وقت خود را در شهر های سیالکوت ، وزیرآباد و امارت کشمیر بسر می برد . شعر زیر ازوست :

صبا ای پیک مشتاقان خدا را سلام ما رسان خیرالوری را

(۲۱۵) ناظر - دکتر شیخ محمد دین لاهوری

شیخ محمد الدین پسر شیخ عبدالرحمن که تاجری معروف بود ، در لاهور متولد گردید . او خیلی پاکباز و پارسا بود . میل طبع خود را نسبت بدین مبین اسلام داشت . مجله ای درباره طب و دامپزشکی اجرا نموده بود . در شعر و سخن مهارت داشت . اگرچه شعر کم میگفت ولی اشعارش آسان و خیلی عام الفهم بود . بیشتر منظومه هایش مشتمل است بر رباعی ها و غزل ها . در سال ۱۹۰۸ میلادی وقتی که نواب سر سلیم الله از داکا وارد امرتسر گردید ، خطابه ای از طرف کشمیریان مقیم لاهور و امرتسر بوی تقدیم گردید . این خطابه که بزبان پارسی نوشته شده بود بقلم دکتر شیخ محمد الدین ناظر نگاشته آمد . و علامه اقبال لاهوری آنرا بنواب سر سلیم الله خان تقدیم نمود . او در تاریخ ۱۴ - اوت ۱۹۲۳ میلادی بسن شصت و پنج سالگی عرصه وجود را بدرود گفت . ازوست :

به رزمگاه زمانه چو آمدی ای دل میوثر جامه زن ، دست دیگران منگر
بگیر تیغ فراست بکوش ای ناظر مدام سینه سپر باش ، باش سینه سپر

غزل

بیخودم این ملت و مذهب مرا درکار نیست

زحمت تسبیح نکشم حاجت زار نیست

لاله از سینه می آید بگوش دل شنو

این صدای آمد و شد در نفس بیکار نیست

محو نظاره کجا و چشم بر بسته کجا

خواب غفلت را گذر در دیده بیدار نیست

منزل عشق است ای دل اندرین هشیار باش
همت تو رهنورد وادی پر خار نیست

(۲۱۶) ناظم - سید احمد قلعداری گجراتی

برادر بزرگ پدر بزرگ قریشی احمد حسین بود و در دانشکده زمیندارا در گجرات فارسی تدریس میکرد. از گجرات به شادیوال رفت و در آنجا یک مدرسه نظامیه را آغاز نمود. شهردار نذیر احمد چون به کنجاہ سیرفت همیشه مهمان او میشد. اکثر علمای قرن سیزدهم ازو مستفیض گردیدند. کتب متعددی را بزبان های اردو عربی پنجابی و فارسی نگاشته است. شاعری هم میکرد و دارای دیوانی باسم "عقاید ناظم" بود. این دیوان غزلهای متعددی دارد و ۵۲۳۴ بیت شامل آنست. در سال ۱۲۵۳ هجری آنرا بپایان رسانید. در سال ۱۳۰۲ عرصه وجود را ترک گفت. ازوست:

گذشته شد ز هجرت ختم از سال	هزار و دو صد و پنجاه و سه سال
که این نسخه ز ناظم قلعداری	مؤلف گشت با الطاف باری
ثنای آن خدا اول کنم یاد	که پاک است از شریک و ضد انداد
همش ذات است واجب با جلالی	همش جمله صفت ها با کمالی
بحکمت صانع کون و مکان است	بقدرت خالق هر دو جهان است

(۲۱۷) نامی - مخدوم پیر غلام دستگیر لاهوری

غلام دستگیر نامی در لاهور متولد گردید و با خانواده ای اهل علم و دانش متعلق بود، کتب متعددی را نگاشته است. بزبان فارسی هم شعر میسرود ولی دیوانش را ندیده ام. در تاریخ گوئی ماهر بود. قطعاتی چند که در زیر نقل میگردد ازوست. بمناسبت وفات پیر مسکین شاه امری:

پی عیسوی سال نامی بگو
که فرخنده اطوار مسکین شاه
بر وفات حاجی محمد هاشم گیلانی:

بتاریخ وصال پیر هاشم
بگوئی نامیا: خورشید روشن

بر در گذشت شاه محمد رضا قادری شطاری:
اگر عیسوی سال پرسی ز نامی
"محمد رضاتاج دهر" است تاریخ

(۲۱۸) ذیجابت - میر ذیجابت لاهوری

برادر و شاگرد رشید میر جلال الدین سیادت است. صاحب طبع رسا بود.

در عمر آخر جنون بر مزاجش زور ور بود . دیوان رنگینی گذاشته . ازوست :
 ما درین باغ نہال چمن تصویریم هست در خانہ نقاش رگ و ریشہ ما
 (خوشگو . ۳)
 میر نجابت برادر میر سیادت لاهوری بوده . فقیر از اشعارش باین مطلع
 اکتفا نموده :

هم هنرین هنرم عیب یاب گوهرم چون نگاہی جوهری غواص آب گوهرم
 (حسینی ۳۵۶)

(۴۱۹) نجر - نعمت اللہ لاهوری

در آخر عمر شاعر شد . تقی اوحدی ویرا دیده است . از بام افتاده . در آن
 وقت این رباعی گفته است :

یکچند بقید نام و ننگ افتادم عمری بزبان خاص و عام افتادم
 بدنامانرا از بام می افتد طشت طشتم چو نبود از بام افتادم
 (ریاض)

(۴۲۰) نذر - غلام محمد صابری جالندھری

چودھری غلام محمد پسر مولوی علی بخش از مردم جالندھر است . بعد از
 تقسیم شبہ قارہ بہ پاکستان آمد و در شہر کیمبل پور اقامت گزید . او از
 دانشگاه پنجاب فوق لیسانس زبان و ادبیات فارسی ہم گرفته است و بفارسی سخن
 مرائی ہم کند . اکنون در دانشکدہ دولتی (گورنمنٹ کالج) کتابدار است .
 علاقہ شدیدی نسبت بہ سخن فارسی دارد و مرد دانشمندی می باشد . دیوانش
 هنوز چاپ نگردیده است اما اشعار زیر را آقای دکتر غلام جیلانی برق کہ احوالش
 درین تذکرہ آمدہ برای من فرستادہ است :

رویت ز دور دیدہ ام آنہم گہی گہی	در بزم تو رسیدہ ام آنہم گہی گہی
از حال من مپرس کہ در عالم جنون	ساز نشاط چیدہ ام آنہم گہی گہی
زین بیش جرم نیست کہ در عالم خیال	اورا بیرکشیدہ ام آنہم گہی گہی
شاید کہ باز جوئی تو صید رسیدہ را	از دام تو جمیدہ ام آنہم گہی گہی
در یاد زلف و چشم و قداوشب فراق	ای نذر آرسیدہ ام آنہم گہی گہی
عبیر موی تو طعنہ بہ مشک تاب زده	عذار خوب تو خندہ بر آفتاب زده
در آب چشم نشینم درآ بچشم نشین	کہ تاب سہر بیاید بفصل آب زده
بین بہ طرفی ذوق عافیت سوزم	رقیب ہم نپسندم ز تو عذاب زده

ہوای کوی مغان آب زندگی دارد کہ گشت زنده دران جان من خراب زده
درا بمجلس رندان رموز عشق آموز کسی نہ حرف ازین باب در کتاب زده

(۴۲۱) نصر - نصر اللہ بن عبد الحمید لاہوری

نظم و نثر تصرف قلم اورا گردن نہادہ و دقایق حقایق در پیش خاطر او
ایستادہ ، ہمہ فضل و بزرگی و علو منصب و مرفعت منسب و جمال حسب و جلال
نسب ایام با او نساخت . طالع او منجوس شد و از جور زمانہ مقید و مجبوس گشت
و خسرو ملک او را حبس فرمود و در حبس این رباعی گفت و بخدست او فرستاد :
ای شاہ مکن آنکہ بہرسند از تو روزی کہ تو دانی کہ نہرسند از تو
خرسند نہ ای بملک و دولت زخدای من چو باشم ببند خرسند از تو

در وقت داغ جان این بیت بر زبان راند :

از مسند عزا گرچہ ناگہ رفتیم حمد اللہ کہ نیک آگہ رفتیم
رفتند و شدند و نیز آیند و روند ما نیز توکلت علی اللہ رفتیم
و این رباعی در بیان متانت سخن و قوت الفاظ و رقت طبع خود گفته است :
طبعم کہ ز لشکر ہنر دارد خیل یاقوت بمن بخشد و بیجادہ کیل
در سخنم کہ جان بدو دارد نیل پرورده دریاست نہ آورده سیل
قصیدہ ای در مدح تاج الدولہ خسرو شاہ گفتہ است . بر ہر دو زبان قادر بود و
در ہر دو میدان در سواری ماهر . تازی و پارسی اورا ملکہ . ازوست :
چون دہان تو ہمیشہ دیدہ بیدار من
آن بخندہ وین ز گریہ پر ز گوہر ہست ہست
ای بہار ماہ منظر وی نگار باغ چہر
گر ہمی ہستی کہ رویت باغ و منظر ہست ہست

(لباب ۸۶)

نصر اللہ بن عبد الحمید لاہوری یکی از درباریان خاص سلطان خسرو ملک
بود . در زمان حکومت بہرام شاہ کتاب کلیلہ و دمنہ را از عربی بفارسی
بر گرداند .

(۴۲۲) نصرت - دلاور خان میر محمد نعیم سیالکوٹی

ناظم ذی قدرت ، دلاور خان نصرت ، کہ نام اصلی وی میر محمد نعیم است ،
وطن اجدادش سیالکوٹ من مضافات لاہور . پدرش میر عبدالعزیز کہ بملازمت
شاہزادہ دارا شکوہ انتظام داشت ، بعد برہمی نظم و نسق دارا شکوہ و اورنگزیب

عالمگیر پادشاه بسلک ملازمین شاہی انسلاک یافت و بتدریج بمنصب دو ہزاری و خطاب دلاوری خانی سرمایہ عزت و اعتبار اندوخت . امیرالامرا سید حسین علی خان بحکومت دکن کاسران گشتہ او را بفوجداری رایچور از متعلقات بیجاپور مامور فرمود . در ۱۱۳۹ ہجری تسع و ثلثین و مائتہ و الف پا بدامن عدم کشید . دلاور خان دلاوری میدان شاعری بودہ و شناور دریای نظم گستری . این چند بیت از طبع زاد اوست :

فکر زاہد پی راحت . غم ما بہر رخس
ہر کسی در خور ہمت بہ تلاش است اینجا

چشم نعمت داشتن از سفرہ گردون غلط

نان خشکین دارد آن ہم صبح ہست و شام نیست

فرصت عیش ہمین مقدار است

در بندہ شمع بزم و چراغ مزار نیست

چہ می شود دل ما را اگر ہما بخشند

فلک یک عمر چرخ میزند تا مرد بر خیزد

غنچہ تا وا شود از ہم باشد

نصرت ہلاک مشرب پروانہ می شوم

بمحفلی کہ بیک درد صد دوا بخشند

باسانی کجا از خاک اہل درد بر خیزد

(تائج ۷۲۵)

نام اصلی او محمد نعیم است، وطن اسلافش سیالکوٹ از توابع لاہور. میر عبدالعزیز پدر دلاور خان نوکر شاہزادہ دارا شکوہ بود. بعد برہم خوردن دارا شکوہ و آرایش یافتن اورنگ دارائی بہ خلد مکن در سلک نوکران خلد ملانی انخرط یافت . رفتہ رفتہ بمنصب دو ہزاری و خطاب دلاور خان امتیاز پذیرفت . با دختر عنایت اللہ خان کشمیری کہ از اسرای عالمگیری است ازدواج یافت . بعد از زوال دولت سادات بارہہ و استقرار نواب نظام الملک در ممالک دکن با نواب بسرمی برد . در سنہ تسع و ثلثین و مائتہ و الف (۱۱۳۹) بر سرابستان بقا خرامید . و بر طبق وصیت در پای قبر مرشد خود مدفون گردید . نام مرشد او شاہ ابراہیم است . دلاور خان اقسام شعر خوب می گوید و مضامین مرغوب می بندد . دیوانش مرتب است . ازوست :

این تیری کمان چہ قدر دور می رود

چہ قدر راہ فنا ہموار است

سایہ ہم در زیر پاگم میشود و ت زوال

بی ابروی تو از نظرم نور می رود

چشم پوشیدہ توان کرد سفر

روز بد یاری نمی آید زیاران دیدہ ام

(گرام ۱۹۶)

میر محمد نعیم ، مخاطب بد دلاور خان ، داساد ہدایت اللہ خان کشمیری ، عالمگیری

است . وطن بزرگان او سیالکوت ، مضاف صوبہ لاہور . در عہد شاہ عالم بہ خطاب دلاور خان سرافراز گردید . در سنہ تسع و ثلثین و مائتہ و الف مسافر منزل بقا گشت . فکرش رنگین است و اشعار آبدار دارد . این بیت چند ازو قلمی می شود :

چہ کردی دوش یا فردا کنی ، امروز مفت تست
مدہ ای بی خبر از دست خود دامن فرصت را
فصل گل شد ، ہوای مینوشی است
ساقیا موسم ہم آغوشی است
رنگین ز خون خود کف پای ترا کہ کرد ؟
این کار دست بستہ بغیر از حنا کہ کرد
گر نذر پای یار نگرdd سر نیاز
نصرت دگر برای کہ این درد سر کشم
(بینظیر ۱۲۴)

وجود نصرت نہ تنہا برای ادبیات فارسی مایہ افتخار بود بلکہ بدون تردید نصرت موجد و مربی خانوادہ ای نویسندہ ، شاعر و خطاط بود کہ نظیر آن در تاریخ ادبیات شہر سیالکوت دیدہ نمی شود . اشعار زیر نمونہ ای است از اشعار او :

بسکہ میدارد حیا در پردہ محبوب مرا دیدہ بیگانہ داند مہر مکتوب مرا
مژگان بہم نیاید دلدار بی نقاب است کی خواب میتوان کرد . درخانہ آفتاب است
نیست ممکن کہ برد بی تو دمی خواب مرا می زند دست بہ پهلو، دل بیتاب مرا
نصرت ، کشمیری الاصل بودہ . بہ لاہور توطن داشت . اسباب دنیا خاطر خواہ بہمرسانیدہ دیوانی ترتیب دادہ . این بیت کہ در دیوان میرزا بیدل است در لاہور بنامش اشتهار دارد :

چشم پوشیدہ توان کرد سفر
چہ قدر راہ فنا ہموار است

(خوشگو ۲۶۸)

عبارت زیر بر حاشیہ یک نسخہ خطی سفینہ خوشگو نوشتہ شدہ است :

”فقیر عزلت از زبان نواب دلاور خان نصرت تخلص ، ہمزلف مبارز خان مرحوم ، در ایامی کہ صوبہ بندر سورت شدہ بود ، مکرر شنیدم کہ میگفت از منست و شاگرد بیدل بود“ .

(۲۲۳) نظام الدین - نظام الدین ابو نصر ہبہ اللہ الفارسی لاهوری

الصاحب الکبیر ، قوام الملک ، نظام الدین ابو نصر ہبہ اللہ الفارسی رحمہ اللہ
وزیری صاحب کفایت ، فایض درایت ، وافر فضل ، شامل بذل ، در دولت سلطان
رضی ابراہیم رحمہ اللہ کارہای بزرگ کردہ و بفضل کفایت معروف و مشہور گشتہ .
خانقاہ عمید در لوهور (مولف : لاهور) یکی از خیرات او ست . اما چون آن
خورشید بحد کمال رسیدہ بود ، زود در گذشت و از جہان فضل و ہنر بعالم
بقا رفت . این در آبدار را بالماس بیان سفتہ :

دریغا گوہر فضلم کہ در خدم و بال آمد
بچشم حاسدان لعلم ہمہ سنگ و سفال آمد
چو کلک اندر بنان من بدیدی خاطر انجوی
سرتب را خبر دادی کہ ہان عز و جلال آمد
چو زخم تیغ من دیدی شہ ہندوستان در ہند
بدستوران ہمی گفتی کہ سام پور زال آمد
نماز بامدادی نیک نامی را کمر بستم
نماز شام فرزند مرا نعمت زوال آمد
(لباب ۷۰)

(۲۲۴) نعتی - عبد اللہ سودھرہ

صاحب دیوان است و دیوانش بر نعت های حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
مشمول است . این دیوان اگر چہ ہنوز طبع نگردیدہ است ولی نسخہ خطی آن در
کتاب خانہ شخصی آقای مسلم ضیائی در کراچی قرار دارد . تاریخ کتابت آن
دیوان ۱۱۴۰ ہجری است و ازین شعر برمی آید :

رضوان حق بنامش ہم سال اختتامش
دیگر وکیل دولت دیوان نعت نبوی

ہاید یاد آور شویم کہ بلافاظ ابجد از "رضوان حق" و "وکیل دولت دیوان
نعت نبوی" ۱۱۶۰ ہجری درمی آید .

(۲۲۵) نعیم - خیاط لاهوری

نعیم خیاط لاهوری است :

زهی نسیم بهاری که از یمین و یسار
ز ناف غنچه گشاید هزار نافه چین

(ریاض)

(۲۲۶) نعیم - محمد نعیم پنجابی

محمد نعیم مردم پنجاب بوده . دوسه روز در بلده تته (سند) اقامت
داشت . منہ :

بگشن بسکه بی روی تو بر گل رفته بیدادی
خیابان در خیابان خون بلبل داشت ایجاد

(مقالات ۸۱۹)

(۲۲۷) نکتی - ابو عبد الله روزبه بن عبد الله

النکتی اللوهوری

”تقریر نکت نکتی کاری دراز است، چه نکات لطیف او از حد وعد افزونست
و نقود شعر او لطیف و موزون . در مدح سلطان مسعود شهید میگوید :

روی آن ترک نه روئست و بر او نه برست
که برین نار بیارست و بر آن گل برست
بطرازی قد و فرخیزی زلفین دراز
رستخیز همین خوبان طراز و خزرست
گر بجای مه و خورشید بود یار مرا
اندرین معنی هم جای حدیث و نظر است
مهر او را دل ما مستقر است ، این نه عجب
آن شگفتست کیجا ، مستقر او سقرست
و آن عجب تر که طلسمیست هوا را که همی
بنسوزد اگر او را چو سقر مستقرست
ملک عادل مسعود ، خداوند ملوک
که بفضل از ملکان بیشتر و پیشترست

این قطعه را بدرخواست شاهنشاه بن شاه نیشاپور بن ابراهیم رحمه الله گفته است
در صفت منجنیق :

چه چیزست آن که یکسو نردبانست
سر زانو بسان فرضه ی تیر
دو پشک آهنن بینی مراو را
بر آن خرطوم وی صد زلف بینی
چو عشاقش بدو انبوه گردند
بیندازد یکی سندان محکم

دگر سوی راست همچون پای شیطان
ازو آویخته خرطوم پیلان
زده آن پشک را برپای دیوان
همه بر تافته چون زلف جانان
بگیرد هر یکی یک زلف را زان
شود هر کس ز بیم و هول لرزان

نظم

بنرگس بنگری چون جام زرین
تو گوئی چشم معشوقست مخمور

بزیر جام زرین چشمه چشمه
ز از و نیکوئی گشته کرشمه

(لباب ۲۹۰)

اولین شاعر پارسی گوی لاهور نکمتهی بود و اسمش را در تذکره های مختلف ذکر نموده اند . وی در زمان سلطان مسعود شهید بن سلطان محمود غزنوی میزیسته و قصیده هائی در مدح سلطان مسعود سروده است که نمونه ای از آنها در احوال نکتهی درج گردید . نکتهی و نکمتهی یا نکمتهی در اصل یک بودند و درباره این موضوع صاحب لباب الالباب چنین نوشته است : "بآنکه درباره کلمه نکتهی ، مولف جناس آورده و "تقریر نکت نکتهی" نوشته ، در برخی از سفینه ها تخلص وی را نکمتهی نوشته اند که جنبه شاعرانه بیشتر دارد".

(لباب ۶۷۸)

(۴۲۸) نقی - میرزا علی نقی خان لاهوری

خلف قاسم خان بن فضیلت خان بهادر شاهی بوده . اکتساب فضایل علمی و سخن سرائی در خدمت مولوی محمد عوض جونپوری و شیخ علی حزین لاهیجانی نموده و در دارالسلطنت لاهور از عالم بطون بعرضه شهود شتافته و در شهر عظیم آباد نشو و نما یافته . کلیاتش ده هزار بیت بشماره آمده و تخلص لسانی هم در بعض اشعار آمده . خودش از اکثر تلویحات نقی است و کلامش از غیوب و اسقام نقی :

جلوه بر بام نمودی و بسوز افگندی
شد آنچنان ز زلف تو آشفته کار ما

سوخت از مهر لقا آتشت از دور مرا
منبل بجای سبزه دمد از غبار ما

رواج شهر تو گفتم مگر دل آزاری است بخنده گفت بلی رسم این دیار اینست
بی جرم اگرچه کشتی ای بی وفا نقی را صد شکر از جفایت امروز آرمیدم
(صبح ۵۳۷)

(۲۲۹) نواز (۱) - سردار الله نواز خان دیره غازی خان

سردار الله نواز متخلص به نواز برادر بزرگ سردار کریم نواز می باشد .
او از یک خانواده بسیار مهم سرداران اهالی دیره غازی خان می باشد . سردار
کریم نواز در دستگاه دولت دارای منصب مهمی است اما برادرش از منصب خود
استعفی داده باسور بازرگانی مشغول شده است . سردار نواز با دیات فارسی علاقه
دارد و گاهی شعر می سراید :

مطربا دم بدم بگو ، پرده سرا بزن بزن
حرفی بگو بما زما ، نغمه سرا بمن زمن

دیدنی هست اهل هوش ، برهمی مزاج دوست
زلف بدوش خم بخم چین بجبین شکن شکن

عرض خرام ناز او نقش چمن طراز او
کوه بکوه و دشت دشت سرو و سمن دمن دمن

همچو نواز بر نخورد دیده روزگار یک
دور زمانه در نورد فاصله قرن قرن

ندارد کس مجال جرعه صمبای تند ما

به بحر آتش زند یک قطره درد ایام من

ز هر حرفی که گفتم عندلیب نغمه پیرا شد

ز هر قطره اشکم گل بدامان است باغ من

نواز از سوز الفت عالم گم گشتگی دارم

چو شمع در رگ جان شعله می جوید سراغ من

بچشم نرگس شهلا ی گلشن خمار نشه میخانه کیست؟

قبای غنچه و گل چاک چاک است ز دست جراث زندانه کیست؟

بگیرم تو ازو نا آشنائی نواز آخر بگو دیوانه کیست؟

(۲۳۰) نواز - سید محمد نواز ملتانی

جوانی خوش فکر و خوش فهم . پرگو ولی کم گو ، با ادبیات فارسی

۱ - سال تولد ۱۹۱۰ میلادی .

و انگلیسی خیلی علاقمند می باشد . در ناحیه پیر محل که در مضافات ملتان است در سال ۱۹۱۹ میلادی بدنیا آمد . لیسانس زبان فارسی و انگلیسی از دانشگاه لاهور گرفته و اینک در کراچی دارای منصب بزرگی میباشد . کلاسش زیاده نیست و چاپ نگردید است . اینک یک غزل ایشان که بکمال التفات برای این تذکره به نویسنده مرحمت فرموده اند ، نقل می گردد :

پرده چشم دوز من ، جلوه بی حجاب تو
 برق حیات سوز من ، چهره بی نقاب تو
 زندگی تمام من ، لمحہ کم بهای تو
 بحر عدم کنار من ، قطره تو جناب تو
 لذت فطره گناه ، کرد مرا اسیر خویش
 ورنه نبذ گران به من ، طاعت تو ثواب تو
 ظلم و ستم به خود کنم ، بهر چه خشمگین شوی ؟
 ظالم و جاہل ازل ، گفت مرا کتاب تو
 ای که نشسته بر فلک ، زیر فلک نگاہ کن
 حیرت ارضیان شده ، عالم اجتناب تو
 گر نه خفا شوی ز من ، حرف غریب گویمت
 جنت تو سراب من ، طاعت من سراب تو
 مالک عادل جہان ، عدل تو خوب دیدہ ام
 تا دم زیست جرم من ، تا بہ ابد عذاب تو
 پیش کسان چرا برم ، عذر گناه خویش را
 عفو اگر نمی کند رحمت بی حساب تو

(۴۳۱) نواز (۱) سردار نواز درانی دیرہ غازی خان

جوانیست خوش فکر و خوش خیال ، صاحب طرز و زیبا مقال . در آغاز عرصہ سخن است . غزل ها و قطعاتی چند در مجلہ آرکس بچاپ رسانیدہ است اما هنوز دیوانش چاپ نگردیدہ است . ازوست .

ز خلوت جلوتم شرمندہ گردید	صوابم در نمایم ، عیب پوشم
بگویم ، فاش گویم ، فاش گویم	کہ من گندم نمایم ، جو فروشم
خود نوشتم سر نوشت خویشتن	خود برای خود مقدر گشتہ ام

(۱) معاصر

قسمت نقش رنگین دارم نواز نام خود را طالع بر گشته ام
 این نواخیزد نواز از ضربت مضرب غم شاعری را آه درد آلود می دانیم ما
 قدرت به دم زدن نبود در جہان نواز هر چند اختیار بود اختیار نیست
 مانده ام شمع مزار خود نواز هستی ما بر سر انکار بود

(۴۳۲) نوری (۱) - قاضی نور اللہ شستری لاهوری

در عہد جہانگیر بر سسند سخنوری ستمی بودہ . ازوست :

بتاراج دل ما ہر زمان ای غم چہ می آئی ؟
 متاع خانہ درویش غارت را نمی شاید

(کلمات ۱۱۹)

از سادات شوستر و علمای ناسور فرقه اثنا عشریہ بود و در عہد اکبر
 بادشاہ بہندوستان رسید و از حضور شاہی بعمدہ قاضی دارالحکومت لاهور مامور
 گردید . بتالیف مجالس المومنین و احقاق الحق پرداخت و بعد سریر آرائی
 نور الدین جہانگیر بادشاہ بحضور شاہی رسید . شاہ از مذہبش پرسید . وی
 خود را سنی المذہب وا نمود . بادشاہ گفت کہ اگر قاضی دروغگو باشد از
 حق وی حکم شرع چیست ؟ جواب داد کہ قابل عزل و تعزیر واجب است .
 هماندم فرمان شاہی نفاذ یافت کہ او را تازیانہ خار دار زنند و حسب فتوی
 خودش معذب کنندہ قاضی بضرب سہ تازیانہ بی ہوش افتاد و بہمان صدمہ در سن
 تسع عشر و الف بموکلان قضا جان داد . نعش در اکبر آباد متصل باغ قندہاری
 دفن کردند :

وہ کین شب ہجر تو بر ما چہ دراز است
 گوئی کہ مگر صبح قیامت سحر اوست
 فرہاد صفت ابن ہمہ جان کنندن نوری
 در کویہ ملامت بہوای کمر اوست
 خویش پریشان شدہ با تو نگفتم نوری
 آفتی این سر و سامان تو دارد در پی
 (صبح ۵۵۹)

(۱) سال وفات ۱۰۱۹ ہجری .

(۲۳۳) نوری (۱) - ملا نور الدین محمد سرهندی

ملا نور الدین محمد سفیدونی پرگنه سفیدون از توابع سهرند در جاگیر او بود بآن منسوب گشت . در علوم هندسه و ریاضی و نجوم و حکمت ممتاز بود . و از جمله مصاحبان همایون پادشاه و باین جهت خطاب ترخانی یافت . سلیقه شعر داشت و دیوانی ترتیب داده . نهر بلده کرنال تا پنجاه کروه بنام سلطان سلیم ساخته اوست . در سنه ۹۹۴ در اتک بمرد . ازوست :

دل تنگ و در ازان لب خندان نشسته ام
مانند غنچه سر بگریبان نشسته ام

(نگارستان ۱۳۵)

(۲۳۴) نوری - نوری بیگ خان لاهوری

از خطه لاهور ظهور نموده . و معاصر تقی اوحدی بوده :
چنان با غیر گوئی آشنائی که بی او در خیال من نیائی

(صبح ۵۶۰)

(۲۳۵) نوشاهی - سید غلام مصطفی گجراتی

اسم وی سید غلام مصطفی ، کنیتش ابو الشریف و تخلص او نوشاهی بود . بین مردم بتخلص خود ملقب بود . اسم پدرش سید حافظ محمد شاه بن سید محمد اسین نوشاهی بود . در سال ۱۳۰۷ متولد گردید . بهره های سواد و خط و علوم ظاهری را از پدر خود بدست آورد . کتب متعددی را نوشته است که تمام آنها درباره تصوف می باشد . یکی از کتابهایش که باسم عیون التواریخ معروف است در پیرامون موضوع تاریخ است . در سال ۱۳۸۴ وفات یافت و در ده ساهن پال که از نواحی گجرات است مدفون گردید . بر زبان فارسی هم شعر می سرود اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است . یکی از نامه های منظومی که به شرافت نوشاهی نگاشته بود ، بفارسی است . اشعاری چند ازان مکتوب در زیر نقل می گردد :

بحفظ خدا پاک باشی منیر
بتو بندگویم که یاد آمدست
محمد اولوالعزم دانی کریم

عزیزم شرافت مقدس ضمیر
اگر نام اصلی شریف احمد است
بتوحید ایزد شوی مستقیم

۱- سال وفات ۹۹۴ هجری .

همه وقت حق یاد داری بدل ز خبث گنه دل بر آری ز گل
بوقت ضرورت بگو خوش کلام بوقت خموشی خموشی مدام
ز نوشاهی مفتقر صد دعا درازی حیات و علوم و غنا

(۴۳۶) نوشه - سید حاجی محمد ساهن پال

سید حاجی محمد که با اسم گنج بخش معروف و نوشه تخلص داشت ، پسر حضرت سید حاجی علاء الدین حسین غازی بود . از سادات علوی بود و با خانواده قادریه تعلق داشت . رفت و آمدی با اکابر و مشایخ عصر خود داشت . سلسله نوشاهیہ را اجرا نموده و دواسی بآن بخشید . علوم دینی را در خدمت حافظ قائم الدین قادری و حافظ بدھا شاہ قادری فرا گرفت . خرقہ خلافت را از حضرت شیخ سلیمان قادری بھلوالی بدست آورد . بہ شعر گفتن علاقہ داشت . بزبان فارسی ہم شعر سی سرود . این رباعی ازوست :

منادی ست در کوچه سیفروش کہ امروز در ہر کہہ یابند ہوش
گریبانہش گیرند و دامن کشند کشاکش بدیوان مستان برند
در سال ۱۰۶۴ در زمان شاہجہان پادشاہ فوت گردید . مزارش در ساهن پال میباشد کہ در نواحی گجرات است .

(۴۳۷) فیر (۱) - سید علی احمد واسطی

طیب معروف پاکستان آقای حکیم سید علی احمد متخلص بہ فیر از خانوادہ واسطی دہ نہتور ہستند . پدر آقای واسطی سید مظفر حسین نام داشت و از نگینہ بود کہ دہیست در نزدیکی نہتور و در شہر بجنور . علوم عربی و فارسی را در خدمت مولانا امتیاز حسین و مولانا حامد حسین گنگوہی فرا گرفت . طیب بسیار ورزیدہ ای است . و چہل سال است کہ در شہر تاریخی لاہور زندگی میکند . ذوق شعر و سخن دارد و باردو و فارسی شعر می سراید . بزبان ہای اردو ، فارسی ، ترکی ، پنجابی ، انگلیسی و عربی تکلم می کند . در فن شاعری شاگرد نواب سراج الدین سایل و مولانا وحید الدین بیخود است .

بر مزار سلا جامی سرودہ است :

پیامد بر در جامی گدائی فقیری ، خستہ حالی ، بی نوائی
ز خاک پاک بہر دلستانی دل بیتاب و چشمی خونفشانہ
نوازش نالہ درد آشنائی شکست شیشہای دل را صدائی

۱- سال تولد ۱۹۰۰ میلادی .

گدائی ره نشین جاده جام ز سر مستی خراب باده جام
بر آمد از درون دل خروشم که من دل را بجام نو فروشم

بر مزار حضرت معروف کرخی در بغداد سروده شد :

به بغداد یک مرد معروف بود که از نام معروف موصوف بود
به توحید و اخلاص آگاه بود ز رمزی که در قل هو الله بود
روان ذکر او از زمین تا بچرخ چه خوش گفت سعدی چو آمد به کرخ
نه بینی که در کرخ تربت بسی است بجز گور معروف معروف نیست
در تعریف و تمجید شهر شیراز :

به رکناباد و گلگشت مصلی فضای جلوه عرش معلی
برای مستی دیوانه عشق ز لالش باده خمیخانه عشق
لطافت‌های سعدی در زبانش خم حافظ بد بزم میکشانش
دل مهجور عاشق را مکانی بشهر دلبر کوی فلانی
خوشا شیراز و وضع بی مثالش خداوندا نگهدار از زوالش

فخر ایران و نازش همدان تاجدار جهان فضل و کمال
وارث علم بو علی سینا مرد والا گهر ستوده خصال
بارک الله عارفانه کلام لوحش الله شاعرانه کمال
لطف تو زیر سایه الوند بر من خسته چون نسیم شمال
دارم امید دید روی ترا کاش بینم بهار کوی ترا

(۲۳۸) واحد (۱) - سید عبد الواحد بلگرامی لاهوری

برادر بزرگ حسن بلگرامی است . سید مذکور در سن یک هزار و یکصد و سی و چار در لاهور هنگامیکه والدش حاکم آنجا بود در یکی از معرک شهادت شد و هم آنجا مدفون گردید . از ویست :

آتش پوشیده ام در ناله بر شور خوش
گر سمندر نیستی مگسای مکتوب مرا

(غنوی ۲۳۴)

۱- سال وفات ۱۱۳۴ هجری .

(۴۳۹) وارث لاهوری

جواهر آبدار مضامین از خزینہٗ خاطر بر می آورد . گوی از جوهریان سخن
میراث همون برد :

المہی از کرم عنقا صفت گردان نشانم را
همای قدس اگر جوید نیابد استخوانم را
زبانم را بوحدت آنچنان حمد آشنا گردان
کہ ہفتاد و دو ملت آید و بوسد دہانم را

(صبح ۵۷۹)

(۴۴۰) وارد - محمد بتالوی

خواہر زادہٗ نور العین واقف مسطور است :
غم جدا ، درد جدا ، داغ جدا می خواہد
دل کہ یک قطرہٗ خون است چہا می خواہد

(ہندی ۲۳۵)

(۴۴۱) وارستہ - سیالکوتی مل سیالکوتی

مولد او سیالکوت از توابع لاهور است . لہذا نام سیالکوتی مل بود . از
ابتداٗ سن شعور ذوق سخن بہم رسانیدہ و در نظم و نثر رتبہٗ شایستہ پیدا کرد و
رسایل مفیدہ نوشت . ازان جملہ رسالہ مصطلحات الشعراٗ است . در دیباچہ آن
مینویسد :

”بندہ وارستہ بہ محض سر نوشت ازلی محو مطالعہ دواوین فصحاٗ بودم و دل
و جان را وقف مشق نو خطان الفاظ و معانی نمودم . اکثر محاورات غریبہ پارسی
زبانان در اشعار فصاحت باز دیدم و بہ تحقیق آن کمر بہ سعی بر بستم . ہر چند
گرد کتب لغات گردیدم ، نغمہ معانی ازان نشنیدم ، ناچار رجوع بزبان دانان
ایران دیار آوردم و پانزدہ سال تلاش بسر بردم . آنچه از زبان آن جماعت شنیدم ،
برای انتفاع جمہور سخن پردازان خواستم . در حرز کتابت در آرم لہذا آن را
با بعضی لغات غریبہ با وصف آن کہ معانی در نسخ لغات و شروح دواوین و
مثنویات قدماٗ سرقوم است ، جہہٗ سہولت طلبہٗ درین صحیفہ سرقوم نمودم و این نامہ
را بہ مصطلحات الشعراٗ کہ مفید تاریخ ۱۱۸۰ ہجری شروع تالیف است موسوم
گردانیدم“ . سرد قصیر الثامت بود . زبان گزندہ داشت . اکثر معاصران خود را

هجو کرد . معاصران هم در خدمت گذاری کمی نکردند . مثل میر محمد علی راج سیالکوتی و شیخ نورالعین واقف بتالوی و دیگران . از وطن بر آمده جهان آباد و جاہای دیگر را سیر کرد و جماعت موزونان را بر خورد . تذکرة الشعراء نوشت . آخر حال بدیره غازی خان کہ قریب ملتان است و در همان جا سنہ ثمانین و مائہ الف و ۱۱۸۰ رخت ازین عالم بر بست . صاحب دیوان است اما اشعار او بہ مولف نرسیدہ . (رعنا ۱۶۹)

مولدش سیالکوت من مضافات لاهور است . در نظم و نثر ماہر بود . کہ بعروض وقافیه و اصطلاحات و لغت با خبر . چنانچہ درین فن تالیفی دارد . و شعر ہم خوب میگفت . ازوست :

نگردد رام کس ہرگز دل وحشت لباس ما
نہ خونہا خورده طفل اشک تا شد روشناس ما

(ہندی ۲۳۶)

برای تحقیق اصطلاحات فارسی بسر زمین ایران قدم گذاشت . سی سال در آن جا بود . و کتاب مصطلحات الشعراء و صفات کائنات بکمال تنقیح و تہذیب تالیف نمود . و با شیخ محمد علی حزین لاهیجی محبتی داشت . بنا برین رجیم الشیاطین در جواب تنبیہ الغافلین خان آرزو نگاشت . میرزا محمد حسین قتیل نبیہ او بود و آہنگ سخن بدین طریق می سرود :

دل ز زلفش مشک چین دارد ہوس این پریشان بند بر مو بسته است
سرو در رقص است و قمری مست و دست افشان چنار
وقت بشکن بشکن توبہ ست ساقی می بیار
رباعی

از سیرت نواب ز ما می پرسی داند ہمہ کس تو از کجا می پرسی
دانی کہ لثیم ست و خسیس ست و بخیل بینی دہ فرسنگ ، چرا می پرسی

(صبح ۵۸۰)

نگارندہ اشعاری چند در کتاب مصطلحات الشعراء خوانندہ ام کہ وارستہ آنرا سرودہ است اما اشعار مزبور لایق این کہ درین تذکرہ مذکور گردد ، نیست . و نمیتوان آنرا نمونہ اشعارش قرار داد . اسامی آثار وارستہ در زیر دادہ میشود :

- ۱- مصطلحات الشعراء
- ۲- مطلع السعدین
- ۳- صفات کائنات
- ۴- جواب شافی یا رجیم الشیاطین
- ۵- جنگ زنگارنگ یا تذکرہ وارستہ .

(۲۲۲) واصف - مولا بخش گجراتی

مولا بخش واصف ، از مردم ده جھیورانوالی بود که در نواحی شهر گجرات قرار دارد . اشعار خوبی بزبان های اردو ، فارسی و پنجابی میسرود .
در مدح مولوی عبدالکریم چنین سروده است :

مرحبا ای مولوی عبدالکریم	بر تو بادا رحمت رب رحیم
فی ز عربی فارسی تو قاصری	بر نوشت وخواند آنها قادری
در گلستان فصاحت بللی	در خیابان بلاغت صلصلی
بر چراغ دین حق پروانه ای	از ریا و زرق تو بیگانه ای
چون کنی اسرار قرآنی بیان	صاحب کشف گوید مرحبا

(۲۲۳) واقف - نورالعین بتالوی

میان نورالعین . واقف تخلص ، پسر سوئم قاضی امانت الله که آبا و اجداد تا عهد محمد شاهی بقضائی پرگنه بتاله تابع صوبه لاهور که وطن مشارالیه است به نیکنامی و خدا پرستی تمثلیت امور می فرمائید . فقیر وقتیکه بعد سیر ولایت کانگره از کوه فرود آمدم تنها بشوق ملاقاتش که اشعار وی در دار الخلافه رسیده بود ، به بتاله رفتم و هم در دیوان خانه ایشان فروکش کردم تا یک و نیم سال بسبب فترات نادر شاهی هم در آنجا اقامت داشتم . در ذات مبارکش اوصاف درویشی و استغنا از دنیا و دنیا داران بسیار می یافتیم . الحق مرد عزیز است . مشق سخن از نظر میر محمد معصوم وجدان گذرانید و اکثر شعرای پنجاب صحبتها داشته . این ابیات وی از غزلهائیست که فقیر همطرح بود . از واقف است :

بچشم یار در بیگانی هم چشم افتاد است

درین وادی دلم خود را ز آهو کم نمی داند

چو ابر تیره کو گرید شب و روز از تمنایش

که چشمش سرمه را هم در حیا محرم نمی داند

(خوشگو ۲۸۶)

فقیر مولف این تالیف از سی سال باین عزیز بزرگ آشنا است . اول صحبت به خانه مخدومی شاه آفرین مرحوم دیده بود . دیوانی قریب شش هفت هزار بیت ترتیب داده ، قصاید هم دارد . ترجیع بندی در کمال فصاحت و بدرد گفته . عاشق غزل است و رباعی هم خوب می گوید و هرچه میگوید ناخن بدل میزند و خالی از تلاش و لطف نیست . پختگی و استادی از سخنش معلوم است .

خودش میفرماید :

نالہ ای چند کردہ ام موزون نہ غزل نی قصیدہ ای دارم
از اشعار اوست :

دیدم بہ کتب خانہ ہفتاد و دو ملت
غیر از سخن عشق نشد منتخب ما
واقف زدہان و کمر یار چہ سی پرسی
از هیچ خبر نیست من ہیچمدان را
چو شمع قصہ سوز و گداز سی خوانم
بمحفلی کہ نفہمہد کسی زبان مرا
مرا بہانہ آن شوخ کردہ خانہ خراب
خدا کند کہ شود خانہ بہانہ خراب
ز بزم میروم با صد ندامت
تکلف بر طرف صاحب سلامت
مانند ما کجاست وفادار بندہ ای
ما را برای جور و جفا می توان خرید
مکن عیبم اگر از دیدنت در اضطراب اقم
کہ پروانہ ام ای شمع خود داری نمیدانم
ساخت شہر را ویران آب دیدہ ات واقف
من ترا نمی گفتم جای گریہ پیدا کن
عزت دشت جنون بنگر کہ چون آیم بیباغ
گل با ناخن خار بیرون میکشد از پای من
قدت دیدم قیامت را شنیدم
شنیدہ کی بود مانند دیدہ

(مردم ۱۱۴)

از قاضی زادگان بتالہ است . در علم رسمی باخبر و در اصطلاحات و لغت ماهر .
باتفاق حکیم خان وارد لکھنؤ گردیدہ عازم بیت اللہ گردید . بعد از رسیدن مقصد
ادای مناسک نمودہ اورنگ آباد آمد . غلام علی آزاد بسیار بساوک بیش آمدہ ،
چندی در آن جا بود . باز بر لکھنؤ تشریف آورد . خودش میگفت کہ در اوایل
از بندرا بن خوشگو و آفرین لاهوری اصلاح شعر گرفتہ ام . با راقم اکثر ملاقات
می کرد . عزیز خوشگوی عالی طبیعت بود . کلامش بسیار شستگی دارد . بعد مدت
چند سال بہ سند رفت . چندی در آنجا بسر بردہ وفات یافت . دیوانش قریب

ده هزار بیت خواهد بود . اوراست :

ز دست عزیزان وطن می گذارم وطن اگر بهشت است ، من می گذارم
گرفته گریبانم او ، دامنش من نه او می گذارد - نه من می گذارم
ازین بد حریفان خدا حافظ باد تا مست در انجمن می گذارم

(هندی ۲۳۱)

کلید گنجینه^۱ معارف شیخ نورالدین واقف که اصلش از قصبه بتاله من
متعلقات دارالسلطنت لاهور است که بمسافت سه گروهی جانب شرقی واقع گشته ،
عمده قضای آن قصبه باسلافش از قدیم الایام متعلق بوده . پدر بزرگوارش قاضی
امانت الله هم بهمان خدمت قیام داشته . طبع نقاد و ذهن وقاد ، داد خوش کلامی
داد ، اشعار آبدارش قدر لولوی شاهوار را کاسته . افکار بی نظیرش بفصاحت و
بلاغت مشهور . بن او و شاه عبدالحکیم حاکم اتحاد قلبی بود . باتفاق یک دیگر
بعزم سیاحت دکن از پنجاب بر آمدند . حاکم بحرین شریفین شتافت و واقف از
کثرت امراض متوقف گشت . بعد معاودت حاکم از سفر حجاز هر دو باتفاق
باورنگ آباد رسیده . آخر کار در ۱۱۹۵ هجری خمس و تسعین و مائه و الف
هنگامش قدس آرسید . این چند بیت از دیوان فصاحت عنوانش فرا چیده شد :

از شگفتن ها چه می پرسی من دلگیر را

خنده می آید بحالم غنچه^۲ تصویر را

بر تو روشن کنم شبی از شمع

همچو پروانه جان فشانی را

خواستم کز کوچه دیوانگی بیرون روم

تا قدم برداشتم زنجیر نالیدن گرفت

با که گویم درد پنهانی که شبهای فراق

کس بمن همخانه غیر از صورت دیوار نیست

شوق زلفت که بمن این همه شیون آسخت

که مرا ناله چو زنجیر ز صد جا برخواست

قطره^۳ خونی که نامش در ازل دل کرده اند

سخت حیرانم که در پهلوی او سنگ از چه شد

باوجود اینکه چشمش چون دهانش تنگ نیست

هر سر یک بوسه واقف با منش جنگ از چه شد

شش جهت آئینه جلوه^۴ اوست

خود نمائی بخدا می زبهد

این چه ظلم است ندانم که باین تشنه لبی
 تیغ دریا دل خوبان دم آبم ندهد
 روز ازل که گشت غمت آشنای دل
 دل مبتلای غم شده ، غم مبتلای دل
 یارب چه چشمه ایست محبت که من ازان
 یک قطره آب خوردم و دریا گریستم
 ای قدیمان قفس تازه بدام آمده ام
 ناله در خانه صیاد کنم یا نکنم
 هر گل که بعد مرگ بروید ز خاک من
 باشد نمونه ای ز دل چاک چاک من
 صبح چون بی پرده شد بر خویشتن لرزد چراغ
 دیدنی دارد ز رویت اضطراب چشم من
 رفتم ز خویش مزده و صلت شنیده دوش
 چون آمدم بخویش شنیدم نیامدی
 صبا با زلف یار من چه کردی
 مکرر گر نه گردی با تو گویم
 زدی برهم قرار من چه کردی
 که بامشت غبار من چه کردی
 ترجیع بند :

ای زلف تو عنبرین کمندی	در عهد تو هر دلی به بندی
ای سرو قد از کدام باغی	پست است بر تو هر بلندی
شیرینی و تلخیت چه گویم	آمیخته به گلاب قندی
ناخن ز دلم مزین به شوخی	این ساز شکسته را صدا نیست
تو شمع کدام دود مانی	داغ تو هزار دودمان سوخت
کردم بسیار استحانت	دیدم که ترا سروفا نیست
بشتاب که میرود جوانی	دریاب که رفت زندگانی
حال من نا توان خراب است	تعمیر کن که میتوانی

(نتائج ۷۵۸)

واقف بتالوی شیخ نورالعین نام دارد . خلف قاضی اسات الله
 ساکن بتاله که قصبه ایست از توابع دارالسلطنت لاهور . میان او و شاه
 عبدالحکیم حاکم اتحاد روحانی است . باراده سیر دکن با حاکم از خطه
 پنجاب روان شد و بست و نهم رجب سنه اربع و سبعین و مائده و الف وارد
 اورنگ آباد گردید . حاکم از راه دریا جانب حرمین شریفین قطره زد . و واقف

از ضعف جثه و هجوم امراض طاقت سفر دریا نداشت . در سورت کمر اقامت گشاد، چون حاکم از سفر حرمین شریفین مراجعت کرد هر دو عزیز با هم از سورت برآمده پانزدهم جمادی الاول سنه خمس و سبعین و مائتہ و الف باورنگ آباد رسیدند . بعد طی مراحل و قطع منازل حاکم دوم شوال سال حال بخانپور و هوشیار پور و واقف به بتاله رسید .

(عامره . ۴۰)

خلف قاضی امانت الله متوطن بتاله متعلق اسرتسر از اعمال لاهور است . اسلاف کراشش خلفا عن سلف منصب جلیل قضا' آن بلده عز امتیاز داشتند و خودش بعد تکمیل علوم رسمیه بحکم طبع ارجمند و فکر بلند کمر خدمت نظم بر میان جان بست و در دیوان سخن بر کرسی تفوق نشست. ارادت به سلسله عالیہ چشتیه کشید با این سودای کیمیا درسش جا گرفته و عمری براه طلبش رفته و باشاه عبدالحکیم لاهوری مخاطب بحکیم بیگ خان و متخلص بحاکم بنای محبت محکم داشت و بقصد حرمین شریفین همراهش قدم به جاده مسافرت گذاشت . واقف باتفاقش راه مراجعت نوشت و درین ایاب و ذهاب گذر هر دو بشهر اورنگ آباد افتاد . در آن جا باحسان الہند سید غلام علی آزاد بلگرامی صحبت های دوستانہ رو داد . تسمیہ آزاد تذکرہ حاکم را بمردم دیدہ کہ خیلی لطیف و مناسب مقام است در همین یکجائی بوده و زمانیکہ از اورنگ آباد بوطنی رانندند قطاع الطریق بر سراینان ریختند و بغارت سرمایہ سفر خاک بی سامان بر فرق اینان بیختند . ناچار بیچارگان از نقل و حرکت در مانده درین کرتب غربت بوساطت کتابت از آزاد آزادانہ نہاد در مساعده چارہ جوئی نمودند . واقف کہ سیماہ از اسباب مہوسی وعینکش از نہب محفوظ مانده بود در نامہ خود این شعر نوشت :

چشم حیران و دل بیتاب با ما مانده است

عینکی و پارہ' سیماہ با مانده است

حاکم در لاهور بہ سال اثنین و ثمانین و مائتہ الف ازین عالم احراف طواف بیت المعمور بست . سپس واقف بوقفہ دوازده سال در سنہ خمس و تسعین از مائتہ دوازدهم بموقف فنا قیام نمود . و وی معذرت حرمان خود از سعادت حضوری حرمین شریفین در کتابت اسمی یکی از دوستان خودش بدین عبارت اداسی نماید . "بملاحظہ تلوث خود از سفر حجاز و زیارات اماکن معلی کہ محل تقدس و تنزه است ، مقصر ماندم و این شعر اوستاد حسب حال خود یافتم :

گر چه جان بیتو بلب نزدیک است

دور بودن با ادب نزدیک است

دیوان واقف که اینک پیش نظر است پنجهزار بیت کمایش دارد .

(روشن ۷۳۵)

واقف شیخ نورالعین خلف قاضی امانت الله ساکن بتاله من توابع لاهور ، طبع بلندش تجسین خواه و فکر ارجمندش قابل بارک الله . عمری خدمت سخن کرد و در تصحیح زبان کوشید . اگرچه کتب تحصیلی هم کسب نموده اما لذت شعری بر مذاقتش غالب آمد . میگفت ، شبی در رویا این مصراع بخاطر رسید ع :

جام طرب بدست تو لبریز داده اند

بعد بیداری این پیش مصراع بهم رسانیدم ع :

در خنده اختیار نداری برنگ گل

و نیز میگفت این مصراع بخاطر رسید ع :

ای چراغت به کف از رنگ حنا زود بیا

شش ماه فکر مصراع دیگر می کردم ، باین پیش مصراع بهمرسانیدم ع :

دل ز دستم به شبستان غمت گم گردید

دیوانش بضخامت است . این اشعار از آنجا فرا گرفته شده است :

نکشد یار از غرور مرا	کشتن خویش شد ضرور مرا
خواهم سعادت ز طواف قدم برم	ورنه چه حاصل است ازین مشقت پر مرا
در نظر چون سایه شمشاد می آید مرا	سر بپای یار سودن یاد می آید مرا
آه از خشکی طالع که درین فصل بهار	سیل تشریف نیاورد بویرانه ما
یارب زدود آه کدامین سیاه روز	آن زلف در بهشت پریشان نشسته است
خامه را احوال ما تقریر کردن مشکل است	
زانکه او را بر زبان زخمست و ما را در دل است	

ز هر کسی بجهان یادگار می ماند	بکوی یار ز ما هم غبار می ماند
غم چه استاده ای تو بر در ما	اندر آ یار ما برادر ما

ترا که گفت که مایل بسیر بستان باش
بنوش یکدو سه جامی و خود گلستان باش
همان بهتر که من از آستانش زود برخیزم
چه لازم بعد روزی چند تا خوشنود برخیزم
تو نویسی بکس مکتوب ایک از بدگمانی ها
چو برخیزد کبوتر از سرباست برد هوشم

نخواهم تند چون سیلاب گفتن سرگذشت خود
کنم پیش تو عرض ماجرا آهسته آهسته
ای آنکه سوز سی طلبی از مزارها
از مرقد منور پروانه غافل

(انجمن ۵۰۹)

(۲۲۲) والہ - علی قلی خان داغستانی ثم لاهوری

نسبش عباس عم آنحضرت صلعم میرسد. بہند آمد و بتدریج بہ منصب
ہفت ہزاری رسید. والہ در اصفہان در ۱۱۲۴ متولد شد. خدیجہ سلطان
دختر عم او باو نامزد شدہ بود. ہر دو در مکتب باہم درس می خواندند.
خدیجہ سلطان ارادہ ہند کرد، در اثنای راہ فوت شد. والہ در ہندوستان
ہمہ وقت شور او در سر داشت و اشعار بسیار در فراق گفتہ. این بیت
ازان است:

از گلشن حسن تازہ سروی نشستہ بشاخ او تدروی

میر آزاد والہ را در لاهور دیدہ و ترجمہ حافلہ او در خزانہ عامرہ نوشتہ.
در ۱۱۷۰ ہجری در شاہجہان آباد و دیعت حیات سپرد. مرض موت قریب
حالت احتضار در فکر شعر رفت.

رباعی

گر جان رودم ز تن نخواہم مردن و ر خاک شود بدن نخواہم مردن
گویند علی قلی بمرد، این غلط ست اوہام تو مرد، من نخواہم مردن

این چند بیت ازوست:

جانان بسر مزارم آمد آخر مردن بکارم آمد
در دیدہ بجای سرمہ بنشت گردی کہ ز کوی یارم آمد
چون شمع قصہ شوقم بانتمہا نرسید دمید صبح و مرا با تو گفتگو باقیست
عمر شب زندگی سر آمد کوتاہ نشد فسانہ دل
رمز بیان حسن نفہم کسی چو من پروانہ طینتم کہ زبانندان آتشم

بتقریب مرض عشقبازی والہ داغستانی نسخہ مفرح دلکشای این بیماری تالیف
نمودہ.

خلف محمد علی خان سپہ سالار ایران، نواسہ زادہ شاہ حسین صفوی، نیز
کاشمغال والی داغستان است. مرید و شاگرد شیخ محمد علی حزین. ہم براہ

شیخ میرود. در عهد محمد شاهی از ولایت بهندوستان آمد، پنج هزاری منصب یافت. از شعرای هنگامه ساز است. ازوست:

به هنگامیکه نمودی ز تو خورشیدم شدم
آخر ای شوخ به پیش تو نظر بند شدم

یارب چه کرده ایم که آن سنگدل بما
هرگز نه بود این همه نا مهربان که هست

جلوه به گلستان مده قاست دلفریب را
دشمن سرو و گل مکن قمری و عندلیب را

در شرح خون گرم تو ای برق خانه سوز
سر تا بها چو شعله آتش زبانه ام

(خوشگو ۲۹۳)

خان مذکور چون بعزم هندوستان از ایران بلاهور رسید، شاه آفرین بقید حیات بود. بعد از آن خان مذکور بدارالخلافة رسیده بواسطت روشن الدوله و بموجب نوشته ی برهان الملک ملازمت فردوس آرامگاه محمد شاه پادشاه کرد و بمنصب چهار هزاری سرافراز گردید. چهل و شش سال عمر یافت. این فقیر در تاریخ وفاتش گفته بودم:

پیوست برحمت واله

دوست خوش معاش و خوش پوش بود. اکثر مقروض می ماند. خیلی خوش صحبت و خوش کلام و خوش تقریر، در شعر کسی را منظور نمی داشت. دیوانی قریب شش هفت هزار بیت دارد. ازوست:

آب حیات و کیمیا، عمر دوباره و وفا این همه میرسد بهم، یار بهم نمیرسد

جاهلان را نیست آگاهی ز حال خویشتن

خفته دایم خویش را بیدار می بیند بخواب

کشود چون سر غم نامه ام بقاصد گفت

بر و بگو که بمیرد به غم، جواب اینست

کوتاه شد فسانه ی عمر دراز خضر

هر جا حدیث آن سر زلف دراز رفت

نه هر که بنده شود خدمتی کند بسزا

نه هر که خواجه شود بنده پروری داد

(مردم ۹۸)

داغستانی از اولاد سلاطین داغستان است. در سن یکهزار و یکصد و بیست و چهار در اصفهان تولد یافته. همانجا به تحصیل علوم پرداخته. در ایامیکه نادر شاه بر سلطنت آنجا تسلط داشت، وارد هندوستان گردید. بچهار هزاری منصب و دو هزار سوار و خلعت و فیل و جاگیر یافت. بدختر عم خود تعشق داشت و باو نامزد گشته بود. دیوانش را که میر شمس الدین فقیر جمع کرده قریب چهار هزار بیت خواهد بود. ازوست :

گریه ها در آستین داریم و خند انیم ما
محفل ایام را شمع فروزانیم ما
فکر زلفی میزند جمعیت ما را بهم
روزگاری شد کزین سودا پریشانیم ما

جانان بسر مزارم آمد آخر مردن بکارم آمد
زان شکر لب ز قصه شیرین نمکین تر فسانه ای دارم
بنام خویشتن عاشق ازانم که روزی بر زبان او گذشته است

(هندی ۲۳۰)

واله علی قلی داغستانی ، پشتش بعباس عم النبی صلی الله علیه وآله وسلم میرسد
و لهذا میطرازد

دارد ز زلف کسوت عباسیان پیر از دودمان ماست رخ دلستان ما
جدا اعلای او در آشوب چنگیزی وارد داغستان شد. علی قلی خان در اصفهان سنه
اربع و عشرين و مائه و الف بعرضه وجود خرامید. ملاقات او به فقیر در لاهور
سنه سبع و اربعین و مائه و الف و قتیکه از بلاد سند بکشور هند عطف عنان نمودم ،
اتفاق افتاد. و باهم تا شاهجهان آباد سفر کردیم. در سنه سبع و ستین و مائه
و الف همراه صفدر جنگ از شاهجهان آباد بصوبه اوده رفت. (داستان خدیجه
سلطانیه که در تذکره های دیگر مذکور است در این تذکره با تفصیل زیادی
مطرح و مندرج گردیده است. ولی نگارنده آن را حذف کرده ام. مولف)واله در
هندوستان به صدر امارت بسر میبرد تا آنکه در شاهجهان آباد سنه سبعین و مائه
و الف ودیعت حیات سپرد. شاه عبدالحکیم حاکم موده تاریخ یافت. و فقیر
آن را در سلک نظم کشید :

ظفر جنگ امیر گهر سنج معنی بحکم قضا از جهان کرد رحلت
طلب کرد دل سال تاریخ فوتش خرد گفت "پیوست واله برحمت"

ازوست :

گر جان رودم زتن نخواهم مردن و ر خاک شود بدن نخواهم مردن
گویند علی قلی بمرد این غلط است او هام تو مرد من نخواهم مردن
او تذکرۃ الشعراء نوشته است . مسمی به ریاض الشعراء مشتمل بر احوال موزونان سلف
و خلف . واله می گوید :

جانان بسر مزارم آمد آخر مردن بکارم آمد
آب حیات و کیمیا ، عمر دوباره و وفا این همه میرسد بهم یار بهم نمیرسد
(عاصره ۴۴۹)

لاله گلستان سخندانی علمی ، علی قلیخان واله داغستانی در عهد محمد شاه
بادشاه بهند آمده بهرتبه امارت رسیده . در تذکره خود بروضه السین آورده که
اینکس به کل شفقت سلطان خدیجه دختر عم خود پرورش یافته . باز واله وصالش
گردید . چنانچه در تذکره دیوانش دلیل این معنی است . منه :
من پیادش گشته ام خاموش در هندوستان

با رقیبان می کند او در صفاهان اختلاط
شد غنچه غلام لب می نوش خدیجه
شمشاد بوده غاشیه بر دوش خدیجه
فریاد کسان بود ز بیگانه و من
از دختر عم خویش دارم فریاد
(حسینی ۳۶۲)

علی قلی خان در عنفوان جوانی از اصفهان بهند آمده و همانجا فوت شد .
شعر بسیاری گفته . صاحب دیوان و تذکره موسوم به ریاض الشعراء است .
(شعرا ۱۴۲)

(۲۲۵) وامق - محمد اخلاص سیالکوتی

نو مسلم ، در صغر سنی صحبت حقایق آگاه شیخ محمد درویش در یافته
کسب کمال میکرد و توفیق اسلام یافت . مدتی از معارف پناه اسلام خود را
پوشیده میداشت . پدرش که قانون گوی کلانور بود خبر یافته قصد شلاکشی
کرد . از آن جا گریخته بخدمت فضایل دستگاه مولوی عبداللہ خف مولوی
عبدالحکیم سیالکوتی رفت . برفاقت ایشان درس بیست و دوئم جالوس والای جهانگیری
بعضود پرنور آمده احراز ملازمت نموده گاهی گاهی تبتربی مصرع موزون

میکنند . این چند بیت از زادهای طبع اوست :
محتسب میکشی از دست تو مشکل شده است

شیشه می به بغل آبله دل شده است
میرسی ظالم بفریادم اگر وقتست وقت

میزند ورنه شبیخون بر سر من ماهتاب

(کلمات ۱۲۳)

اخلاص کیش عرف اخلاص خان وامق در بادی العمر هندو بود از قوم کهتری ،
موطن قصبه کلانور پنجاب که تخت گاه اکبر پادشاه است . وی صحبت محمد
مسلم که از اکابر آنجا بود در یافته بر مسلمانی اعتقاد آورد . در خدمت مولوی
سیالکوتی در حضور پادشاه عالمگیر اسلام آورد . در سال هزار و چهل و سه
وفات کرد .

اصلش از قوم کهتری بوده است . در زمان عالمگیر پادشاه شرف اسلام را در یافته
به تحصیل فضایل کوشیده و در عربیت و شعر و انشا دستی داشته . در اوایل جلوس
محمد شاهی در گذشت . محمد افضل سر خوش در تذکره خود این دو بیت را بنام
او نوشته است (اشعار در بالا گذشت) . (ریاض)

”شاعر طاق محمد اخلاص عذرائی معموره سخن سنج نموده ، وامق تخلص می نمود.“
(حسینی ۳۶۱)

شاعری بدل مذهباً هندو بود و کسیکه قلب تیره او را از انوار محمدی منور و
تابان کرد مولانا عبدالله چیلی فرزند ارجمند ملا عبدالحکیم سیالکوتی بود . وامق
شاعر قادر الکلام و همعصر دلاور خان نصرت بود . شاه عالمگیر او را از خطاب
ملک الشعراء سرفراز فرموده بود . کلیاتش عبارتست از غزلیات و رباعیات و
قطعات . وامق صاحب دیوان بود . با وجود سعی بسیار کلام او مفقود است .
نمونه شیرین از قند پارسی او تقدیم می نمائیم :

محتسب می کشی از دست تو مشکل شده است

شیشه می به بغل آبله دل شده است

(مجله هلال . جلد ۹ . شماره ۴ . سال ۱۹۷۲)

(۲۲۶) وامن (۱) - محمد اخلاق کلانور

اسم نامی آن وامن پیشه دلداده عذاری بیعالی محمد اخلاق است ، از قوم
کهتری ، مولد شریفش کلانور است . بصحبت سراسر منفعت مولوی عبدالله سیالکوتی

۱ - غالباً این همان وامق است که در بالا گذشت .

فایز شده شرف مسلمانی دریافت . و موسوم به محمد اخلاص شد . بملازمت سلطان هند عالمگیر پادشاه مشرف گردیده رفته رفته بمرتبه امارت و امرائی رسید . در نثر نویسی پایه عالی داشت و صاحب طرز جدید بود . فکر عاشقانه دارد . آخر در سنه یک هزار و یکصد و چهل و سه جانب ملک عدم شتافت . از آن وامن خوشگو است :

گلستان جمال یار دیدن آرزو دارم	گل وصلی ازان گلزار چیدن آرزو دارم
نسیم زلف مشکینش رسد گردد دماغ من	چو گل پیراهن خود را دریدن آرزو دارم
بصحرائی محبت تا شوم دیوانه شوقش	به بزم آن پری بیکر رسیدن آرزو دارم
شوم گرمین دوچار مهر روی یار خود وامن	برنگ ذره در وصلش طپیدن آرزو دارم

(معراج ۱۱۹۳)

(۲۲۷) وجدان - میر معصوم عالی نسب خان لاهوری

مخاطب به عالی نسب خان خلف الصدق میر محمد زمان راسخ است . اکثر به طرف پنجاب می ماند . چندی مشق شعر بخدمت میرزا بیدل گذرانیده فکرش بسیار برنگینی و مضبوطی آشنا است . از دیوان اوست :

آن لطافت که توداری نتواند آورد	گل اگر رنگ شود ، رنگ اگر بو گردد
چشم داریم که بر پله ما هم آئی	هر کجا تیر تو ای شوخ ترازو گردد

(خوشگو ۲۷۰)

از اولاد سید حضرت میر کلال است قدم سره . از سادات سرهند است . در عهد فرخ سیر برفاقت میر جمله مرحوم بلاهور رسیده و یکدو دفتر مثنوی معنوی نزد شاه آفرین گذرانیده قدری اصلاح شعر همی میگرفت . چنانچه خود او نزد این فقیر اظهار این معنی نموده که من هم "شاگرد استاد شمائیم" . ظاهراً باز بجهان آباد عود نمود . چون در عهد محمد شاه پادشاه چندان کارش نه رفت و به تنگ دستی هاید گردید بلاهور مراجعت کرد و مدت ها در لاهور فقیر و میان نورالعین واقف و خان مذکور و میرزین العابدین عاطر یک طرح غزلها میکردیم . بسیار صاحب قدرت و صاحب تلاش بود . سخنش خیلی شوخ و رنگین و مضامین تازه داشت و زمین های سنگلاخ طرح میکرد . دیوانی ضخیم قریب به بیست هزار بیت و قصاید و مثنوی علاحده دارد . و اکثر به غریب خانه تشریف می آورد . آخر الامر به آزامر فالج یا لقوه در ماه جمادی الثانی سن ۱۱۶۰ هزار و صد شصت در لاهور رحلت کرد . شصت و چند سال عمر یافت . ازو است :

دلی بیار و به میخانه عاشقانه در آ
 بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ
 به سیر باغ اکثر می رود آن طفل می ترسم
 بگل از بسکه همرنگ است در گلزار گم گردد

(سردم ۱۰۶)

سر حلقه^۱ عالی طبعان ، میر معصوم علی وجدان ، مخاطب به عالی نسب
 خان که خلف رشید سید محمد زمان راسخ سهرندیست در اقسام سخن به ایجاد
 مضامین تازه و تلاش نیکو می پرداخت و در مراتب نظم به خوش بیانی و ایراد
 الفاظ رنگین سر بشهرت می افراخت . دیوانی ضخیم قریب بیست هزار بیت جمع
 نموده و مثنوی و قصاید علاوه بر آن بوده . در لاهور سکونت برگزید . سالها
 در رفاقت نواب سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور و ملتان بسر برد . بعد
 سیف الدوله ذکریا خان پسرش هم آن وظیفه جاری داشته . در عمر هفتاد
 سالگی سنه ۱۱۴۰ ستین و مائه و الف ترک لباس هستی گرفت . از کلام
 لطیف اوست :

دلی بیار و به میخانه عاشقانه در آ
 بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ
 پس از مردن مرا آن سرو قد بر مزار آمد
 قیامت آمد اما بعد چنین انتظار آمد

(نتائج ۷۲۹)

عالی نسب خان ولد محمد زمان خان راسخ ، اسمش میر معصوم و تخلص
 وجدان است . مدت ها در دهلی برفاقت عبدالصمد خان صوبه دار لاهور و ملتان می
 بود . بعد فوتش بخدمت پسرش نواب ذکریا خان بسر می برد . با شاه آفرین
 لاهوری همطرح بود . در سن هزار و صد و شصت فوت شد . شاعر خوش تلاش
 است . اوراست :

در سعی فنا برق شتاب است دل ما یک سوخته خانه خراب است دل ما
 دلی بیار و به میخانه عاشقانه در آ بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ
 (هندی ۲۳۳)

میر مفاخر حسین ثاقب عم و استاد میر است . و ارادت خان و میر غازی
 شهید متوطن بهیره از اعمال لاهور . هر دو شاگرد میر اند . میر در اوایل نوکری
 محمد اعظم شاه خلد مکان بود و بمنصب هفتصدی سرفرازی داشت . شاه
 عبدالحکیم لاهوری از زبان آقا رضائی مشهور تخلص لاهوری با فقیر نقل کرد

گکہ میر محمد زمان این شعر گفت :

دلبری یافتم و گوشه خلوت
ریختم شمع باندازه کاشانه خویش

وجدان صاحب ذهن عالی و خازن گنج لالی است . در شاعری کار از پدر پیش
برده و دیوانی ضخیم قریب بیست هزار بیت فراهم آورد و قصاید و مثنوی علاحدہ
دارد . و توطن لاهور اختیار کرد . مدتی رفیق نواب سیف الدولہ عبدالصمد خان
ناظم لاهور و ملتان بود . نواب مرحمتی خاص مہذول میداشت . شصت و چند سال
عمر یافت و در لاهور ماہ جمادی الاخر سنہ ستین و مائتہ و الف جان آفرین
تسلیم نمود .

(عامرہ ۴۴۳)

مخاطب بعالی نسب خان ، خلف الصمد میر محمد زمان راسخ سرہندی .
واجد مبانی رنگین و خازن گنج معانی شیرین است . دیوان ضخیم قریب بیست
ہزار بیت فراهم آورده . توطن لاهور اختیار کرد . شصت و چند سال عمر
یافت و در ۱۱۴۰ ہجری جان بجهان آفرین تسلیم نمود . این نظم شعلہ
فکر اوست :

نہ من شہرت تمنا دارم و نی نام میخواہم
فلک گر و اگذار یک نفس آرام می خواہم
فروغ طبع بخشیدی ، الہی اوج ہمت دہ
بہ سیر عالم مہتاب پشت بام می خواہم
(انجمن ۴۹۱)

(۴۴۸) وجیہ - مولوی وجیہ الدین گجراتی

در دہ چک سادہ از مضافات گجرات زندگی میکرد . وجیہ تخلص داشت .
احوالش معلوم نیست ، اما شعر زیر ازوست :

قد و زلفش و دہنش چہ گویم وجیہ
الف لام میم است لاریب فیہ

(۴۴۹) وجیہ - شیخ وجیہ الدین پنجابی

شیخ وجیہ الدین پنجابی ، بآبیاری اصلاح نور العین واقف گلزار کلامش را
خفرت و شادابی :

آمد بهار ای دل دیوانه صبر کن زنجیر از برای تو فرسوده ایم ما
(گلشن ۵۸۷)

(۴۵۰) وحدت - شیخ عبداللہ معروف بہ شاہ گل سرہندی

حضرت شاہ عبد الاحد ، وحدت تخلص ، مشہور بہ میان گل نبیرہ و خلیفہ
بر حق شیخ الشیوخ شیخ احمد سرہندی مشہور بہ مجدد الف ثانی نقشبند ،
درویشی بود بزرگ ہمت ، عالی نژاد ، اگرچہ از اشغال باطن فرصت نمی یافت کہ
بہ فکر سخن پردازد اما درین کار نیز استاد بود . بسیار معانی تازہ و رنگین ازو
گل می کرد . بہ سال ہزار و صد و بیست و شش وصال کرد . رحمۃ اللہ علیہ .
دیوان مختصری از آنجناب یادگار است . چند شعر تیمنا و تبرکا بقید قلم
می آید :

جلوہ گاہ شمع رویش دوش این کاشانہ بود
پردہ ہای دیدہ ناقوس و نگہ پرواز بود
گوہر مقصود را از سنگ طفلان یافتم
عقل آنجا سنگ سار از مشرب دیوانہ بود

(خوشگو ۲۹)

ابن شیخ محمد سعید ابن مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی جامع طریقہ
و شریعت و حاوی معرفت و حقیقت بودہ . و جادہ فقر و توکل و طریقہ ذکر و
پیمودہ و در سنہ ستہ و عشرین و مائتہ و الف ازین عالم رحلت فرمود :
در آہ وحدت و بازیچہ دوش بگذار درون کعبہ دم از کعبتین بی ادیست

رباعی

تا چشم تو بافتنہ گری ساختہ است	قد تو بشوخی علم افراستہ است
با گرمی بازار تو ای آفت جان	خورشید قیامت علم انداختہ است
آن تیغ کہ زندگی ازو در خلل است	آتش فگن خرمن طول امل است
ہم تشنہ خون خلق و ہم موج بلاست	ہم دست قضا و ہم زبان اجل است

(روشن ۷۵۲)

وحدت ، شیخ عبد الاحد ، معروف بشاہ گل ، فرزند شیخ محمد سعید ، خلف شیخ
احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہست . در ذاتش علم ظاہری با علم
باطنی اتحادی پیدا کردہ و بشعر و شاعری از امثال و اتراب سر بر آورده ، شیخ
سعد اللہ گلشن از مریدان اوست و کلامش در کام و زبان ارباب ذوق شیرین
و حلو :

هر که چون فواره بر یاد قد جانان ستاد
پای تا سر گریه گشت و آبرو برباد داد
تشنه فقر رسا تر ز فنا یافته ام
ده قدم پیش بود ره ز کفن تا کفنی
(نگارستان ۱۴۰)

(۲۵۱) وحشت - بهوپت رائی لاهوری

وحشت تخلص ، بهوپت رائی ، متوطن لاهور ، اندر کاندی محله ، متصل
سعید خانان. در اول همراه نواب احمد یار خان یکتا در تته رسیده و دیوان کل بوده.
مرتبہ دوئم با نواب معین الدولہ دلیر دل خان جماعتدار سر سایر سران سپاہ شد.
اگرچه هندو بوده اما بتصوف آشنا و غریب اعتقاد بجانب حضرات میورزید . در
ایام محرم تعزیت به از مسلمانان میگرفت . در جوانمردی و شجاعت بیبدل و در
تدبیر و متانت یگانه . شعر چند می گفت . منہ :

عشق آمده تاخت بر سر من یا دست قضا چه زور پنجه
(مقالات ۸۲۷)

(۲۵۲) وفائی لاهوری

وفائی سپاهانی پرتوی از ذوق دارد . چندی آبله پای دشت تجرد شد . امروز
عیلسان تعلق بر دوش است . ازوست :

ای برق شبی بمن اول بزن که من تخمی نیم که خوشه بخرمن در آورم
خریدار یوسف خریدار نیست خریدار آن شو که درکار نیست
(آئین ج ۱ : ۲۰۳)

وفائی اصفهانی از وطن به کشمیر رسیده چندی قیام نمود . پس در لاهور
آمده ملازم خدمت زین خان کوکلتاش بود .

عیش خوش و ایام جوانی همه گوئی
چون بوی گل بود که همراه صبا رفت
باحتیاط نظر کن که بر سر کویت
بهر طرف که روی دیده و دل افتاد ست

(صبح ۰۹۶)

مرسید احمد خان در حاشیہ کتاب آئین اکبری نوشته است :
وفائی اصفهانی بمهند رسیده . چندی در کشمیر بسر برد و بعد ازان پلاهور

رسید و با زین خان کو کہ پیوست .

(۲۵۳) وقار - ناظم علی انبالوی

در سال ۱۹۰۴ میلادی در البالہ متولد شد و ده سال اول زندگی خود را در شہر پیشاور در پیش پدر بزرگ خود گذراند . پدر بزرگش ہم باشعار فارسی خیلی علاقمند بودہ و ناظم علی تحت تاثیر ذوق شعری او قرار گرفت . معمولاً او بزبان اردو شعر می سراید و گاهی بفارسی ہم بشعر و سخن می پردازد . قصیدہ ای کہ در مدح استاندار جدید پاکستان غربی آقای محمد موسی خان سرودہ است در زیر نقل می گردد . آقای محمد موسی خان اخیراً باین سمت خود منصوب و قبلاً فرماندہ کل نبرو های زمینی بودہ است .

خوش کرشمہ ہا بہ بین از گردش سیارگان

خاک نا چاری نمودہ چارہ بی چارگان

ہم عصای موسی را نسبتی با نام او

ہم بہ ضرب حیدری او ناصر خود دارگان

ہم بہ رزم جذب و مستی تا شہادت می رسد

ہم بہ بزم عقل و دانش ہادی ہشیارگان

ہمتش را گردش ایام چون بازیچہ ای

حکمتش را پایہ ای در دیدہ بیدارگان

صدر ایوب از ہزارہ وین ہزارہ از قبیل

آفتابی ، مہتابی ، بر سر ما خوارگان

گر خوشامد می کنم ، دم باز عصیان می زنم

ور نمی گویم خوش آمد چیست جایم یارگان

کج نظر گوید وقار کج زبان شاعر نئی

حرف نا گفتہ بلب آید ہمی ہموارگان

(۲۵۴) وقار - نواب صمصام الدولہ ثانی میر عبدالحی

خان بہادر لاهوری

خلف الصدق نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم خوانی اورنگ آبادی است . مناقب این اسیر بی نظیر زیادہ از آن است کہ زبان قلم تقریر توان کرد . ولادت او بیست و نہم رمضان سنہ احدی عشر و مائتہ و الف در دار السلطنت لاهور واقع شد . چون اقربای او اکثر در اورنگ آباد بودند بہ این علاقہ در عنفوان

شباب از لاهور به اورنگ آباد آمد. نواب صمصام الدولہ ثانی باقتضای تخلص خود در متانت و وقار مستثنای اقران است و کتب فارسی از علمای وقت استفادہ نمودہ و استعداد شایستہ بہم رساند. از عنفوان شعور مزاوالت شعر نمودہ و مہارت خوبی بہم رساند و وقار تخلص گرفت. در وقت تحریر این اوراق ہمین ابیات بدست آمد :

اگرچہ گل بہ چمن آب و رنگ و بو دارد
و لیکن این ہمہ خوبی کجا کہ او دارد
ز خاک سرمہ سازد چشم خود بینی کہ من دارم
حنا بندد بخون من نگارینی کہ من دارم
(بینظیر ۱۴۰)

(۲۵۵) وقوعی - میر محمد شریف لاهوری

سایل وقوع گوی بود لہذا وقوعی تخلص می نمود. و در شعر و تاریخ دانی و خوشنویسی ید طولی داشت. در عہد اکبری از ولایت سری بہند کشید. اول با شہاب الدین احمد خان صحبت او موافق افتاد. بعد انتقال خان مذکور رفاقت خانخانان برگزید و در لاهور ازین عالم رحلت کرد. خان خانان او را برین رباعی سہ ہزار محمودی صلہ بخشید :

ای بزم ترا دردی ساغر خورشید وی عیش شبت کشیدہ در بر خورشید
گر فضلہ خاک آستان نشدی چون ظلمت شب شدی مکدر خورشید
(عامرہ ۲۴۳)

(۲۵۶) ولی لاهوری

از قوم ہنود بود و بہ منشی گری سرکار شاہزادہ داراشکوہ قیام داشت. و از اثر صحبت و تربیت ملا شاہ بدخشی باصطلاحات صوفیہ آشنا شدہ و تخلص خود ولی قرار داد. حرف از تصوف بسیار می زند. ازوست :

رباعی

در خود بنگر کہ جان و جانانہ توئی در مجلس خود چراغ و پروانہ توئی
تا چند بگرد خانہ گشتن شب و روز در خانہ در آکہ صاحب خانہ توئی
(رننا ۱۷۹)

(۲۵۷) ہاتف - رائی رام جی انبالوی

از معاملات ملکی و مالی واقف، رائی رام جی متخلص بہ ہاتف، متوطن قصبہ

انبالہ، قوم کھتری، از علم اخلاق و آداب ملوک آشنا است و اکثر رسائل حقایق و معارف دیدہ و فوائد بسیار از علم شعر و انشا و تواریخ و سیاق حاصل نموده، در اوائل عہد محمد فرخ سیر بہ نیابت دیوان من امتیاز داشت و الحال بمیرسامانی امیرالاسرا صمصام الدولہ خان دوران بہادر عرف خواجہ عاصم ماہور است۔ ہرچہ بہم می رساند بکشادہ پیشانی و خوشدلی در ادای حق اللہ و حق الناس صرف می نماید و ذخیرہ سعادت دینی و دنیاوی می اندوزد۔

اگرچہ جامع این اوراق و آن مرد بزرگ تعلیم یافتہ یک دبستان اند، و خوشہ چین یک خرمن لیکن از روئی کمالات کسبی و وہبی خود را پیش آن معنی شناس بیش از سہا پیش مہتاب و زیادہ از ذرہ پیش آفتاب نمیداند۔ گاہ گاہی بحسب اتفاق و صفای ذہن بخیال شعر نیز می پردازد، وقصیدہ بر تہنیت تولد خلف نواب مذکور گفتہ و تاریخ ازین مصرع بر آورده:

خلف الصدق دودمان وفا

(ہمیشہ)

ہاتف از قوم کھتری، ساکن انبالہ بود۔ در سنہ ۱۱۳۴ بقید حیات بود۔

(۲۵۸) ہندی - رائی بہادر کنہیا لال لاہوری

از قوم کائستہ بود۔ و بین شاگردان مفتی غلام سرور لاہوری قرار داشت۔ در پنجاب بمنصب مہندس فایز بود۔ کتب متعددی نگاشتہ است کہ ظفرنامہ رنجیت سنگھ - مثنوی فارسی نگارین نامہ - تاریخ پنجاب - تاریخ لاہور - مخزن توحید و یک دیوان فارسی اہمیت خاصی را دارا می باشند۔ اشعارش زیاد شہرت ندارد۔ در تاریخ ۲۳ فورہ ۱۸۸۸ عرصہ وجود را ترک گفت۔

اگر تو مرد نکو کاری و نکو اندیش ز شاہراہ ہدایت قدم مکن پس و پیش
چراہہ عیب دگر کس نظر کند نادان بچشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش
بفکر عاقبت کار باش ای ہندی اگر تو صاحب عشقی و مرد دور اندیش
زحد خلق و ادب پا برون مکش ہندی مکن بوحدت حق گفتگو دلیرانہ
فہرست کتاب ہائی کہ وی نگاشتہ است، در زیر درج میگردد:

- | | |
|---------------------|-----------------|
| (۱) گلزار ہندی | (۲) بندگی نامہ |
| (۳) یادگار ہندی | (۴) اخلاق ہندی |
| (۵) تاریخ لاہور | (۶) تاریخ پنجاب |
| (۷) رنجیت سنگھ نامہ | (۸) نگارین نامہ |

تاریخ نگارش نگارین نامه این است :

برای انکشاف حال تاریخ
ندا از چرخ چارم زد مسیحا
چون از هاتف بجستم سال تاریخ
بگو "پر درد نظم هیر و رانجها"
او در قصبه جلیسر که در بخش آگره - اکبر آباد - واقع است در حدود ۱۸۲۹ میلادی بدنیا آمد. زبان کودکی و جوانی خود را در پنجاب طی نمود. و تحصیلات خود را در رشته مهندسی از همان شهر فرا گرفت. سالهای دراز در لاهور زندگی کرد. مثنوی نگارین نامه را هم نوشته بود که اشعار زیر از همان نقل میگردد :

نوشتم	اولا	گلزار	هندی
نوشتم	بندگی	نامه	دگر بار
سیوم	مرقوم	شد	رنگین کتابی
چهارم	بار	شد	اخلاق هندی
گشادم	بعد	ازان	دست مناجات
عجب	نظمی	مناجات	عجیبی
رقم	کردم	یکی	دیوان توحید
نوشتم	بعد	ازان	رنجیت نامه
نوشتم	بعد	ازان	تاریخ پنجاب
کنون	بر	صورت	یرسف زلیخا

(۴۵۹) هنر - حاجی بیگ لاهوری

حاجی بیگ ، هنر تخلص ، والدش تاجی تخلص ، از رفقای قدیم خواجه عبدالجبار والد خواجه عبدالتمهار مرحوم که از اولاد حضرت مخدوم اعظم اند ، بود . و خود هنر در لاهور برفاقت زکریا قلی خان بخشی نواب دلیر جنگ بلکه صاحب مدار خانه او بود . در هر فن صاحب سلیقه بنظر آمد . بخصوص در علم تیر اندازی و انشا و تصویر دسترس تام داشت . شاگرد شاه آفرین بود . با فقیر مدتی آشنائی و اخلاص داشت و اکثر بخانه فقیر می آمد . دیوانی در چند روز ترتیب داد . باین جایی شعر گفتن و دیوان درست کردن همین کار او بود . یک بیت از دیوانش که شاه آفرین نیز پسند فرموده بودند ، انجذب شد و نوشته آمد :

از طرز خرام تو سراپا روش انجاز
هر گرد که برخاست ز جا کبک دری بود

(سردم ۱۹۰)

حاجی بیگ ابن تاجی اله آبادی از اقربای نواب دلیر جنگ و از تلامذه^۱ آفرین
لاهوری بود . و در فن انشا^۲ پردازی و هنر تیر اندازی ید بیضا می نمود :

در هر روش از طرز خرام توز اعجاز
هر گرد که برخاست ز جا کبک دری بود

(صبح ۷۰۹)

(۲۶۰) همایون - نصیر الدین محمد پادشاه

توجه عالی به شعر و شعرا نیز داشتند و از آنجا که طبع سوزون از خصایص
فطرت سلیم است در خلال اوقات و ارادت قدسی را چه از حقیقت و چه از مجاز
در سلک نظم می کشیدند و دیوان شعر آنحضرت در کتابخانه عالی موجود است .
(اکبر نامه ج ۱ صفه ۳۶۸)

پسر بابر پادشاه بود . بسن چهار سال و چهار ماه و چهار روز رسم آغاز
درس او انجام گردید . و خواجه کلان و شیخ زین الدین بمنصب معلم همایون
نایل گردیدند . بعد از پایان تحصیلات در امور دولتی اشتغال پیدا کرد ولی در
عین حال ذوق شعری و علم ریاضی و هندسه را هم دنبال می کرد . اگرچه زبان
مادری او ترکی بود اما بفارسی هم شعر می سروده . ازوست :

در آئینه گرچه خود نمائی باشد پیوسته ز خویشتن جدائی باشد
خود را بنمای غیر دیدن عجب است^۳ این بو العجبی کار خدائی باشد

بعد از اینکه همایون از شیرخان شکست خورد در سال ۹۵۰ رهسپار ایران گردید
و به شاه طهماسب صفوی چنین نوشت :

خسروا عمریست تا عنقای عالی همتم

قله قاف قناعت را نشیمن کرده است

روزگار سفله گندم نمای جو فروش

طوطی طبع سرا قانع بارزن کرده است

دشمنم شیریست اما پشت بر من کرده بود

این زمان از ضعف طالع روی بر من کرده است

التماس از شاه آن دارم که با من آن کند

آنچه با سلمان علی در دشت ارزن کرده است

وی این رباعی را هم فرستاد :

ای شاه جهان که نه فلک پایه تست در دست ولایت همه سرماییه^۴ تست

شاهان جهان جمله همای طلبند بنگر هما چگونه در سایه^۵ تست

دیوانش ترتیب یافته اما از مدتی نا پیدا بود ولی بالاخره جناب آقای سید حسن
عسکری استاد تاریخ دانشکده پتنه این دیوان را از دهکده کهجوا از سارن بهار
پیدا کردند ولی هنوز هم چاپ نگردیده است :

رباعیات

ای دل مکن اضطراب پیش رقیب	حال دل خود مگوی با هیچ طبیب
کاریکه ترا بآن جفا کار افتاد	بس قصه مشکل است و بس اسر عجیب
ای دل ز حضور یار فیروزی کن	در خدمت او بصدق دلسوزی کن
هر شب بخیال دوست خرم بنشین	هر روز بوصل یار نوروزی کن
ای وادی لا مکن مکانت	دور ازل و ابد زمانت
ای هستی بی نشان مطلق	شد هستی بی نشان نشانت
ای آنکه در دخول بر خود بستی	با توبه و زهد عافیت بنشستی
هرگز نکند فایده این طور ترا	از خود چو گذشتی بخدا پیوستی
حجاب است از نور در پیش ما	ازان گشته بیگانه این خویش ما
ترا شاهی و حسن و صد سلطنت	بلائیست بر جان درویش ما
ملاحت نمودی ز جان سوختی	نمک ریختی تازه بر ریش ما
وفا می کنی و جفا می کشیم	نباشد جز این شیوه در کیش ما
همایون بروی تو چون بنگرد	حجابست از نور در پیش ما

(۲۶۱) یتیم - میرزا نصر الله بیگ لاهوری

در لاهور می گذراید . تماگرد میان آفرین است . جنون شراری دارد .
که گاهی می گوید . ازوست :

بود یک برگ گل ز گلشن عشق کوهکن تیشه ی که زد بر خویش

(خوشگو ۲۶۸)

بعد ازان بفقیر ملاقات نمود و پیوسته همراه فقیر می بود و مشق سخن
میکرد . جوان صاحب تلاش و بسیار خوش و شجاع بود . آخرها جنون
بهمرسانید و رفته رفته جنونش بجائی رساند که در کوچه ها سرو پا برهنه می
گشت . بعد چندی وفات یافت . شعر خوب میگفت . اگر زنده می ماند بیایه
اسنادی میرسید . عمرش وفا نکرد . ازوست :

آزاد پس از مرگ دلم کی ز غم اوست
خشت لحدم تخته مشقستم اوست

بی برگیم چو آئینه بر خلق روشن است
قانع بنان خشک رود میهمان ما

(مردم ۱۹۱)

ابن میرزا منعم بیگ لاهوری بود . پدرش بملازمت نواب زبردست خان
ناظم لاهور اوقات بسر می نمود . و این در یتیمش بموزونی طبعی و تلمذ شاه
آفرین لاهوری میل به تغزل داشت و در عنفوان شباب و ابتدای شوق سخن بوم
شوم جنون در آشیانه^۱ دماغش بیضه گذشت . در کوچه و بازار برهنه تن میگذشت
تا آنکه بهمین حالت ازین عالم گذشت :

بشوق لعل لبش با شراب میسازم
و گر نه من بیکی جام بنگ شهبازم

(صبح ۶۱۲)

(۲۶۲) یکتا - احمد یار خان خوشابی

خلف الله یار خان تھانه دار غزنین ، نبیره خنجر خان مرحوم شاعر کمپنه .
اواخر عمر در عهد محمد شاهی به تھانه داری غزنین بجای پدر سرفرازی یافته
و به سال هزار و صد و چهل پنج همانجا در گذشت .

(خوشگو ۱۹۰)

شاعر نیکو ادا ، احمد یار خان یکتا ، حکومت غزنین و بهکر داشته .
فقیر این دو بیت از کلاش نگاشته :

سرمه آلود نگاهی که بیادم آمد
که سر شک شفقی از مزه ام طوسی ریخت

سر و سامان چه می پرسی زمن ، عمریست چون کاکل
سیه بختم ، پریشان روزگارم ، خانه بر دوشم

(حسینی ۳۷۳)

نظم پیرای بی همتا ، احمد یار خان یکتا ، که از قوم برلاس است ، اجدادش
در قصبه خوشاب از متعلقات لاهور سکونت گرفتند . والد ماجدش الله یار خان
بنظامت لاهور و تھته و ملتان سر باوج افتخار کشیده در علوم و فنون رایت یکتائی
میافراشت . و در اصناف سخن قدرت بایسته داشت . شاعر بی نظیر بود . و منشی
خوش تحریر . آخر الامر در ۱۱۴۷ هجری ، سبع و اربعین و مائه و الف مرحله
پیمای سفر آخرت گردید .

(نتائج ۷۹۰)

والد الله یار خان داروغہ غزنین ، اصلش از طایفہ برلاس ترکستان است ، یکی از اجدادش از آنجا در عہد بادشاہ بابر بہند آمدہ خودش نیز از عصر عالمگیر بادشاہ تا زمان محمد شاہ بادشاہ فی الجملہ از دولت و امارت منصبی داشتہ و بسیار صاحب کمال و ہنر بودہ . در اقسام شعر خصوصاً مثنوی ماهر بود . محمد اشرف یکتا با او سوال کرد کہ این تخلص را با من بگذارند . او جواب داد یکتا بودم ، دو تا شدم . او برین حرف راضی نشد . تا باہم قرار یافت کہ ہر دو صاحبان غزل طرح نمایند ، ہر کہ پیش برد ، تخلص از و باشد . خان مسطور روزی صحبت طرح دادہ اعزہ سخن فہم را دعوت کرد و یکتای مدعی را دران محفل طلبیدہ این غزل طرحی خواند :

(مطلع و مقطع درج میگردد : مولف)

تا خطش طرح جہانگیری کاوسی ریخت
لشکر زنگ چو رومی بسر روئی ریخت
شمع از اشک رخس بوقلمون سوخت
جای اشکش ہمہ خاکستر طاوسی ریخت

محمد اشرف مسطور حیران مانده لب سخن و اتوانست کرد . خان معزالیہ محضری بر این ماجرا نوشتہ بمہر سخنوران مسجل گردانید . شاہ آفرین لاهوری بجای مہر این بیت ثبت کرد :

گواہیم آفرین بر این سخن ما کہ احمد یار خان یکتاست یکتا
مؤلف ریاض الشعراء می نویسد کہ ہنگام ورود فقیر در لاهور خبر فوت او از عظیم آباد رسید . و مولف ید بضا قلمی کردہ کہ درگاہ کہ بندہ از سفر سندھ برگشتہ دارد بملتان بودم ، شنیدم کہ احمد یار خان یکتا بیست و سوم جمادی الاولی سن ہزار و یک صد و چہل و ہفت برحمت الہی پیوست . و در خوشاب من مضافات لاهور مدفون شدہ . این قطعہ تاریخ فوتش بحسب خواہش بعضی دوستان بتعمیہ یکعدد گفتم :

خان والا رتبہ احمد یار خان ذات او آئینہ خلق عظیم
در فنون فضل یکتای زمان زاد ہای طبع او در یتیم
چونکہ یکتا رفت شد تاریخ او جای احمد یار خان بزم نغمہ
راقم می گوید کہ شاید در عظیم آباد وفات یافتہ باشد و نعش او از آنجا نقل بخوشاب کردہ بخاک سپردہ باشند . او راست :

چہ پرسی از سرو سامان من عمریست چون کاکل
سیاہ بختم ، پریشان روزگارم ، خانہ بردوشم

در فوت عالمگیر پادشاه گفته بود . این است :

اسیران کمین بیکدر و قیمت
چون مال سرده پامال غنیمت
همه در خاک بیکدری فسرده
چو شمشیر اصیل زنگ خورده

(هندی ۲۶۱)

خلف الله یار خان از قوم برلاس ، اجدادش در عهد سلاطین تیموریہ وارد هند گردیدند . در قصبہ خوشاب از اعمال لاهور توطن گزیدند . الله یارخان بحکومت لاهور و تته و ملتان سرفرازی یافت . احمد یارخان یکتا پایان دور عالمگیری بنظامت صوبہ تته منصوب و بصفات پسندیده متصف بود . بر اقسام نظم عموماً و بر مثنوی خصوصاً قدرت کامل داشت . در سنہ سبع و اربعین و مائہ و الف راہ نا گریز اختیار نمود و آن در خوشاب مدفون گردید . مثنوی گلدستہ حسن و جہان آشوب و غیر ازان از وی یادگار است . گویند کہ در لاهور محمد عاقل یکتا لاهوری را با احمد یارخان یکتا بر سر تخاص نزاعی واقع شد و فصل قضیہ بر آن برقرار گرفت کہ غزلی طرح کنند ، ہر کہ خوبتر گوید تخلص ازو باشد . پس روزی بمحضر جمعی از صاحب طبعان سخن شناس ہر دو حاضر آمدند و احمد یارخان یکتا زبان غزل خود گشاد . شور و تحسین و آفرین از ہر گوشہ بلند شد . محمد عاقل یکتا ، کلام خود دون رتبہ کلامش یافتہ ، مہر سکوت بر دہان زد . احمد یار خان بحضری نوشت بخواتم مہرہ ابن فن مسجل گردانید . آفرین لاهوری بر آن محضر این بیت نوشت :

برین معنی گواہیم آفرین ما کہ احمد یار خان یکتاست یکتا
و دیگری این مصراع نگاشت :

گوہر یکتاست احمد یار خان

و همچنین دیگران ہم لطیفہ ثبت کردند . چند اشعار از غزل طرح اینست :

بامیدی کہ شود جلوہ گران سرو روان را

خاک شد جبہ و در راہ قدم بوسی ریخت

بر در میکدہ از نالہ زارم ناقوس

ہمہ تن اشک شدہ در بر ناقوسی ریخت

شمع از اشک رخس بو قلمون سوخت بزم

جای اشکش ہمہ خاکستر طاوسی ریخت

از بسکہ مرا پا ز غم عشق تو داغم

چون کاغذ آتش زدہ یک شہر چراغم

(روشن ۷۹۴)

احمد یار خان خوشابی ، شاعر یکتاست و معنی طراز مستثنی ، سلیقه او در نظم و مثنوی بسیار عالی افتاده . اما در غزل آن رتبه نیست . در سنه سبع و اربعین و مائه^۲ و الف بعالم باقی خراسید . احمد یار خان چند مثنوی دارد که مثنوی گلدسته^۱ حسن و جان آشوب از آنها اند . ازوست :

جامه^۲ صد چاک بر گل تنگ بود
این جفا بر قامت دل دوختند
از نا خوشی میان من و اهل روزگار
جوش غبار صورت دیوار بسته است

(بینظیر ۱۴۷)

از نژاد قوم برلاس است . اسلاف او در قصبه خوشاب از اعمال لاهور توطن داشته اند . پدرش الله یار خان به صوبه داری لاهور و تته و ملتان رسید و آخر سالها به فوجداری^۱ غزنین قناعت کرد . یکتای امثال بود . و مجتمع فنون و فضایل . خطوط در نهایت جودت می نگاشت . و تصویر در کمال تحفگی می کشید . و اقسام شعر بقدرت می گفت . در سنه تسعدعشر و مائه^۲ و الف (۱۱۱۹ هجری) وارد بهکر شد و با علامه مرحوم میر عبدالجلیل بگرامی صحبت معتقدانه داشت . و نسخه کلام الله بخط نسخ از تحریر خود بطریق یادگار تسلیم نمود . احمد یار خان بیست و سوئم جمادی الاولی سنه سبع و اربعین و مائه^۲ و الف (۱۱۷۴ هجری) در قصبه خوشاب خلوت نشین تراب گردید . قطعه تاریخی در سلک نظم کشیدم و یک عدد زیاده را بحسن تعمیر بر آوردم :

چونکه یکتا رفت شد تاریخ او جای احمد یار خان بزم نعیم
مثنوی متعدد دارد مثل گلدسته حسن و شهر آشوب وغیره ذالک .

(گرام ج ۲ : ۱۹۹)

(۲۶۳) یکتا - محمد اشرف ، محمد عاقل لاهوری

محمد عاقل یکتا تخلص ، طبع درست دارد . در صفت سرقات شعری یکتای روزگار است . ازوست :

بسکه با ساز تجرد گرم می جوشیم ما

چون نوای پیرهن یکتا می جوشیم ما

نالده از بخت سیاه هر که ز اهل قسمت

صحبت ناطق این حرف صریر قلم است

(خوشگو ۲۷۵)

از کمپنه شعرای خطہ کشمیر است . مولف ید بیضا نامش محمد عاقل و
 وطنش لاهور نوشتہ . و مولوی حبیب اللہ کہ عزیز صاحب سخن و در کشمیر کہ
 موطن اوست عمری مانده ، میگفت کہ نامش محمد اشرف و وطنش کشمیر است .
 دیوانش ہمگی قریب ہفت صد بیت خواہد بود . و درین صورت ہمین قول صحیح
 باشد و ہمین یکتا با احمد یار خان یکتا بر تخاصص مجادلہ می کرد . او اخر عہد
 محمد شاہ بادشاہ داعی اجل را لبیک گفت . اوراست :

جانب میخانہ ہا پوستہ باشد رو مرا
 پشت خم شد درسیہ کاری چون آن ابرو مرا
 خاک گشتم برہ سرو خرابان کسی
 بعد ازین دست غبار بن و دامان کسی
 من نہ آنم کہ دو صد نکتہ رنگین گویم
 همچو فرہاد یکی گویم و شیرین گویم
 (ہندی ۲۶۴)

یکتا لاهوری ، نامش محمد عاقل بودہ . در سخنوری مرد کامل . ازوست :
 نالہ از بخت سیاہ ہر کہ ز اہل قلم است
 صحبت ناطق این حرف صریر قلم است
 (شمع ۵۳۷)

(۲۶۲) یگانہ - محمد افضل سودہرہ

شیخ محمد افضل یگانہ فرزند شیخ محمد حفیظ و نسباً صدیقی قریشی بودہ
 و در نیمہ اول قرن دوازدم ہجری در دہکدہ سودہرہ کہ تقریباً پنجہ میل از
 لاهور مسافت دارد ، متولد شد . و در اوایل قرن سیزدم در دہکدہ تلوندی
 موسی خان درگشت است . از آثار اردو او را زیاد در دسترس نمی باشد . یک نسخہ
 خطی از منظومہ رزمیہ افضل در کتابخانہ ایندیا آفس لندن موجود است و ازان
 استنباط سی شود کہ افضل در زبان خود در شعر و ادب مقام برجستہ ای داشتہ و
 مورد تکریم اہل ذوق و اہل علم بودہ است . در زبان فارسی در انواع رایج یعنی
 غزل و رباعی و مثنوی و قصیدہ شعر ساختہ و کلام او رویہم رفتہ روان و شیرین
 میباشد . غزل زیر نمونہ شیوائی از کلام پر معنی و آہنگ دلنواز او می باشد :

مژدہ ای دل ! کہ یار سی آید	مونس غمگسار می آید
از شبان دراز تنہائی	غم میخور یار غار می آید
برخلاف زبان مسہجوری	کام دل در کنار سی آید
بہر احیای نا توان جانم	روح افزا نگار می آید

جان عشاق بسته در فتراک شاهسوار از شکار می آید
 هر که رفت از پی هوا آخر پیش حق شرمسار می آید
 افضل آنجا که بارشاهان نیست کی گدا در شمار می آید
 افضل در تاریخ گوئی نیز مهارت داشته .

(مجله هلال جلد ۳ شماره ۴ سنه ۱۹۵۶)

(۴۶۵) یمینی - محمد بن عثمان العتبی

العمید المحترم محمد بن عثمان العتبی الیمینی الکاتب . یمینی که قلم از
 یمن یمینش مایه دار بود و جهان جان را از مدد بیان او همیشه بهار . عروس
 فضل از معانی او سواد و خلخال یافته و لباس هزار معانی او طراز جمال گرفته و
 اورا چند تالیفست که هر یک بر روی فضل چون دیده بصیرند . و بر آسمان
 لطف چون بدر منیر و یکی از انجمله "بزم آرای فخری" است که در بدایع تشبیهات
 و روایع اوصاف داد فضل داده است . و حق بیان گذارده و این قصیده از بدایع
 بیان شافی و دایع ضمیر صافی اوست که ابتدای آن بتوحید خالق بی چون و
 آفریدگار این فرش بوقلمون میکند و تخلص بمدح بادشاه جهان پناه و زینت تاج گاه
 و تخت و کلاه بهرامشاه می گوید (انتخاب اشعاری که عوفی داده است در زیر
 نقل میگردد : مولف)

منت و شکر و سپاس بی قیاس و حد و مر
 ذوالجلالی را که بی حکمش نباشد خیر و شر
 هم مبرازات او از موت و فوت و عزل و هزل
 هم منزہ نعت او از عیب و ریب و خواب و خور
 تافته تمکین و تسکین از کمالش فرش و عرش
 خواسته تنویر و تدویر از نوایش ماه و خور
 شد عروس طاعت ابلیس زارش خاکسار
 گشت شاه تربت آدم ز فضلش ناجور
 دین احمد از جلال قدر او شد کامگار
 ملک محمود از کمال وضع او شد مشتهر

و این رباعی که تیر فلک را در استماع آن از تعجب چون تیر دهان باز بمالد ،
 در وصف کمانچه می پردازد :

ساز تو چون نون و میمی آمد بمثال
 وین قامت چون الف از آن هر دو چه دل
 خورشید چو تو نبیند اندر یک حال
 یک دست گرفته بدو یک دست هلال

و در صفت چنگ این ترانه گفته است و این گوهر سفته :

ای چنگ سر افکنده چو هر ممتحنی
در پای کشان زلف چو معشوق منی
گر ضد ترست خشک پس از چه غنی
هم خشک زبانی و هم تر سخنی

(لباب ۴۵۱)

در زمان محمود غزنوی میزیسته است و تاریخ نگار دربارش بود . در تمام جنگهای او بهمراهی او به هندوستان آمد و ذکر جنگهایش را بطور بسیار مفصل نگاشت . بدلیل اینکه جنگهای بهاتیه (۱) ملتان و لاهور را شخصاً مشاهده نموده است ، حتماً در پنجاب زندگی کرد و بهمین جهت ذکرش در بن تذکره آمده است .

(۲۶۶) یحیی - محمد یحیی خان لاهوری

اصلش از قوم افشار بود . والدش میرزا بابر نام در هند رسیده سکونت در لاهور اختیار نمود . همانجا در سال تسع و سبعین از مائه "حادی عشر یحیی خان سر بعرصه" ظمهور کشید و بعد سن تمیز بقصد کسب علوم بایران زمین رسید و بعد حصول مقصود عود نموده در دهلی ملازمت محمد اعظم شاه بادشاه و بعدش بخدمت محمد فرخ سیر بادشاه شهید در سیدان امتیاز از اقران می شتافت . آخر الامر بسر دفتری دار الانشا" محمد شاه بادشاه سرفرازی یافت و مدّة العمر بر همان عهده بود . تا آنکه در سنه ثانیه از مائه "ثانی عشر وداع حیات نمود :

ز فیض رعشه پیری بوجد آمد ایاغ من
برنگ گل ز باد صبح روشن شد چراغ من

(صبح ۶۱۲)

۱ - اصلاً این نام هاتیه است و در حاشیه مطبوعه تاریخ یمنی نوشته است که هاتیه بلد من بلاد الهند است و این لفظ "با" اسم اضافت است. اکنون هاتیه یک ده است نزدیک ده حضرو که در ضلع اتک واقع است و آن را هتیان می گویند . آنجا آثار قلعه قدیمی موجود هست .

* * *

ضمیمہ

(۱) اختر - محمد داؤد خان لاهوری

محمد داؤد خان شیرانی کہ اختر تخلص داشت، پسر حافظ پروفیسور محمود خان شیرانی بود کہ یکی از فضلاء پنجاب بشمار میرفت . پدر بزرگش مولوی محمد اسماعیل خان تونکی نام داشت . اختر در امارت تونک کہ یکی از امارت های استان راجپوتانہ میباشد در سال ۱۹۰۵ میلادی متولد شد (۱) . وی اشعار بسیار خوبی را بزبان اردو میسرود و دارای دیوانی نیز میباشد . اما اشعارش بفارسی کمتر است . وی در عین جوانی در لاهور فوت کرد و در همان شہر مدفون گردید . او مجلہ ہائی را باسم خیالستان و رومان اجرا نموده و اشعار خود را در آن مجلہ ہا چاپ میکرد . یکی از غزلہای فارسی او بدستم رسیدہ و اینک در زیر نقل میگردد :

ہزار ہزم مہیای مرگ نیم شبی است
 ہنوز مطرب اسیر نوای زیر لبی است
 زبان شوق و گناہ بیان ، چہ بوالعجبی است
 کہ در حضور تو عرض نگاہ بی ادبی است
 غرور عشق گدا را مجال شکوہ نداد
 ستارہ سر مژگان ، دعاغی نیم شبی است
 دو چیز آنکہ جوان است و ہم جوان سازد
 نگار شوق و فسون ساز و بادہ عنبی است
 چطور ضبط کند راز ربط پنهان را
 نگاہ شوق کہ مست ادای بی ادبی است
 ز دوستان منافق مدار چشم وفا
 میان پیکر اسلام روح بولہبی است
 شہادتست بر آئین اختصاص کرم
 جفای دوست کہ آئینہ وفا طلبی است
 جواب شعر گراسی نوشتہ ام اختر
 اگرچہ عرض ہنر پیش یار بی ادبیست

۱- اختر در سال ۱۹۴۸ فوت شد .

(۲) اسلم - محمد اسلم خان

محمد اسلم خان اسلم یکی از شعرای معاصر پاکستان و علاقمند واقعی ادبیات و شعر پارسی میباشد . وی در تاریخ نهم نوامبر ۱۹۵۳ میلادی غزلی را در روزنامه نوای وقت چاپ لاهور بچاپ رسانیده بود که بعنوان نمونه اشعارش در زیر نقل میگردد :

دیده خوابناک ما ، محو جمال کائنات

پست و بلند کائنات ، آئینه تجلیات

صوفی خانقاه نشین ، کور نگاہ و خود پرست

مشت غبار فلسفی ، سلسله تصورات

بمهر چه کرده ای عیان ، عالم آب و خاک را

ای که ز پر تو تو هست گری این تجلیات

ما بجمال تو فدا ، تو بجمال ما فدا

هستی تو ز نادرات ، هستی ما ز نادرات

زیر نقاب گرچه هست جلوہ لا یزال تو

تیزاگر بود طاب ، جلوہ تو ز ممکنات

مشت غبار خویش را در عمق محیط زن

بر لب ساحلی مخوان فلسفہ صفات و ذات

یک غزل دیگر را آقای حفیظ ہوشیار پوری برای نگارندہ فرستادہ است کہ در زیر درج میشود :

بمہشت ارض می نگر بشاخ کوهسارہا

چہ دلنشین ، چہ کیف زا ، نوای آبشارہا

بشہر ماہ بیکران ، سکون قلب بی نشان

بکوه و مرغزارہا ، قرارہا قرارہا

بآسمان نیلگون چہ بیخودانہ بنگرم

نہ حسن واہگذارہا ، نہ چشم انتظارہا

ز شہریان بیوفا ، امان طلب امان طلب

نہان بہر شجر بین ہزارہا نگارہا

سحاب نیلگون قبا ، بہار قطرہ بقا

سبو بدوش میرود نسیم نو بہارہا

بیا بکوهسارہا ، بمہشت خاکیان بین

چو ز اعدان نشستہ ای یہ خلد انتظارہا

(۳) بدر - مولانا محمد افضل دایره دین پناه

مولانا محمد افضل متخلص به بدر یکی از فضیلات دانشمند معاصر میباشد و در حال حاضر در مظفر گره از نواحی ملتان بسر میبرد . او علاقه بسیار مفراطی را با ادبیات فارسی دارد و گاهگاهی باین زبان شیرین شعر نیز میسراید . اگرچه او شعر کم میگوید اما آنچه که از دلب طیفش بظهور میپیوندد بدون تردید عالیست . اینک انتخابی از اشعارش در زیر داده میشود :

شبی دیدم حسینی ، نازنینی	سیه چشمی ولی روشن جبینی
خوشا بختی ، خجسته روزگاری	نیاز آئین و هم ناز آفرینی
لب لعلش مثال غنچه او	گهرهای مصفی را امینی
همی دارد چنان روی صبحی	سحر از باغ حسنش خوشه چینی
به تقدیر سیاهم آن چها کرد	مپرس از من ز چشم سرمگینی
سیه زلفش برخسار صبحش	شب تاری به خورشید قرینی
شفق بر سرخی لبهاش قربان	فدا بر عارضش ماه مبینی
بشوخی برق در ابر بهاران	چراغ محفل خلوت گزینی
مپرس از نغمگی حرف و صوتش	فرو ریزد ز لبها انگبینی
ز گفتار دلاویزش چه پرسی	فصیحی ، هم بلیغی ، هم ذهینی
بصورت پیکر تمهذیب افرنگ	بمعنی روح مشرق را امینی
غم پنهان ز چشمانش هویدا	شباب مضمحل اندوهگینی
به برگ سبز مهربانداری او	چه لطفی کرد بر قلب حزینی
کراچی در نگاهم گشت فردوس	مکانی را فروغی از مکینی
غریب شهر هستی بدر بادا	
کجا تو و کجا آن دل نشینی	

مپرس از من کدام ، کیستم من	فروغ دیده ، معنستم من
ز حال خویش و بر حال دل ریش	ز بس خندیده و بگریستم من
ندیدم در جهان چون تو نکاری	بهر سوئی بسی نگرستم من
سپردم جان چو در راه تو ای جان	حیات جاودانی زیستم من
بقا را هست نازی بر وجودم	
به ظاهر جوهر فانستم من	

چه خوش قاست او کشیده کشیده
خط خوش بر آن مصحف روی روشن
دلی غمزده را چو آب حیاتی
به چشم گل و نرگس و یاسمینی
ز اول نگاهی که افتاد بر او
دماغ من است از فروغ تجلی
رسیدم به خمخانه چشم مستی
بشهر و بیابان و کهنسار گردم
بخواب آمد آن سر و مستم که رفته
بیا منظر بسمل خویش بنگر
ولی اندکی اندکی خمیده خمیده
چو سبزه بگلش دمیده دمیده
مئی از لبانش چکیده چکیده
بدل خار مژگان خلیده خلیده
دل از پهلوی من رمیده رمیده
چو رنگ رخ من پریده پریده
من از هر دو عالم بریده بریده
گریبان و داسان دریده دریده
صبا در گلستان چمیده چمیده
بخون دل خود طپیده طپیده
بان نازش بدر آن دلنوازی
برو ناسه من ! پریده پریده

(۴) بقائی (۱) - ملا بقائی

در جوانی به هند رفته و مدتی در دکن بوده و با ملک قمی شاعر معروف
با هم میزیسته اند. و از آنجا به گجرات رفته و در خدمت میرزا نظام الدین احمد
بوده و در آن زمان مشغولی تخلص میکرد و چون میرزا نظام الدین ابن تخلص را
نمی پندیده او را بقائی تخلص داده است و پس از چندی که ملازم خان خانان
بوده از وی جدا شده مدتی در آگره و مدتی در لاهور میزیسته و شاعر خوش ذوق
با حالی بوده و زندگی سرفه داشته است .
(نظم و نثر در ایران ج ۱ : ۴۲۸)

(۵) پطرس - احمد شاه بخاری لاهوری

پروفسور سید احمد شاه بخاری پسر سید اسد الله شاه بخاری یکی از اساتید
ورزیده زبان انگلیسی بود . وی قبل از تقسیم شبه قاره ریاست اداره رادیو و
انتشارات را بعهده داشت و سپس بریاست دانشکده دولتی لاهور مامور گردید .
مهارت فوق العاده ای را در زبان اردو و فارسی دارا بود و باین دو زبان شعر
نیز میسرود .

در اواخر عمر خود نمایندگی پاکستان را در سازمان ملل عهده دار گردید

یکی از غزلهایش که بفارسی سروده است بدستم رسیده و اینک بخوانندگان گراسی تقدیم میگردد :

شدی تا باعث آرام جان آرام جان گم شد
حدیث نام تو تا بر زبان آمد زبان گم شد
مهرس از جستجو و نارسائی های مجنونی
چو آواز جرس هر سو دوید و هر زمان گم شد
نشان سجده ام اهل نظر را آستان باشد
که زیر سجده های شوق من آن آستان گم شد
مرا جز خامشی محرم نبود و وای نا کاسی
باظهار سخن چون لب گشودم رازدان گم شد
مگر آوارگی آرد سوی منزل بخاری را
که از گمراهی خود هم ز راه گمراهان گم شد

(۶) تپش - شیخ عبد اللطیف لاهوری

شیخ عبد اللطیف تپش یکی از شاعران معروف لاهور بود . بعد از پایان تحصیلات خود در رشته ادبیات شرق و غربی با دانشگه پنجاب مربوط گردیده و سپس بدانشکده دولتی پسرور استخدام شد . وی در سال ۱۸۹۵ میلادی در لاهور متولد شد و همانجا در سال ۱۹۶۰ میلادی فوت و دفن شد . علاقه خاصی را با زبان و ادبیات فارسی دارا بود و گاهی شعر هم میسرود . اشعار فارسی وی هنوز مدون نگردیده است اما دیوان اشعار اردوی وی چاپ شده است . اشعار زیر بعنوان نمونه درج میگردد :

اهل زمانه را بمقدر فروختند	مارا بدست این دل مضطر فروختند
دادند پیر باغ بمرغان تیز تر	حسرت ببال طائر بی پر فروختند
جنس فراغ برده سپردند نقد زیست	ما را بدست ما چه گرانتر فروختند
چون زخم عشق حوصله دهر بر نتافت	چاک دلم بدامن محشر فروختند
غار تگران میکده رنگ و بوی عشق	جام شکسته را به گل تر فروختند
خمیازه کش ز باده گردون مشو تپش	این شیشه را به بنبد آخر فروختند

(۷) ترکی - ترک علی شاه قلندر لاهوری

مؤلف تذکره سخنوران چشم دیده که ترک علی شاه قلندر نام و ترکی تخلص دارد درباره احوال خود چنین نوشته است : نمیخواستم که چون تذکره

نویسان دیگر همه تذکره از اشعار و احوال خویش سیاه کنم لیکن بعضی احباب
مجبور کردند. بناچار سر گذشت خود کم و بیش بقلم می آورم :
سلسله این فقیر بچند واسطه بفردوسی طوسی میرسد . جد من آباوان نام
با نادرشاه از هرات آمده رخت اقامت در لاهور انداخت و بعد ازان در عهد سکهان
والد من در شهر نور محل که از مضافات لاهور است قیام پذیر شد . والده ماجده
فقیر حبیبه سردار نور محمد هراتیست . سخن در پارسی میزند و بعد ازان کم کم
در پنجابی هم حرف زدن آموخت . وقتی آن مرحومه باین فقیر فرمود که تو در
آن ایام که در شکم من بودی روزی برای نماز سحر برخاسته و وضو کرده نماز
خواندم و عادت من بود که بغیر از گذاردن نماز اشراق حرف نمی زدم ،
هنوز اشراق نخوانده بودم که کسی در مسجد که متصل خانه من بود این
شعر بر خواند :

طفل می گرید چون راه خانه را گم میکند

چون نگریم من که صاحب خانه را گم کرده ام

مرا ازین شعر رقت روی داد و چندان گریستم که دامن من تر شد و هنوز اشک
من جاری بود که سر بسجده انداخته دعا کردم که ای خالق هژده هزار عالم !
این چنین که در شکم من است اگر طفل است شاعری باشد که نام او بافاق
مشهور گردد و عمرش دراز باشد و اگر بدخترست تو مالکی ! بعد ازان معلوم شد
که آن شعر از صائب صفاهانی بود و چون جوان شدم مرا مردم صائب ثانی
میگفتند . جد من از صد سالی عمر افزون یافت و والد فقیر اگرچه شعر و شاعری
پسند نمی کردند مگر در حل معنی اشعار و معما ید طولی داشتند . روزی شاعری
لاهوری که خود را از اولاد شاه آفرین میگفت برای ملاقات والد آمد و گفت
یکماه شده که این مصرع گفته ام :

شبم نظر به خم زلف مشکفام تو بود

مصرع ثانی چنانکه می خواهم خم نمیشود . آنجناب فرمودند که من دلبستگی
بشاعری ندارم مگر پسر من که هنوز هفده ساله است ، جنونش در سر می دارد .
شاید بر این مصرع مصرع خم میکند . و این سخنان در گوشه استاده می شنیدم
و در مصرع ثانی فکر میکردم که والد آواز داد . بفور حاضر شدم . فرمود :
میتوانی برین مصرعه ثانی چسبان کنی ؟ اگر حسب منشای این مهمان مصرع
پیوند کنی از امروز ترا اجازت شعر گفتن خواهم داد . من روی خود بسوی مهمان
کرده عرض کردم بفرمائید ! آن بزرگ مصرع بالا خواند ، فقیر آن مصرع را
مطلع کرده بر گفت :

شبم نظر به خم زلف مشکفام تو بود
اسیر طائر نظاره ام بدام تو بود

مهمان و دیگر حاضرین از جا برجستند و صدای تحسین بلند کرده گفتند :
زنده باش . بزرگ گفت : گواه باشید من مصراع خود باین طفل بخشیدم و
والدم نیز فرموده اجازت گفتن شعر دادند . من آداب بجای آورده سر در پای
والد و مهمان و حاضرین افگندم . بعد از چار روز مرا پیش حضرت ناطق مکرانی
برده دست من بدست آنجناب سپرده بشاگردان شان سرفراز نمودند . چون بسن
چهل سالگی رسیدم خطاب امیر الشعراء از لردمیو (انگلیسی) و راجگان یافتم و سند
شعر این عاجز در حیات من شعرای عجم و هند گرفته اند و تفصیل کتب مصنفه
فقیر اینست که در پارسی گفته ام :

- | | |
|----------------------------|---------------------------|
| ۱- فرخنامه معروف برمائین | ۲- دیوان موسوم بگلشن معنی |
| ۳- ساقی نامه | ۴- مثنوی گلزار محبت |
| ۵- رساله بدر حسین - نظم | ۶- مثنوی صوت سرمد |
| ۷- سرور الناظرین - نثر | ۸- گلبانگ ترکی - نثر |
| ۹- دیوان سرمایہ پیری | ۱۰- مثنوی طول امل |
| ۱۱- مثنوی شکرآب | ۱۲- مثنوی ناز و نیاز |
| ۱۳- تذکره سخنوران چشم دیده | |

و آنچه کلام من در ریخته است تفصیل او اینست :

- | | |
|----------------------|----------------------|
| ۱- مثنوی گلزار شهادت | ۲- مثنوی جلال اختر |
| ۳- مثنوی سعد و جمیلہ | ۴- تبسم کده |
| ۵- تمسخر کده | ۶- دیوان سرمایہ حیات |
| ۷- دیوان شباب | |

سال عمر من به نود (۹۰) رسیده . نمونه اشعار اینست :

ته نشین بالا نشین گردد به پیش با صفا

زیر پا آید نظر در آب چرخ سر بلند

دل را بغم نرگس مستانه شکستم

این شیشه گرانگ به پیمانه شکستم

مفکن نگه مست بدلمهای شکسته

ریزد نه کسی باده بهینای شکسته

نفس ز سوز جگر شعله بار می دارم
 سمندرم که بآتش قرار میدارم
 باز در چشم هر آبم رخ تو جلوه نمود
 باز این برق تپان شعله بدریا انداخت
 کرد بیخود دلم این مصرع رنگین ترکی
 چشم مست تو بمیخانه چه غوغا انداخت
 هر که بیند رخت ای غنچه دهن میگوید
 عارضت از خط مشکین چه بهاری دارد
 خاک گشتیم و هنوز آن بت بد ظن از ما
 بار بر خاطر و در سینه غباری دارد
 ترکی سخن زخم دم پیری چو نوجوان
 صد ناز تا بطبع خدا داد میکنم
 (چشم ۲۵)

(۸) جگر - علی سکندر مرادآبادی

جد وی مولوی محمد سمیع در دهلی زندگی میکرد و معلمی و تربیت شاه مغول هندوستان، شاهجهان، را بعهده داشت. باری شاهجهان از وی ناراضی شد و او از دهلی رخت مسافرت بسته وارد مراد آباد گردید. پدر علی سکندر که علی نظر نام و نظر تخلص داشت بزبان فارسی شعر میگفت. درجه تحصیلات تا متوسط بود و او معمولاً بزبان اردو شعر میگفت و گاهی اشعار بزبان شیرین فارسی هم میسرود. بیشتر عمر خود را در راه مسافرت و آوارگی بخرج داد و گاهی بلاهور هم میرفت. رابطه دوستی و سودت خود را با شعرای پنجاب استوار کرده بود. وی مرید پیر شاه عبد الغنی منگلوری بود و در تصوف هم عقیده داشت. ذوق خط و موسیقی را هم دارا بود:

ای که میپرسی ز کار ما و جهد کار ما
 چاک شد از دشت ما هر پرده اسرار ما
 صد حقیقت عرض میکرد ای سکوت بیخودی
 پرده دار حرف مطلب شد لب گفتار ما
 شراب و ساغر و سبو، گل و بهار و آب جو
 دو صد جهان رنگ و بو نمود یک جهان ما

دیوانه وار جان بفشاندن گناه من
 بیگانه وار رخ نمودن گناه کیست ؟
 شغل گناه کردن و رفتن گناه من
 ذوق گناه دادن و دیدن گناه کیست ؟
 هستی تمام مستی و مستی تمام کفر
 دایم به جام و میکده کافر نگاه کیست ؟
 صد نقش سجده تا در بت خانه دیده ام
 این هم جگر اشاره ظرف کلاه کیست ؟

همنشین راز عشق میپرسد ناله بی اختیار می آید
 من به پنهان جگر تلاش کنم او مگر آشکار می آید
 خواه در صومعه رو خواه به میخانه نشین
 او بهر رنگ که خواهی بخدا می آید
 جنون عشق ما را قید کردست
 در آن زندان که دیواری ندارد
 از سبابش شراب میریزد ز آفتاب آفتاب میریزد
 تنک ظرفی خماری کردند پیدا می دو شینه را بدنام کردند
 همچو نقش قدم جگر منشین صورت گرد کاروان بگذر
 کعبه در پای یار دیدم دوش این چه گفتمی جگر خموش خموش !!

ای که ز روی عاشقان پرده رخ کشیده ای
 جامه صبر و عقل و هوش از همه جا دریده ای
 پیخبرم ز خویشتن ورنه تو صد هزار بار
 گاهی ز جان گذشته ای گاه بدل رسیده ای

(۹) حالی - خواجه الطاف حسین

از شاگردان حضرت غالب مرحوم بودند . صاحب تصانیف کثیره است .
 فقیر یکبار در حیدرآباد بمنزل حضرت شاد با آن جناب ملاقاتی شده . بسیار صاحب
 خلق بودند . دو ماه شد که بعمر هفتاد سالگی رحلت فرمودند . این چند شعر پارسی
 از زادگان طبع آن بزرگوار است :

بی سبب رنج و گونی گله بهتر نبود
 طاقت جور تو در حوصله ما نبود

برقع بر افکنده بهر سو نگرانند
 فریاد که این پردگیان پرده درانند
 همراه غیر میا ، گر به خیالم گذری
 جز تو در سینه ام از تنگی دل جا نبود

(چشم صفحه ۴۱)

حالی ، مولوی الطاف حسین ، او را پانی پت وطن است و کلام لطیفش
 آبروی شعر و سخن :

صید نا افکنده محو دست و بازوی خود است
 این جوان روزی شکار خویشتن خواهد شدن

(نگارستان صفحه ۲۳)

اسم وی خواجه الطاف حسین و تخلص حالی بود . در سال ۱۸۳۷ در شهر
 معروف پانی پت متولد شد . اسم پدر وی خواجه ایزد بخش بود و نسب او به
 حضرت ایوب انصاری میرسد . اجدادش در زمان غیاث الدین بلبن شاه از هرات
 آمدند و در پانی پت ساکن شدند . هنوز سن حالی به نه سالگی نرسیده بود که
 پدرش عرصه وجود را ترک گفت و برادر بزرگش خواجه امداد حسین تربیت وی
 را بعهده گرفت . هنگام مسافرت دهلی با میرزا اسد الله خان غالب ملاقات نمود
 و بشاگردی او در آمد و اندکی پس ازان وارد شهر لاهور گردیده مشغول کار
 گردید . در ۱۸۶۳ با نواب مصطفی خان شیفته ملاقات نمود و اشعار فارسی
 خود را بمنظور اصلاح تقدیم وی کرد . هنگام اقامت لاهور وی زبان انگلیسی هم
 یاد گرفت . چهار سال پس ازان بدیلی رفت و با سرسید احمد خان ملاقات نمود
 این همان سرسید احمد است که در ایران وی را امیر کبیر ثانی می گویند .
 وی در دهلی کتابهای معروف خود را باسم حیات جاوید ، حیات سعدی و یادگار
 غالب نگاشت . وی علاقه مفراطی را نسبت به دانشگاه های اسلامی علیگر وحیدرآباد
 دکن داشت . در سال ۱۹۰۶ بخطاب " شمس العلماء " نایل گردید . بیشتر
 بار دو شعر می گفت و همواره می خواست که آرزوی حریت و آزادی را در قلب
 مسلمانان هند بوجود آورده آنها را با تاریخ درخشنده خود آشنا سازد . او مرثیه
 ای بمناسبت درگذشت سرسید احمد خان سروده است که بعضی از ابیات آن
 بدین قرار است :

ای عجب کز رحمت فردی ز افراد بشر
 عالمی را از قیامت در گمان انداختند

سید اندر قوم نقدی بود اندر کیسه ای

کیسه خالی مانده و نقد از میان انداختند

کاروان قوم دور افتاده بود از راه راست

رفت و از بی راهه بر گرداند و آوردش براه

چیست انسان ها تپیدن از تپ همسایگان

از سموم نجد در باغ عدن پژمان شدن

زیستن در فکر قوم و مردن اندر بند قوم

گر توانی میتوانی سید احمد خان شدن

شصت ملیون هست در هندوستان توحید گوی

وہ کہ چندین خلق در ماند ز کار یک نفر

یادگار خواجه بعد از خواجه برپا داشتن

شکرا و را خوبتر زین نیست اسلوبی دیگر

انتخابی از اشعار خواجه الطاف حسین حالی بدین ترتیب است :

لب تشنه خویشتن کرده ما را

ز هری بگلوی جان فشانده

دلہای با الفت آشنا را

از غیر گسسته اندک اندک

هم ساز بسوزد هم نوا را

راز تو بلب نمی پسندم

دانم کرم ستم نما را

از سختی دهر رو نتابم

بپذیر گناه بی ریا را

کردیم گناه و فاش گفتیم

چون نا بلدی ره خدا را

حالی ! چه زنی تو دم ز توحید

اندکی گوشت کن ترانه ما

درد دلہا شنیده ای بسیار

پای بیرون منه ز خانه ما

بایدت قدر خویشتن دانست

کاش پرسی ز ما فسانه ما

زیر لب نا کشوده طوماریست

عاقبت رفت از میانه ما

قدر حالی ز قوم کس شناخت

گو ملامت گر ما ، دل به نکوهش مخراش !

یوسفی هست گرت تاب تماشائی هست

هر رقم را نبود حسن قبول ارزانی

ورنه حافظ چه نوشتست کہ حالی نوشت

بنده را نیست مجال سخن آنجا حالی

ورنه افسانه دراز است گر از من سی پرسند

صوتیست کہ ساز ما ندارد

حالی کله جفای دوران

به چشم خواب زین افسانه سوزد

گر از من بشنوی روداد حالی

رباعی

ای هیچ به هیچ خود نمائی تا چند
خود بینی و خویشتن ستائی تا چند
چون می دانی که جز کف خاک نه ای
پس این همه دعوای خدائی تا چند ؟

چندی بهوای گلعداران بگذشت لختی در بند روزگاران بگذشت
بر ناسده کام دل شباب آخر شد نشگفته گلی و نوبهاران بگذشت

حالی در تاریخ گوئی و حساب ابجد هم مهارت فوق العاده ای داشت . وی
قطعه تاریخ منزل سید عوض علی مرحوم را نوشته است . این قطعه در بلند شهر
حسب فرمایش برادرش سید فیاض حسین نگاشته آمد :

کرد سید عوض علی تعمیر این شبستان برای نزهت دل
چون پایان رسید هاتف گفت سال هجریش دان ”ظفر منزل“

۱۳۰۷

پس بکن لفظ ”بی مثال“ فزون تا شود سال عیسوی حاصل

۵۸۳

$$۱۸۹۰ = ۵۸۳ + ۱۳۰۷$$

(۱۰) راحل - شیخ عبد الرشید هوشیار پوری

شیخ عبد الرشید متخلص براحل پسر شیخ فضل محمد خان و برادر بزرگ
حفیظ هوشیار پوری بود که احوالش درین تذکره مرقوم گردیده است . وی در
سال ۱۹۰۲ میلادی در هوشیار پور متولد و در سال ۱۹۵۳ میلادی در لاهور
فوت و مدفون گردید . وی یکی از شاگردان غازی عبد الرحمن ابرتسری و تحت
تأثیر عقاید سیاسی وی قرار گرفته بود . راحل در تاریخ گوئی و شعر پارسی مهارت
بسیار عجیبی را دارا بود و علاقه خاصی را نسبت بتصوف داشت . بعد از
وفات پدر خود گوشه عزلت گرفت . هنگام تقسیم شبه قاره وی در شهر هوشیارپور
زندگی میکرد و تمام کتب وی و اشعارش بدست هندوان غارت گردید . فقط
اشعار زیر که آقای حفیظ هوشیار پوری برای نگارنده ارسال داشته اند باقی مانده است.
اشعار راحل گاهی در رساله ای باسم شمع رخ چاپ میشد .

تاریخ چاپ ”غالب“ بوسیله غلام رسول مهر:

جامی بده ز باده غالب بلطف خاص

جام فدای لطف تو ساقی مهر چهر

زین بار گو به حضرت مهر این پیام من
دل را بدل رهیست درین گنبد سپهر
در زیر چرخ راحل سرمست را بس است
جاسی زدست ساقی و "غالب زکلیک مهر"

۱۳۵۵

تاریخ تشریف فرمائی اعلیحضرت همایون محمد رضا شاه ، شاهنشاه آریا مهر
پاکستان :

بفرمود تشریف بر ارض پاک	شهنشاه ایران محمد رضا
بگفتم سن هجری و عیسوی	که مضمیر در آنست حرف دعا
بخواهم که در خدمت کجکلاه	رسد این پیام بدوش صبا
بفیض قدومش مشرف شدم	<u>جوان بخت شاها - خوشابخت ما</u>

۱۳۶۹ ۱۹۵۰

راحل یکی از دوستان و قدر دانان "گرامی" و استفاده های شایانی را از
وی بدست آورده بود . وی قطعه زیر را بمناسبت درگذشت گرامی سروده است :

گرامی که در آخر عمر زیست	بخاک طربناک هشیار پور
همه خاک شد منزلش بعد مرگ	<u>بعجوسالش از "خاک هوشیار پور"</u>

۱۳۴۵

شاعری معروف باسم عظامی تاریخ درگذشت وی را چنین گفته است :

سخن سنجی ، سخن فهمی ، ادیب نکته دان راحل
دریغا میت پاکش بدوش ما سوارستی
بگفتم آنچه در تاریخ فوتش صورتاً معنا
محرم از هزار و سه صد و هفتاد و چارستی

۱۳۷۴

الف کش ای عظامی باز گو سال وفات او
مستبر یک هزاری نهصد و پنجاه چارستی

۱۹۵۴-۱=۱۹۵۳

در سال ۱۹۲۴ راحل در ده توبه تیک سینگ اقامت داشت . مرض هیبتناکی
سر تا سر آن ده را فرا گرفته و باعث اتلاف زندگی های مردم میشد . فامیل
هایش بوی نامه ها فرستادند که ده مزبور را ترک گفته و بزودی از خطر مرگ و
مرض رهائی یابد اما وی توجهی بنامه هایشان نداد و با مستخدم خود که روشن

نام داشت و در همان ده زندگی میکرد . بالاخره مولانا محمد سعید عثمانی طی نامه ای منظوم ازو خواهش کردند که بزودی بهوشیارپور بر گردد . چنین است آن نامه :

ای جلوه درد را طرازی	ای آتش عشق را گدازی
ای رنگ تورنگ میگساران	ای یاد تو یاد دلفگاران
ای آنکه توا ز غمی، غم از تست	در کاکل شمع جان جم از تست
ای رفته برون زها و هوئی	سرداده بدست جستجویی
ما دیده انتظار بر راه	گاهی بدلی و بدیده گاه
بر خیز که نام تست راحل	راحل ز سفر مباش غافل
اعراض مکن که دلفگارم	انکار مکن که بیقرارم
دادیم ترا بکعبه سوگند	سامان مفر شتاب بر بند
بازیچه مسنج درد مارا	در یاب سعید را خدا را

(۱۱) شبلی - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

او صاحب شعر العجم و سیرة النبی بزبان اردو است . مدت ها در لاهور بسر می برده و در خدمت مولانا فیض الحسی تحصیل میکرده . در شهر اعظم گره متولد شد . او بنیان گذار دار المصنفین و مجله معارف بود و در تاریخ و فلسفه و ادبیات اردو و فارسی ماهر بود . بزبان های اردو و فارسی شعر میسرود . اشعارش بسیار لطیف و طرز نوشتن وی بسیار عالی بود . اشعار وی که در زندگی وی در مجلات مختلف چاپ گردیده بود بعداً جمع آوری شده بصورت کلیات او چاپ گردید و اشعار زیر از همان کلیات انتخاب شده است :

دوش این مژده بگوش گل و ریحان آمد
که بهار آمد و بسیار بسامان آمد
ابر گوهر همه افشاند چو گریان بگذشت
گل همه زرد و پراکنده چو خندان آمد
بر من این مایه بلد از لب جانان آمد
چکنم آه بدردی که ز درمان آمد
ز می این مایه مستیها نمی آید مگر شبلی
نگاه مست ساقی ریخت چیزی در قدح مارا

همین تنها نگاه لطف را لذت شناس استی
بپرس از تشنه کامان ستم ذوق عتابش را

معموره عشق ماند ویران تا شبلی پا کباز برخاست

بنگر معجزه حسن که آن نرگس مست

بهم آسپخته هشیاری و مدهوشی را

از پریشانی ایام میندیش که من

دست در حلقه آن زلف پریشان زده ام

گرچه من مرد هوسبازی و رندی نیستم

این چنین هم گاه گاه هم اتفاق افتاده بود

شاهد و باده و طرف چمن و جوش بهار

شبلیا خود تو بفرما که به اینها چکنم ؟

تو بدین حسن توانگر چه زبان برداری

این دو بوسه اگر خود نشماری چه شود

فلسفی سر حقیقت نتوانست کشود

گشت راز دگر آن راز که افشا میکرد

ساقی مصطبه عشق هر آن نکته که گفت

از ره گوش همی رفت و بدل جا میکرد

شبلی از قامت و بالای تو میکرد سخن

یا مگر خود سخنی از عالم بالا میکرد

پرسم که هیچ در دل تو هست جای من

هر چند دانم این که سخن را جواب چیست

حدیث دلکش و افسانه از افسانه می خیزد

اگر از سر گرفتم قصه زلف پریشان را

ای دوست مپرس از من رسم و ره تنوی را

اکنون که من بیدل سودای دگر دارم

رندی و سیه کاری مستی و نظر بازی

زین گونه اگر خواهی بسیار هنر دارم

ای شبلی نعمانی ، این پرده دری از چیست

اینها که ز خود گفتی من نیز خبر دارم

دودل بودن درین ره سخت ترعیب است سالک را

خجل هستم ز کفر خود که دارد بوی ایمان هم

(۱۲) صرفی - (۱) صرفی ساوجی

شاعر یست که از ایران به هندوستان رفته و چندی در گجرات با خواجه نظام الدین احمد بوده و سپس به لاهور رفته و در آنجا مانند درویشان زندگی میکرده است و در زمانی که فیضی شاعری معروف را از دربار اکبر مامور دکن کرده اند وی هم جزو شاعران دربار اکبر بوده، با او رفته و در آنجا در گذشته است و مردی درویش مسلک و مجرد بوده و قصیده را نیکو میسروده است.

(نظم و نثر در ایران ج ۱ : ۴۳۲)

(۱۳) محروم - منشی تلوک چند

منشی تلوک چند محروم یکی از شعرای بسیار ناسی و گرامی پنجاب است . دو غزل زیر که محروم آنرا سروده است در مجله الحمراء در شماره ماه ژوئن ۱۹۵۳ میلادی چاپ گردیده است :

همینست آرزوی من که بوسم آستانی را
زمین سجده صد شوق سازم آسمانی را
چرا ای آسمان کردی غریب ناتوانی را
حریفه فتنه چشمی که آشوبد جهانی را
بهر یک کاروان لبیک گوید منزل دنیا
و لیکن بر نمی تابد قیام میهمانی را
بسر کردیم در تدریس عمر خویش را لیکن
ندانستیم درس مهر دادن مهربانی را
بیا محروم با من تا مدار بلبلی خانه
به دلی گریجویی نکته سنجی نکته دانی را

رفت سودای سیر گل ز سرم	در چمن زار عالم د گرم
منت شیخ و برهمن نبرم	بی نیازم ز طوف دیر و حرم
دشمن عقل و هوش می یابم	بی خیالت بهر چه در نگرم
چون بکردار او نظر کردم	واعظ شهر خواند بی بصرم
موسم گل رسید و با هوشم	چه قدر غافلم چه بی خبرم
غزل تازه ام بخوان محروم	تا نگوئی که نخل بی ثمرم

۱ - متاسفم که نمونه اشعارش بدستم نرسیده است .

(۱۴) منظور - منظور حسین

احوالش چنانکه باید در دست نیست . وی یکی از شعرای بسیار نامی و معروف پاکستان است و معمولاً منظومه هایش را در روزنامه های مختلف پاکستان بچاپ میرساند . وطن وی دهسیت معروف بهمدالی شاهپور که در پنجاب میباشد . دو منظومه اش تحت عنوان ”پیام بوزیر ملت پاکستان“ و ”پیام بامیر ملت“ در ۲۳ نوامبر ۱۹۵۳ میلادی در روزنامه نوای وقت چاپ گردیده است و انتخاب زیر از همان دو منظومه اش داده شده است .

پیام بامیر ملت :

این پیام من به آن مردی رسان
کو زمام مملکت دارد بدست
نقد دل داری اگر ، بیدار باش
از جفای او تغافل خوب نیست
با تو گویم نکته دانای راز
گفته مرد قلندر یاد دار
در شهنشاهی فقیری کرده اند
خدمت ملت دلیل سرور است
لن تنالو البر حتی تنفقوا
الحذر زین کرگسان از مست

ای صبا ای پیک دور افتادگان
کو دل بزم وطن آرد بدست
کز فریب این زمان هشیار باش
عصر حاضر را وفا مرغوب نیست
تا نپنداری حقیقت را مجاز
محفل از سوز جگر آباد دار
آن مسلمانان که میری کرده اند
خواجگی در دین ما خدمت گریست
هیچ خیر از مردم زر کش مجو
الحذر زین تاجران زر پرست

پیام بوزیر ملت :

یاد کن آن سنت اجداد ما
کو ز دینداری وقار ما فزود
می نماید آبدار و تابدار
رنگ و بو از بوستان ما گرفت
این غلط حرفی که محتاجیم ما
اهرمن پنهان و یزدان آشکار
از وجودش سود ملت هم زیان
زین حقیقت او نباشد بی خبر
جرعه ای از جام صهبای کهن
لرزه اندازد بهمت در تنش
وادی این شود این سر زمین

ای وزیر ملت آزاد ما
کو ز دلداری دل عالم ربود
گلشن مغرب که از جوش بهار
چون نهالش صورت زیبا گرفت
از سلف گنج گران داریم ما
الامان زان کس که دارد درکنار
هستی اش بهر وطن آزار جان
میرمحفل گر بود ز اهل نظر
ای امانت دار مینای وطن
مرد حر باید که پیچد گردنش
قوم باید دولت دنیا و دین

(۱۵) میر ولی الله ایبت آبادی

اندکی از احوالش در دیباچه این کتاب درج گردیده است . چهار سال است که جهان را بدرود گفته . وی علاقمند زبان و ادبیات فارسی بود و کتابی را باسم "لسان الغیب" در چندین جلد درباره احوال و شرح اشعار حافظ شیرازی منتشر نموده است . باردوهم شعر میگفت . غزل زیر ازوست :

کی بداد خود رسم در داوری	عشق من خاموش و حسن تو فصیح
کجروی های فلک حرف غلط	فتنه قد سمی تو صحیح
کشته تیر نگاه سینه دوز	کی شود زنده باعجاز مسیح
زخم من مرهون صدا احسان تست	ای نمک افشانی حسن ملیح
یاس تو بیجاست کاندرا این دیار	لطف پنهان است در جور صریح
بیت من معمور از انوار عشق	شعر من خالیست از هجو و مدیح

(۱۶) وفا - میلارام پنجابی

وی مذهباً هندو بود و در پنجاب زندگی میکرد . غزل زیر از وی در مجله آفتاب در ماه ژانویه سنه ۱۹۲۲ چاپ گردیده بود که اینک نقل میگردد :

در کنار یار خود را خفته میگیرم هنوز
رفت خواب از یاد و معو حسن تعبیرم هنوز
بند شد باب اجابت بر دعای بیکسان
عزم گردون دارد آه هیچ تاثیرم هنوز
قابل زندان قرارم دار گو قانون ناز
آشکارا نیست بر من هیچ تقصیرم هنوز
دام دارد گرد و پیشم رشته های صد نگاه
رستگارم کرده اند و پا بزنجیرم هنوز
با وجود تلخ کاسی های پیهم ای وفا
جرعه از جام شراب عشق میگیرم هنوز

(۱۷) وفائی (۱) اصفهانی

شاعر است که از ایران به هندوستان رفته و در دربار اکبر راه یافته و بیشتر بخدمت زین خان کوکه اختصاص داشته و چندی در کشمیر بوده و سپس

(۱) کلامش بدستم نرسیده است .

به لاهور رفته است و در آغاز مجرد میزبست و سپس علایقی بهم زد و از غزل
سرایان خوب این دوره است .

(نظم و نثر در ایران ج ۱ : ۴۳۰)

(۱۸) عارف جلالی - دوست محمد

دوست محمد متخلص بعارف جلالی یکی از دوستان بسیار صمیمی نگارنده
میباشد . وی جوانی شیک پوش ، خوش ذوق و دارای سواد وافر می باشد .
اصلش از افغانستان است اما اجدادش در شهر سیالکوت زندگی میکردند و او با
یک خانواده صوفیان که با حضرت مخدوم جهانیان جهان گشت اوچه ای
میپیوند ، تعلق دارد . زبان های متعددی را بلد است و مهارت تامی را در
فارسی ، عربی ، سندی ، پنجابی ، اردو ، پشتو و گجراتی بدست آورده است .
اکنون در اداره رادیو خدماتی را انجام میدهد . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است
اما اشعاری که بنگارنده ارسال داشته است در زیر نقل میگردد . وی در سال
۱۹۲۶ میلادی دنیا آمد .

مستزاد رباعی :

یک ذره ناچیز شود چون پمنا	صحرا صحرا
یک قطره ی بی مایه چو گردد یک جا	دریا دریا
دیدیم و شنیدیم بسی سر جهان	حیران حیران
مائیم و غم هزار دنیا دنیا	تنها تنها

عهد گل هست و جنون باز دمیدن باید

جامه هوش و خرد پاک دریدن باید

همچو پروانه چه سوزی به چراغ دگران

ز آتش گرم دل خوبش طپیدن باید

بنده لذت آهنگ زمین ای تا چند ؟

نغمه گردش افلاک شنیدن باید

ما شنیدیم و شنیدی که شنیدن نبود

ما بدیدیم و ندیدی که ندیدن باید

چیست چون گاه سر موج حوادث بودن

در ته مینه ایام خلیدن باید

هزار میکده ها دور راه ما گیرند

اگر گهی بطواف حرم اراده کنیم

بیان واعظ کج فهم شورشى انداخت
 بیا کز اهل نظر چیزی استفاده کنیم
 هوا خنک شد و باران نرم میبارد
 بیا که این در میخانه را کشاده کنیم
 خریده ایم چو کیش قلندری تا چند
 خیال تکمله را داده و نداده کنیم
 هنگام صبحی است میارید بیادم
 کیفیت نظاره اعضا شکنی را
 خوابیده همان بخت و دل یار همان سخت
 آخر چه کنیم این همه شیرین سخنی را
 چون از حد افراط و زتفریط گذشتیم
 عارف چه شناسیم غنی را و دنی را
 ندیده ای که فقط عارفان پاک نهاد
 گذر ز عالم فانی قلندرانه کنند
 عارف کف خاکیم و در آفاق نگنجیم
 تا حال خبر نیست که آخر چه کسانیم

(۱۹) وزیر - وزیر النساء بیگم

وزیر النساء بیگم شاعره ای بسیار خوب بود که احوالش کم پیدا است .
 وی در پتیاله زندگی میکرد و از میرزا خاور اصلاح شعر میگرفت . وی در سال
 ۱۸۸۰ زنده بود و در اواخر عمر خود بلاهور رسیده و بقیه عمر خود را در همین
 شهر بسر کرد . در لاهور معروفیت داشت . ازوست :

مرا عهده‌یست با جانان که تا جان در بدن دارم
 سر کویش ز در اشک خود رشک عدن دارم
 بهار و مطرب و ساقی و یار و ابر از هر سو
 خدا حافظ من ای یاران دل پیمان شکن دارم
 توای صیاد بر بستی اگر بال و پرم باری
 زبانم ده که پیغاسی بمرغان چمن دارم
 وزیرم گرچه در کنج تو آری بوده ام لیکن
 سمند طبع جولان گر به میدان سخن دارم

ز سینه تا به لبم صد هزار فرسنگست
 ازان زمان کد به ضبط فغان شدم مامور
 ظفر به پرچی آمد بگیر و دار سخن
 بهر کجا که کشیدیم رایت منصور
 خون من ریخت بشوخی و حنا بست ز کف
 پرده انداخته بر رخ ز صبا باز آمد
 بخت شد یاور و اقبال قرین گشت یمن
 آنچه می خواستم از حق بدعا باز آمد
 در طلب خسته شدم باز بدرمان رفتم
 رفتم از خویش که آن کار کشا باز آمد
 شاد می باش وزیرا که چنین شاه جهان
 بهر پرسیدن احوال گدا باز آمد
 (تذکره بهارستان ناز صفحه ۲۳۳)

* * *

فہرست شاعران بلحاظ قدامت تاریخی

سنوات ہجری

تخلص	نام	محل زندگی/تولد	عصر و : تولد و : وفات
یگانہ	محمد بن عثمان	لاہور	قرن پنجم
سلمان	خواجہ سلمان	ہمدان	"
رافع	عبدالرافع بن ابی فتح	ہرات	"
جمال	جمال الدین بن محمد یوسف	لاہور	"
خسروی	ابو بکر	لاہور	"
ثقفہ	ثقفہ الدین بن محمد یوسف	لاہور	"
نصر	نصر اللہ بن عبدالحمید	لاہور	"
علی	شیخ علی المہجویری	لاہور	۴۰۱ - ۴۶۵
سلمان	مسعود سعد سلمان	لاہور	ت - ۴۳۸
نکتی	ابو عبداللہ روزبہ	لاہور	ت - ۴۶۰
رونی	ابو الفرج ابن مسعود	لاہور	ت - ۴۸۴
عطا	عطا بن یعقوب	-	و - ۴۹۱
سعادت	سعادت بن مسعود	لاہور	قرن پنجم و ششم
حاکم	شیخ حمید الدین حاکم	لاہور	۵۷۰
فرید	فرید الدین گنج شکر	کھوار	۵۸۲
رشید	خواجہ محمد رشید	لاہور	۵۹۸
الواشی	ابو جعفر محمد بن اسحاق	لاہور	قرن ششم
محتاج	ابوالرشد رشید	لاہور	"

۶۰۵	ملتان	بہاء الدین ذکریا	بہاء الدین
۶۰۸	ہمدان	فخر الدین	عراقی
۶۴۹	ملتان	شیخ رکن الدین ابوالفتح	رکن الدین
قرن ہفتم	لاہور	سراج الدین	منہاج
قرن ہشتم	ہرات	امیر حسین بن عالم	حسینی
۷۲۴ھ	پانی پت	شاہ شرف بوعلی	شرف
۷۲۵ھ	دہلی	یمین الدین	خسرو
قرن نہم	لاہور	یحییٰ خان	یحییٰ
قرن دہم	لاہور	دیوان پندت مان ناتھ	اصغری
"	لاہور	مرزا قلیچ خان	الفتی
"	لاہور	شیخ الہداد	الہداد
"	فرغانہ	ظہیر الدین محمد	بابر
"	کاشان	میر تشبیبی	تشبیبی
"	وزیر آباد	مولوی جان محمد	جان
"	اصفہان	حرمان	حرمان
"	لاہور	حمیدی	حمیدی
"	تبریز	حیدری	حیدری
"	کاشان	میر حیدر معماٹی	رفیعی
"	لاہور	شتری	شتری
"	لاہور	شیری	شیری
"	گجرات	صلاح الدین	صرفی
"	عراق	مولانا صلاح الدین	صیرفی
"	لاہور	عباس قلی خان	عباس
"	لاہور	عبیدی	عبیدی
"	لاہور	میرزا کاسران	کاسران
"	لاہور	افضل خان	کلاہی
"	تلونڈی	گورو نانک بابا	گورو نانک
"	سرہند	محب علی	محب
"	لاہور	محمود	محمود
"	حصار	محنتی	محنتی
"	لاہور	مستغنی	مستغنی

معصوم	معصوم بن ابوالمعالی	لاہور	قرن دہم
منعم	شیخ عبدالمنعم	لاہور	"
نوری	قاضی نور اللہ	شوستر	"
وفائی	وفائی	اصفہان	"
وقوعی	میر محمد شریف	اسحاق آباد	"
قادری	مخدوم محمد گیلانی	اوجہ	و - ۹۲۳
اکبر	جلال الدین محمد	عمر کوت	۹۴۰ - ۱۰۱۴
فیضی	شیخ ابوالفیض	آگرا	۹۵۴ - ۱۰۰۴
عرفی	شیخ جمال الدین	شیراز	۹۶۳ - ۹۹۹
رحیم	عبدالرحیم خان خانان	لاہور	ت - ۹۴۴
نوری	ملا نور الدین محمد	سرہند	و - ۹۹۴
لوائی	پیر زادہ لوائی	سبزوار	و - ۹۹۵
انسی	مولانا محمد شاہ	قندھار	و - ۹۷۳
آتشی	آتشی	قندھار	"
جہانگیر	نور الدین محمد	لاہور	ت - ۹۷۷
برہمن	جگت رائی	لاہور	قرن یازدہم
تحسین	عبدالعزیز	لاہور	"
جشنی	جشنی	لاہور	"
حسینی	غلام علی	لاہور	"
دبیر	لچھمی نرائن	کنجاہ	"
سرآمد	سرآمد	سرہند	"
سرابی	ملا ابو محمد	سیالکوٹ	"
سیرابی	ابو محمد	سیالکوٹ	"
شادسان	ملا فطرت	جہلم	"
شادمان	سلطان شادمان خان	پنجاب	"
قاضی	شاہ خوش قاضی	سیالکوٹ	"
شوقی	جوت پرکاش	لاہور	"
شہریار	شہزادہ شہریار	لاہور	"
صوفی	ملا محمد یوسف	مازندران	"
عارف	میر حسین	لاہور	"
فارغ	میرزا محمد ابراہیم	اصفہان	"

قردائی	رستم میرزا بن سلطان حسین	ملتان	قرن یازدہم
فرخ	ملا فرخ حسین	امن آباد	"
قاسم	نواب قاسم خان	پنجاب	"
قاضی	قاضی محمد عارف	سیالکوٹ	"
میر	میان شاہ میر	سیوستان	"
نجابت	میر نجابت	لاہور	"
سخفی	نور جہان بیگم	لاہور	"
ولی	ولی	پنجاب	"
ہمایون	نصیر الدین محمد	لاہور	"
ہنر	حاجی بیگ	لاہور	"
یتیم	میرزا ابو نصر اللہ	لاہور	"
یکتا	محمد اشرف محمد عاقل	لاہور	"
کاتبی	کاتب یزدی	یزد	و - ۱۰۰۰
شریف	شریف آملی	آمل	و - ۱۰۰۵
فیضا	ملا فیضا	لاہور	و - ۱۰۰۷
فارغ	جلیس بیگ	تبریز	و - ۱۰۱۰
فایق	میر احمد	لاہور	و - ۱۰۱۰
احسن	میر احسن	بتالہ	و - ۱۰۱۱
سمندر	عبدالحق	لاہور	و - ۱۰۱۶
سنیر	ملا ابو البرکات	لاہور	۱۰۱۹ - ۱۰۵۴
غربتی	ابو المعالی	لاہور	و - ۱۰۲۴
قادری	محمد دارا شکوہ	اجمیر	ت - ۱۰۲۴
طالب	مولانا سید محمد طالب	آمل	ت - ۱۰۳۵
باہو	سلطان محمد	شرکوٹ	ت - ۱۰۳۹
انور	نور محمد انوری	لاہور	و - ۱۰۴۰
ضالی	علی محمد	ملتان	و - ۱۰۴۰
زیب	نواب زیب النساء بیگم	لاہور	ت - ۱۰۴۸
سرخوش	محمد افضل	سرہند	۱۰۵۰ - ۱۱۲۶
بیدل	میرزا عبدالقادر	عظیم آباد	۱۰۵۴ - ۱۱۳۳
لقائی	محمد حاجی محمد بنیانی	لاہور	و - ۱۰۵۴
قدسی	حاجی جان محمد	مشہد	و - ۱۰۵۶

۱۰۵۷ - و	لاہور	اسحاق لاہوری	اسحاق
۱۰۶۱ - و	ہمدان	ابو طالب	کلیم
۱۰۶۱ - و	شیراز	مسیح الزمان صدرا	مسیح الہی
۱۰۶۲ - و	واسط	مولانا شاہ محمد صالح	نسبتی
۱۰۶۴ - و	ساہن پال	سید حاجی محمد	نوشہ
۱۰۶۵ - و	مشہد	خواجہ ثنائی	ثنائی
۱۰۶۸ - و	بدخشان	ملا شاہ	شاہ
۱۰۷۳ - و	لاہور	احسن اللہ خان ظفر خان	احسن
۱۰۷۳ - و	لاہور	چندر بہان	برہمن
۱۰۷۶ - و	لاہور	اسیر	اسیر
۱۰۷۹ - و	جہلم	ملا فطرت	فطرت
۱۰۸۱ - و	لاہور	میرزا محمد طاہر عنایت خان	آشنا
۱۰۸۷ - و	ملتان	محمد سعید قریشی	معہد
۱۰۸۷ - و	ملتان	محمد سعید	قرشی
۱۰۹۰ - و	ہلخ	ملا مفید	مفید
۱۰۹۲ - و	لاہور	لطف اللہ	مہندس
۱۰۹۳ - و	ساہن پال	محمد برخوردار	برخوردار
۱۰۹۵ - و	مشہد	قاسم ارسلان	ارسلان
قرن دوازدہم	دہلی	سید احسن اللہ	احسن
"	لاہور	شاہ محمد افضل	افضل
"	کلانور	میرزا غلام محمد ہرلاس	الفت
"	ملتان	شیخ الہداد	الہداد
"	اچ	میر امام الدین	امامی
"	سامانہ	میر محمد احسن	اہجاد
"	ملتان	شیخ عبدالباقی	باہو
"	لاہور	ملا جامی	بیخود
"	ملتان	محمد شفیع	بیدل
"	لاہور	سید عبداللہ	تجرد
"	لاہور	میر محمد علی	تجرید
"	ملتان	تحسین	تحسین
"	سہرند	میر مفاخر حسین	ثاقب

قرن دوازدهم

بہکر	جان محمد	جان محمد
سیالکوٹ	جریدہ	جریدہ
لاہور	حاجی محمد امین	جنون
سرہند	شیخ محمد فاضل	جویا
پنجاب	مسیتا بن حکیم درویش	چنابی
لاہور	سید حسام الدین	حسام
سرہند	شیخ محمود	حیران
لاہور	محمد احسن	خبرت
لاہور	خواجہ اسماعیل خان	خلیل
خوشاب	جعفر علی	خوشابی
لاہور	پرتاب رائی	خوشدل
لاہور	دانا	دانا
پسرور	دل محمد	دلشاد
لاہور	آغز خان بہادر مغل	دیدہ
سرہند	میر محمد زمان	رائج
پنجاب	محمد ارشد	رسای
ایران	محمد حسین	رضوان
پنجاب	منشی بہوج راج	روشن
پنجاب	محمد احسن خان	سابع
کاشان	سروری	سروری
سودہرہ	شیخ رضی الدین غلام سرتضی	سروری
پنجاب	سلامت	سلامت
لاہور	ملا جمال	سویدا
ملتان	شہاب ملتان	شہاب
سیالکوٹ	میر دوست محمد	صانع
لاہور	قمر الدین	عطار
لاہور	شاہ عنایت اللہ	عنایت
لاہور	محمد حفیظ خان	عنایت
لاہور	میر غازی	غازی
اصفہان	میرزا ابو تراب	غبار
کنجاہ	محمد اکرم	غنیمت

فاروق	فاروق	ملتان	قرن دوازدہم
فاضل	فاضل علی خان	ایران	”
فاضل	محمد فاضل	گجرات	”
فتوت	میرزا ابو تراب	لاہور	”
فدا	خیر اللہ	لاہور	”
فدائی	عباس قلی خان	داغستان	”
فنا	فنا فی اللہ	جالندھر	”
گلشن	شیخ سعد اللہ	پنجاب	”
لابق	میر محمد مراد	جونپور	”
مخلص	ابنائی داس	لاہور	”
مد ہوش	میر مد ہوش	لاہور	”
ستار	صوفی	لاہور	”
مشتاق	صوفی مشتاق احمد	لاہور	”
مفتون	شیخ صفی الدین غلام مصطفیٰ	سودھرہ	”
منشی	اندر جیت نکودری	نکودر	”
منیری	محمد طاہر	طالقان	”
میر جان علی	میر جان علی	اوچہ	”
میرزا	میر عوض بیگ	خوشاب	”
میرزا	میرزا مقیمائی	لاہور	”
میگ راج	میگ راج	ملتان	”
نادر	ملا نادر	ملتان	”
ناطق	خواجہ رحمت اللہ	لاہور	”
نقی	میرزا علی نقی خان	لاہور	”
وارد	محمد	بتالہ	”
وارستہ	سیالکوٹی مل	لاہور	”
وجیہ	شیخ وجیہ الدین	پنجاب	”
سیادت	میرزا جلال الدین	لاہور	و - ۱۱۰۰
صادق	شاہ صادق	کشمیر	و - ۱۱۰۰
حزین	شیخ محمد علی	اصفہان	۱۱۸۰ - ۱۱۰۳
راسخ	سید محمد زمان	سرہند	و - ۱۱۰۷
علی	ناصر علی	سرہند	و - ۱۱۰۸

۱۱۱۰ - و	پنجاب	میرزا عبداللطیف خان	تنہا
۱۱۱۱ - و	بتالہ	احسن	احسن
۱۱۱۱ - ت	لاہور	صمصام الدولہ ثانی	وقار
۱۱۱۲ - و	لاہور	سرآمد	سرآمد
۱۱۱۷ - و	اکبر آباد	محمد سعید	اعجاز
۱۱۱۸ - ت	اصفہان	میرزا جعفر	راہب
۱۱۲۰ - ت	لاہور	حکیم بیگ خان	حاکم
۱۱۲۰ - و	لاہور	فاضل خان خواجہ بابا	منصف
۱۱۲۳ - و	لاہور	میرزا محمد امین	بیرنگ
۱۱۲۳ - و	لاہور	منعم خان بہادر	منعم
۱۱۲۴ - و	لاہور	عاقل خان میر کرم اللہ	عاشق
۱۱۲۴ - ۱۱۷۷	داغستان	علی قلی خان	والہ
۱۱۳۰	لاہور	میر غازی	شہید
۱۱۳۱ - و	بخارا	میرزا مقیمائی بخاری	مقیمائی
۱۱۳۲ - و	پنجاب	بہویت رائی	بیغم بیراگی
۱۱۳۳ - ت	مالیہ	لالہ مشتاق رائی	قدرت
۱۱۳۴ - و	ترمنڈ	میر عبدالواحد	بلگراسی
۱۱۳۴ - و	لاہور	سید عبدالواحد	واحد
۱۱۳۶	پنجاب	منشی جودت پرکاش	جودت
۱۱۳۶ - و	انبالہ	رائی رام جی	ہاتف
۱۱۳۹ - و	سیالکوٹ	دلاور خان	نصرت
۱۱۴۱ - و	سرہند	میان فضل اللہ	خوشتہر، ہنر
۱۱۴۳ - ت	سیالکوٹ	محمد اخلاص	واسق
۱۱۴۳ - ت	سیالکوٹ	محمد اخلاص	واسن
۱۱۴۵ - و	لاہور	امام الدین	ریاضی
۱۱۴۶ - و	لاہور	میر زاہد علی	سیخا
۱۱۴۷ - و	خوشاب	احمد یار خان	یکتا
۱۱۴۸ - و	کنجاہ	محمد ماہ کنجاہی	صداقت
۱۱۵۰ - و	لاہور	فقیر اللہ	آفرین
۱۱۵۰ - و	سیالکوٹ	میر محمد علی	رایج
۱۱۵۰ - و	لاہور	عبدالصمد خان	عبدالصمد

۱۱۵۴ - و	لاہور	میر محمد علی	افصح
۱۱۵۴ - و	اوج	میان غلام علی	میان
۱۱۵۵ - ت	پاندوکی	محمد اشرف	اشرف
۱۱۵۵ - و	لاہور	خواجہ عبداللہ	سامی
۱۱۵۷	پنجاب	گل محمد	شاعر
۱۱۵۸ - و	لاہور	منشی لچھمن نرائن	شفیق
۱۱۶۰ - و	لاہور	ابو الحسن قابل خان	میرزا
۱۱۶۰ - و	لاہور	میر معصوم عالی نسب خان	وجدان
۱۱۶۱ - و	بلخ	میر محمد خان	خرد
۱۱۶۱ - و	اورنگ آباد	مولانا سید قمر الدین	قمر
۱۱۶۴ - و	لاہور	آنند رام	مخلص
۱۱۶۵ - و	سودھرہ	عبداللہ	نعتی
۱۱۶۹ - و	لاہور	میرزا ابو طالب	طالب
۱۱۷۰ - و	شہر سبز	منور خواجہ	قدرت
۱۱۷۲ - و	کابل	میرزا محمد صالح	آشفته
۱۱۷۳ - و	ساہن پال	محمد حیات سید نوشاہی	حیات
۱۱۷۹ - و	پنجاب	شیو رام	عاشق
۱۱۷۹ - و	لاہور	شیخ محمد علی	تجرد
۱۱۸۶ - و	سرہند	شیخ عبدالواحد	وحدت
۱۱۹۰ - ت	بتالہ	نور العین	واقف
۱۱۹۱ - ت	لاہور	پیر فرح بخش	فرحت
قرن سیزدہم	امر تسر	انوری	انوری
"	ایران	ہالہر مسیحی	ہالہر
"	قصور	سلام اللہ جان	تسلیم
"	گجرات	حکیم خدا بخش	خدا بخش
"	چک سکندر	نظام الدین	خادم
"	لاہور	ابی چند	دستور
"	کنجاہ	شیخ محمد زاہد	زاہد
"	جہلم چک عمر	شیخ عبداللہ	شیخ
"	لاہور	ملا نتھو	فصاحت
"	لاہور	محمد پناہ	قابل

قرن سیزدهم	لاہور	میرزا محمد حسین	قتیل
،،	لاہور	ملا جیون	متین
،،	کنجاہ	محمد صالح	محمد صالح
،،	لاہور	مراد شاہ	مراد
،،	اصفہان	معطری صفادانی	معطری
،،	لاہور	میر محمد زمان	مفتون
،،	نور محل	مولوی رکن الدین نور محلی	مکمل
،،	جھپور انوالی	مولا بخش	واصف
،،	ملتان	گور بخش رائی	حضور
۱۲۰۲ - ۱۲۶۵	ملتان	منشی خواجہ غلام حسن	حسن
ت - ۱۲۰۳	گوجرانوالہ	سید غلام قادر نوشاہی	نوشاہی
و - ۱۲۰۸	وزیر آباد	حافظ غلام محمد خان	آزاد
۱۲۱۲ - ۱۲۸۶	گجرات	سید قل احمد نوشاہی	قل
و - ۱۲۱۴	لاہور	شیخ سکندر شاہ	امداد
و - ۱۲۱۵	لاہور	غلام رکن الدین شاہ مراد بخش	غلام
ت - ۱۲۴۴	لاہور	مولانا حکیم مفتی غلام سرور	سرور
و - ۱۲۵۱	پنجاب	قل احمد فاروقی	قل
۱۲۵۷ - ۱۳۳۶	دہلی	حسن	حسن
و - ۱۲۹۰	لاہور	فتیر عزیز الدین	آزاد
و - ۱۲۶۸	لاہور	فقیر نور الدین	منور
ت - ۱۲۷۲	جالندھر	غلام قادر شاہ	اثر
۱۲۷۳ - ۱۳۴۸	ردتک	ابو سلیمان مظفر احمد	فضلی
و - ۱۲۷۷	ساہن پال	خدا بخش	خدا بخش
ت - ۱۲۸۱	ساہن پال	محمد شاہ سید نوشاہی	محمد
و - ۱۲۸۴	کنجاہ	غلام محی الدین	غلام محی
ت - ۱۲۹۰	بہاولپور	محمد عزیز الرحمن	عزیز
و - ۱۲۹۰	ساہن پال	سید غلام محی الدین	محی الدین
و - ۱۲۹۸	کشمیر	خواجہ محمد حسن کشمیری	شعری
ت - ۱۲۹۹	گجرات	سید سیف اللہ	سیف
قرن چہاردهم	گجرات	غلام محمد	تسکین
،،	نوشہرہ	مشتاق احمد ہاشمی	مشتاق

قرن چہار دہم	گجرات	میان محمد بخش	محمد بخش
"	کسوری	غلام جیلانی	غلام جیلانی
"	شاد یوال	مفتی غلام رسول	غلام رسول
"	لاہور	نواب فیروز الدین	فیروز
"	کسوری	عبدالمالک	صادق
و - ۱۳۰۲	گجرات	سید احمد قلعدار	ناظم
ت - ۱۳۲۳	گجرات	سید محمد شاہ	سیفی
ت - ۱۳۲۵	گجرات	شریف احمد	شرافت
و - ۱۳۲۶	گجرات	قاضی محمد فخر الدین	قاضی
و - ۱۳۳۲	گجرات	نجم الدین	فایز
و - ۱۳۵۴	لاہور	مولانا دیدار علی	دیدار
و - ۱۳۶۷	رحیم یار خان	عبدالنبی	ہلبل، محمد
و - ۱۳۸۱	ساہن ہال	بشیر احمد	بشارت
و - ۱۳۸۴	گجرات	سید غلام مصطفیٰ	نوٹشاہی

سنوات میلادی

قرن ہفدہم	مشہد	حکیم میرزا محمد نعمت خان	عالی
"	کاشان	محمد سعید	سرمد
قرن ہجدهم	لاہور	حیرت خان عالمگیری	حیرت
"	لاہور	راجہ دینا ناتھ	سوز
"	اتک	محمد شا کر	شا کر
"	گجرات	میان اللہ جوایا	شوق
"	فارس	عبد اللطیف خان	شہاب
"	لاہور	ابوالقاسم خان	صافی
"	ایمن آباد	میر زین العابدین	عاطر
۱۷۶۱-۱۷۲۳	لاہور	قلندر شاہ لاہوری	قلندر
قرن نوزدہم	دہلی	سیف الحق	ادیب
"	مصر	اسحاق	اسحاق
"	کرناٹ	محبوب علی شاہ	اصغری
"	لاہور	سیرزا اکرم بیگ چغتائی	اکرم

اسام	اسام الدین	کشمیر	قرن نوزدہم
ایمن	پندت سروپ نارائن	دہلی	"
ترکی	ترک علی شاہ قلندر	لاہور	"
چالاک	عزیز الدین ملتانی	خراسان	"
چراغ	محمد چراغ گجراتی	گجرات	"
حافظ	سید اکبر علی	جالندھر	"
حسین	میر حسین الدین	سیالکوٹ	"
حیدر	غلام قادر	سابور	"
مخاور	میرزا محمد اکبر	سیستان	"
مخرد	محمد یحیی	لاہور	"
سارق	میرزا بدیع الدین	تبریز	"
صافی	شمس الدین	شیراز	"
عطا	منشی عطا محمد	امرتسر	"
محبوب	منشی غلام محبوب سبجانی	لاہور	"
مہر	مہر علی شاہ	گوارہ	"
اکبری	دیوان امرناتھ	لاہور	ت - ۱۸۲۲
خوشدل	غلام محمد	تلونڈی	۱۸۳۰ - ۱۸۹۰
غلام احمد	میرزا غلام احمد قادیانی	گورداسپور	۱۸۳۵ - ۱۹۰۸
حالی	خواجہ الطاف حسین	پانی پت	ت ۱۸۳۷ - ۱۹۱۴
محمد علی	محمد علی	بتالوی	و - ۱۸۳۷
اسد	سید اسد اللہ شاہ	گجرات	۱۸۴۳ - ۱۹۰۷
اظہر	فقیر امام الدین	لاہور	و - ۱۸۴۴
بسمل	عبید اللہ	گورداسپور	۱۸۵۲ - ۱۹۲۸
گراسی	غلام قادر	ہوشیار پور، جالندھر	۱۸۵۷ - ۱۹۲۷
ناظر	دکتر شیخ محمد الدین	لاہور	ت - ۱۸۵۷
ظفر	ظفر علی خان	سیالکوٹ	۱۸۷۰ - ۱۹۵۴
وزیر	وزیر النساء بیگم	لاہور	و - ۱۸۷۰
زار	پندت تربھون نات زتشی	دہلی	ت - ۱۸۷۱
شجر	اشرف محمود	سیالکوٹ	ت - ۱۸۷۲
اختر	خواجہ عبید اللہ	امرتسر	۱۸۸۰ - ۱۹۵۹
زیبا	پندت برجموہن لال تکو	لاہور	ت - ۱۸۸۰

طغرائی	حکیم فیروز الدین احمد	اسرتسر	ت - ۱۸۸۲
اقبال	شیخ محمد اقبال	سیالکوٹ	۱۸۷۳ - ۱۹۳۸
مینائی	شیخ عبدالرحمن اسرتسری	اسرتسر	۱۸۷۶ - ۱۹۵۴
امین مسیح	خواجہ محمد مسیح پال	سیالکوٹ	۱۸۸۳ - معاصر
یوسف	قاضی محمد یوسف	پنجاب	ت - ۱۸۸۳
آشفته	پندت امر نات ہالو	دہلی	و - ۱۸۸۵
مشرقی	عنایت اللہ خان	اسرتسر	۱۸۸۷ - ۱۹۶۴
آزاد	ابوالکلام احمد	سکد - کشیم کرن	۱۸۸۸ - ۱۹۵۸
ہندی	رائی بہادر کنہیا لال	لاہور	و - ۱۸۸۸
خاکی	عبدالرحمن	اسرتسر	۱۸۹۴
عرشی	حکیم محمد حسین	اسرتسر	۱۸۹۴
تپش	عبداللطیف	لاہور	۱۸۹۵ - ۱۹۶۱
سالک	عبدالمجید	بنالہ	۱۸۹۵ - ۱۹۵۹
مظہر	محمد احمد	مظفر نگر	۱۸۹۶ - معاصر
خطاسی	عزیز الدین احمد	ہوشیار پور	۱۸۹۸ - ۱۹۵۷
تبسم	صوفی غلام مصطفیٰ	اسرتسر	۱۸۹۹ - معاصر
نیر	حکیم علی احمد	نہتور	۱۹۰۰ - معاصر
برق	دکتر غلام جیلانی	پسالی	۱۹۰۱ - معاصر
برہان	احسان الدین	لاہور	ت - ۱۹۰۱
نازش	سید علی امام ابو ظفر رضوی	لاہور	۱۹۰۱ - معاصر
تاثیر	دکتر محمد دین	لاہور	۱۹۰۲ - ۱۹۵۰
راجل	عبدالرشید	ہوشیار پور	۱۹۰۲ - ۱۹۵۳
وقار	ناظم علی	انبالہ	۱۹۰۴
اختر	محمد داؤد خان	لاہور	۱۹۰۵ - ۱۹۶۵
احسن	ممتاز حسن	تلونڈی	۱۹۰۷ - معاصر
عرفان	دکتر عبدالحمید	سیالکوٹ	۱۹۰۷ - معاصر
ایوب	شیخ محمد ایوب	گورداس پور	۱۹۰۹ - معاصر
کوکب	محمد ایوب علی	بجنور	۱۹۱۰ - معاصر
نواز	سردار اللہ نواز خان	دہوا	ت - ۱۹۱۰
حفیظ	شیخ عبدالحفیظ	ہوشیار پور	۱۰۱۲ - معاصر
رازی	پروفیسر فیروز الدین	لاہور	۱۹۱۴ - ۱۹۶۷

و - ۱۹۱۴	سابور	محمد حسن گجراتی	مسکین
۱۹۲۳ - معاصر	جالندھر	غلام محمد صابری	نذر
۱۹۲۶ - معاصر	سیالکوٹ	دوست محمد جلال	عارف
۱۹۳۴ - معاصر	سونگتا نوالہ	سید محمد اکرم	اکرام
و - ۱۹۴۵	چک عمر	مولوی سلام اللہ	شایق
و - ۱۹۵۵	گجرات	محمد عالم	عالم
و - ۱۹۵۷	گجرات	محمد عبدالکریم قریشی	کریم
و - ۱۹۶۱	لاہور	غلام دستگیر	نامی
و - ۱۹۶۳	گجرات	مولانا غلام رسول	غلام رسول
معاصر	گجرات	احمد حسین قریشی	احمد
نیمہ اول قرن بیستم	ملتان	سید محمد اولاد علی	اولاد
معاصر	دایرہ دین پناہ	مولانا محمد افضل	بدر
معاصر	گجرات	غلام رسول شاہ	برق
معاصر	دیرہ غازی خان	سردار پیر بخش	پیر بخش
نیمہ اول قرن بیستم	لاہور	احمد شاہ بخاری	پطرس
معاصر	گجرات	محمد رمضان قریشی	تبسم
نیمہ اول قرن بیستم	کٹہالہ	اصغر علی	روحی
معاصر	پنجابی	غلام غوث	صہابی
معاصر	چوہماہل	ضیاء محمد گجراتی	ضیاء
نیمہ اول قرن بیستم	جلالپور جتان	انجف علی	عاصی
معاصر	دیرہ اسماعیل خان	سردار عزیز جاوید	عزیز
نیمہ اول قرن بیستم	کنجاہ	علی محمد	علی
معاصر	گجرات	قاضی عطا محمد	عطا
نیمہ اول قرن بیستم	کنجاہ	نیک عالم	فیضی
نیمہ اول قرن بیستم	امرتسر	خواجہ کرامت اللہ	قمر
نیمہ اول قرن بیستم	پنجاب	منشی تلوک چند	بحروم
معاصر	کنجاہ	میان محمد شریف	مجزون
معاصر	پنجاب	محمد اسلم	محمد اسلم
معاصر	گجرات	محمد حیات قریشی	محمد حیات
معاصر	گوجرانوالہ	چودھری محمد علی	محمد علی
نیمہ اول قرن بیستم	گجرات	محمد اکبر	سنیر

معاصر	ایست آباد	میر ولی اللہ	میر
نیمہ اول قرن بیستم	چترال	محمد ناصر الملک	ناصر
”	ہریہ والا	خوشی محمد	ناظر
معاصر	دیرہ اسماعیل خان	سردار اللہ نواز	نواز
نیمہ اول قرن بیستم	پنجاب	سیلا رام	وفا
عصر نا معلوم	لاہور	ابن مناج منہاج	ابن مناج
”	بلخ	شمس الدین حاجی بچہ البستی	الاسام
”	لاہور	امین	امین
”	لاہور	محمد ابراہیم	انصاف
”	لاہور	سلا انوار لاہوری	انور
”	کشمیر	پنت گوری شنکر	بلبل
”	نوشہرہ	گلاب رائی	بیدار
”	کنجاہ	موتی رام	پروانہ
”	پنجاب	محمد اکرم	تایب
”	لاہور	جمال الدین علی	جمال
”	پنجاب	محمد نظام پنجابی	جوش
”	کنجاہ	راجہ سکھ جیون	جون
”	کشمیر	حالتی	حالتی
”	بخارا	حرب بن محمد	حتوری
”	سرغند	میر علی رفقا	حقیقت
”	لاہور	حمید الدین مسعود بن سعید	حمید
”	لاہور	حمید الدین شالی کوب	حمید
”	ایران	خطابی	خطابی
”	لاہور	خطیر الدین محمد بن عبداللہ	خطیر
”	کشمیر	خواجہ محمد دائم	ذاکر
”	فرخ آباد	مہر چند	ذره
”	لاہور	ساغر	ساغر
”	لاہور	میر شمس الدین	مند
”	لاہور	سوزی	سوزی
”	سیالکوٹ	شبابی	شبابی
”	ملتان	میر محمد شفیع	شفیع

عصر نا معلوم	لاہور	نرنجن نات تکو	شکوہ
”	کاشان	صالح	صالح
”	لاہور	مخدونا آقا عظیم	عظیم
”	لاہور	حسینی بیگ	عیان
”	لاہور	خواجہ محمد فاضل خان	غبار
”	خراسان	القاضی الامام فخر الدین	فخر
”	دہلی	سید علی بخش	فرقی
”	ملتان	مولانا فضلی ملتانی	فضلی
”	لاہور	میرزا علی نقی خان	لسان
”	لاہور	وحید لکنی	لکنی
”	ترکستان	محمد جواد	محمد جواد
”	لاہور	محمد حسین شاہ رضوان	محمد حسین
”	کنجاہ	محمد خویشی	محمد خویشی
”	لاہور	منشی رام جس	محیط
”	سرہند	میر احمد حسین	مخلص
”	کنجاہ	لطف اللہ	مرہب
”	لاہور	ملا حاجی	ملا
”	لاہور	خراسان خان	سوالی
”	میالکوت	نادری	نادری

* * *

فہرست اعلام

- آباوان ۱۸؛
 آتشی ۲۰
 آدینہ بیگ ۱۴۷
 آذر - پروفیسور ۲۵۹
 آرزو - خان سراج الدین علی خان ۸۱،
 ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۹،
 ۱۴۷، ۱۵۵، ۱۷۶، ۳۲۹،
 ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۴۴، ۳۸۱
 آزاد - ابوالکلام احمد ۱۷، ۲۴۴
 آزاد - حافظ غلام محمد خان ۱۹
 آزاد - فقیر عزیز الدین ۱۸، ۸۴،
 ۲۲۹، ۳۰۰
 آزاد - محمد عبدالرحمان ۴۴
 آزاد - میرزا آزاد ۲۰۸، ۲۰۹
 آزاد - میر غلام علی بلگرامی ۱۲۳،
 ۱۵۹، ۱۶۸، ۱۸۷، ۳۸۳،
 ۳۸۸
 آزردہ - مفتی صدر الدین ۲۰۶
 آسی - علامہ محمد شالم ادریسری
 ۲۳۷
 آشفہ - ہندت امرات ۳۴، ۳۶،
 ۵۲
 آشفہ - میرزا صالح محمد ۳۴
 آشنا - عنایت خان ۲۳
 آشنا - میرزا محمد طاہر ۳۴، ۳۵
 آصف جاہ - نواب ۲۰۸، ۲۰۹،
 ۲۷۰، ۲۹۲
 آصف خان - میرزا ابوالحسن ۷۳،
 ۲۱۲، ۲۴۱
 آغز خان بزرگ ۱۵۰
 آفرین - شاہ فقیر اللہ ۴۰، ۴۱، ۴۲،
 ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸،
 ۹۱، ۱۰۱، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷
 ۱۳۸، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۷۲،
 ۱۷۸، ۲۹۱، ۳۳۵، ۳۳۹،
 ۳۵۶، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۹،
 ۳۹۳، ۳۹۴، ۴۰۱، ۴۰۲،
 ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۱۸
 ابن عربی - شیخ محی الدین ۲۳۵،
 ۲۳۷
 ابن مناج - منہاج ۲۰
 ابوالبرکات خان ۲۱۷، ۳۲۷
 ابوالفتح بدایونی ۲۲
 ابوالفتح گیلانی ۲۳۴، ۲۴۰، ۲۴۲
 ابوالفتح موسوی ۲۵
 ابوالفتح بن سہمود - رک: رقی
 ابوالفضل عاتقی ۷، ۶۲، ۷۲،
 ۱۷۳، ۱۰۳، ۱۳۳، ۲۴۰، ۲۴۱،
 ۲۴۲، ۲۶۲، ۲۸۳، ۲۸۴،
 ۲۸۵، ۲۸۶

اسد - اسد خان جمادۃ الملک ۸۰ ،

۸۱

اسد - سید اسد اللہ خان گجراتی ۳۲

اسدی - طوسی ۱۳۱

اسکندر - پادشاہ ۷

اسلام خان ۷۳

اسلم - محمد اسلم خان ۴۱۴

اسماعیل سیرزا ۸۰ ، ۸۱

اسیر - جلال ۳۲ ، ۹۰ ، ۱۰۲ ، ۲۱۱

اشرف - محمد اشرف ۳۰

اصغری - ہندت بان نات ۳۶ ، ۵۲

اصغری - محبوب علی شاہ ۳۶

اظہر - فقیر امام الدین ۱۸ ، ۱۹ ،

۳۷ ، ۳۰۰ ، ۳۴۸

اعتماد الدولہ ایرانی ۱۰۹ ، ۲۲۳ ،

۳۴۴ ، ۳۴۹

اعتماد خان - ملا قوی ۱۷۹

اعجاز - محمد سعید ملتانی ۳۷ ، ۴۴ ،

۱۸۲

افصح - میر محمد علی ۴۸

افضل - افضل خان ۴ ، ۷۲ - ۷۵

افضل - شاہ محمد ۴۹

اقبال - علامہ شیخ محمد ۳ ، ۷ ، ۹ ،

۱۰ ، ۱۲ ، ۲۸ ، ۵۱ ، ۵۳ - ۵۹ ،

۶۱ ، ۶۶ ، ۶۷ ، ۱۳۰ ، ۱۵۷ ،

۲۱۹ ، ۲۲۶ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ،

۲۴۴ ، ۲۷۹ ، ۳۰۹ ، ۳۵۱ ،

۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۵

اکبر - جلال الدین محمد ۷ ، ۲۲ ،

۲۷ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۹ ، ۱۰۵ ،

۱۱۸ ، ۱۳۳ ، ۱۳۵ ، ۱۵۹ ،

ابوالفضل محمد بن حسین ۲۴۹

ابوالمنصور خان ۱۴۴

ابوحنیفہ - امام ۲۴۹

ابوسفیان ۱۱۳

ابوطالب تبریزی ۱۸۷

ابھی چند ۱۷۸

اثر - غلام قادر شاہ ۲۱

اجمیر خان ۱۹۳ ، ۲۸۲

احسن اللہ خان ظفر خان ۲۲ ، ۲۳ ،

۳۴ ، ۳۵ ، ۳۶ ، ۳۰۴

احسن - سیر احسن بتالوی ۲۲ ، ۲۵

احسن - ممتاز حسن ۲۴ ، ۱۴۴ ،

۱۴۵

احمد - احمد حسین قریشی ۱۰ ، ۱۵ ،

۲۶ ، ۹۸ ، ۱۳۴ ، ۱۹۵ ، ۲۳۴ ،

۲۶۹ ، ۲۷۰ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱ ،

۳۲۳ ، ۳۳۴ ، ۳۶۶

احمد جام - زندہ پیل ۵۰

احمد دین ۶۱

احمد سروش ۵۵

احمد شاہ ابدالی ۷۶ ، ۲۱۷ ، ۲۷۱

احمد معمار مہندس ۳۵۳

اختر - عباد اللہ ۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۲۹

اختر - محمد داؤد شیرانی ۴۱۳

ادیب - سیف الحق ۳۱

ادیب صابر ۱۸۵

ادھم بلخی ۱۴۷

ارادت خان ۳۹۴

ارسلان - قزل - قاسم لاہوری ۳۱

اسحاق لاہوری ۳۱

اسحاق ملتانی ۳۱

ایجاد - میر محمد احسن ۶۴ ، ۶۵
ایمن ہندت سروپ نارائن ۶۵
ایوب - شیخ محمد ایوب ۶۶ ، ۶۷
بابر - ظہیر الدین ۲۰ ، ۲۷ ، ۶۲ ،
۶۸ ، ۳۰۴ ، ۳۱۶ ، ۴۰۵
باقر - دکتہ محمد باقر ۱۵ ، ۲۷۳
باقی باللہ - راجہ ۹۱ ، ۹۷
بانو - سلطان محمد شیر کوتی ۶۹
باہو - شیخ عبد الباقی ملتانی ۶۸ ،
۶۹
بایزید بسطامی ۶۹
بخت مل مدن ۱۸۸
بخشی - ضیاء الدین ۱۳۳
بخشی - ہندو ۳۱۳
بدایونی - ملا عبد القادر ۱۰۶ ، ۱۳۵
بدر الدین - مولوی ۱۰۶
بدر سنہلی ۲۴۷
بدر - مولانا محمد افضل ۴۱۵
برخورادر محمد ۶۹ ، ۳۲۱
برق - دکتر غلام جیلانی ۱۵ ، ۷۰ ،
۳۶۷
برق - غلام رسول شاہ ۷۱
برہان - احسان الدین ۷۱
برہان الملک ۳۸۹
برہمن - جگت رائی ۳ ، ۷۲
برہمن - چندر بہان ۷۲ ، ۷۶
بسمل - عبید اللہ ۷۸ ، ۳۳۸
بشارت - بشیر احمد ۷۸ ، ۷۹
بشیری - رک : شیری لاہوری بشیری
کوکوال
بقا ۱۹۴

بلال حبشی ۲۶
بلبل - ہندت گوری شنکر ۷۹
بلبل - محمد عبد النبی ۷۹
بلبن - سلطان جلال الدین غیاث الدین
۹۱ ، ۱۴۰ ، ۳۴۷ ، ۴۲۲
بلگرامی - میر عبد الجلیل ۳۹
۳۱۶ ، ۴۰۷
بلگرامی - میر عبد الواحد ۸۰ ، ۱۶۸ ،
۳۷۹
موتی شاہ - غلام محی الدین ۳۱۶
بمہادر شاہ پادشاہ ۴۲ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ،
۳۵۶ ، ۳۴۶
بمہار - محمد تقی ۲۴ ، ۵۶ ، ۲۳۸ ،
۲۳۹
بمہاء الدین ذکریا ۶ ، ۷ ، ۶۸ ، ۹۰ ،
۹۱ ، ۱۲۷ ، ۱۶۱ ، ۱۸۰ ،
۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۷۶
بمہرام شاہ غزنوی - سلطان ۱۸۱ ،
۱۸۵ ، ۳۶۸ ، ۴۰۹
بہوانی داس ۱۸۸ ، ۲۰۷ ، ۲۰۹
بہیکہ - شاہ حضرت ۱۵۹
بیخود - ملا جاسی ۸۰
بیخود - مولانا وحید الدین ۳۷۸
بیدار - گلاب رائی ۸۲
بیدل - محمد شفیع ۹۰
بیدل - میرزا عبد القادر ۳ ، ۴ ، ۱۰ ،
۳۷ ، ۳۸ ، ۴۳ ، ۸۲ ، ۹۰ ، ۹۵ ،
۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ،
۱۵۶ ، ۱۵۷ ، ۱۷۱ ، ۱۷۶ ،
۱۹۴ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۸ ،
۲۴۳ ، ۲۵۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۴

- تہسین ملتانی ۱۰۱
 تربتی - ابوالحسن ۲۲
 ترک - ترک علی شاہ ۴۱۷ - ۴۲۰
 ترمذی - ملا حسام الدین ۹۰
 ترمذی - میرزا ابوالقاسم ۸۸
 تسکین - غلام محمد گجراتی ۱۰۱
 تسلیم - سلام اللہ خان ۱۰۲
 تسنیم - دکتر شفاعت احمد ۲۲۵
 تشبیہی - لاهوری ، میر ۱۰۳
 تقی اوحدی ۱۳۳ ، ۱۸۸ ، ۲۱۴ ،
 ۲۲۱ ، ۲۹۶ ، ۳۶۷ ، ۳۷۷
 تنویر - خدا بخش خان ۳۳
 تنہا - عبد اللطیف خان ۹۱ ، ۹۲ ،
 ۱۰۲
 تور خان - ترخان - میرزا جانی ۶۴
 توماس آرنولد - سر ۵۳ ، ۵۴
 تیک چند بہار ۱۴۷
 تیمور - اسیر ۴۸ ، ۷۲
 ثابت - میر محمد افضل ۲۰۷
 ثاقب - میر منشاخ حسین سمہرندی ۱۰۴
 ۱۳۲ ، ۱۵۳ ، ۱۶۴
 ثروت - اسراف بیگم ۳۰۷
 ثقہ الدین بن یوسف محمد ۱۰۴
 ثقہ الملک ۱۸۳ ، ۱۸۴
 ثنائی - خواجہ ۱۰۵
 جاسی - مولانا نور الدین ۱۰۵ ، ۱۰۶ ،
 ۱۷۷ ، ۳۷۸
 جان محمد - ثنائی ۱۰۶
 جان محمد - سنسی ۱۲۵
 جان محمد - مولوی ۱۰۶
 جان - میر جان علی ۱۰۶
- ۳۲۸ - ۳۳۱ ، ۳۴۶ ، ۳۷۰ ،
 ۳۹۳
 بیربر - راجہ ۱۷۰ ، ۲۰۷ ، ۲۱۴
 بیرم خان ۱۵۹
 بیرنگ - میرزا محمدی امین ۹۱ ، ۹۲ ،
 ۲۷۲
 بیغم - بھویت رائی ۹۲ - ۹۵
 پالپر - پادری - راہب - مسیحی ۵ ،
 ۹۵ ، ۳۴۲
 پروانہ - موتی رام کنجاہی ۹۵
 پریم نات دت - چودری ۲۲۵
 پطرس - احمد شاہ بخاری ۱۶ ، ۴۱۶ ،
 ۴۱۷
 ہندت بشن نارائن ۶۵
 ہندت - پرتھی نات ۱۶۷
 ہنون و سسی ۱۰۹
 پھلوی - محمد رضا - آریا مہر شاہنشاہ
 ایران ۲۰۲ ، ۲۵۰ ،
 پیر بخش ۹۵
 پیر کرم شاہ - مسیتا شاہ ۳۳۳
 تاثیر - دکتر محمد دین ۹۶
 تاجی الہ آبادی ۴۰۱ ، ۴۰۲
 تائب - محمد اکرم ۶۶
 تبسم - رمضان قریشی ۹۸ ، ۲۳۴
 تبسم - صوفی غلام مصطفیٰ ۱۰۱ ، ۱۰۳ ،
 ۹۶ ، ۹۷ ، ۹۸ ، ۲۵۵
 تپش - شیخ عبد اللطیف ۴۱۷
 تجرد - سید عبد اللہ ۹۹ ، ۱۰۰
 تجرد - شیخ محمد علی ۹۹ ، ۱۰۰
 تجرید - میر محمد علی ۹۹ ، ۱۰۰
 تہسین - عبد العزیز ۱۰۱

۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۵ ، ۳۷۶ ،
 ۳۷۷ ، ۳۹۱
 جی بابا ۱۹۴
 جیون - راجہ سکھ جیون ۱۱۱ ، ۱۲۸
 جیون - ملا ۱۶۸
 چالاک - عزیز الدین ملتانی ۱۱۱
 چایکین - پروفیسور ۱۶۵
 چیلی - مولانا عبد اللہ سیالکوٹی ۳۹۲
 چراغ - محمد - گجراتی ۱۱۱ ، ۱۱۲
 چشتی - ملا احمد بخش ۵۰ ، ۵۱
 چغتائی - دکتر محمد عبد اللہ ۴
 چنابی - مسیتا بن حکیم درویش ۱۱۲
 چودری محمد علی ۳۲۴
 چیمہ - چودری محمد حسین ۳۲۰
 حاجی محمد ہاشم گیلانی ۳۶۶
 حافظ الہی بخش ۳۰۰
 حافظ جمال الدین ۳۲۱
 حافظ خواجہ شیرازی ۹ ، ۱۴ ، ۲۱۷ ،
 ۲۳۵ ، ۲۹۱ ، ۴۳۰
 حافظ - سید اکبر علی ۱۱۲
 حافظ محمد حیات نوشاھی ۱۳۸
 حافظ محمد شاہ ۷۸ ، ۳۷۷
 حافظ محمد شاہ - نیک اختر نوشاھی
 ۲۰۵
 حافظ نور اللہ ۱۳۸ ، ۳۰۰
 خالسی پنجابی ۱۱۸
 حاکم - عبد الحکیم بیگ ۴۲ ، ۴۴ ،
 ۱۱۴ - ۱۱۸ ، ۱۴۵ ، ۱۵۶ ،
 ۲۷۲ ، ۳۴۰ ، ۳۸۳ - ۳۸۶ ،
 ۳۹۰ ، ۳۹۴
 حاکم - شیخ حمید الدین ۱۱۳

جاہی - سلطان ابراہیم ۱۰۵
 جریدہ سیالکوٹی ۱۰۷
 جسوت رائی - لالہ ۲۰۹
 جشتی - غلام علی لاہوری ۱۰۷
 جعفر خان ۸۰
 جعفر صادق - ع - امام ۱۱۲
 جگر - علی سکندر سراد آبادی ۴۲۰ ،
 ۴۲۱
 جلال الدین اکبر - چودہری ۲۲۵
 جلال الدین بخاری ۱۱۲
 جمال الدین افغانی ۳۳۶
 جمال الدین بن یوسف لاہوری ۱۰۷
 جمال الدین سلیمان ۲۷۷
 جمال الدین عبد الرزاق ۱۸۵
 جمال الدین علی ۱۰۷
 جمال - مولانا ۲۲۸
 جنون - حاجی محمد امین ۱۰۸
 جنید بغدادی ۱۴۳ ، ۲۴۹
 جودت - منشی جودت پرکاش ۱۰۹
 جوش - محمد نظام ۱۰۹
 جویا - شیخ محمد فاضل ۱۰۹
 جویا - میرزا داراب ۲۷۱
 جہان خان وزیر ۲۱۶
 جہاندار خان سلطان ۱۶۲
 جہاندار شاہ - معز الدین ۸۱
 جہان گشت - مخدوم جہانیاں ۴۳۱
 جہانگیر - نور الدین محمد - سلیم ۱۲ ،
 ۲۲ ، ۶۰ ، ۶۳ ، ۱۰۷ ، ۱۱۰ ،
 ۱۱۱ ، ۱۲۶ ، ۱۷۲ ، ۱۹۰ ،
 ۲۱۲ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ،
 ۲۴۰ ، ۲۹۱ ، ۳۰۵ ، ۳۱۸

خنجر خان ۴۰۴
 خجند - ملا وجیه الدین ۲۷۷
 خواجہ احمد الدین ۲۳۷ ، ۲۲۵
 خواجہ افضل الدین ۲۶۷
 خواجہ امداد حسین ۴۲۲
 خواجہ ایزد بخش ۴۲۲
 خواجہ حسن ۳۲۶ ، ۶ ، ۵
 خواجہ جمال الدین ۶۳
 خواجہ شاہ سلمان ۳۲۳
 خواجہ شمس الدین سیالکوٹی ۳۵۳
 خواجہ عبد الجبار ۴۰۱
 خواجہ عبد الحلیم خان ۱۳۹
 خواجہ عبد القہار ۴۰۱
 خواجہ عبد الکریم ۲۳۳
 خواجہ عبید اللہ احرار ۲۳۳
 خواجہ عمید منصور بن مسعود ۱۶۳
 خواجہ غلام محی الدین ۲۷۲
 خواجہ محمد بن بہروز احمد ۱۶۳
 خواجہ محمد حسین ۹۶
 خواجہ محمد رشید لاہوری ۱۴۵ ،
 ۱۴۶
 خواجہ محمد صادق ۴
 خواجہ محمد موسیٰ ۳۵۸
 خواجہ محمد نظام بخش ۹۶
 خوانساری - حسین ۱۲۴ ، ۱۲۲
 خوشابی - جعفر علی ۱۰۷
 خوشتر - میان فضل اللہ ۱۴۴
 خوشدل - پرتاب رائی ۱۴۴
 خوشدل - غلام محمد ۱۴۴ ، ۲۴
 خوش قلم - فیض اللہ ۱۴۴
 خوشگو - بندرا بن ۱۷۳ ، ۱۴۴ ، ۴۱

خان - روح اللہ ۳۴۶
 خان - شہاب الدین ۳۹۹
 خان شہید ۱۴۰ ، ۱۲۶
 خان محمد علی ۳۸۸
 خان ہدایت اللہ عنایت اللہ ۳۶۹
 خاور - میرزا محمد اکبر ۲۰۷ ، ۱۳۸
 ۴۳۲
 خبرت - محمد احسن ۱۳۸
 خدا بخش - حکیم ۱۳۸ ، ۱۳۹ ،
 ۳۰۴ ، ۳۰۰
 خدا بخش نوشاھی ۱۳۸
 خدیجہ سلطان ۳۹۱ ، ۳۹۰ ، ۳۸۸
 خرد - خواجہ محمد یحییٰ خان ۱۳۹
 خرد - میر محمد خان ۱۳۹
 خسرو - اسیر - دہلوی ۵ - ۸ ، ۳۲ ،
 ۶۸ ، ۱۱۵ ، ۱۲۶ ، ۱۴۰ - ۱۴۲
 ۱۹۱ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴
 خسرو خان ۶۹
 خسرو ساسانی - پادشاہ ۲۷ ، ۱۶۳
 خسرو ملک ۱۰۴ ، ۱۰۷ ، ۱۴۲ ،
 ۱۴۵ ، ۱۴۶ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳
 ۳۶۸
 خسروی - ابو بکر ۱۴۲
 خطابی گجراتی ۱۴۲
 خطیبی - حسین - جناب استاد ۵۶
 خطیر الدین محمد بن عبدالمالک ۱۴۳
 خلیفہ سلطان ۱۵۸
 خلیفہ محمد ابراہیم ۳۰۸
 خلیل خان نواب ۱۲۵
 خلیل - خواجہ اسماعیل خان ۱۴۵
 خموش - رائی صاحب رام ۱۰۹

ذاکر - خواجہ محمد دایم ۱۵۱
 ذرہ - مہر چند ۱۵۱
 ذکریا خان - سیف الدولہ - نواب ۳۷،
 ۴۲، ۴۶، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۵،
 ۳۲۹، ۳۶۴، ۴۰۱
 ذوالفقار خان - نواب اسد خان ۲۵۲،
 ۲۵۴، ۲۵۵
 ذوق - شاعر اردو ۳۳۶
 راحل - عبدالرشید ہوشیارپوری ۱۳۰،
 ۴۲۴
 رازی پروفیسور فیروز الدین - ۱۵۲
 رازی رک : عاقل خان
 راسخ - میر محمد زبان سرہندی ۴۵،
 ۱۰۴، ۱۵۳ - ۱۵۵، ۱۷۷،
 ۲۱۲، ۲۵۲، ۲۵۸، ۲۶۵،
 ۳۹۳، ۳۹۵
 راشدی - پیر حسام الدین ۱، ۲
 رانجھا و ہیر ۴۲، ۴۴، ۱۱۲
 راہب - میرزا جعفر ۱۵۸
 رائی - آئند رام - رک : مخلص
 رائی بہان ۸۴
 رائی - جسونت رام ۱۴۷
 رایج - میر محمد زمان سرہندی ۱۵۸
 رایج - محمد علی ۴۳، ۹۲، ۱۵۴ -
 ۱۵۸، ۱۸۸، ۲۱۸، ۲۵۸،
 ۲۵۹، ۲۷۱، ۳۸۱
 رجب - علی عالی ۲۵۰
 رحمت اللہ مخدوم ۱۰۱
 رحمی - عبداللہ خان ۲۹۷
 رحیم رک : خانخاناں
 رسالی - محمد ارشد ۱۵۹، ۱۶۰

۳۲۷، ۳۸۳
 خیال - تاج محمد ۲۶
 خیام - حکیم عمر ۲۰۲
 خیر اللہ رک : فدا
 دارا شکوہ - محمد - قادری ۴۴،
 ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۹۴، ۲۹۹،
 ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۹۹
 داغ دہلوی ۵۳، ۱۶۷، ۲۰۲
 داغستانی - والہ - علی قلی ۱۱۹،
 ۳۸۸، ۳۹۱
 دانا لاہوری ۱۴۷
 دانش - میرزا محمد رضی ۳۴، ۳۲۸
 دانیال شاہپور ۲۲، ۵۹
 داور بخش بن خسرو ۲۱۲
 دبیر - لچھمی نارائن ۱۴۷
 درگاہی مل - درگاہ مل ۲۹۲، ۲۹۳
 دستور - ابی چند ۱۴۷
 دلرس بانو ۱۶۸
 دلشاد - دل محمد پسروری ۱۴۷-۱۴۹
 دلپ سنگ ۵۱
 دلیر خان نواب ۱۴۴، ۳۹۷
 دماوندی - خواجہ ادیب شرف الدین
 احمد ۴۷
 دوانی - جلال الدین محمد ۳۵۲
 دوست محمد ایرانی ۲۲۵
 دھوم داس ۷۲
 دیانت خان ۲۲۲، ۲۲۳
 دیدار - مولانا دیدار علی ۱۴۹
 دیدہ - آغز خان مغل ۱۵۰، ۲۹۱
 دینا نات - راجہ ۳۶
 دیوانہ - قاسم ۳۴

- رضوان - محمد حسین ۱۶۰ ، ۱۲۳
 رضوی - دکتر یاسین ۱۶
 رضی - ابراہیم سلطان ۱۶۲ ، ۱۶۴ ، ۱۶۵ ، ۲۴۶ ، ۳۱۹ ، ۳۷۱ ، ۳۷۳
 رفیعی - میر حیدر سعمائی ۱۶۰
 رنجیت - دیو راجا ۱۴۷
 رنجیت سنگ راجا ۱۸ ، ۳۷ ، ۵۰ ، ۳۰۰ ، ۲۱۱ ، ۱۸۸ ، ۱۶۷ ، ۵۲ ، ۳۴۷ ، ۴۰۰
 روحی - اصغر علی گجراتی ۱۶۱
 رودکی ۱۳۳ ، ۲۲۶
 روشن الدولہ ۳۸۹
 روشن - محمد روشن ۱۶۱
 روشن - مستخدم ۴۶۶
 روشن - منشی بھوج راج ۱۶۲
 روحی - مولوی ۷۹ ، ۲۰۳ ، ۲۱۹ ، ۲۳۹ ، ۲۶۲ ، ۲۶۳ ، ۳۱۴ ، ۳۲۴
 رونی - ابوالفرج بن مسعود ۱۶۲ ، ۳۱۹
 رہی معیری ۲۳۸
 ریاضی - امام الدین ۱۶۶ ، ۱۶۷ ، ۳۵۴
 زار - پندت تربھون نات زتشی ۱۶۷
 زاہد - شیخ محمد زاہد ۱۶۷
 زبردست خان ۴۰۴
 زخمی - عبداللہ خان شاعجمہانی ۱۷۴
 زلالی - خوانساری ۴۴ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۷۲
 زیب - نواب زیب النساء بیگم ۱۶۸ ، ۲۳۲ ، ۱۶۹
 زیبا - پندت برجموہن لال تکو ۱۶۹
- ۲۱۰
 سارق - میرزا بدیع الزمان ۱۶۹
 ساغر - لاہوری ۱۷۰
 سالک - عبدالمجید ۱۷۰
 سالم - حاجی اسلم ۱۵۳
 سامع - محمد احسن خان ۱۷۱
 سامی - خواجہ عبداللہ ۴۳ ، ۱۷۱
 سایل ۳۷۸
 سبکتگین ۱۶۴
 سبحان قلی خان ۳۴۴
 سجاسی - رکن الدین ۲۴۵
 سخا - میر زاہد علی ۱۷۱
 سخی شاہ سلیمان ۷۸
 سرآمد - ہندی ۱۷۲
 سرآمد - کشمیری ۱۷۲
 سرابی - ملا ابو محمد ۱۷۲ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱
 سراج الدین ۲۲۷
 سربلند خان ۴۸ ، ۱۴۸
 سرخوش - محمد افضل ۱۴۴ ، ۱۷۳ ، ۱۷۸ ، ۲۵۰ ، ۲۶۷ ، ۳۳۹ ، ۳۹۲
 سردار کریم نواز ۳۷۴
 سردار نور محمد ۴۱۸
 سرسید احمد خان ۲۸ ، ۱۰۳ ، ۲۱۵ ، ۲۴۴ ، ۲۸۳ ، ۳۳۶ ، ۳۶۱ ، ۳۹۷ ، ۴۲۲
 سرمد - صادق ۲۳۹
 سرمد - محمد سعید ۱۷۸ ، ۱۷۹ ، ۲۸۸
 سرور - حسین ۲۳۹

- سرور مجاز ۶۹
 سرور - مولانا غلام سرور ۱۸۰
 سروری - روسی - مصطفی بن سلیمان ۱۸۱
 سروری - شیخ رضی الدین غلام مرتضی ۱۸۰ ، ۳۳۸
 سروری لاهوری - کاشی ۱۸۱
 مسی پنون ۱۰۹
 سعادت بن مسعود سعد ۱۸۱
 سعادت قلی خان ۹۱ ، ۱۷۲
 سعد رک : سلمان - مسعود سعد
 سعد الله خان ۷۳
 سعدی شیرازی ۶ ، ۹ ، ۶۸ ، ۷۴ ، ۱۱۲ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۲۳۸
 مکھ جیون - راجہ ۱۶۲
 مکھرائی لالہ ۱۷۳
 سلامت پنجابی ۱۸۳
 سلطان شاہ میرزا ۴۸
 سلطان شہید ۱۴۲
 سلطان محمد ۱۴۱
 سلمان - خواجہ - ابومسعود سعد ۱۸۳
 سلمان - مسعود سعد ۱۸۳
 سلیم الله - سر - نواب ۳۶۵
 سلیم - محمد علی کشمیری ۳۰۶
 سلیم - مولانا ۲۴۴
 سمندر - عبدالخالق ۱۸۷
 سنائی - حکیم ۱۸۵
 سنجر - ملک الشعراء ایران ۷۸
 سنجری - ابوالفرج ۱۶۴
 سند - میر شمس الدین ۱۸۷
 سوری - شیر شاہ - غازی ۱۹۳ ، ۲۵۱ ، ۲۵۵ ، ۳۲۴ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱
- ۲۸۱ ، ۳۰۴ ، ۴۰۲
 سوز - راجہ دینا ناتھ ۱۸۸
 سوزی لاهوری ۱۸۸
 سویدا - ملا جمال ۱۸۸
 سیادت - میرزا جلال الدین ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۲۷۰ ، ۲۷۱ ، ۳۳۲ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷
 سید اسدالله شاہ گجراتی ۱۹۱
 سیدالله شاہ ۹۱
 سید حاجی علاء الدین ۳۷۸
 سید حسن عسکری ۴۰۳
 سید حسین علی خان ۳۶۹
 سید رفیع الدین ۱۱۲
 سید سیف الله شاہ گجراتی ۱۹۱
 سید خلیل شاہ ۳۲
 سید عبدالله ۱۰۰
 سید عبدالله نوشاھی ۲۶۳ ، ۳۲۶
 سید عوض علی ۴۲۴
 سید فراز علی ۳۰۷
 سید کریم بخش ۲۷۶
 سید محمد ۳۰۳
 سید محمد اشرف ۸۰
 سید محمد امین نوشاھی ۳۲۰ ، ۳۷۷
 سید محمد شفیع ۳۲۰
 سید فیاض حسین ۴۲۴
 سید مظفر حسین واسطی ۳۷۸
 سید نظیر الدین شاہ ۳۵۳
 سیدہ ام طاہر ۳۰۸
 سیف الدولہ - سیف خان بدخشی - نواب ۳۵۱ ، ۲۵۵ ، ۳۲۴ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱

- شبلی ۲۰۲
 شبستری - شیخ محمود ۱۲۶
 شبلی - حضرت ۱۴۳
 شبلی نعمانی ۵۱ ، ۴۲۶
 شتری ۲۰۲
 شجاع ابو نصر ۳۴۷
 شجاع - شجاع الملک ۳۴۱ ، ۳۴۲
 شجاع علی خان - نواب ۲۲۴
 شجر - اشرف محمود سیالکوٹی ۲۰۲
 شرافت - شریف احمد گجراتی ۲۰۵
 شرف - شاہ شرف بو علی قلندر
 ۲۰۳ - ۲۰۵ ، ۳۰۷
 شرف یار خان ۸۱
 شریف آسلی - لاہوری ۲۰۵ ، ۲۰۶
 شعری - خواجہ محمد حسن ۲۰۶
 ۲۰۷
 شفیق - منشی لچھمی نرائن ۲۰۷ -
 ۲۱۰
 شفیع - میر محمد ۲۰۷
 شکر اللہ نواب ۴ ، ۸۵ ، ۲۲۹
 شکوہ - پندت نرجن ناتھ ۱۶۹
 ۲۱۰ ، ۲۱۱
 شمس الدین حاجی بیچہ البستی ۲۱۰
 شمس الدین مولوی ۱۶۱
 شمس الدین میان ۲۲۴
 شمس - شمس الدین تبریزی ۲۰۳
 ۲۳۵
 شمیم - پندت تربھون ناتھ زتشی
 رک : زار
 شوق - میان اللہ جویا ۲۱۱
 شوق - جوت پرکاش ۱۹۵ ، ۲۱۱
- میمنی - سید محمد شاہ گجراتی ۱۹۱
 شادمان خان - فطرت - سلطان ۱۱۴ -
 ۱۱۷ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۲۸۱ ، ۲۸۲
 شاعر - گل محمد معنی یاب ۱۹۴
 شاکر - محمد شاکر ۱۹۴ ، ۱۹۵
 شاہ ابراہیم ۳۶۹
 شاہ امیر ۲۹۰
 شاہجہان - پادشاہ ۴ ، ۲۳ ، ۳۱ ،
 ۳۴ ، ۳۵ ، ۶۳ ، ۷۲ ، ۷۴ ، ۷۵ ،
 ۸۰ ، ۱۱۲ ، ۱۵۰ ، ۱۷۵ ، ۱۷۸ ،
 ۱۸۲ ، ۱۹۲ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ،
 ۲۰۱ ، ۲۲۸ ، ۲۶۸ ، ۲۷۲ ،
 ۲۸۸ ، ۲۸۹ ، ۲۹۵ - ۲۹۷ ،
 ۲۹۹ ، ۳۰۵ ، ۳۴۰ ، ۳۵۰
 ۳۵۵
 شاہ خوش قاضی ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۲۱۱
 شاہ عالم ۱۹۴
 شاہ عبدالنبی ۴۲۰
 شاہ فاضل ۸۷
 شاہ قاسم ہواللہی ۸۷
 شاہ کابلی ۸۷
 شاہ محمد رضا قادری ۳۶۶
 شاہ محمود ۱۱۵
 شاہ - ملا شاہ بدخشی ۹۴ ، ۱۲۴ ،
 ۱۹۶ - ۲۰۲ ، ۲۸۸ - ۲۹۰
 ۳۹۹
 شاہ ملوکی ۸۷
 شاہنواز خان ۱۶۸ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶ ،
 ۳۹۸
 شایق - مولوی سلام اللہ ۱۹۵

- شوق - محمد حسین ۲۵۸
شوکت ۳۴
شہاب الدین سلطان - غوری ۱۱۳ ، ۲۷۷
شہاب - عبداللطیف ۲۱۱ ، ۲۱۲
شہاب ملانی ۲۱۲
شہرت - - مکیم الملک ۱۷۱
شہرستانی ۳۰۵ ، ۳۰۶
شہر یار - شہزادہ ۲۱۲
شہید - شاہ محمد اسماعیل ۲۷۸
شہید - میر غازی ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۳۹۴
شیخ احمد مرعندی ۲۵۲
شیخ احمد ملتانی ۶۴
شیخ اللہ یار ۲۵۷
شیخ الہی بخش ۲۳۷
شیخ حمید ۱۱۳
شیخ حمد الدین ۲۸۴ ، ۲۸۵
شیخ رکن الدین ۱۲۷ ، ۱۶۱
شیخ سعید ۱۶۰
شیخ سکندر بخش ۳۰۸
شیخ شہاب الدین عمر - مہروردی ۹۰ ، ۹۱ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶
شیخ عبدالرحمن ۳۶۵
شیخ عبدالرزاق ۲۲۵
شیخ عبداللہ امانت خانی ۲۷۲
شیخ عبداللہ جہلمی ۲۳۴
شیخ عبداللہ مولوی ۱۹۵ ، ۲۷۰
شیخ عثمان ترمذی ۶
شیخ غلام محمد ۱۳۰
شیخ کلالہ ۶۸
شیخ کمال ۷۸ ، ۸۸
شیخ محمد اچہ ۲۶۳
شیخ محمد حفیظ ۴۰۸
شیخ محمد درویش ۳۹۱
شیخ محمد صداقت ۱۴۷
شیخ محمد صوفی ۳۸
شیخ محی الدین - رک : ابن عربی
شدا - ملا ۴
شیر جنگ - نواب ۱۰۲
شیری - ملا سیالکوٹی ۲۱۴ ، ۲۱۵
شیرین - خسرو ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۶۳
شیفتہ - نواب مصطفی خان ۴۲۲
شیکسپیئر - ولیم ۲۲۶
شیون - میرزا شجاع خان ۲۲۵
صار اصفہانی - ملا ۲۴۱
صابر تبریزی ۱۸۶
صادق - شاہ صادق ۲۱۵
صادق علی خان - نواب ۱۴۳
صادق - عبدالملک گجراتی ۲۱۶
صافی - ابوالقاسم خان ۲۱۷
صافی - شمس الدین لاہوری ۲۱۷
صالح کاشی ۲۱۸
صاح - میر دوست محمد ۱۵۵ ، ۱۵۶ ، ۲۱۸
صائب - میرزا - تبریزی ۲۳ ، ۲۴ ، ۴۲ ، ۱۱۲ ، ۱۷۷ ، ۳۱۶ ، ۳۲۸ ، ۳۴۰ ، ۳۵۶ ، ۴۱۸
صبوزی شہیدی ۲۲۳
صداقت - محمد ماہ ۲۱۸
صدیق - ملا ۵۲
صرفی ساوجی ۴۰۸

ظہیر الدین ابراہیم بن مسعود ۱۶۳
 ظہیر الدین احمد ۲۴۷ ، ۳۰۰
 عابدی - سید وزیر الحسن ۵۱
 عارف - دوست محمد جلالی ۴۳۱ ،
 ۴۳۲
 عارف - صدر الدین ۱۶۱
 عارف - میر حسین ۲۲۸ ، ۲۲۹
 عاشق - جعفر ۲۵۹
 عاشق - شیو رام ۲۲۹
 عاشق - عاقل خان میر کرم اللہ ۲۲۹
 عاصی - نجف علی ۲۳۰
 عاطر - میر زین العابدین ۲۳۰ ، ۲۹۳
 عاقل خان رازی ۷۵ ، ۲۲۹
 عالم - شاہزادہ اورنگ زیب - رک :
 اورنگزیب
 عالی - رک : رجب علی
 عالی - حکیم میرزا محمد نعمت خان
 ۲۳۱ ، ۲۳۲
 عباس اقبال ۱۳۲
 عباس - حضرت - علیہ السلام ۳۸۸ ،
 ۳۹۰
 عباس قلی خان - رک : فدائی
 عبد الجلیل لاہوری ۶۰
 عبد الحکیم خان ۱۴۰
 عبد الحکیم سیالکوٹی ۷۰ ، ۷۵ ،
 ۳۹۱ ، ۳۹۲
 عبد الحی لاہوری ۲۱۴
 عبد الخالق میرزا ۸۳
 عبد الرسول حافظ ۱۹
 عبد الرشید ۱۶
 عبد الرفیع بن ابی فتح ہراتی ۲۳۲

صرفی - صلاح الدین ۲۱۹
 صفدر جنگ ۳۹۰
 صفوی - شاہ اسماعیل ۲۷۲
 صفوی - شاہ حسین ۳۸۸
 صفوی - شاہ سلیمان ۳۴۰
 صفوی - شاہ طہماسپ ۳۰۴ ، ۴۰۲
 صفوی - میرزا رستم ۳۰۵
 صفی الدین اسحاق اردبیلی ۱۱۸ ،
 ۱۲۰ ، ۱۲۲
 صمدانی - غلام غوث ۲۱۹ ، ۲۲۰
 صمصام الدولہ خان دوران ۲۰۹ ،
 ۴۰۰
 صوفی - سلا محمد یوسف ۲۲۰
 صہبائی - امام بخش ۷۹ ، ۱۲۳ ،
 ۲۰۶
 صیرفی - مولانا صلاح الدین ۲۲۱
 ضالی - علی محمد ملتانی ۲۲۱
 ضیا - ضیا محمد گجراتی ۲۲۱ ، ۲۲۲
 ضیا اللہ ملتانی ۲۲۱
 ضیائی مسلم ۳۷۱
 طالب آملی - سید محمد طالب ۱ ،
 ۶۰ ، ۱۳۰ ، ۱۶۶ ، ۱۶۷ ، ۲۲۲
 - ۲۲۴ ، ۳۶۰
 طالب - میرزا ابو طالب ۲۲۴
 طاہر نصر آبادی - میرزا ۷۲
 طباطبائی - میرزا جلال ۳۵۰
 طغرائی - حکیم فیروز الدین احمد
 ۲۲۴ - ۲۲۶ ، ۲۳۷
 طنطاوی - علامہ ۳۶۱
 ظفر احمد ۳۳۷
 ظفر علی خان - مولانا ۲۲۶ - ۲۲۸

- عبد الصمد خان دلیر جنگ ۴۲ ،
 ۴۶ ، ۸۶ ، ۹۱ ، ۹۲ ، ۱۰۸ ،
 ۱۱۴ ، ۱۱۹ ، ۱۴۵ ، ۱۵۰ ،
 ۱۵۸ ، ۲۳۳ ، ۲۵۸ ، ۲۷۳ ، ۳۲۹ ،
 ۳۳۰ ، ۳۴۰ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵ ،
 ۳۵۶ ، ۳۹۴ ، ۳۹۵ ، ۴۰۱ ،
 عبد العزیز خان ۳۴۰ ،
 عبد الکریم چغتائی ۵۳ ، ۷۰ ، ۷۳ ،
 عبد الکریم قریشی ۳۶ ، ۲۳۴ ،
 ۳۸۲ ، ۳۸۳ ،
 عبد المالک صادق ابو البرکات ۲۳۴ ،
 ۲۶۱ ،
 عبد المومن خان - نواب ۱۴۵ ،
 عبد الولی عزلت سورقی ۸۴ ، ۳۷۰ ،
 عبد اللہ خان ۱۸۴ ، ۲۹۷ ،
 عبد اللہ لاہوری ۷۰ ،
 عبیدی ۲۳۴ ،
 عثمان اجلابی ۲۴۹ ،
 عثمانی - مولانا محمد سعید ۳۱۰ ،
 ۳۱۳ ، ۴۲۶ ،
 عراقی - شیخ محمد فخر الدین ۹۱ ،
 ۲۳۵ - ۲۳۷ ،
 عرشی - حکیم محمد حسین ۱۵ ،
 ۲۲۵ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ،
 عرفانی - خواجہ عبد الحمید ۲۳۸ ،
 ۲۳۹ ،
 عرفی شیرازی ۷ ، ۲۳۷ ، ۲۴۰ -
 ۲۴۳ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱ ،
 عربان - بابا طاهر ۲۳۱ ،
 عزالدین - مولانا ۳۳ ،
 عزت - عبد العزیز ۳۷ - ۳۹ ، ۸۳ ،
 ۲۸۵ ،
 عزیز اللہ - سید - شاہ ۲۲ ،
 عزیز - سردار عزیز جاوید ۲۴۳ ،
 عزیز - محمد عزیز الرحمن ۲۴۴ ،
 عشقی - حسین ۲۳۹ ،
 عطا بن یعقوب ۲۴۶ ،
 عطار - قمر الدین ۲۴۶ ،
 عطا محمد ۳۳۶ ،
 عطا - منشی عطا محمد امرتسری ۲۴۴ ،
 عظامی - عزیز الدین احمد ۲۴۷ ،
 ۲۴۸ ، ۲۵۵ ،
 عظیم - محمد دونا آقا عظیم ۲۴۹ ،
 علی - حضرت علی علیہ السلام ۶۹ ،
 ۷۰ ، ۱۶۸ ، ۲۵۱ ،
 علی - خان بہادر نواب ۲۰۸ ،
 علی قلی ۷۲ ،
 علی قلی خان ۱۲۳ ، ۲۲۲ ،
 دل محمد کنگاچی ۲۵۶ ،
 دلی وردی خان ۷۶ ،
 دلی یزدی ۶۸ ،
 محمد الملک ۲۹۳ ،
 عمر بن خطاب ۷۸ ، ۲۷۷ ،
 عمر شیخ میرزا ۶۱ ،
 عنایت - شاہ عنایت لاہوری ۲۵۷ ،
 عنایت - محمد - فیض خان ۲۵۷ ، ۲۵۸ ،
 عنصری - ایرانی ۱۳۳ ، ۱۶۵ ،
 عوفی - محمد ۷ ، ۲۸۱ ، ۴۰۹ ،
 عیان - حسین بیگ ۲۵۸ ،
 عیدانی - حضرت - علیہ السلام ۷۴ ، ۷۵ ،
 عیشی - بی محمد مہدی ۲۷۶ ،
 غازی خان ۶۰ ،

غلام معی الدین ۳۷ ، ۲۴۶ ،

۳۲۶ ، ۳۴۷

غلام مصطفی نوشاھی ۷۱ ، ۷۸ ،

۲۰۵ ، ۳۳۵ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ،

غوث الاعظم - حضرت ۷۰ ، ۷۹ ،

۲۶۵ ، ۲۸۹ ، ۲۹۰ ، ۴۰۱

غنی کشمیری ۳ ، ۱۷۵ ، ۲۲۸ ،

۲۹۸

غنیمت کنجاھی - محمد اکرم ۱۴۷ ،

۲۱۸ ، ۲۱۹ ، ۲۶۴ - ۲۶۷

غیاث الدین بلبن - ۵ - ۷ ، ۹۱ ،

۱۴۰ ، ۳۴۷ ، ۴۲۲

غیاث الدین علی ۱۰۵

فارغ - میرزا ابراہیم احمد لادوری

۲۶۸

فارغ - جلیسی بیگ - علامی ۲۶۷ ،

۲۶۸

فاروق ملتانی ۲۶۹

فاروقی - عزیز الدین ۲۹۹

فاروقی - محمد اشرف ۲۹۹

فاضل - فاضل علی خان ۲۶۹ ، ۲۷۰ ،

فاضل - محمد فاضل گجراتی ۲۶۹

فایز - نجم الدین ۲۷۰

فایق - سیر احمد ۴۳ ، ۲۷۰ ، ۲۷۱

فتح علی خان - نواب ۳۰۹

فتوت - میرزا ابو تراب ۲۷۱

فخر - التاضی الامام فخر الدین ۲۷۳ ،

۲۷۴

فخر مدبر ۶

فدا - میان خیر اللہ ۹۲ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ،

۲۷۲ ، ۳۲۶

غازی - میر غازی ۲۵۸

غازی - عبدالرحمان ۴۲۴

غالب - اسد اللہ خان ۶۱ ، ۲۰۶ ،

۲۰۷ ، ۲۲۶ ، ۲۴۴ ، ۳۳۶ ،

۴۲۱ ، ۴۲۲

غبار - خواجہ محمد فاضل خان ۲۸۵ ،

۲۸۹

غبار - میرزا ابو تراب ۲۵۹

غربتی - ابو المعالی ۴۹ ، ۲۶۰ ،

۲۹۵ ، ۳۳۸

غزالی - امام شیخ محمد ۲۳۵

غزالی - مشہدی ۲۱۴ ، ۲۸۵

غلام احمد قادیانی ۲۶۱ ، ۲۶۲

غلام جیلانی ۲۶۱

غلام حسن ہریہ والا ۲۶۲

غلام رسول ابو عزیز ۲۴۴

غلام رسول اسرتسری ۲۲۵

غلام رسول مفتی ۲۶۱

غلام رسول - سولوی ۱۳۶ ، ۲۶۲

غلام رکن الدین شاہ مراد بخش ۲۶۳

غلام سرور مفتی ۱۹ ، ۲۹۰ ، ۴۰۰

غلام شاہ ۳۷ ، ۳۴۷

غلام فرید - بابا ۷۹

غلام قادر بقالوی ۱۷۰

غلام قادر نوشاھی ۲۶۳

غلام محبوب سبحانی ۱۳۸ ، ۲۱۷ ،

۳۱۹

غلام محمد - حاجی ۲۲۵

غلام محمد شاہ ۱۰۰

غلام محمد - مفتی ۱۸۰

غلام محمد - سولوی ۹۹

فدائی - رستم میرزا بن سلطان حسین

۲۷۲

فدائی - عباس قلی خان ۲۳۲ ، ۲۷۳

فرحت - پیر فرح بخش ۲۷۴ ، ۲۷۵

فرخ - ملا فرخ حسین ۲۷۵

فرخ سیر - محمد ۴۳ ، ۶۵ ،

۱۱۴ ، ۱۳۹ ، ۱۷۶ ، ۲۳۳ ،

۲۶۹ ، ۲۷۳ ، ۲۷۵ ، ۲۷۶ ،

۳۴۰ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵ ، ۳۵۶ ،

۳۹۳ ، ۴۰۰ ، ۴۱۰

فردوسی طوسی ۱۳۱ ، ۴۱۸

فرسم خاتون ۲۷۷

فرقتی - سید علی بخش ۲۷۶

فسائی - محمد : سیح ۱۲۲ - ۱۲۴

فصاحت - ملا نثو ۲۷۸

فضل احمد - سولوی ۱۹۵

فضل علی خان ۲۷۰

فضل محمد خان ۱۲۹ ، ۴۲۴

فضلی - ابو سلیمان مظفر احمد ۲۷۸ - ۲۸۰

فضلی - مولانا - ملتانی ۲۸۱

فضیلت خان ۳۷۳

فطرت - رک : شادمان خان

فطرت - سیر معز موسوی خان ۱۷۴ -

۱۷۷

فغفور ۲۹۷

فتیر شمس الدین - سیر ۳۹۰

فتیر عزیز الدین ۳۷ ، ۳۴۷

فتیر محمد جہلمی ۲۶۱

فتیر نور الدین ۳۷ ، ۳۴۷

فنا - فنا فی اللہ جالہ - ہری ۲۸۲

فوق - منشی محمد دین اسر قسری

۱۵۷

فیروز الدین - نواب ۵۵ ، ۲۸۲ ، ۲۹۲

فیضا - ملا ۲۸۲

فیضی - ابوالفیض فیاضی ۵ ، ۷ ، ۹۵ ،

۱۶۰ ، ۱۶۵ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۴۰ -

۲۴۲ ، ۲۸۳ - ۲۸۷ ، ۳۴۲ ، ۴۲۸

فیضی - نیک عالم ۲۸۷

قآنی ۵۲ ، ۲۲۶

قابل - محمد پناہ ۲۹۱

قتیل - میرزا محمد حسین ۲۹۲ -

۲۹۴ ، ۳۸۱

قادری - رک : داراشکوہ

قادری - پیر عبدالرحمان ۶۹

قادری - حافظ بدھا شاہ ۳۷۸

قادری - حافظ قائم الدین ۳۷۸

قادری - سید محمد ۱۳۳

قادری - شیخ سلیمان ۳۷۸

قادری مخدوم محمد گیلانی ۲۹۰

قاسم تبریزی ۱۲۲

قاسم خان نیشاپوری ۱۳۵

قاسم - نواب قاسم خان ۲۹۱ ، ۳۷۳

قاضی ابوالقاسم ۲۲۸

قاضی اختر ۱۶۸

قاضی اسانت اللہ ۳۸۲ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ،

۳۸۷

قاضی سائین دتہ ۳۵۵

قاضی عطاء محمد لجراتی ۱۳۴ ، ۱۳۵ ، ۱۳۶ ،

۲۷۴ ، ۳۳۴

قاضی غنی اللہ ۲۹۵

قاضی فخر الدین ۲۷۴

قاضی قلندر فاروقی ۳۵۵

قاضی محمد اسلم ۳۳۳
 قاضی محمد حسین ۲۶۳
 قاضی محمد عارف سیالکوٹی ۲۲۸
 قاضی محمد فیخرالدین ۲۷۴
 قاضی میر علی بخاری ۲۰۶
 قاضی میر یوسف ۱۱۵ ، ۳۲۴
 قاضی نوراللہ شوستری ۳۷۶
 قائد اعظم - محمد علی جناح ۳۹
 قتلق نگار خانم ۶۸
 قدرت - لالہ مشتاق رائی ۲۹۴
 قدرت - منور خواجہ مرہندی ۲۹۴
 قدسی - حاجی جان محمد ۱۶۰ ،
 ۲۹۵ - ۲۹۸ ، ۳۰۶
 قرشی ۲۹۹
 قطب الدین ۱۱۳
 قطب الدین علی خان ۱۲۹
 قل - سید قل احمد نوشاھی ۳۰۰ ،
 ۳۲۰
 قل - قل احمد فاروقی ۲۹۹
 قلندر شاہ لاہوری ۱۸ ، ۱۹ ، ۵۰ ،
 ۵۲ ، ۵۳ ، ۱۸۸ ، ۲۶۳ ، ۳۰۰ ،
 ۳۰۲
 قلندر میرزا ۸۷ ، ۸۸
 قلیچ خان ۱۹۱
 قمر الدین - نواب ۳۲۹ - ۳۳۱
 قمر - خواجہ کرامت اللہ ۱۴ ، ۱۵ ،
 ۳۰۳ ، ۳۰
 قمر - سید قمر الدین ۳۰۳
 قمر - ملک محی الدین ۲۲۵
 کاتبی - کاتب لاہوری ۳۰۳
 کاتبی - مولانا تجلی ۳۳۱

کاشمغال - ۳۸۸
 کاشی - حسن قلی خان ۱۱۹
 کافی بن ابوالفرج رونی ۱۶۵
 کاسران - میرزا ۳۰۴ ، ۳۰۵
 کاسروپ ۱۲۸ ، ۱۲۹
 کامگار خان ۸۱
 کاملتا ۱۲۸ ، ۱۲۹
 کرشن پرشاد - مہاراجا ۳۰۹
 کرم شاہ مسیتا شاہ ۶۰ ، ۲۷۵
 کشتہ - منشی مولا بخش ۲۲۵
 کفایت خان ۱۳۹
 کلاھی - افضل خان ۳۰۵
 کلیم - ابوطالب ۲۹۶ ، ۲۹۷ ،
 ۳۰۵ - ۳۰۷
 کمال الدین علی قرشی ۹۰
 کوکب - محمد ایوب علی ۳۰۷
 کوکلتاش - زین خان ۶۳ ، ۲۰۲ ،
 ۲۱۴ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸ ، ۴۰۲ ، ۴۳۰
 کیتل داس ۷۶
 کیقباد - ۲۷
 گراسی - غلام قادر ۵۱ ، ۲۴۸ ،
 ۳۰۸ - ۳۱۵ ، ۴۲۵
 گردیزی - ملا شاہ ۱۱۱
 گلزار - سرتیپ ۱۵
 گلشن - شیخ سعد اللہ ۳۱۵ ، ۳۹۶
 گنج بخش - سید علی ہجویری ۶۰ ،
 ۷۸ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۳۱۹
 گنج شکر - فرید الدین ۷۹ ، ۲۷۷
 گنیش داس گجراتی ۲۶۹
 گورو نانک ۳۱۶
 گیلانی - حکیم علی ۳۳۵

محمد اعظم شاہ ۸۳ - ۸۵ ، ۱۵۳ ، ۱۵۴

۱۵۴ ، ۳۹۴ ، ۴۱۰

محمد ایوب خان - فیلد مارشال ۳۳۷

محمد باقر بن قاضی محمد حسین ۲۶۳

محمد بخش - میان ۳۲۰

محمد جواد ۳۲۱

محمد حسن ۲۴

محمد حسین - مولوی ۷۸

محمد - حضرت پیغمبر ۲۳ ، ۲۶ ، ۲۶۱ ، ۲۶۲

۶۹ ، ۱۲۷ ، ۱۶۱ ، ۱۷۸ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲

۲۱۸ ، ۲۴۵ ، ۲۴۷ ، ۳۷۱ ، ۳۷۲

۳۸۸ ، ۲۹۰

محمد حیات - سید - نوشاھی ۳۲۱

محمد حیات قریشی ۳۲۱

محمد خویش کنجاھی ۳۲۲

محمد زاہد ۱۷ - ۱۷۵

محمد سلطان خان - سید ۶۰۵

محمد شاہ بادشاہ ۴۰۵ ، ۴۰۶ ، ۴۰۷

۱۱۴ ، ۱۱۶ ، ۱۳۶ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰

۱۵۷ ، ۱۵۹ ، ۱۹۴ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴

۲۶۹ ، ۲۹۴ ، ۳۲۸ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱

۳۴۰ ، ۳۴۶ ، ۳۵۳ ، ۳۵۴ ، ۳۵۵

۳۸۹ ، ۳۹۱ - ۳۹۳ ، ۴۰۴ ، ۴۰۵

۴۰۵ ، ۴۰۸ ، ۴۱۰ ، ۴۱۱

محمد شاہ - سید - مولانا ۲۴۷ ، ۳۲۱

محمد صادق - نواب ۲۱۶

محمد صدیق ۳۲۴

محمد فلاح شاہ ۳۲۵

محمد فاضل خان ۴۰۶

محمد حضرت امام علی ۳۰۶

محمد مسلم ۳۹۲

گیلانی - شیخ زاہد ۱۱۸ ، ۱۲۰ ، ۱۲۱

۱۲۳ ، ۱۲۴

لالہ کمکال ۳۲۶

لاہیجی - شیخ علی وحدت ۱۱۹ ، ۱۲۱

۱۲۱

لایق - میر محمد مراد ۳۱۶

لرد سیو - ۴۱۹

لقانی - محمد حاجی محمد بنیانی ۳۱۷

لکنی - وحید لکنی ۳۱۸

لوائی - پور زادہ ۳۱۸

لودھی - بہلول خان ۳۱۶

لودھی - شیر خان ۱۹۸

لہراسپ بیگ بدخشی ۸۱

ماہر - میرزا محمد علی ۷۳ ، ۱۷۴ - ۱۷۷

۱۷۷

مایل - میرزا قطب الدین ۱۷۵

سبازرخان ۳۷۰

مبارک اللہ ناگوری ۷۰ ، ۷۱ ، ۹۵ ، ۹۶

۲۷۴ ، ۲۷۵ ، ۲۸۵ ، ۳۴۲

متوکل - نجم الدین ۲۷۷

متین - ملا جیون ۳۱۸

مجد الدین - امام ۱۴۳

مجدد الف ثانی ۲۵۱ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۶

۳۹۶

محب علی سرہندی ۳۱۸

محتاج - ابوالرشد رشید ۳۱۹

محدث - شاہ ولی اللہ ۲۴۷ ، ۲۵۹

معروم - منشی تلوک چند ۴۲۸

معزین - میان محمد شریف ۳۲۰

محسن فانی ۳

محمد ابراہیم - حافظ ۲۱

مسکین - محمد حسن ۳۳۴
 مسیح اللہ - مسیح الزمان صدرا ۳۳۴
 مسیح - حکیم رکن الدین کاشی ۲۲۲
 مشتاق احمد ہاشمی ۳۳۵
 مشتاق - سید علی اصفہانی ۱۵۸
 مشتاق - صوفی مشتاق احمد ۳۳۵
 مشرب - میر معصوم ۱۲۸ ، ۱۲۹
 ۲۵۴ ، ۲۵۲
 مشرقی - عنایت اللہ خان ۳۳۶ ، ۳۶۱
 ۳۶۲
 مشہور - آقارضائی ۳۹۴
 مصحفی ۳
 مصیب ۲۵۷
 مظفر خان ۱۲۵ ، ۳۵۸
 مظفر خان پادشاہ ۳۴۱
 مظفر - سید کاظم علی ۳۰۷
 مظفر علی - قاضی ۱۹۵
 مظہر - محمد احمد ۳۳۷
 مظہر - مولانا ۷۸
 مظہر - میرزا جان محمد جانان ۳۵۶
 ۳۶۴
 معتمد خان عالمگیری ۱۳۶
 معروف کرخی ۳۷۹
 معصوم بن ابوالمعالی ۳۳۸
 معصوم فاروقی ۳۳ ، ۲۹۹
 معطری صفائی ۳۳۷ ، ۳۴۲
 معین الدین چشتی اجمیری ۲۴۹
 معین الملک - نواب ۱۴۷ ، ۱۴۸
 مفتون - شیخ صفی الدین ۳۳۸
 مفتون - میر محمد زمان ۳۳۹
 مفتی محمد عابدہ ۳۶۱

محمد موسیٰ خان ژنرال ۳۹۸
 محمد نادر خان ۲۳۰
 محمود الحسن دیوبندی ۲۴۷
 محمود - سلطان ناصر الدین ۳۴۷
 محمود - عزالدین ۲۷۷
 محمود غزنوی - سلطان ۲۷ ، ۱۶۳
 ۱۶۴ ، ۱۸۶ ، ۲۷۷ ، ۳۲۵ ، ۳۷۳
 ۴۱۰
 محمود لاہوری ۳۲۵
 محمودہ اختر ۳۰
 محنتی سرہندی ۳۲۶
 محیط - منشی رام جس ۳۲۶
 مخدوم نوح ۱۰۷
 مخفی رشتی ۱۶۸
 مخفی - نور جہان ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۱۱
 ۱۶۸ ، ۱۶۹ ، ۲۱۲ ، ۳۳۱
 ۳۳۲
 مخلص - ابنائی داس ۳۲۷ - ۳۳۱
 مخلص - رائی آند رام ۱۵۵ ، ۳۲۸
 مخلص - میر احمد حسین ۳۲۸
 مدہوش - سرمدہوش ۳۳۲
 مراد بخش - سلطان ۱۸۲
 مراد - مرادشاہ ۳۳۳
 مرہب - لطف اللہ ۳۳۳
 مستانہ - صوفی ۳۳۳ ، ۳۳۵
 مستغنی لاہوری ۳۳۴
 مسحور - انوعلی ۱۶۴
 مسطور - محمد اشرف ۵۰
 مسعود بن محمود غازی - سلطان ۱۸۶
 ۳۷۲ ، ۳۷۳
 مسعود - رک : گنج شکر

- مقتدری - تقی ۵۶
 مقيمائی - ميرزا ۳۴۰
 مکرم خان - نواب ۳۹ ، ۳۶۵ ، ۳۶۷
 مکمل لاهوری ۵ ، ۹۵ ، ۳۳۷
 ۳۴۱ - ۳۴۳
 ملا حاجی لاهوری ۳۴۳
 ملا حمید ۳۴
 ملا شاہ - رک : شاہ
 ملا صبحی چغتائی ۶۲
 ملا صدرا ۱۷۸
 ملا عبد الحمید ملتانی ۳۴۹ ، ۳۵۰
 ملا عبد اللطیف سہارنپوری ۲۸۹
 ملا عبد اللہ لاهوری ۳۰۵
 ملا عبدی آخوند ۱۹۷
 ملا عشرتی ۲۶۸
 ملا غیرتی ۲۹۸
 ملا مفید بلخی ۱۷۷ ، ۳۳۹
 ملا یحییٰ ۲۱۵
 ملکش خان ۲۲۲ ، ۲۲۳
 ملک قمی ۴۱۶
 ملک سوید ۱۰۷
 مہارا خان ۱۹۳ ، ۲۸۲
 منتو - خواجہ جمال الدین ۳۰
 منتو - خواجہ غلام رسول ۳۰
 منسا رام ۲۰۷ ، ۲۰۹ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴
 منشی رام ۱۴۷
 منشی سوهن لال ۳۱۶
 منشی فیض بخش ۱۴۷
 منشی لعل چند ۳۵۷
 منصف - فاضل خان بابا ۳۴۴
 منظور - منظور حسین ۴۲۶
 منعم - شیخ عبد المنعم ۳۴۶
 منوچہر بن قابوس ۱۸۶
 منور - نور الدین لاهوری ۱۹ ، ۳۴۷
 منہاج - سراج الدین ۳۴۷
 منیر - محمد اکبر - پروفیسور ۳۵۱ ، ۳۵۲
 منیر - ملا ابوالبرکات ۴ ، ۲۸۲ ، ۳۴۸ - ۳۵۱
 منیری - محمد طاہر ۳۵۲
 موالی - خراسان خان ۳۵۲
 مولانا امتیاز حسین ۳۷۸
 مولانا فیض الحسن ۴۲۶
 مولانا ملک ابوالخالق ۱۸۷
 مولوی شیخ عبد اللہ ۲۱۶ ، ۲۶۴ ، ۳۹۱ ، ۴۰۸
 مولوی عبد الرحیم ۳۶۱
 مولوی علی بخش ۳۶۷
 مولوی محمد اسماعیل تونکی ۴۱۳
 مولوی محمد جعفر ۱۳۸
 مولوی محمد سلطان ۱۴
 مولوی محمد سمیع ۴۲۰
 مولوی محمد صالح کنجاہی ۱۳۴ ، ۱۳۶ ، ۱۶۷ ، ۲۱۱ ، ۲۵۶ ، ۲۶۴ ، ۳۲۲
 مولوی محمد عالم ۲۱۶ ، ۳۲۳
 مولوی محمد علی بنالوی ۳۲۳
 مولوی محمد عوض ۳۷۳
 مومن خان مومن ۲۰۶

- منہر علی شاہ گولرہ ۳۵۳
 منہر - مولانا غلام رسول ۱۷۰ ، ۴۲۴
 منہنا سینگ ۳۰۰
 مہندس - لطف اللہ ۱۶۶ ، ۳۵۳ - ۳۵۵
 میان دین محمد ۲۳۷
 میان شریف کنجاہی ۱۶۷
 میان غلام علی اوچہ ای ۲۶۳
 میان کرم دین گجراتی ۲۶۲
 میان محمد دین کشمیری ۲۶۲
 میان محمد - والی سند ۲۴۶
 میان نتھو - نتھہ ۳۱۸
 میر جملہ سمرقندی ۳۹۳ ، ۳۴۰
 میر ابو القاسم ۱۷۸
 میر بخشش ۴۸
 میر جمال الدین ۴۵
 میر جمال الدین - محدث ۱۹۰
 میر حبش ۳۰۵
 میر حسن - شمس العلماء ۵۳
 میرزا ابو الحسن قابل خان ۳۵۵ ، ۳۵۶
 میرزا ارنق بیگ ۲۶۵
 میرزا امام علی ۱۵۹
 میرزا امین رازی ۱۳۵
 میرزا باہر افشاری ۴۱۰
 میرزا بخشش - سلطان ۲۹۲ ، ۲۹۳
 میرزا بیضا ہروی ۲۲۵
 میرزا جانی بیگ ۱۵۹
 میرزا جعفر ۱۵۹
 میرزا سعد الدین ۱۷۱
 میرزا شاہ حسن ۲۶۳
 میرزا صفی - صیف خان ۴۴۹
 میرزا عبد العزیز بیگ ۲۶۵
 میرزا عوض بیگ خوشابی ۲۵۸
 میرزا عیسی - حاکم ملتان ۲۶۳
 میرزا غازی ۲۲۲ ، ۲۲۳
 میرزا غلام حسن ۱۴۴
 میرزا محمد باقر شہید ۲۹۲ ، ۲۹۳
 میرزا محمد علی ماہر - رک : ماہر
 میرزا محمد محسن ۱۴۴
 میرزا مقیم ۳۰۵
 میرزا مقیمائی بخاری ۳۵۶
 میرزا منعم بیگ ۴۰۴
 میر عبد العزیز ۳۶۸ ، ۳۶۹
 میر عثمان علی خان - نظام دکن ۳۰۹
 میر عماد الحسینی - خطاط ۱۵۳
 میر عماد سرہندی ۱۵۳
 میر عنایت لدھیانوی ۳۳۸
 میر فخر الدین حسینی ۴۵
 میر قدرت اللہ ۲۶۹
 میر کلالی ۳۹۳
 میر محبوب علی خان - نظام دکن ۳۰۹
 میر محمد تقی میر ۱۱۲
 میر محمد رفیق ۵۱
 میر معز - موسوی خان - رک : فطرت
 میر - میان سیر - سید شاہ ۲۲ ، ۱۹۶
 - ۲۰۱ ، ۲۸۸ - ۲۹۰ ، ۳۱۷
 ۳۱۸ ، ۳۳۳ ، ۳۵۵
 میر ولی اللہ ایبت آبادی ۱۴ ، ۴۳۰
 میگ راج ۳۵۷
 مینائی - شیخ عبد الرحمن ۳۵۷

- نادر شاہ - بادشاہ ۹۹ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰ -
 ۱۲۴ ، ۱۴۸ ، ۲۳۳ ، ۳۲۱ ،
 ۳۲۹ ، ۳۸۲ ، ۳۹۰ ، ۴۱۸
 نادر - قاضی - ملا ۳۵۷ ، ۳۵۸
 نادری سیالکوٹی ۲۵۸
 نازش - سید علی اسام ابو ظفر رضوی ۳۵۸
 ناصر الدین قباچہ ۷ ، ۲۸۱
 ناصر علی سرھندی ۳ ، ۳۴ ، ۳۷ ،
 ۳۹ ، ۴۲ ، ۴۴ ، ۴۹ ، ۶۵ ،
 ۸۱ ، ۹۳ ، ۹۴ ، ۱۳۲ ، ۱۳۵ ،
 ۱۳۶ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ، ۱۵۶ ،
 ۱۵۸ ، ۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۷۲ ،
 ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۷ ، ۲۵۰ -
 ۲۵۶ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵
 ناصر - محمد ناصر الملک چترالی
 ۳۶۰ - ۳۶۴
 ناطق - خواجہ رحمت اللہ ۳۶۴
 ناطق مکرانی ۴۱۹
 ناظر - خوشی محمد گجراتی ۳۶۵
 ناظر - دکتر شیخ محمد دین ۳۶۵
 ناظم - سید احمد قلعدار ۲۳۴ ،
 ۲۷۰ ، ۳۶۶
 نامدار خان ۸۰ ، ۸۱
 نامی - غلام دستگیر ۲۷۴ ، ۳۶۶
 نامی - میرزا غلام احمد ۲۰۷
 نایینی - میرزا رفیعہ ۱۵۸
 نجابت - میر نجابت لاہوری ۳۶۶
 نجار - نعمت اللہ ۳۶۷
 ندرت - کام چند ۱۷۳ ، ۳۴۶
 نرائن چند ۹۲ ، ۹۳
 نرائن رام بھراگی ۹۲ ، ۹۳
 ندیم - ملا ۳
 نذر - غلام محمد صابری ۳۶۷
 نذر محمد ۱۴۴
 نذیر احمد دہشتی (شہر دار) ۳۶۶
 نسبتی - مولانا شاہ محمد صالح ۳۶۰
 نسیم - سید غلام نبی ۳۳۰
 نوآبادی - محمد طاہر ۸۳ ، ۸۷
 ۱۷۳ ، ۱۷۶ ، ۲۵۰
 نصر اللہ بن عبدالحمید ۳۶۸
 نصرت - دلاور خان میر محمد نعیم
 ۳۶۸ - ۳۷۰ ، ۳۹۲
 نصیرت خان ۴۴
 نظام الدین ابو نصر رک : ہبہ الفارسی
 نظام الدین احمد ۹۹ ، ۴۱۶ ، ۴۲۸
 نظام الدین اولیا ۲۰۳ ، ۲۰۴ ،
 ۲۵۰ - ۲۵۲ ، ۲۵۴ - ۲۶۶
 نظام الدین لکھنوی ۱۰۰
 نظام الملک - نظام حیدر آباد ۳۶۹
 نظام خان حاکم ۶۸
 نظامی عروضی سمرقندی ۱۸۵
 نظامی گنجوی ۶۸ ، ۱۴۰ ، ۳۰۹
 نظر علی نظر سراد آبادی ۴۲۰
 نظیری - محمد حسین نیشاپوری ۳۳۱
 نعیم خیاط لاہوری ۳۷۰
 نعیم - محمد نعیم لاہوری ۳۷۲
 نفیسی - استاد سعید ۱۴ ، ۱۵ ، ۶۷ ،
 ۱۸۶
 نعمتی - عبد اللہ سودھری ۳۷۱
 نقی - لسانی - مرزا علی نقی خان
 ۳۱۷ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴
 نکستی - نکستی - ابو عبد اللہ ۳۷۲

نواز - سردار اللہ نواز ۳۷۵ ، ۳۷۴

نواز - سید محمد ۳۷۴

نور احمد نوشاھی ۱۳۸

نور محمد کشمیری ۵۳

نور محمد گورداسپوری ۶۶

نوری - رک : قاضی نور اللہ

نوری - ملا نور الدین محمد سرہندی

۳۷۷

نوری - نوری بیگ خان ۳۷۷

نوشہ گنج بخش - سید حاجی محمد

۳۰۰ ، ۷۰

نیر - سید علی احمد واسطی ۳۷۸

وارث لاہوری ۳۸۰

وارد - محمد بتالوی ۳۸۰

وارستہ - سیالکوٹی مل ۳۸۰ ، ۲۹۲

۳۸۱

واصف - بولا بخش گجراتی ۳۸۲

واقف - داؤد علی خان ۳۴۳

واقف لاہوری - رک : سکمل لاہوری

واقف - نور العین بتالوی ۳۴ ، ۴۱ ، ۴۱

۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۱۵ ، ۱۱۷ ، ۲۲۹

۳۴۱ ، ۳۴۲ ، ۳۶۴ ، ۳۸۰

۳۸۸ ، ۳۹۳ ، ۳۹۵

والہ - رک : داغستانی

واسن - واسق - محمد اخلاص ۳۹۱

وحدت - عبدالاحد - شاہ گل ۳۱۵

۳۹۶ ، ۳۹۷

وہشت ۳۹۷

وجدان - میر معصوم عالی نسب خان

۱۸۷ ، ۲۳۰ ، ۳۸۲ ، ۳۹۳

وجدی - ملا ۴

وجیہ الدین - شیخ ۳۹۵ ، ۹۰

وجیہ الدین - ملا عوض ۱۷۱

وزیر - وزیر النساء بیگم ۴۳۲ ، ۴۳۳

وفا - سیلارام ۴۳۰

وفائی - سپاہانی - بہوپت رائی ۳۹۷

۴۳۰

وقار انبالوی - ناظم اعلیٰ ۳۹۸

وقار - نواب عبدالحی ۳۹۸ ، ۳۹۹

وقوعی - میر محمد شریف ۳۹۹

ولیعہد ایران والا حضرت - رضا

پہلوی ۱۳۱

ولی لاہوری ۳۹۹

ہاتف - رائی رام جی ۳۹۹

ہاتفی ۴۵

ہادی - شیخ محمد الواعظ ۳۳۴

ہبہ الفارسی - نظام الدین ۲۴۶ ، ۳۷۱

ہردی رام - ہری رام - راجہ ۳۲۸

۳۳۰

ہروی - میر حسینی عراقی ۹۱

ہلاکو خان ۲۹۰

ہمایون - نصیر الدین محمد ۲۷

۴۹ ، ۶۲ ، ۲۸۸ ، ۳۰۴ ، ۳۷۷

۴۰۲

ہمت خان - بدخشی الممالک ۱۷۶

۲۲۸

ہمت یار خان ۴۸ ، ۲۹۱

ہندی - رائی بہادر کنہیا لال ۴۰۰

ہنر - حاجی بیگ لاہوری ۴۰۱

۴۰۲

ہنر - فضل اللہ رک : اکمل محمد افضل

یاور ۲۸۲

- یاسمی - رشید ۱۸۷
 یاسین رضوی - دکترا ۱۶
 یتیم - میرزا نصر اللہ بیگ ۴۰۳ ، ۴۰۴
 یحیی خان بہادر ۱۴۰ ، ۱۴۱
 یزدی - علی ۶۸
 یکتا - احمد یار خان ۱۲۵ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۳۹۷ ، ۴۰۴ - ۴۰۸
 یکتا - محمد عاقل لادوری ۹۰ ، ۴۰۵ - ۴۰۸
 یگانہ - محمد افضل سوددرہ ۴۰۸
 یونس خان چغتائی ۶۸
 یمنی - محمد بن عثمان العتبی ۴۰۹

* * *

حیدر آباد - رک : دکن

خانپور ۳۸۶

خاوران ۱۶۳

خچند ۳۰۳

خراسان ۹ ، ۹۰ ، ۱۱۹ ، ۱۲۴

۱۳۲ ، ۲۷۲ ، ۲۷۴ ، ۲۹۰

۳۴۱

خواف ۲۷۱

خوشاب ۱۰۷ ، ۲۵۸ ، ۴۰۴ - ۴۰۷

دارا گلاب شاہ ۱۳۱

داغستان ۳۸۸ ، ۳۹۰

داکا - جہانگیر نگر ۳۳۲ ، ۳۶۵

داور ۲۷۲

دکن - حیدر آباد ۳ ، ۲۳ ، ۴۸

۷۸ ، ۱۰۰ ، ۱۰۹ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵

۱۱۶ ، ۱۵۹ ، ۱۷۸ ، ۲۰۷ -

۲۰۹ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۲۷

۲۳۱ ، ۲۵۱ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵

۲۷۰ ، ۲۷۳ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵

۳۰۹ ، ۳۴۰ ، ۳۴۳ ، ۳۵۲

۳۵۶ ، ۳۶۹ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵

۴۱۶ ، ۴۲۱

دمشق ۲۳۵ - ۲۳۷

دہلی ۱۱ ، ۳۳ ، ۳۷ ، ۴۹ ، ۶۴ -

۶۶ ، ۸۲ ، ۸۳ ، ۸۶ ، ۸۷ ، ۱۰۲

۱۱۲ ، ۱۱۷ ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ -

۱۲۴ ، ۱۲۶ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱

۱۴۴ ، ۱۴۸ ، ۱۵۱ ، ۱۵۴

۱۵۹ ، ۱۷۶ ، ۱۷۸ ، ۱۸۸

۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۰۰ ، ۲۰۶

۲۰۷ ، ۲۱۵ ، ۲۴۷ ، ۲۷۶

۲۹۳ ، ۳۱۹ ، ۳۲۶ ، ۳۲۹

۳۳۰ ، ۳۳۹ ، ۳۴۲ ، ۳۶۱

۳۶۲ ، ۳۶۴ ، ۳۹۴ ، ۴۱۰

۴۲۲

راجپوتانہ ۴۱۳

راجیکی ۲۶۲

رامپور ۶۸ ، ۷۸

راولپندی ۱۳۶ ، ۲۸۷ ، ۳۲۰

رایچور ۳۶۹

رتہ پیران ۲۷۵ ، ۳۰۰

رحیم یار خان ۷۹

ردولی ۳۰۰

روان - رونہ ۱۶۳ ، ۱۶۴

رہتاس ۱۹۳ ، ۲۸۱

سابور ۱۰۱ ، ۱۳۴

سارن بہار ۴۰۳

سامانہ ۶۴ ، ۶۵

سامکن پال ۶۹ ، ۷۰ ، ۷۸ ، ۱۳۸

۲۶۳ ، ۳۰۰ ، ۳۲۰ ، ۳۲۲

۳۲۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸

ساہیوال - سنگمری ۲۴۷ ، ۲۷۸

سبز ۲۹۴

سبزوار ۳۱۸

ستلج - رود ۷

سرہند - سہرند ۲ ، ۱۰۴ ، ۱۳۵

۱۳۶ ، ۱۵۴ ، ۱۵۸ ، ۱۷۵

۲۰۳ ، ۲۲۰ ، ۲۵۰ - ۲۵۵

۳۰۳ ، ۳۲۶ ، ۳۲۸ ، ۳۷۷

۳۹۳

سفیدونی ۳۷۷

شوستر ۳۷۶	سمرقند ۲۰ ، ۱۳۹ ، ۲۳۳ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵
شیخوپورہ ۲۷۵	سند ۲ ، ۳ ، ۴۲ ، ۴۴ ، ۴۶ ، ۴۸ ، ۴۹
شیراز ۶ ، ۸۳ ، ۱۱۲ ، ۲۱۷ ، ۲۳۱ ، ۲۴۰	۱۲۲ ، ۱۲۰ ، ۶۹ ، ۶۴ ، ۱۵۷ - ۱۵۹ ، ۱۷۸ ، ۲۱۲ ، ۲۴۶ ، ۳۰۵ ، ۳۱۸ ، ۳۷۲ ، ۳۸۳ ، ۳۹۰ ، ۴۰۵
۳۷۹	سودھرہ ۱۸۰ ، ۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۴۰۸
شیرکوت ۶۹	سورت ۹۹ ، ۱۱۵ ، ۳۸۶
طوس ۱۳۱	سوریہ - شام ۲۳۶
ظفروال ۲۱۰	سیالکوت ۵۳ ، ۵۵ ، ۶۱ ، ۱۲۶ ، ۱۴۸ ، ۱۵۴ - ۱۵۷ ، ۱۹۰ ، ۱۹۵ ، ۲۰۲ ، ۲۱۰ ، ۲۱۳ ، ۲۲۱ ، ۲۲۷ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۶۵ ، ۳۵۸ ، ۳۶۵ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۴۳۱
عراق ۹ ، ۱۱۹ ، ۱۲۴ ، ۱۵۴ ، ۲۰۳ ، ۲۲۱ ، ۲۴۶	سیستان ۱۶۴
عرب ۸ ، ۲۷ ، ۲۸۶ ، ۳۱۷ ، ۱۱۸ ، ۸۷ ، ۷۶ ، ۴۰۵ ، ۳۷۳	سیوستان ۱۲۰ ، ۱۲۲ ، ۳۵۵
علیگر ۲۲۷ ، ۳۰۷ ، ۴۲۲	شادیوال ۲۶۱ ، ۲۶۱
عمان ۱۵	شاہجہان آباد ۱۹ ، ۳۸ ، ۸۴ - ۸۶ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۲۰ ، ۱۲۲ ، ۱۲۴ ، ۱۵۵ ، ۱۶۶ ، ۱۷۱ ، ۱۷۵ ، ۱۸۰ ، ۱۸۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۲ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۷۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۳ ، ۲۹۹ ، ۳۱۵ ، ۳۳۰ ، ۳۴۴ ، ۳۵۱ ، ۳۷۸ ، ۳۸۸ ، ۳۹۰ ، ۴۲۰
غزنین ۶ ، ۷ ، ۱۵۴ ، ۱۶۴ ، ۱۶۶ ، ۲۴۹ ، ۴۰۴ ، ۴۰۵ ، ۴۰۸	شاہدرہ ۳۳۲
غور ۱۲۶	شجاع آباد ۱۲۵
فارس ۱۱۹ ، ۱۲۴ ، ۱۶۸ ، ۲۱۱	شوردی ۱۶۵
فتح پور سیکرٹ ۲۴۰ ، ۲۴۱	
فرات ۲۳۲	
فرخ آباد ۱۹ ، ۲۲ ، ۱۵۱ ، ۲۶۴	
فرغانہ ۸ ، ۲۷	
فیروزپور ۷۹ ، ۲۷۸	
فیض آباد ۲۹۲	
قادیان ۸۸ ، ۲۶۰	
قصور ۱۷ ، ۱۰۳ ، ۲۸۸	
قلعہ میان سنگ ۲۳۲	
قندھار ۶۲ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۸۲	
قنوج ۸ ، ۲۲ ، ۳۳ ، ۶۸ ، ۹۴	
۱۹۳ ، ۳۰۰ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴	

۲۶۵ - ۲۶۷ ، ۲۸۷ ، ۳۲۰ -

۳۲۲ ، ۳۶۶

کنچی ۲۵۲ ، ۲۵۵

کوری ۲۱۶

کو کووال ۲۱۴

کنہاریان ۲۳۴

کنہجوا ۴۰۳

کنہجولا ۱۵

کنہمبی ۱۰۱

کنہوتوال ۲۷۷

کنہیم کرن ۱۷

کیمبل پور ۷۰ ، ۱۹۵ ، ۳۲۳ ، ۳۶۷

گجرات - احمد آباد ۳ ، ۱۴۳ ،

۱۵۹ ، ۱۸۲ ، ۲۹۹ ، ۳۱۵

گجرات - پنجاب ۱۵ ، ۲۴ ، ۲۶ ،

۳۲ ، ۷۰ ، ۷۱ ، ۹۵ ، ۹۸ ،

۱۰۶ ، ۱۱۱ ، ۱۳۴ ، ۱۳۶ ،

۱۳۸ ، ۱۴۳ ، ۱۴۷ ، ۱۵۳ ،

۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۹۱ ، ۲۱۱ ،

۲۱۶ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۳۰ ،

۲۳۴ ، ۲۴۵ ، ۲۵۹ ، ۲۶۱ ،

۲۶۲ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۷ ،

۲۷۰ ، ۲۸۷ ، ۳۰۰ ، ۳۲۰ ،

۳۲۲ ، ۳۳۱ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵ ،

۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ،

۳۸۲ ، ۴۱۶ ، ۴۲۸

گرہ ۱۱۲

گریوہ ۱۲۶

گوبند گرہ ۳۷

گوجرانوالہ ۳۳ ، ۱۱۲ ، ۱۶۹ ،

۲۶۳ ، ۲۹۹

۲۳۰ ، ۲۴۱ ، ۲۷۷ ، ۲۸۲ ، ۳۰۴ ،

۳۴۸ ، ۳۴۱

کاشان ۱۶۰ ، ۲۲۲ ،

کالی ۲۹۳

کالی والہ ۳۳ ، ۲۹۹ ،

کاسبریج ۳۶۶

کانپور ۲۴۳

کانگرہ ۳۲۷ ، ۳۸۲ ،

کیورتھلہ ۳۳۷

کتاس ۱۵

کتھالہ ۱۶۱

کچھو ۱۶۰

کراچی ۱۶ ، ۱۳۰ ، ۱۷۰ ، ۳۰۸ ،

۳۷۱ ، ۳۷۵

کرناٹک ۲۵

کرناٹک ۲۷ ، ۲۰۳ ، ۳۷۷ ،

کش ۱۴۰

کشمیر ۳ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۹ ، ۳۲ ،

۳۵ ، ۵۰ ، ۵۱ ، ۵۳ ، ۵۵ ، ۵۹ ،

۶۱ ، ۷۲ ، ۷۹ ، ۹۴ ، ۱۱۵ - ۱۱۸ ،

۱۵۰ ، ۱۵۲ ، ۱۶۷ ، ۱۶۹ ،

۱۷۳ ، ۱۷۵ ، ۱۷۸ ، ۱۹۱ ،

۱۹۷ - ۲۰۰ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ،

۲۱۲ ، ۲۱۵ ، ۲۲۰ ، ۲۲۳ ،

۲۲۵ ، ۲۳۹ ، ۲۹۱ ، ۲۹۵ ،

۳۰۶ ، ۳۳۴ ، ۳۶۵ ، ۳۹۷ ،

۴۰۸ ، ۴۳۰

کلانور ۴۷ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۳۹۱ ،

۳۹۲

کلاکتہ ۲۰۷ ، ۳۰۴ ،

کنجاہ ۹۵ ، ۱۱۱ ، ۱۴۷ ، ۱۶۷ ،

گوجر خان ۳۲۰

گور داس پور ۶۶، ۷۹، ۲۶۰

۳۲۳

گولیکہ ۱۰۶

لاہور ۳ - ۷، ۱۲، ۱۴، ۱۷

۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۳۱

۳۴، ۳۶ - ۳۸، ۴۰، ۴۲ - ۴۳

۵۴، ۵۹ - ۶۲، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۸

۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۸۱، ۸۳، ۸۶

۸۷، ۹۱، ۹۲، ۹۶، ۹۹

۱۰۵، ۱۰۷ - ۱۰۹، ۱۱۰

۱۱۶، ۱۱۸ - ۱۲۲، ۱۲۶

۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۸ - ۱۴۰

۱۴۳ - ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۹

۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۴ - ۱۵۶

۱۶۶، ۱۶۹ - ۱۷۳، ۱۷۶

۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۵ - ۱۸۹

۱۹۳، ۱۹۶ - ۱۹۸، ۲۰۰

۲۰۵ - ۲۰۹، ۲۱۱

۲۲۳، ۲۲۷، ۲۲۸ - ۲۳۰

۲۱۰ - ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۹

۲۵۴، ۲۵۷، ۲۵۸ - ۲۶۰

۲۶۵ - ۲۶۷، ۲۷۳، ۲۷۵

۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۵ - ۲۸۹

۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۶ - ۳۰۰

۳۰۳ - ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۶

۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۴ - ۳۲۶

۳۳۰، ۳۳۲ - ۳۳۹، ۳۴۱

۳۴۲، ۳۴۳ - ۳۴۹، ۳۵۱

۳۵۴، ۳۵۵ - ۳۵۷، ۳۶۰

۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۶ - ۳۶۸

۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۵ - ۳۸۲

۳۸۴ - ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۰

۳۹۳ - ۳۹۵، ۳۹۷ - ۳۹۹

۴۰۱، ۴۰۳ - ۴۰۸، ۴۱۰

۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۶ - ۴۱۸

۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۶ - ۴۲۸

۴۳۱، ۴۳۲

لاہور ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۴

لاہور ۳۳۸

لارستان - لارستان ۱۰۶

لکھنؤ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶

۱۰۷ - ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵

۱۲۳، ۱۲۶

نہال ۶، ۸

نویں چار سہ

نور پور ۳۳۳

نور پور ۳۳۴

نور پور ۳۳۵

نور پور ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸

نور پور ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱

نور پور ۳۴۲

نور پور ۳۴۳

نور پور ۳۴۴

نور پور ۳۴۵

نور پور ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹

۳۵۸

نور پور ۳۵۹

نور پور ۳۶۰

نور پور ۳۶۱

نور پور ۳۶۲، ۳۶۳

۳۶۴

ہاتھ - ہتیاں ۱۰

ہالہ ۶۴ ، ۱۰۷ ، ۲۸۲ ، ۳۰۴

ہجویر ۲۴۹

ہرات ۸ ، ۳۴ ، ۱۱۵ ، ۱۲۶

۲۳۲ ، ۴۲۲

ہرسز - دہ ۱۶۰

ہریہ والا - دہ ۲۶۲ ، ۳۶۵

ہمدان ۱۸۳ ، ۱۸۵ ، ۱۸۷

ہند - ہندوستان ۳ - ۱۴ ، ۱۷

۲۱ ، ۲۶ ، ۲۸ ، ۳۱ ، ۴۱

۴۲ ، ۴۴ ، ۴۸ ، ۴۹ ، ۵۴

۵۵ ، ۶۲ ، ۷۴ ، ۸۳ ، ۸۸ ، ۹۱

۹۵ ، ۹۹ ، ۱۰۳ ، ۱۰۵ ، ۱۱۵

۱۱۸ ، ۱۱۹ - ۱۲۴ ، ۱۳۲

۱۳۵ ، ۱۳۸ ، ۱۴۲ ، ۱۴۳

۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ۱۵۴ ، ۱۵۷ -

۱۶۰ ، ۱۶۳ - ۱۶۵ ، ۱۷۲

۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶

۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷

۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳

۲۰۸ ، ۲۱۱ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ -

۲۲۳ ، ۲۲۶ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲

۲۳۵ ، ۲۴۰ ، ۲۴۲ ، ۲۴۶

۲۴۹ ، ۲۵۱ ، ۲۵۵ ، ۲۵۸

۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۷ ، ۲۶۸

۲۷۱ ، ۲۷۷ ، ۲۸۱ ، ۲۸۳ -

۲۸۵ ، ۲۸۹ ، ۲۹۲ ، ۲۹۴ -

۲۹۸ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶

۳۱۳ ، ۳۱۶ ، ۳۲۱ ، ۳۲۴

۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۴

مکھد ۳۲۳

ملتان ۲ ، ۵ - ۷ ، ۳۲ ، ۳۳

۳۷ - ۳۹ ، ۴۴ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۵

۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۱۱ ، ۱۲۰ ، ۱۲۲

۱۲۳ ، ۱۲۵ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸

۱۳۵ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۱۵۸

۱۶۱ ، ۱۸۲ ، ۲۰۷ ، ۲۲۱

۲۲۳ ، ۲۳۶ ، ۲۶۳ ، ۲۷۲

۲۷۶ - ۲۷۸ ، ۲۹۰ ، ۲۹۹

۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۹ - ۳۴۲

۳۴۴ ، ۳۵۸ ، ۳۷۵ ، ۳۸۱ ، ۳۹۴

۳۹۵ ، ۴۰۴ - ۴۰۷ ، ۴۱۰ ، ۴۱۵

مستگمری - رک : ساھیوال

مونگٹانوالہ ۵۱

موہلہ ۳۲۰

میونیک ۵۴

نارووال ۲۲۱

ناگور ۲۸۴ ، ۲۸۵

نانی ۱۴۴

نجف اشرف ۲۴۰ ، ۲۴۱

نصر پور ۱۰۶

نگینہ ۳۷۸ ، ۳۰۷

نور محل ۴۱۸

نو شہرہ ۸۲ ، ۳۳۵

نولکشور - مطبع ۲۴۳

نہتور ۳۷۸

نیشاپور ۳۰۷

نیمہان ۹۲ ، ۹۳

وجیرستان - رک : اجرستان

وزیرآباد ۱۹ ، ۲۲۷ ، ۳۶۵

وینہ ۵۴

۴۳۰ ، ۴۲۸ ، ۴۲۰	، ۳۴۲ ، ۳۴۰ ، ۳۳۹ ، ۳۳۶
، ۳۰۹ ، ۲۴۷ ، ۱۲۹ ہوشیار پور	، ۳۵۲ ، ۳۵۰ ، ۳۴۶ ، ۳۴۵
۴۲۶ ، ۴۲۴ ، ۳۸۶ ، ۳۱۳	- ۳۸۸ ، ۳۷۶ ، ۳۶۲ ، ۳۵۶
یزد ۳۰۳ ، ۷۲	، ۴۰۵ ، ۳۹۹ ، ۳۹۷ ، ۳۹۱
یوسف زئی ، کوئٹہ ۲۱۵	، ۴۱۹ ، ۴۱۶ ، ۴۱۰ ، ۴۰۶

* * *

فہرست کتب

آب و رنگ - مثنوی ۳۵۰	قبال ۵۶
آذکار آذر ۱۲۷ ، ۱۶۳ ، ۱۶۸	اکبر نامہ ۴۰۲
۲۹۵	الکسیر اعظم ۲۸۹
آرگس - مجلہ ۲۴۳ ، ۳۷۵	الافکار ۲۹۲
آسمان سخن ۳۵۴	النبلاغ - مجلہ ۱۷
آفتاب عالمتاب ۶۲ ، ۶۳ ، ۱۶۸	المنامات منعمی ۳۴۶
آفتاب - مجلہ ۴۳۰	المنال - مجلہ ۱۷
آیین اکبری ۶۲ ، ۱۰۳ ، ۲۱۳	انشای برعمین ۷۵
۲۱۵ ، ۲۴۰ ، ۲۸۳ ، ۳۹۷	انشای خادسی ۱۳۶
ابجد فکر ۴۲	انشای ستیر ۳۵۰
ابن ان معرفت ۴۲	انوار قدریہ ۲۱
اتالیق فارسی ۷۸	ایران امروز ۱۵۲
احسانات العارفین ۲۸۸	ایران صغیر ۲۳۹
احقاق الحق ۳۷۶	ایشیا - مجلہ ۲۲۵
الجمرا - مجلہ ۴۲۸	بابر نامہ ۳۱۶
اخبار الاخبار ۲۷۷	بال جبریل ۵۴
اخلاق ہندی ۴۰۰	بانگ درا ۵۴
اذکار قلندری ۲۷۵	بدر حسین - رسالہ ۴۱۹
ارجع المطالب ۷۸	برزخ صغری ۱۳۸
اردو نامہ - مجلہ ۱۴۹	برزخ کبری ۱۳۸
ارمغان پاک ۲۵۶	بزم و رزم ۳۵۹
ارمغان حجاز ۵۴	بعض خصوصیات هندوستان - مثنوی
ارمغان فارسی ۵۲	۱۷۷
اسرار خودی ۵۴ ، ۲۷۹	بلغ البیان - قصیدہ ۲۷۸
اظہار حقیقت ۲۶۲	بندگی نامہ ۵۴ ، ۴۰۰

تذکرۃ الوفای ۱۰۹ ۳۲۷	بوستان سعدی ۶۸
تذکرۃ حسینی ۶۲ ۱۳۰ ۱۱۰ ۱۰۰	بهارستان ناز ۴۳۳
۱۱۸ ۱۳۰ ۱۶۰ ۱۸۰	بهار عجم ۱۴۷
۱۹۰ ۱۹۳ ۲۰۰ ۲۰۳	بیدل ۳۰
۲۵۷ ۲۶۶ ۲۸۵ ۲۸۸	بینظیر - تذکرہ ۴۷ ۱۶ ۱۰۴
۳۱۸ ۲۹۲ ۲۹۷ ۳۳۱	۱۰۹ ۱۲۵ ۱۵۴ ۱۵۷
۳۶۷ ۳۹۱ ۳۹۲ ۴۰۴	۱۵۹ ۲۰۷ ۲۱۳ ۳۱۷
تذکرۃ خواتین ۳۳۲	۳۴۵ ۳۷۰ ۳۹۹ ۴۰۷
ترجمان القرآن ۱۰	پارسی سرایان کشمیر ۲۱۵
ترجمان پارسی ۷۸	پاژند ۱۲۰
تزک بابری ۶۸ ۳۰۴	پردیوہ چندر نایک ۹۲ ۹۳ ۹۴
تکمیل الایمان ۳۰۰	پروانہ پندار ۵۱
نمسخر کدہ ۴۱۹	پری خانہ ۳۱
نہیدہ الغافین ۱۱۹ ۳۸۱	پس چہ باید کرد ۵۴
نقد الحقایق ۲۶۲	پنجابی قصی فارسی دین (اردو) ۲۷۳
توحید باری تعالیٰ ۶۲	پھول ۱۷۰
تہذیب الاخلاق ۲۲۵	پیام مشرق ۵۴
تہذیب نسوان - مجلد ۱۷۰	تاریخ پنجاب ۴۰۰
تیمور نامہ ہدائی ۵۰	تاریخ طب ۱۳۸
جامع المعجزات ۳۳۴	تاریخ فرشتہ ۵
جاوید نامہ ۵۰	تاریخ لاہور ۴۰۰
جلال اختر - مثنوی ۴۱۹	تبسم کدہ ۴۱۹
جنگ رنگ ۳۸۱	تحفۃ المجالس ۱۱۶
جنگ نامہ محمد اعظم ۱۸۷	تخت سلیمان ۲۰۰
جوامع الحکایات ۷	تذکرہ ۳۴ ۳۳۱
جوش و خروش ۱۸۷	تذکرۃ الشعراء ۱۱۸ ۹۱ ۱۵۷
جہان آسوب - مثنوی ۴۰۶ ۴۰۰	۱۷۵ ۲۵۴ ۳۵۱ ۳۸۱
چار شربت ۲۹۳	۳۹۱
چمنستان ۳۱	تذکرۃ العارفين ۱۲۴ ۱۲۸ ۱۵۷
چهار چمن ۷۲ - ۷۵	۲۳۶ ۲۵۶ ۲۵۹ ۲۸۵
چهار درویش ۲۰۷	۳۱۸

- چهار عنصر ۸۲ ، ۸۷ ، ۸۸
 چهار گشن ۳۱۶
 چهار مقاله ۱۸۵ ، ۱۸۶
 حاذق - مجله ۲۲۵
 حافظ - شرح دیوان ۳۰
 حدیث عشق ۲۳۹
 حدیقه الاولیا ۱۸۰
 حرب و حزب ۳۵۹
 حسنات العارفین ۲۸۹
 حسین و عشق ۱۷۷ ، ۲۳۱ ، ۳۲۷
 حق الیقین ۷۸
 حق نما - رساله ۲۸۸ ، ۲۸۹
 حکمه العین ۱۲۴
 حیات بسمیل ۷۸
 حیات جاوید ۴۲۲
 حیات معدی ۴۲۲
 حیات قدسی ۲۶۲
 ختمات القرآن ۷۸
 خدنگ نظر ۳۵۷
 خزانه عامره ۳ ، ۴۵ ، ۸۵ ، ۱۱۶
 ۱۲۳ ، ۱۵۶ ، ۱۵۹ ، ۱۷۴
 ۱۸۵ ، ۲۲۲ ، ۲۴۱ ، ۲۵۱
 ۲۵۹ ، ۲۷۰ ، ۲۹۷ ، ۳۰۳
 ۳۰۶ ، ۳۲۹ ، ۳۴۰ ، ۳۸۶
 ۳۸۸ ، ۳۹۱ ، ۳۹۵ ، ۳۹۹
 خزینه الاصفیا ۱۸۰
 خستخانه نامه ۱۷۶ ، ۱۷۷
 خلاصه الافکار ۱۸۷ ، ۳۱۷
 خلاصه الحساب ۳۵۴
 خلافت اسلامیہ ۳۰
 خمسہ نظامی ۶ ، ۱۴۰
- خواص اعداد - رساله ۳۵۴
 خود آموز پاریسی ۱۵۲
 خیالستان - مجله ۱۳
 دبستان مذاعب ۱۷۸
 در ثمین ۲۶۱
 درد و الم ۳۵۰
 درد و درمان ۳۳۸
 در عدن ۳۲۴
 دستور عشق - مثنوی ۱۰۹
 دیر و شیدا - مثنوی ۲۵
 ده فصل - رساله ۲۳۶
 دیوان شباب ۴۱۹
 ذره و خورشید ۱۰۳
 راز بیخودی - مثنوی ۲۷۸ ، ۲۷۹
 رانجها و هیر ۴۲ ، ۴۴ ، ۱۱۲
 رجال السند و المهند ۱۸۵
 رجال - تذکرہ ۴۸
 رجم الشیاطین ۳۸۱
 رساله جلالیہ ۲۳۳
 رسول الکلام ۱۴۹
 رقعات مخلص ۳۳۱
 رزوایما ۳۵۰
 رموز بیخودی ۵۴
 روائج - رساله ۱۷۷
 روح الارواح ۱۲۷
 روح المعانی ۳۵۹
 روز روشن - تذکرہ ۲۰ ، ۳۲
 ۴۷ ، ۶۱ - ۶۳ ، ۷۲ ، ۸۱
 ۹۰ ، ۹۴ ، ۹۹ ، ۱۰۱
 ۱۰۲ ، ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۲۹
 ۱۳۶ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۵

سبحه المرجان فی آثار ہندوستان ۱۸۷

سبعہ سیارہ زلالی ۲۱۲ ، ۲۱۳ ،

۲۷۲

سخنوران چشم دیدہ ۵ ، ۳۱ ،

۳۲ ، ۳۷ ، ۶۰ ، ۹۵ ، ۱۱۱ ،

۱۳۸ ، ۱۷۰ ، ۲۱۷ ، ۲۸۲ ،

۳۱۹ ، ۳۲۷ ، ۳۴۳ ، ۴۱۷ ،

۴۱۹ ، ۴۲۰ ، ۴۲۱

سراج منیر ۳۵۰

سرآسن سعدی و حافظ ۱۵۲

سرمایہ پیری ۴۱۹

سرمایہ حیات ۴۱۹

سرمایہ نازش ۳۵۹

سرو آزد ۴ ، ۸۴ ، ۲۸۵ ،

۲۹۸ ، ۳۵۱

سرور الشاطرین ۴۱۹

سسی پنول ۲۷۵ ، ۳۴۴

سعد و جمیل ۴۱۹

سفینۃ الاولیاء ۲۸۸ ، ۲۸۹

سفینہ خوشگوار ۳۹ ، ۴۱ ، ۴۷ ،

۴۹ ، ۶۱ ، ۹۱ ، ۹۳ ، ۱۰۱ ،

۱۱۴ ، ۱۱۸ ، ۱۲۸ ، ۱۳۲ ،

۱۳۶ ، ۱۴۴ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ،

۱۶۶ ، ۱۷۱ ، ۱۷۳ ، ۱۷۷ ،

۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۴ ، ۲۰۳ ،

۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ، ۲۲۲ ،

۲۶۵ ، ۲۸۱ ، ۲۸۲ ، ۲۸۳ ،

۲۹۱ ، ۲۹۲ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴ ،

۲۹۵ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ،

۲۹۹ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ،

۱۴۷ ، ۱۵۱ ، ۱۶۵ ، ۱۷۰ ،

۱۷۲ ، ۱۹۹ ، ۲۰۲ ، ۲۱۴ ،

۲۱۵ ، ۲۲۰ ، ۲۲۴ ، ۲۲۹ ،

۲۵۷ ، ۲۵۸ ، ۲۶۹ ، ۲۷۱ ،

۲۷۳ ، ۲۷۸ ، ۲۸۳ ، ۳۴۰ ،

۳۵۰ ، ۳۵۵ ، ۳۸۷ ، ۳۹۶ ،

۴۰۶

روضۃ السقین ۳۹۱

روضۃ العین ۲۶۸

روسان - مجلہ ۴۱۳

روسی عصر ۵۵ ، ۵۶ ، ۲۳۹

رئیسان پنجاب ۱۹

ریاض الشعراء ۴ ، ۱۱ ، ۱۹ ، ۴۱ ،

۷۴ ، ۹۱ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ،

۱۵۵ ، ۱۵۸ ، ۱۶۴ ، ۱۸۱ ،

۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۹ ، ۱۹۸ ،

۲۰۳ ، ۲۱۳ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ،

۲۲۱ ، ۲۲۸ ، ۲۳۲ ، ۲۳۵ ،

۲۴۱ ، ۲۵۸ ، ۲۶۵ ، ۲۶۸ ،

۲۸۵ ، ۲۹۶ ، ۳۰۷ ، ۳۳۱ ،

۳۳۹ ، ۳۴۷ ، ۳۸۲ ، ۳۹۱ ،

۳۹۲ ، ۴۰۵

ریاض الفتح ۱۹

زاد المسافرین ۱۲۷ ، ۱۲۸ ،

زبور شجیم ۵۴ ، ۶۶ ،

زلالی - رک : سبعہ سیارہ

زیندار - روز آمد ۱۷۰ ، ۲۲۷ ،

ژند ۱۲۰

ساز و برگ - مثنوی ۳۵۰

ساقی نامہ ۱۰۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۰ ،

۴۱۹

شور جنون - مثنوی ۲۱۲ ، ۲۱۳	۳۹۶ ، ۴۰۳ ، ۴۰۴ ، ۴۰۷
شیرین و خسرو مثنوی ۳۴۰	۴۰۸
صاحب نامہ ۲۶۹	سفینہ دانش ۱۵۲
صارقہ - تذکرہ ۱۸	سفینہ علی حزن ۱۲۵
صبح گلشن - تذکرہ ۲۲ ، ۴۹	سفینہ ہندی ۲۹۲
۶۳ ، ۹۲ ، ۹۹ - ۱۰۱ ، ۱۱۳	سکندر نامہ ۱۰۵ ، ۲۶۲
۱۲۶ ، ۱۵۱ ، ۱۶۶ ، ۱۷۱	سکینہ الاولیا ۱۹۷ ، ۲۸۹ ، ۳۱۸
۱۸۱ ، ۲۰۰ ، ۲۱۲ ، ۲۱۸	۳۵۵
۲۳۰ ، ۲۵۹ ، ۲۷۶ ، ۳۰۳	سلسلہ الاولیا ۱۶۷ ، ۳۲۲
۳۲۱ ، ۳۳۵ ، ۳۳۸ ، ۳۴۸	سلک سروارند ۲۴۴
۳۵۲ ، ۳۵۸ ، ۳۶۴ ، ۳۷۶	سواطع الالہام ۲۸۳
۳۷۷ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۹۶	سیرۃ النبی ۴۲۶
۳۹۷ ، ۴۰۲ ، ۴۰۴ ، ۴۱۰	سیف صارم ۲۶۱
صحیفہ التکوین ۳۶۰ ، ۳۶۲	سیمرغ ۲۷۸
صحیفہ غم ۲۸۷	شام غریبان ۲۰۸
صراط المستقیم ۱۲۷	شاہنامہ فردوسی ۶ ، ۲۶ ، ۶۸
صفات کائنات ۳۸۱	شاہ و ماہ - مثنوی ۲۵
صورت سرمد - مثنوی ۴۱۹	شجرۃ الامانی ۲۹۳
صور صوفی ۳۵۴	شرح احوال و آثار بہار ۲۳۹
ضرب کلیم - اردو ۵۴	شعر العجم ۴۲۶
ضرب کلیم - فارسی ۲۳۹	شکر لب - مثنوی ۴۱۹
طبقات ناصری ۶۸ ، ۳۴۷ ، ۳۴۸	شمع انجمن ۳۱ ، ۴۰ ، ۴۲ ، ۴۶
طرب المجالس ۱۲۷	۷۶ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۱۱۷
طوطی نامہ - حمیدی ۱۳۳	۱۲۴ ، ۱۵۳ ، ۱۵۶ ، ۱۷۲
طول اہل - مثنوی ۴۱۹	۱۸۲ ، ۲۰۹ ، ۲۱۴ ، ۲۱۸
ظفر نامہ رنجیت - سینگ ۴۰۰	۲۱۹ ، ۲۴۲ ، ۲۵۸ ، ۲۶۷
ظفر نامہ شاہجہان ۵۰ ، ۵۲	۲۶۸ ، ۲۸۶ ، ۲۸۸ ، ۲۹۴
ظفر نامہ علی یزدی ۶۸	۳۱۶ ، ۳۳۱ ، ۳۴۰ ، ۳۵۱
عقاید ناظم ۳۶۶	۳۸۸ ، ۳۹۵ ، ۴۰۸
علم الاقتصاد ۵۵	شمع تابان ۱۶۸
عمدة التواریخ ۳۱۶	شمع جہان افروز ۲۱۵

- کارنامه عشق ۳۳۱
 کاروان خیال ۱۸
 کتاب الانساب ۴۸
 کتاب الرمل ۳۷
 کشف الاسرار ۲۴۹
 کشف المحجوب ۲۴۹
 کلمات الشعراء ۳، ۳۴، ۳۸، ۶۵
 ۷۴، ۸۰، ۸۲، ۹۴، ۱۰۲ -
 ۱۰۴، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۷۵ -
 ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۹۲، ۲۲۸
 ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۶۴، ۲۷۱
 ۳۹۲
 کلیات اقبال لاهوری ۵۵
 کلیات فرحت ۲۷۵
 کلیله و دمنه ۳۶۸
 کنز الرحمت ۳۳
 کنز الفوائد ۷۸
 کنز المربوز ۱۲۷
 کیگوهر نامہ ۱۹۳، ۲۸۲
 گجرات کا دبستان شاعری - اردو ۱۵
 گرنتھ صاحب بابا نانک ۹۳، ۳۱۶
 گنتہ های رومی و اقبال ۲۳۹
 گلبنگ حیات ۶۱
 گلبنک - رسالہ ۳۱، ۴۱۶
 گلبنگ سخن ۲۷۸
 گلدستہ حسن ۴۰۶، ۴۰۷
 گلدستہ سخن ۲۱۱
 گل رعنا - تذکرہ ۷۲، ۷۵، ۸۲
 ۹۴، ۱۲۹، ۱۷۶، ۲۰۸، ۲۲۹
 ۲۹۴، ۳۲۸، ۳۳۱، ۳۸۱
 ۳۹۹
 عمل صالح ۱۸۲، ۱۹۶، ۲۹۶
 ۳۴۳، ۳۴۹، ۳۶۰
 عیون التاریخ ۳۷۷
 غالب ۴۲۴
 غبار خاطر ۱۸
 غرة الکمال ۱۴۱
 فانوس خیال - مجلہ ۱۷۰
 فتوح الغیوب - شرح ۲۵۹
 فیخر الدین مبارک شاہی تاریخ ۶
 فرحت الناظرین ۳۲، ۱۹۰، ۲۵۴
 ۳۲۳، ۳۲۲
 فرح نامہ ۴۱۹
 فرخ صبیان ۳۱
 فرشتہ - تاریخ ۱۴۱
 فرهنگ عشق - مثنوی ۲۶
 فرهنگ نامہ رازی ۱۵۲
 فریاد فضلی ۲۷۸
 فلسفیان اسلام ۷۰
 قرآن مجید ۱۹۸ - ۲۰۰، ۲۸۳ -
 ۲۸۵، ۳۰۰، ۳۲۰، ۳۲۲
 ۳۶۱، ۳۶۲، ۴۰۷
 قصاید عرفی - شرح ۳۵۰
 قصص فقرای ہند ۹۳، ۹۴
 قصہ جنگ و جدل سیالکوٹ ۲۷۵
 قصہ عبد اللہ و رادھان ۲۷۵
 قضا و قدر - مثنوی ۱۷۷
 قند پارسی ۱۵۲
 قند عجم ۱۵۲
 قول فیصل ۱۸
 کارنامہ اسلام ۲۷۸
 کارنامہ - رسالہ ۳۵۰

- گلزار حاکمی ۱۱۳
 گلزار خلیل ۳۲
 گلزار شہادت - مثنوی ۴۱۹
 گلزار محبت ۴۱۹
 گلزار ہندی ۴۰۰
 گلستان سخن ۷۹
 گلستان سعدی ۱۸۱ ، ۸۳ ، ۶۸
 گلشن راز جدید ۵۴
 گلشن راز - مثنوی ۱۲۷ ، ۱۲۶
 گلشن معرفت ۳۲۷
 گلشن معنی ۴۱۹
 گل نخستین ۳۵۹
 گنجینہ سروری ۱۸۰
 لباب الالباب ۷ ، ۲۰ ، ۴۸ ، ۱۰۴ ،
 ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ،
 ۱۴۲ ، ۱۴۳ ، ۱۴۶ ، ۱۶۳ ،
 ۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۲۱۰ ، ۲۳۳ ،
 ۲۴۶ ، ۲۷۴ ، ۲۸۱ ، ۳۶۸ ،
 ۳۷۱ ، ۳۷۳ ، ۴۱۰
 لسان العرفان - مثنوی ۲۷۸
 لسان الغیب ۱۴ ، ۴۳۰
 لغت فرس ۱۳۲
 لمعات عراقی ۲۳۵
 لیلی مجنون ۲۸۵
 مآثر الکرام ۴۶ ، ۶۰ ، ۸۷ ، ۱۵۴ ،
 ۱۵۷ ، ۱۷۵ ، ۲۵۵ ، ۳۰۷ ،
 ۳۶۹ ، ۴۰۷
 ماہ نو ۳۵۲
 مثنوی مبین ۳۰۴
 مثنوی محیط ۳۲۷
 مثنوی مولانا روم ۷۹ ، ۲۶۲
 مجالس المومنین ۳۷۶
 مجمع البحرین ۲۸۸
 مجمع التواریخ ۲۶۴
 مجمع الفرس ۱۸۱
 مجمع اللطایف ۳۲۲
 مجمع النفایس ۱۱ ، ۲۳ ، ۸۱ ،
 ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۳۳ ، ۱۴۳ ،
 ۲۷۷ ، ۳۲۱ ، ۳۲۹ ، ۳۳۰
 مجموعہ قصاید خدا بخش ۱۳۹
 محمود نامہ ۳۲۵
 محیط اعظم ۳۲۷
 محیط الاسرار ۳۲۷
 محیط الحقایق ۳۲۷
 محیط دانش ۳۲۷
 محیط درد ۳۲۷
 محیط عشق ۳۲۷
 محیط غم ۳۲۷
 محیط معرفت ۳۲۷
 مخزن التواریخ ۲۴۵
 مخزن الغرایب ۹۴
 مخزن پنجاب - تاریخ ۱۸۰
 مخزن توحید ۴۰۰
 مخزن - مجلہ ۵۳
 مدن اکبری ۳۶
 مذاہب اسلام ۳۰
 مرآة الاصطلاح ۳۳۱
 مرآة الاسلام ۷۸
 مرآة التحقيق ۱۳۸
 مرآة الخيال - تذکرہ ۷۴ ، ۸۴ ،
 ۱۵۴ ، ۱۷۴ ، ۱۹۳ ، ۲۰۱ ،
 ۲۰۷ ، ۲۲۳ ، ۲۳۷ ، ۲۴۳

منتخبات آثار ۲۹۰

منتخب التواریخ ۲۱، ۱۰۶، ۱۳۵، ۱۶۱

منتخب الحساب ۳۵۴

مہا بہارت ۲۱۵، ۲۹۴

مہرونا - مثنوی ۲۲۸

میتافیزیک آف پرشیا - انگلیسی ۵۵

میرزا صاحبان - مثنوی ۲۷۳

میخانہ - تذکرہ ۱۰۶، ۱۴۱، ۲۲۲، ۲۲۳

نادر شاہ نامہ ۱۵۸

نامہ عشق ۳۴۳، ۳۴۴

نتایج الافکار ۳۵، ۴۶، ۴۹، ۷۶

۸۰، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۹

۱۶۶، ۱۷۲، ۱۹۴، ۲۰۸

۲۴۲، ۲۵۳، ۲۶۷، ۲۷۱

۲۸۸، ۲۹۹، ۳۱۷، ۳۵۰

۳۶۹، ۳۹۴، ۴۰۴

نزهت الارواح ۱۲۷

نزهت الخواطر ۴۸

نزهت القلوب ۱۷۶

نسب صبیان ۳۱

نشر عشق ۱۱، ۲۲، ۶۲، ۱۰۰

۱۰۱، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۸۲

۲۱۲، ۲۱۴، ۳۲۹، ۳۳۲

نظم و نثر در ایران ۴۱۶، ۴۳۸

۴۳۱

نغمہ فردوس ۳۶۵

نغمات الانس ۱۲۲، ۱۲۶

نقوش اقبال ۱۵۳

نقیب الاولیا ۱۷۸

۲۵۴، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۴

۲۹۸، ۳۳۳، ۳۴۷، ۳۵۷

مراد العاشقین ۲۶۳

مردم دیدہ - تذکرہ ۴۴، ۴۸، ۹۲

۹۹، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۱۴

۱۱۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۵

۱۵۱، ۱۵۵، ۱۷۱، ۲۱۷

۲۳۰، ۲۳۳، ۲۷۱، ۲۷۲

۲۷۸، ۲۹۱، ۲۹۵، ۳۱۸

۳۳۹، ۳۴۵، ۳۵۶، ۳۸۳

۳۸۶، ۳۸۹، ۳۹۴، ۴۰۱

۴۰۴

مرقع غم ۲۸۷

مرقع ملتان - تاریخ ۶۴

مسافر - مثنوی ۵۴، ۱۳۰

مثله خلافت ۱۸

مسیحا - مجلہ ۲۲۵

مٹاھیر اسلام ۳۰

مصطلحات الشعرا ۳۸۰، ۳۸۱

مطلع السعدین ۳۸۱

معارف - مجلہ ۴۲۶

معراج سخن ۳۸، ۱۰۵، ۳۹۳

مقالات الشعرا ۶۰، ۶۴، ۶۹، ۹۰

۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۲۵

۱۲۶، ۱۳۸، ۱۴۴، ۱۴۷

۱۵۹، ۱۶۲، ۱۸۳، ۲۱۲

۲۲۱، ۲۴۶، ۲۵۸، ۲۶۳

۲۶۹، ۲۷۲، ۲۸۲، ۳۵۷

۳۷۲، ۳۹۷

مقالات انگلیسی اقبال ۵۴

مکتوبات فرحت ۲۷۵

هلال - مجله ۱۵۸ ' ۲۰۳ ' ۲۲۷ ' ۲۳۸
 ' ۲۳۹ ' ۲۴۸ ' ۲۸۱ ' ۳۹۲ ' ۴۰۹
 همیشه بهار ۲۲ ' ۳۵ ' ۳۸ ' ۴۰
 ' ۶۳ ' ۶۵ ' ۷۲ ' ۸۳ ' ۱۰۷
 ' ۱۳۶ ' ۱۸۲ ' ۱۸۷ ' ۱۹۱
 ' ۲۲۱ ' ۳۱۶ ' ۴۰۰
 هند آزادی گرفت ۱۸
 هندی گویان - تذکره ۳ ' ۴۶
 ' ۱۲۲ ' ۱۴۰ ' ۱۵۶ ' ۱۵۹
 ' ۱۷۲ ' ۱۸۷ ' ۲۱۹ ' ۲۳۲
 ' ۳۳۵ ' ۳۷۹ ' ۳۸۰ ' ۳۸۱
 ' ۳۸۴ ' ۳۹۰ ' ۳۹۴ ' ۴۰۶
 ۴۰۸
 هنگامه عشق ۳۳۱
 هیر رانجها ۴۲ ' ۴۴
 هیر و ماهی ۱۱۲
 یادگار غالب ۴۲۲
 یادگار هندی ۴۰۰
 ید بیضا - تذکره ۴۶ ' ۱۵۹ ' ۱۶۸
 ' ۲۴۲ ' ۴۰۵ ' ۴۰۸
 یمینی - تاریخ ۴۱۰

نگارستان سخن ۹۶ ' ۱۰۹ ' ۱۱۸
 ' ۲۰۱ ' ۲۱۴ ' ۲۲۹ ' ۲۳۵
 ' ۳۰۳ ' ۳۱۸ ' ۳۳۴ ' ۳۵۲
 ۳۷۷ ' ۴۲۲
 نگارین نامه مثنوی ۴۰۰ ' ۴۰۱
 نلدمن - نل و دمن ۲۸۳ - ۲۸۵
 نوای فردا ۶۶ ' ۶۷
 نوای وقت ۴۱۴ ' ۴۲۹
 نور علی نور - مثنوی ۱۷۷
 نور و صفا ۳۵۰
 نوشاهی - تذکره ۳۲۲
 نیرنگ عشق ۲۶۵ - ۲۶۷
 واردات دل ۲۷۸
 واقعات بابری ۱۵۹
 وکیل - مجله ۱۷ ' ۲۲۵
 هدیت الطريق الاستقامت ۱۴۹
 هدایت الغوی ۱۴۹
 هزار الفصاحت ۲۹۳
 هفت اقلیم ۱۳۵ ' ۱۸۵ ' ۳۳۵
 هفت پیکر - مثنوی ۲۱۲
 هفت منزل ۲۳

* * *

their bearings in the confusing environment of modern thought. He is also the man who dreamt the great dream of Pakistan and was the first to voice the demand for a separate State for the Muslims of the Sub-continent.

It is difficult to regard him as one of the many poets produced by the land of five rivers. He is so great and stands so much apart that his life and work cannot be treated in anything less than a self-contained book. Hundreds of books have been already written on him and thousands will be written in future. The intellectual and spiritual revolution which he promoted and led will keep his name and fame alive after him:

پس از من ، شعر من خوانند و دریابند و می گویند :
جهانی را دگرگون کرد یک مرد خود آگاهی

When I am gone, men will sing my verses and know
the truth and say:

A Self-knowing One has changed the world.

The learned author of the Tadhkira, Lt. Col. K. A. Rashid, is a well-known star of the literary and academic firmament. He is equally well-known as a doctor, an administrator, a soldier and a scholar. The Academy is fortunate in having been able to persuade him to compile this Tadhkira for them and to have the honour of publishing it on the auspicious occasion of their Imperial Majesties' Coronation.

Karachi
October 6, 1967

Mumtaz Hasan

Never have I seen a land that robbed me so of
patience,

As that Land of Beauty called the Punjab.

The Punjab, the choice one among all the seven
kingdoms,

Even the waves of Kauther swear by its dust.

Speaking of the physical contiguity of Kashmir to the
Punjab, the poet adds:

ازان حسرت که می آید به پنجاب دل کشمیر صد ره میشود آب

Out of its yearning to come to the Punjab,

The heart of Kashmir melts in a hundred ways into
water.

Probably the last great poet to speak of the Punjab is
Ghulam Qadir Girmi who died in 1927:

بر آمد لفظ پنجاب از زانم زبان شد موج کوثر در دهانم

My tongue has uttered the word 'Punjab',

And has become like a wave of the sacred Kauther
in my mouth.

The greatest poet produced by the Punjab is, of course,
Mohammad Iqbal, whose family came from Kashmir. It
is difficult to say, however, that he belonged to the Punjab
although he lived and died there or to Kashmir which was
the land of his ancestral origin. He was far too great a
man for his identity to be confined within the limits of
space or time. He belongs to the whole world. If he is
included in the present Tadhkira as a poet of the Punjab,
it is only because he physically belonged to the Punjab
area.

He is one of the greatest poets of Persian ever produced
by the Indo-Pakistan Sub-continent just as he is one of the
greatest poets who ever wrote in Urdu. As a thinker he is
pre-eminently the man who gave the basic values of Islam

The Punjab was a great centre of Iranian culture. A number of Mughul nobles of Iranian origin, whose duties kept them at Delhi most of the time, had residences in Lahore as well. The Emperor Jehangir was fond of Lahore and is buried there. His Iranian Empress, Nur Jehan, built his tomb and lived in widowhood for nearly sixteen years at Lahore after the death of her husband. A famous verse in praise of Lahore is attributed to her:

لاهور را بجان برابر ، خریده ایم
جان داده ایم ، جنت دیگر خریده ایم

I have bartered my soul for Lahore.

And have given life itself to buy for myself a new
paradise.

She died at Lahore and is also buried there.

The Persian poets of the Punjab are deeply enamoured of the beauty of their homeland. We find frequent references to rivers and gardens, trees and flowers and, of course, human beings. In his elegy on prince Sultan Mohammad, son of Sultan Ghiasud Din Balban, who was killed in battle against the Mongols near Multan, Amir Khusro spoke of Multan and the five rivers:

بس که آب چشم خلقی شد روان در چار سو
پنج آبی دیگر اندر مولتان ، آمد پدید

Tears flowed so profusely from the eyes of the
multitude,

That another five rivers came into being in Mooltan.

But the poet who has immortalised himself and the Punjab by speaking of it is Mohammad Akram of Kunjah:

نه دیدم کشوری غارتگر تاب بخوبی هائی حسن آباد پنجاب
چه پنجاب انتخاب هفت کشور قسم خورده بخاکش آب کوثر

Temple's translation of Mirza Sahiban and his articles on other Punjabi poets, or the recent translation by Maqbool Elahi of Sultan Bahu.

The Tadhkira contains accounts of four hundred and seventynine poets. The large majority of these poets have been included in one old Tadhkira or the other, and the rest have been added by the learned compiler of the present Tadhkira as a result of personal research. He has included a number of contemporary poets as well.

The Punjab, the land of five rivers (actually there are six rather than five), stands in a historic relationship with Iran. In the sixth B. C., there was virtually one Pak-Iranian people in this and the surrounding areas. A large part of West Pakistan was part of the twentieth Satrapy of the Achaemenian Empire.

The Punjab is also the place where Persian poetry flourished first in the Sub-continent. The first poet of the Persian language in this part of the world is Mas'ud Sa'ad Salman of Lahore. He was in love with Lahore and has written of it more than once:

مرا کی گوید: کای دوست عید فرخ باد
نگار من بلہاوور و من بہ نیشاپور
ای لاهور و یحک بی من چگونہ ای
بی آفتاب روشن ، روشن چگونہ ای

Who is there to say to me: 'happy id to thee, my friend'?

My sweet-heart is at Lahore while I am languishing
at Nishapur.

Alas for thee, O Lahore! How art thou faring
without me?

How canst thou have light without the luminous sun?

FOREWORD

The Iqbal Academy is doing itself the honour of bringing out three publications on the auspicious occasion of the Coronation of Their Imperial Majesties the Shahanshah Arya Mehr and the Shahbano of Iran. These publications are:

- i) Tadhkira Shura-i-Punjab compiled by Lt. Col. K. A. Rashid,
- ii) Tadhkira Shura-i-Kashmir by Muhammad Aslah "Mirza" edited with an introduction, additions and notes by Sayyid Hussamuddin Rashdi,
- iii) A special issue of the Iqbal Review, the quarterly journal of the Academy.

Of these the first book is before us. This is the first proper Tadhkira of the Persian poets of the Punjab. No such Tadhkira has been written so far. A small book with the same title as the present work was written by Professor Dr. Mohammad Baqir of the Punjab University in the early Nineteen Thirties but it dealt only with the Urdu poetry of the poets of the Punjab. Similarly we have Lajvanti Rama Krishna's book on The Punjab Sufi Poets which treats of the Punjabi poetry written by Sufi poets of the Punjab. The same holds good of Usborne's translation of Hir and Ranjha and his monograph on Bullhe Shah,

COPYRIGHT

Copies	1000
Price	25.00

October 1967

Published by B. A. Dar, Director, Iqbal Academy, 43—6/D, Block No. 6, P. E. C. H. Society, Karachi and printed by Khalil Ahmed at Industries Printers, c/o Al-Qadir Printing Centre, Karachi.

TADHKIRA SHU'RA-I PUNJAB

Lt. Col. K. A. RASHID



IQBAL ACADEMY KARACHI